كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

صبحِ دوامِ زندگی

تالیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Scanned with CamScanner

كل نفس ذائقة الموت

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

صبحِ دوامِ زندگی

بروز جمعرات

Abbas
۲۰۱۳ - ۱۱ - ۲۸
۱۴۳۵ - ۱ - ۲۳

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 37352022

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۱۲۴ نساء
(رکوع آیت ۱۵) سورہ رکوع ۱۲ - پارہ ۵ -

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	صبحِ دوامِ زندگی
مصنف	....	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	....	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
صفحات	....	480
اشاعت	....	2010
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	فرخ علی
ناشر	....	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	....	300 روپے

ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

فہرست

عنوان	صفحہ
حمدِ باری تعالیٰ عزَّ اِسمُہٗ	۱۵
نعتِ مصطفیٰ ﷺ	۱۷
السّلام علیٰ سیّد الانام علیہ التحیۃ والسّلام	۱۷
مناجاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ	۱۸
عرضِ احوال	۱۹
موت ٹھہری آنیوالی آئے گی	۲۱
ہمہ وقت موت کی تیاری میں رہو	۲۳
فرمانِ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۴
کیسی کیسی صورتیں وہ تھیں جو پنہاں ہوگئیں؟	۲۵
موت کے آنے اور قبر میں جانے پر اللہ کا شکر ادا کرو	۲۵
جب بارگاہِ خداوندی میں ہم سب کی حاضری ہوگی	۲۶
آج جو کچھ بوئے گا کاٹے گا کل	۲۷
جان ٹھہری جانیوالی جائے گی	۲۹
موت وحیات کے معانی	۲۹
موت سے فرار ممکن نہیں	۳۱
دم واپسیں مومن وکافر کا حال	۳۲
موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم	۳۳
سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جو موت کو زیادہ یاد کرنیوالا ہے؟	۳۳
فرصت کے لمحات کو غنیمت جانو اور نیکی کرنے میں جلدی کرو	۳۴
آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا؟	۳۵
دیکھ اے دل یہ دم غنیمت ہے	۳۵
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ہے	۳۷
وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے	۳۸
نیک اعمال میں جلدی کرلو!	۳۹
وقت کی قدر کرنیوالے لوگ	۴۰
زندگی بے بندگی شرمندگی	۴۱
زندگی کے مشکل ترین لمحات	۴۲
بوقت انتقال بھی فقہی مسائل	۴۳
عمل کا وقت اے انساں تیری عمر رواں تک ہے	۴۴
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے	۴۴
تیرا ذکر کرتے کرتے جسے موت آگئی ہو	۴۵
اے امیر! آج تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے	۴۷
غرغرہ اور نزع کی حالت میں تعلیم دینا	۴۸
مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی ملاقات پہ خوش ہوں	۴۹
امام ابن جوزی کی اپنے بیٹے کو نصیحت	۴۹

عنوان	صفحہ

جوان بیٹے کی دفات پر ۵۱
کیسی آنکھ ہے نیند سے بھرتی ہی نہیں ۵۲
زہد فی الدنیا کیا ہے اور دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ ۵۳
زندگی اور موت کو کیوں پیدا کیا گیا؟ ۵۴
دنیا کی حقیقت اور آخرت کی تیاری کے بارے میں دو خط ۵۵
مرنے کے بعد نیک و بد دونوں نادم ہوں گے ۵۶
موت کے فرشتے ۵۶
ملک الموت کا روح قبض کرنا ۵۷
ملک الموت کا اہل ایمان کے ساتھ شفقت و محبت کا معاملہ ۵۸
عزرائیل علیہ السلام کے علم کی وسعت ۵۸
محبوبِ خدا کے علم کی وسعتیں ۵۹
حدیث پاک کا مفہوم ۶۰
حضور علیہ السلام تو یہ بھی جانتے ہیں ۶۱
فرشتوں کا جہان ۶۲
فرشتوں کے بارے میں حضور علیہ السلام کے ارشادات ۶۳
جبریل علیہ السلام کی نرمی اور میکائیل علیہ السلام کی سختی ۶۴
آسودہ حالی کیونکر ہو؟ ۶۵
عزرائیل علیہ السلام کی ہر گھر والوں کو روزانہ تنبیہ ۶۶
عزرائیل علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضری ۶۷
مسلم شریف کے حوالے سے ۶۹
امام الانبیاء علیہ السلام کی بارگاہ میں ملک الموت کی حاضری ۷۰
حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کا حال ۷۱
فرشتے کی تسبیح سن کر مرغ کا اذان دینا ۷۲
رعد فرشتے کا حال ۷۳
سات زمینوں کو اٹھانے والا فرشتہ ۷۴
حجاج کرام کی بخشش پر فرشتوں کو گواہ بنایا گیا. ۷۵
سب سے پہلے کعبے کا طواف اور حج فرشتوں نے کیا ۷۶
فرشتوں کی آسمان کے دروازوں پہ صدائیں ۷۷
فرشتے انسانوں سے حیاء کرتے ہیں ۷۸
انسان کے ساتھ رہنے والے فرشتے ۷۹
رحم مادر کا ساتھی فرشتہ ۸۱
لوگوں کو نماز کی دعوت دینے والا فرشتہ ۸۲
ستر ہزار فرشتوں کا اجتماع ۸۲
فرشتوں کا ساتھ کس کو نصیب نہیں ہوتا؟ ۸۳
علم کے طالب کا اکرام کرنے والے فرشتے . ۸۴
عمامہ شریف باندھنے والے فرشتے ۸۴
ابن آدم کو فرشتوں کا سلام ۸۵
ہم سو رہے ہوتے ہیں اور فرشتہ ہماری حفاظت کر رہا ہوتا ہے ۸۶
انصاف پر مبنی فیصلہ کرنیوالے کے رہنما فرشتے ۸۷
فرشتوں کا حاجیوں سے مصافحہ اور معانقہ ۸۸
جس گھر میں قرآن پڑھا جائے وہاں فرشتے آتے ہیں ۸۹

عنوان	صفحہ

شہر مدینہ کے محافظ فرشتے ۸۹
خاوند کو ناراض کرنیوالی عورت پہ لعنت کرنیوالے فرشتے ۹۰
مرنے والے اور پسماندگان کیلئے ایک فرشتے کی ڈیوٹی ۹۱
قبر میں نکیرین کی آمد ۹۲
نکیرین کے سوالات اور قبر والے کے جوابات ۹۳
روزہ دار کے لئے دعا کرنے والے فرشتے .. ۹۴
عید کے دن فرشتوں کا راستوں پہ کھڑے ہونا ۹۴
ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان فرشتے کا ایک لقمہ ۹۵
زندگی اور موت کی شکل وصورت ۹۷
موت ہر ذی نفس کو آنی ہے ۹۸
موت کے بارے میں حضور علیہ السلام کے ارشادات ۹۹
کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ۹۹
مجھے فلاں فلاں سورت نے بوڑھا کر دیا ہے' فرمان نبوی ۱۰۰
موت اس سے بھی پہلے آجانے والی ہے..... ۱۰۱
دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے........ ۱۰۲
اے ابن خطاب تو ابھی اس چکر میں پڑا ہوا ہے ۱۰۳
قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا........ ۱۰۴
جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے...... ۱۰۵
اللہ کے سایۂ رحمت میں رہنے والا شخص ۱۰۵
قبر کے عذاب اور فتنۂ دجال کو یہودی بھی مانتے ہیں ۱۰۶
ہمیشگی ہے فقط اس ذات مطلق کے لئے...... ۱۰۸
سوائے اس کے ہیں چودہ طبق فنا کے لئے ... ۱۰۹
انبیاء کرام علیہم السلام کی رحلت ۱۰۹
وفات کے وقت حضور علیہ السلام کے جسدِ اقدس سے خوشبو کا آنا ۱۱۰
نبی اکرم ﷺ کی رحلت ۱۱۱
اپنی لخت جگر کو تسلی دینا ۱۱۲
فرطِ خوشی سے چہرۂ انور چمک اُٹھا........ ۱۱۳
آخری حکم و عمل ۱۱۴
ایک حقیقت جس کا کوئی بھی منکر نہیں ۱۱۵
انسان عقلمند ہے وہ ہوشیار ہے ۱۱۶
زندگی ایک نے پائی' دھوکہ بہت ساروں نے کھایا ۱۱۷
دل کی سختی کا علاج یاد موت ہے........ ۱۱۷
مومن کے لئے اخروی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ موت ہے ۱۱۸
وقت کا بادشاہ موت کے خوف سے رونے لگا. ۱۱۹
چار قسم کے لوگ ۱۲۰
جس کو سچ جانتا تھا وہ جھوٹ معلوم ہونے لگا.. ۱۲۲
کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے ... ۱۲۲
موت نے بڑے بڑے جابروں کی گردنوں کو توڑ دیا ۱۲۲

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
عمل کرے گا تو کب آخرت کے گھر کے لیے	۱۲۴
موت سے پہلے توبہ اور مصروفیت سے پہلے نیک اعمال کرلو	۱۲۵
قبولیت توبہ کی چار شرائط	۱۲۶
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا وصال باکمال	۱۲۷
صدیق اکبر اور خوفِ خدا - اللہ اکبر	۱۲۸
حضرت صدیق اکبر کو پتہ چل گیا کہ یہ میری زندگی کی آخری رات ہے	۱۲۹
کفن کے بارے میں آپ کی وصیت	۱۲۹
حضرت ابوبکر کی حضرت عمر کو وصیت	۱۳۰
ایمان خوف اور امید کی درمیانی حالت کا نام ہے	۱۳۱
حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا بیان	۱۳۲
امانت کا پیکر ہے صدیق اکبر ؓ	۱۳۲
وراثت و وصیت صدیق اکبر ؓ	۱۳۴
قابل رشک موت	۱۳۵
نبیوں کے بعد ہیں سب سے افضل ؓ	۱۳۶
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا تقویٰ	۱۳۷
وفات کے بعد کا حال	۱۳۸
موت کے موضوع پر حضرت ابوبکر ؓ کے چار خطبات	۱۳۹
پہلا خطبہ	۱۳۹
جو تم سے پہلے فوت ہوگئے ان سے عبرت حاصل کرو	۱۴۰
دوسرا خطبہ:	۱۴۱
تیسرا خطبہ	۱۴۲
چوتھا خطبہ	۱۴۴
حضرت عمر فاروق ؓ کی شہادت	۱۴۵
خوف خدا کی وجہ سے حضرت عمر ؓ کی حالت	۱۴۶
حضرت عمر ؓ نے اپنی شہادت کا اشارہ دیدیا	۱۴۸
حضرت عمر ؓ نے اپنے قاتل کے بارے میں بتادیا	۱۴۹
حضرت عمر ؓ کی شہادت کا واقعہ	۱۵۰
موت و حیات کی کشمکش میں بھی نماز ادا ہوتی رہی	۱۵۲
پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار	۱۵۲
پہلوئے مصطفیٰ میں دفن ہونا میرے لیے سب سے اہم ہے	۱۵۳
آخری وقت' آخری کلمات	۱۵۴
وفات کے بعد کا حال اور عظمت و شان	۱۵۵
وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر	۱۵۶
حضرت عمر ؓ کے دل میں خوفِ خدا کا عالم	۱۵۷
حضرت عمر ؓ کا جنت میں عالیشان محل:	۱۵۹
امیر المومنین نے اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کردیا	۱۶۰
ایسا کیوں نہ ہو؟	۱۶۰
حضرت عمر ؓ کا غصہ' قرآن کی تلاوت' یادِ الٰہی اور خوف خدا سے ٹھنڈا ہو جاتا	۱۶۱
قیامت کے مواخذے کا کھٹکا	۱۶۲
ہے رہتا جن کے دل میں احتسابِ حشر کا کھٹکا	۱۶۳
حضرت امام حسن ؓ کی گواہی	۱۶۴
حضرت عمر ؓ کی دنیا سے بے رغبتی	۱۶۴

عنوان	صفحہ
تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے	۱۶۵
فکرِ آخرت کے بارے میں حضرت عمر ؓ کے اقوالِ زریں	۱۶۶
دل کی موت کیا ہے؟	۱۶۷
محاسبۂ نفس اور خوف خدا کے موضوع پہ حضرت عمر ؓ کے خطبات کا خلاصہ	۱۶۸
وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور لوگ ان سے ڈرتے ہیں	۱۷۱
فضیلت کا معیار تقویٰ ہے	۱۷۲
اپنے بیٹے اور افسروں کو وصیت و نصیحت	۱۷۳
حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت	۱۷۳
حضرت عثمان ؓ نے خود بتادیا کہ میں آج شہید کردیا جاؤں گا	۱۷۴
قرآن پڑھتے ہوئے شہید کردیئے گئے	۱۷۶
آزمائشوں پہ صبر کرنے والے' حضرت عثمان ؓ زہد و ورع و قناعت کا پیکر' حضرت عثمان ؓ	۱۷۷
بارگاہ رسالت میں حضرت عثمان کا مقام	۱۷۸
حضرت عثمان غنی ؓ کی آخری وصیت	۱۷۹
قبر کو دیکھ کر حضرت عثمان ؓ کی آہ و زاری	۱۸۱
حضرت عثمان ؓ زندگی کے آخری لمحات میں کیا پڑھ رہے تھے	۱۸۱
فکر آخرت کے موضوع پہ حضرت عثمان ؓ کے خطبات	۱۸۲
موت کے بارے میں غفلت سے کام نہ لو	۱۸۳
حضرت عثمان غنی ؓ کا آخری خطبہ	۱۸۴
حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت	۱۸۵
شہادت سے پہلے شہادت کا علم	۱۸۶
حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی اور شہادت علی کا پس منظر	۱۸۷
صبح شہادت	۱۸۹
اپنے قاتل کے بارے میں وصیت	۱۹۰
اپنے بیٹوں سے آخری گفتگو	۱۹۱
وفات کے وقت آپ نے یہ وصیت لکھوائی	۱۹۲
بارگاہِ رسالت میں مرتبہ و مقام	۱۹۳
حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور فکر آخرت	۱۹۴
اہلِ قبور سے خطاب	۱۹۵
آج عمل کا موقع ہے	۱۹۶
حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے حکمت بھرے اقوال	۱۹۷
کامل فقیہ کی نشانی	۱۹۷
تقدیر کا مسئلہ	۱۹۸
حضرت امام حسن ؓ کو جن باتوں پہ عمل کرنے کی تاکید فرمائی	۱۹۹
موت مؤثر ترین عبرت ہے	۲۰۰
ہے جام موت مقدر ہر اک بشر کے لئے	۲۰۱
فکر آخرت پر حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے خطبات	۲۰۲
قبر کی پکار	۲۰۳
دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے	۲۰۴
میت دفن کرنے والوں کو حضرت علی المرتضیٰ ؓ	

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کا خطاب	۲۰۶	موت سے پہلے پیغامِ موت	۲۳۰
لمبی امیدیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں	۲۰۸	ساٹھ سال تک مہلت	۲۳۱
جنگ نہروان کے بعد رقت انگیز خطبہ	۲۰۹	ملک الموت کا فرمان	۲۳۲
مال اور اولاد دنیا کی اور اعمال صالحہ آخرت کی کھیتی ہے	۲۱۱	ساری زندگی جھونپڑی میں ہی گزار دی	۲۳۳
اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کے حرف حروف	۲۱۱	ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں	۲۳۴
فرائض کی ادائیگی کے متعلق ایک طویل خطبہ	۲۱۲	غلبۂ خوف خدا میں اہل اللہ کا حال	۲۳۶
موت، قبر اور قیامت کے بارے میں خطبہ	۲۱۶	اگر میں موت کو ایک لمحہ کے لئے بھی بھول گیا	۲۳۷
غم اولاد کوئی صاحب اولاد ہی جانے	۲۱۷	کاش موت کے بعد میں دوبارہ نہ زندہ کیا جاؤں	۲۳۸
صحابی رسول ﷺ کی آہ و زاری	۲۱۹	کوچ کا نقارہ بج چکا ہے	۲۳۹
خوف آخرت سے سارے غلام آزاد کر دیے	۲۲۰	ایک بچی کی موت کے ڈر سے آہ و زاری	۲۴۰
حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے بارے میں ہدایات	۲۲۱	ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل پہ نگاہ رکھو	۲۴۰
اہل حق کے معمولات مبارکہ	۲۲۲	آیت سنی اور روح پرواز کر گئی	۲۴۱
موت کا معاملہ بہت خطرناک ہے	۲۲۲	گورنروں کو للکارنے والے کی رب کی بارگاہ میں عاجزی	۲۴۳
سورج روزانہ اعلان کرتا ہے	۲۲۳	حاکم وقت میں اس قدر خوف خدا؟	۲۴۴
قبر اور میت کے بارے ارشادات مصطفیٰ ﷺ	۲۲۴	ایک متکبر بادشاہ کی موت کا حال	۲۴۴
قبر کیا کہتی ہے؟	۲۲۵	ایک ویران محل کی داستان	۲۴۶
اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ماں سے زیادہ مہربان ہے	۲۲۶	ملک الموت نے نجات نامہ لکھوا دیا	۲۴۷
اعمال صالحہ قبر کی وحشت کو دور کرتے ہیں	۲۲۷	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی گریہ و زاری	۲۴۸
انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہے	۲۲۸	موت محض فنا ہو جانے کا نام نہیں	۲۴۹
ناکارہ اور نکمی (ارذل العمر) سے کیسے بچا جائے؟	۲۲۹	کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کہوں؟	۲۵۰
		کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کہوں؟	۲۵۰
		قبر والوں کا حال	۲۵۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ایک کفن چور کا واقعہ	۲۵۲	عمل کم کیا اجر بہت زیادہ مل گیا	۲۶۷
میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے	۲۵۲	چوک مرگ آید تبسم برلب اوست	۲۶۸
اولاد کی وفات پر مشاہیر کے صابرانہ جملے	۲۵۳	مرحبا، خوش آمدید ان چہروں کے لئے جو نہ انسان ہیں نہ جن	۲۶۹
ایک ہی دن میں دو بیٹوں اور شوہر کی موت پہ صبر کرنیوالی عورت	۲۵۵	اس عمر میں اس قدر محنت کیوں؟	۲۷۱
موت مومن کے لئے تحفہ ہے	۲۵۶	ایک مسئلہ جس سے اصلاح ہو جائے سوچ اور سو جہاد سے بہتر ہے	۲۷۱
ان شہیدانِ وفا کی بات کر	۲۵۶	کاش میں غریبی کی حالت میں مرتا اور قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کرتا	۲۷۲
موت کے بغیر نہ وصال یار ہے نہ جنت کی بہار	۲۵۷	میں اللہ کے قاصد کی انتظار میں ہوں	۲۷۲
موت کو آتا دیکھ کر اہل اللہ کیا کہتے رہے؟	۲۵۸	ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے	۲۷۳
حضور علیہ السلام کے تبرکات کفن میں رکھنے کی خواہش و وصیت	۲۶۰	میں اللہ کی پکڑ سے ڈرتا ہوں	۲۷۴
اے اللہ! میرے دل میں تیری محبت ہے	۲۶۱	میرے گناہ تیرے عفو کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں	۲۷۵
میں کتنا خوش ہوں کہ کل محبوب خدا سے ملاقات ہوگی	۲۶۲	تیس برس سے روزانہ ایک قرآن مجید پورا پڑھنے والا محدث	۲۷۶
حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور جان دے دی	۲۶۲	عظیم محدث کے آخری الفاظ	۲۷۶
کاش ان صندوقوں میں اشرفیوں کی جگہ مینگنیاں ہوتیں	۲۶۳	میرے پاؤں زندگی بھر کسی گناہ کی طرف چل کر نہیں گئے	۲۷۷
ہم اپنے آقا علیہ السلام کو کبھی دشمن کے حوالے نہ کریں گے	۲۶۴	موت ایک کٹھن اور سنگین مرحلہ ہے	۲۷۸
اسلامی فوج کو شہید کا پیغام محبت رسول ﷺ	۲۶۵	کاش میں حکمران کی بجائے ایک غسال ہوتا	۲۷۸
حضور علیہ السلام کو میرا اسلام کہنا اور دعا کی درخواست کرنا، شہید کی وصیت	۲۶۵	دیگر عباسی خلفاء کا حال	۲۷۹
اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا	۲۶۶	ہائے رے یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں	۲۸۰
		موت کی تکلیف	۲۸۱

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
بیماری کا شکوہ کیوں کروں یہ تو میرے طبیب ہی کی طرف سے ہے	۲۸۲
جانکنی کا وقت ہی تو دراصل تلاوت کا وقت ہے	۲۸۳
میری یہی تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے	۲۸۳
ایک درویش کی موت کا حال	۲۸۴
تیرے حق کی قسم! میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں	۲۸۴
عاشقان اوزخوبان خوب تر	۲۸۵
ماں کے گستاخ کی زبان پہ کلمہ جاری نہیں ہو رہا	۲۸۶
ایک عاشق صادق کی موت کا حال	۲۸۷
کشتگانِ خنجر تسلیم را	۲۸۹
شاید اللہ اس کو بھی بخش دے	۲۹۰
انسان موت سے کیوں ڈرتا ہے؟	۲۹۱
مومن و کافر کی موت کا مفصل حال	۲۹۲
جب مومن کی روح بدن سے نکلتی ہے	۲۹۳
عالم بالا میں پاکیزہ روح کا استقبال	۲۹۴
قبر میں منکر نکیر کی آمد	۲۹۵
ملک الموت کی خدا کے دشمن کے پاس آمد	۲۹۷
دشمنِ خدا کی قبر میں حالتِ زار	۲۹۸
ایک ہاشمی شہزادے کا نیک انجام	۲۹۹
نوجوان کی چیخ نے شہزادے کی کایا پلٹ دی	۳۰۰
ہاشمی شہزادہ بے اختیار ہو کر چیخنے لگا	۳۰۲
ہاشمی شہزادے کی دعا	۳۰۳
ایک نوجوان کو موت کے بعد جنتی محل ملنے کا واقعہ	۳۰۳
نوجوان نے ایک رات کی مہلت مانگ لی	۳۰۴
ایک گروہ جنت میں ہوگا اور دوسرا دوزخ میں	۳۰۶
خیر سے خالی لوگ ہی دوزخ میں جائیں گے	۳۰۷
موت انسان کا تعاقب کر رہی ہے	۳۰۷
تم موت کے لئے پیدا کیے گئے اور ویرانی کے لئے تعمیر کرتے ہو	۳۰۸
جو بویا ہے وہی کاٹنا ہوگا	۳۰۹
دنیا کی محبت میں جو جتنا پھنسا ہوگا	۳۱۰
موت کی یاد پہ تین انعامات اور اس کو بھلانے پہ تین مصائب	۳۱۱
دین کی حفاظت کے لئے موت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے	۳۱۲
موت کے بعد کی تکلیف موت کی تکلیف سے زیادہ ہے	۳۱۳
اللہ تعالیٰ کے حلم سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے	۳۱۴
عمل کا سلسلہ موت پہ ختم ہو جاتا ہے	۳۱۵
موت کی یاد نیکی کی علامت ہے	۳۱۶
موت اس سے بھی جلدی آ سکتی ہے	۳۱۷
قبر و آخرت کو یاد رکھنے کے لئے اہل اللہ کیا کرتے تھے؟	۳۱۸
ہمسائیگی کا حق ادا کر دیا	۳۲۰
ایک عبادت گزار غلام کی موت کا واقعہ جس کی دعا سے بارش ہونے لگی	۳۲۰

عنوان	صفحہ
ایک درویش کی رب سے ملاقات	۳۲۳
بزرگی کا حق ادا کر دیا	۳۲۴
قبر پر سال بھر خیمہ لگائے رکھا	۳۲۵
اپنی بیوی کے غم میں شاعر اہل بیت فرزدق کے اشعار	۳۲۶
خلیفہ ہارون الرشید کے جوان بیٹے کی موت کا طویل واقعہ	۳۲۶
تیرا بھی ایک دن جنازہ اُٹھایا جائے گا	۳۲۸
بادشاہ کی بیٹے کی قبر پہ حاضری	۳۳۱
حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے بارے میں نصیحت	۳۳۲
ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے؟	۳۳۳
ایک مردِ صالح کا سبق آموز واقعہ	۳۳۴
وہ صالح بزرگ فرماتے ہیں:	۳۳۵
موت کا شیر عنقریب حملہ آور ہونے والا ہے	۳۳۶
عبرت انگیز عربی اشعار بمعہ ترجمہ	۳۳۷
میت قبر پر آنے والے کو دیکھتی ہے:	۳۴۰
ایک عقل مندی کی بات	۳۴۰
ملک الموت کا اعلان:	۳۴۲
وہ ”راز“ اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں	۳۴۲
جس کی موت جہاں لکھی ہو گی وہ کہیں بھی ہو گا تو اس جگہ ضرور پہنچے گا	۳۴۳
موت کی یاد کا عملی مظاہرہ کیا جائے نہ کہ زبانی دعویٰ	۳۴۵
اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو	۳۴۷
ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر ادا کر	۳۴۷
زاہد کون ہے اور زہد فی الدنیا کیا ہے؟	۳۴۸
موت پر یقین اور پھر ہنسنا؟	۳۴۹
فتنے کے وقت زندگی سے موت بہتر ہے مگر اس کی تمنا نہ کی جائے	۳۵۰
نیک اعمال والی لمبی عمر نیک بختی ہے	۳۵۰
مجھے اپنی ملاقات سے محروم نہ فرمائیں	۳۵۲
اولیاء اللہ کا وصال باغیان حق جیسا نہیں	۳۵۲
بزرگ کی گریہ وزاری	۳۵۳
بزرگ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے	۳۵۳
بیٹی اپنے باپ کی نعش پر	۳۵۴
یہ خدا کے دوست کی قبر ہے	۳۵۴
اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا انوکھا طریقہ:	۳۵۶
مرنے والے میں کیا کس کے لیے ہے	۳۵۹
جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی	۳۶۰
موت کی سختیاں:	۳۶۰
بنی اسرائیل کا ایک شخص موت کی شدت کو بیان کرتا ہے	۳۶۲
اے موت کو بھول کر محل تعمیر کرنے والے	۳۶۳
اے ابراہیم! تو نے موت کو کیسا پایا؟	۳۶۴

عنوان	صفحہ
اچانک کی موت مومن کے لئے رحمت اور فاجر کے لئے زحمت ہے	۳۶۴
ایک عورت کی اپنے باپ کی قبر کے پاس فریاد	۳۶۵
فوت ہونے والوں کی زندوں کیساتھ خواب میں ملاقات کے واقعات	۳۶۶
ہائے میں ان کی نماز جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوا	۳۶۷
ایک قدم پلصراط پہ اور دوسرا جنت میں	۳۶۹
مرنے کے بعد سیاہ چہرہ روشن اور منور ہوگیا	۳۷۰
خلوصِ نیت اور چار کلمات کی وجہ سے بخشش ہوگئی	۳۷۱
مغفرت و بخشش کے واقعات بمع وجوہات	۳۷۱
اہل اللہ کی وصال کے بعد ملاقاتیں	۳۷۳
اپنے مستقبل کو تم روشن کرو	۳۷۳
شیطان کو بھگانے کے لئے دل میں ایمان کا نور چاہئے	۳۷۴
اللہ والے کے آنسوؤں سے لونڈی کا چہرہ چمکنے لگا	۳۷۵
خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کے واقعات	۳۷۶
نیند کی حالت میں ارواح کی آپس میں ملاقات	۳۷۸

عنوان	صفحہ
نیند موت کی بہن ہے اسی لیے جنت میں نیند نہ ہوگی	۳۷۹
موت کے وقت مومن کو اعزاز کی خوشخبری اور کافر کو عذاب کی اطلاع	۳۸۰
مومن کے مرنے پہ زمین کا رونا	۳۸۱
ایک شبہ کا ازالہ	۳۸۲
مومن کو موت کے وقت اللہ کا سلام	۳۸۳
مومن کے پاس قبر میں ایک حسین چہرے والے کا آنا	۳۸۴
کافر کے ساتھ موت کے بعد کیا معاملہ ہوتا ہے؟	۳۸۴
قبر میں نیک اعمال بندۂ مؤمن کا دفاع کریں گے	۳۸۶
موت کے خطرے سے غافل کس قدر انسان ہے	۳۸۷
عذاب قبر کے بارے میں احادیث مبارکہ	۳۸۸
مومن و کافر کا قبر میں حال	۳۸۹
کافر پہ قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کر دیے جاتے ہیں	۳۹۰
جنت میں عموماً مساکین اور دوزخ میں عورتیں دیکھی گئیں	۳۹۱
قیامت کے دن سب سے زیادہ کون لوگ بھوکے ہوں گے؟	۳۹۲

عنوان	صفحہ
امت پر سب سے پہلی مصیبت	۳۹۲
ایک درویش کی موت کا واقعہ	۳۹۳
متکبر جنت میں نہ جا سکے گا	۳۹۴
ایک عورت دوزخ کا ذکر سن کر کانپ اٹھی اور	
ایک نوجوان ولی اللہ کی موت کا واقعہ	۳۹۶
جس کے دل میں خوف خدا ہوگا	۳۹۹
اہل ایمان کے لئے نکیرین کی آواز کتنی عمدہ ہوگی؟	۴۰۰
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت آہ وزاری	۴۰۰
کاش مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور اب جبکہ ہو چکی تو	۴۰۱
ہیں سامنے جن کے رہِ عقبیٰ کے مناظر	۴۰۲
منڈلا رہا ہے سر پہ تیرے طائرِ اجل	۴۰۳
خطرات جن کے دل میں ہیں روز شمار کے	۴۰۵
فکر آخرت رکھنے والا عظیم حکمران	۴۰۶
آپ پہلے بادشاہ ہیں جو مرنے والے ہیں	۴۰۷
بیت المال قوم کی امانت ہے	۴۰۸
ہدیۃً بھیجا ہوا سیب اپنے لیے رشوت سمجھا	۴۰۹
میرے عزیز تو ان کے تفکرات نہ پوچھ	۴۰۹
ابا جان کیا آپ اس حقیقت سے بے خوف ہوگئے	۴۱۰
حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطبہ	۴۱۱

عنوان	صفحہ
شہزادے کی موت کے منظر نے حضرت حسن بصری کی کایا پلٹ دی	۴۱۲
آتش پرست کو ہدایت مل گئی	۴۱۴
جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جم گئے	۴۱۶
ایماندار لوگوں کو فرشتوں کا سلام	۴۱۷
جب ملک الموت اور خود موت کو بھی موت آ جائے گی	۴۱۹
موت کو دنبے کی شکل میں پل صراط پہ ذبح کر دیا جائے گا	۴۲۰
شہید فی سبیل اللہ کے درجات	۴۲۱
شہید کو موت کی کتنی تکلیف ہوتی ہے؟	۴۲۲
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا معاملہ	۴۲۳
شہداء کی ارواح جنت کی سیر کرتی ہیں	۴۲۴
جذبۂ شہادت	۴۲۵
شہید کے لئے چھ نعمتیں	۴۲۶
اتنی سی دیر بھی جنت کی جدائی برداشت نہیں	۴۲۷
راہِ خدا میں قتل ہونیوالے تین طرح کے لوگ ہیں	۴۲۹
شہید کے انعامات	۴۳۰
شہید قیامت کے دن کس حال میں آئے گا؟	۴۳۱
شہید کا جسم قبر میں سلامت رہتا ہے	۴۳۲

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
مصعب بن عمیر اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی شہادت	۴۳۳
حضور علیہ السلام قیامت کے دن شہداء کی گواہی دیں گے	۴۳۴
غزوۂ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال	۴۳۵
شہداء کی نمازِ جنازہ	۴۳۵
اس بارے میں علماء کا اختلاف	۴۳۷
جن لوگوں کو شہادت کا ثواب ملے گا	۴۳۹
حضور ﷺ کی امت میں شہداء کی شرکت	۴۴۰
یہ بھی شہید ہے وہ بھی شہید ہے	۴۴۱
جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہونے والا شہید ہے	۴۴۱
شہید کی موت اور عام انسان کی موت میں فرق	۴۴۲
سفر آخرت کے پانچ مراحل میں درود پاک کی برکات	۴۴۳
جانکنی کا مرحلہ	۴۴۴
عالم برزخ کا مرحلہ اور درود پاک	۴۴۵
حشر و نشر کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت	۴۴۶
حساب و کتاب اور درود و سلام	۴۴۷
درود پاک والا پلڑا بھاری ہو گیا	۴۴۸
پلصراط کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت	۴۴۹
ایک شبہ کا ازالہ	۴۵۰
کوئی ذلت اُٹھائے گا کوئی انعام پائے گا	۴۵۱
نافرمانوں کا عبرتناک انجام	۴۵۲
کافر کی روح کس طرح نکالی جاتی ہے؟	۴۵۳
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آتا ہے:	۴۵۴
زیارت قبور کا بیان	۴۵۵
کیا قبروں والے دیکھتے بھی ہیں؟	۴۵۶
ہزار ہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا	۴۵۷
قبروں والے سنتے بھی ہیں	۴۵۸
ایصال ثواب کا مسئلہ	۴۵۹
اس مسئلہ میں پاکانِ امت کی آراء	۴۶۰
دفن کے بعد قبر پہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا	۴۶۱
ہم تو نہیں بدلے تم کیوں بدل گئے	۴۶۲
ایک لاکھ چھہتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا ثواب	۴۶۳
موت کی یاد میں قصیدہ (۱)	۴۶۵
موت کی یاد میں قصیدہ (۲)	۴۷۱
گناہوں سے مجھ کو بچایا الٰہی	۴۷۹

حمدِ باری تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہٗ

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلماں کر دیا
عشقِ سلطانِ جہاں سینہ میں پنہاں کر دیا
جلوۂ زیبا نے آئینہ کو حیراں کر دیا
مہرو مہ کو ان کے تلووں سے پشیماں کر دیا
اے شہِ لولاک تیری آفرینش کے لئے
حق نے لفظ ''کُن'' سے پیدا ساز و ساماں کر دیا
کیا کشش تھی سرورِ عالم کے حسن پاک میں
سینکڑوں کفار کو دم میں مسلماں کر دیا
ہو گئی کافور ظلمت دل منور ہو گئے
جس طرف بھی اس نے اپنا روئے تاباں کر دیا
نعمت کونین دے کر اُن کے دستِ پاک میں
دونوں عالم کو خدا نے ان کا مہماں کر دیا
یاد فرما کر قسم حق نے زمین پاک کی
خاکِ نعلِ مصطفیٰ کو تاج شاہاں کر دیا
دور ہی سے سبز گنبد کی جھلک کو دیکھ کر
عاشقوں نے ٹکڑے ٹکڑے جیب و داماں کر دیا
اس عرب کے چاند کا جلوہ مجھے درکار ہے
جس نے ہر ذرّے کو اپنے ماہِ تاباں کر دیا

سینکڑوں مردہ دلوں کو روئے ایماں بخش کر
زندۂ جاوید اے عیسیٰ دوراں کر دیا

گریہ و زاری نے راتوں کو تیری ابر کرم
مثل گل صبح قیامت ہم کو خنداں کر دیا

یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَغِثْنِیْ وقت ہے امداد کا
نفسِ کافر نے مجھے بے حد پریشاں کر دیا

تیری نصرت ایسے نازک وقت میں حامی رہے
منکروں نے یانبی لاکھوں کو شیطان کر دیا

ہے جمیل قادری پہ فضل اللہ و رسول
تیرا مرشد حضرت احمد رضا خاں کر دیا

(جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆☆

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اے شہنشاہِ مدینہ الصلوٰۃ والسلام
زینت عرش معلیٰ الصلوٰۃ والسلام

رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام

دست بستہ سب فرشتے پڑھتے ہیں ان پر درود
کیوں نہ ہو پھر ورد اپنا الصلوٰۃ والسلام

مومنو! پڑھتے نہیں کیوں اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

بت شکن آیا یہ کہہ کر سر کے بل بت گر گئے
جھوم کر کہتا تھا کعبہ الصلوٰۃ والسلام

سر جھکا کر باادب عشق رسول اللہ میں
کہہ رہا تھا ہر ستارہ الصلوٰۃ والسلام

غنچے چٹکے پھول مہکے چہچہائیں بلبلیں
گل کھلا باغِ اَحد کا الصلوٰۃ والسلام

میں وہ سُنّی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

☆☆☆

السّلام علیٰ سیّد الانام علیه التّحیّة والسّلام

"سب" کہو اے شاہِ شاہاں السلام
میرے آقا جانِ جاناں السلام

اے شفیع روز محشر السلام
ساقی تسنیم و کوثر السلام

احمد و محمود نامی السلام
رفعت دیں تاج والے السلام

عرش کی آنکھوں کے تارے السلام
دونوں عالم کے سہارے السلام

امتی فرمانے والے السلام
پیش رب بخشانے والے السلام

گورے گورے ہاتھوں والے السلام
پیاری پیاری زلفوں والے السلام

میرے والی، میرے مولیٰ السلام
میرے وارث، میرے آقا السلام

(مولانا صوفی محمد جمیل الرحمٰن خان قادری رضوی)

Scanned with CamScanner

مناجاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو
یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر — امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر — سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں — عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں — ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رلائے — چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں — ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط — آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے — "رَبِّ سَلِّمْ" کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں — قدسیوں کے لب سے "اٰمِیْن رَبَّنَا" کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
(صلی اللہ علیہ وسلم)

عرضِ احوال

کافی عرصہ سے یہ خیال ذہن میں انگڑائیاں لے رہا تھا کہ یادِ موت اور فکر آخرت کے موضوع پر ایک کتاب ترتیب دوں۔ الحمدللہ! وہ خیال پایۂ تکمیل کو پہنچا اور بڑی خوبصورت ترتیب کے ساتھ کتاب معرض وجود میں آ گئی جس میں قرآنی آیات' احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے واقعات کو بڑی جانفشانی کے ساتھ جمع کیا گیا ہے' مزید یہ کہ خوبصورت اشعار سے بھی اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ جس طرح موت بلا امتیاز ہر کسی کو آ کر رہتی ہے اسی طرح میں نے بھی اس کتاب میں یہ فرق نہیں رکھا کہ اس موضوع پہ یہ واقعہ یا یہ شعر کس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے بمطابق حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم "حکمت کی بات مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں سے بھی ملے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے" اس کے باوجود صرف وہی احادیث و واقعات اس میں جمع کئے ہیں جن کے ساتھ باقاعدہ اصل کتاب کا حوالہ موجود تھا' بے حوالہ کوئی واقعہ لکھنے سے عموماً گریز کیا گیا ہے تاکہ بعد کی پریشانی سے بچا جا سکے اور یہ بھی یاد رہے کہ فقہی مسائل کو نہیں لکھا گیا اور نہ ہی بیماری اور عیادت وغیرہ کے احوال لکھے گئے ہیں کیونکہ اگر یہ بھی شامل کئے جاتے تو کتاب بہت طویل ہو جاتی' اسی طرح حشر و نشر کے حالات بھی تفصیلاً نہیں لکھے گئے۔ اگرچہ اس موضوع پہ اس سے پہلے کافی کتب دستیاب ہیں' تاہم قارئین کرام محسوس فرمائیں گے کہ اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں ایک نوکھا ہی رنگ ہوگا جو کہ اہل علم اور عوام کی دلچسپی کا باعث بنے گا۔ ویسے تو یہ

Scanned with CamScanner

موضوع اتنا طویل ہے کہ اہل علم نے اس کی ایک ایک جزی پہ باقاعدہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ مثلاً علامات قیامت، حالات مابعد الموت، حساب و کتاب، جنت و دوزخ، حوض کوثر و شفاعت وغیرہ ان میں سے ہر موضوع اپنی جگہ ایک پوری کتاب کا متقاضی ہے لیکن میں نے ان میں سے کسی موضوع کو نہیں چھیڑا پھر بھی میری توقع سے زیادہ مواد جمع ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ میری اس کاوش کو اپنے دربارِ دُرِ بار گہر بار میں قبول و منظور فرما کر میری، میرے والدین کی اور جمیع امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بخشش فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمة سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔ برحمتك یا ارحم الراحمین۔

غلام حسن قادری

۲۸-۳-۲۰۱۰ء

موت ٹھہری آنیوالی آئے گی

؎ پہلو سے اُٹھانا بھی گوارا نہ جنہیں تھا
وہ دے گئے ایک ایک ہمیں داغ جدائی

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ بڑے سے بڑا کافر بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا، ہر سفر ملتوی ہوسکتا ہے، سیٹ ریزرو کی ریزرو رہ سکتی ہے، لیکن موت کا سفر ہر ایک کو کرنا ہی کرنا ہے۔ موت سے قارون کو اس کی دولت نہ بچا سکی، فرعون کو اس کی حکومت نہ بچا سکی، نمرود کو اس کی سرکشی نہ بچا سکی، رستم کو اس کی شہ زوری نہ بچا سکی، جمشید کو اس کا جاہ و جلال نہ بچا سکا، ارسطو کو اس کی دانش نہ بچا سکی، حضرت لقمان کو ان کی حکمت نہ بچا سکی اور حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی طویل عمر نہ بچا سکی۔ یقیناً اگر موت سے کوئی بچ سکتا تو انبیاء کرام علیہم السلام اس کے زیادہ حق دار تھے لیکن ؎ جب احمد مرسل نہ رہے کون رہے گا؟ اگرچہ موت موت میں فرق ہوتا ہے اسی لیے قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کے لئے میت کا لفظ الگ ذکر فرمایا اور دوسرے لوگوں کے ہے الگ۔ انك میت وانهم میتون۔ اگر سب کی موت ایک ہی طرح کی ہوتی تو یوں فرمایا جاتا انك وانهم میتون۔ امام قرطبی علیہ الرحمۃ سورۂ زمر کی اس آیت سے پانچ مسائل کا استنباط فرماتے ہیں۔

۱- ان یکون ذلك تحذیرا من الاخرة۔ اس میں آخرت کے بارے میں ڈرایا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

۲- ان یذکرہ حثا علی العمل۔ نیک اعمال کی ترغیب دی گئی ہے۔

۳- ان یذکرہ توطئة للموت۔ موت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔

۴- لئلا یختلفوا فی موتہ۔ حضور علیہ السلام پر یہ وعدۂ الٰہی پورا ہونے کے بارے میں لوگ اختلاف میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (جوشِ محبت) میں جب یہ کہا: جو یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں، میں اس کی گردن اڑا دونگا۔ تو مزاج شناس رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (بعض روایات کے مطابق) یہی آیت پڑھ کر حضرت عمر کو مسئلہ سمجھا دیا تو آپ کو مسئلہ سمجھ آ گیا۔ احتج ابوبکر بھذہ الایة فامسک۔

۵- لیعلمہ ان اللہ تعالیٰ قد سوی فیہ بین خلقہ مع تفاضلھم فی غیرہ۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرما دے کہ موت کا وعدہ پورا ہونے کے بارے میں آپ بھی مخلوق کے ساتھ ہیں باوجود اس کے کہ آپ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ اور بالا و والا ہیں۔ (ج ۱۶، ص ۵۳۹۸)

اسی بنا پر تفسیر بحر المحیط میں کہا گیا والضمیر فی "انک" خطاب للرسول صلی اللہ علیہ وسلم وتدخل معہ امتہ فی ذلک۔ "انک" کی ضمیر میں مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن آپ کے ساتھ آپ کی امت بھی شامل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

☆ کل نفس ذائقة الموت۔ ہر ذی روح کو ایک دن مرنا ہے اور ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (آل عمران:۱۸۵)

☆ کل شیء ھالک الا وجھہ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شیء کو فنا ہونا ہے۔ (القصص:۸۸)

☆ کل من علیھا فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

(الرحمٰن:۲۶-۲۷) جو کچھ زمین پر ہے، سب فنا ہونے والا ہے صرف تیرے جاہ و جلال اور عزت و عظمت والے رب کی ذات باقی رہنے والی ہے۔

؎ یہ دنیا ہے رہے گا کون باقی
خدا باقی ہے اور سب کو فنا ہے

ہمہ وقت موت کی تیاری میں رہو

؎ جو جان چھڑکتے تھے تیرے نقش قدم پر
وہ دے گئے اک ایک تجھے داغ جدائی

امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں:

امابعد فجدیر بمن الموت مصرعہ والتراب مضجعہ والدود انیسہ و منکرو نکیر جلیسہ والقبر مقرہ وبطن الارض مستقرہ والقیامة موعدہ والجنة اوالنار موردہ ان لا یکون لہ فکر الا فی الموت ولا ذکر الا لہ ولا استعداد الا لاجلہ۔

(احیاء العلوم، ج ۴، ص ۴۸۸)

جاننا چاہیے کہ جس شخص کا عنوانِ فراق موت ہو، فرش زمین خواب گاہ، حشرات الارض جلیس، منکر نکیر ساتھی، قبر مقام، شکمِ زمین جائے آرام، میدانِ حشر مقامِ حساب، جنت یا جہنم دائمی مستقر (آخری ٹھکانہ) ہو تو اسے موت کے علاوہ کسی دوسری چیز کے فکر و ذکر میں مبتلا نہ ہونا چاہیے اور اسے ہمہ وقت موت کی تیاری میں منہمک رہنا چاہیے۔

اور حقیقت یہ ہے بان یعد نفسہ من الموتی ویراھا فی اصحاب القبور کہ وہ اپنی زندگی کو مردوں میں شمار کرے اور ساکنانِ قبور میں سے اپنے آپ کو سمجھے۔ فان کل ماھو آت قریب والبعید ما لیس بآت۔ جو چیز (موت) آنے والی ہے وہ قریب تر ہے اور دور وہی ہے جو نہ آئے گی۔

Scanned with CamScanner

منزل ہے دور راہِ عدم کی ہے پُرخطر
رختِ سفر نہ ساتھ کوئی غمگسار ہے

☆ حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضری دیا کرتے تھے تو وہاں صرف دوزخ، آخرت اور موت ہی کا تذکرہ ہوتا۔ حضرت حسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں جس صاحبِ بصیرت سے ملا ہوں اسے موت سے لرزہ براندام پایا ہے۔

کمال عجز کہ قبروں میں بولتے بھی نہیں
جہاں میں طرزِ عمل جن کا جابرانہ تھا

فرمانِ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے: کہاں ہیں وہ لوگ جن کے چہروں کی چمک دمک پر لوگ رشک کیا کرتے تھے اور جو اپنی بھرپور جوانی پر مغرور تھے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے میدانِ جنگ میں بڑے بڑے محیر العقول بہادری کے جوہر دکھائے، زمانے نے ان کو پامال کر دیا اور وہ قبروں کے اندھیروں میں گم ہو گئے۔ لوگو! جلدی کرو، غفلت میں وقت ضائع نہ کرو، اپنے لیے نجات کی راہ تلاش کرو۔ (احیاء العلوم، ج ۴، ص ۴۵۶)

فلک نما قصر میں بڑی تمکنت سے تھے جو مقیم کل تک
وہ آج دیکھو تو کس طرح قبر کے گڑھے میں اُتر رہے ہیں!

☆ امام مالک بن دینار علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی؟ فرمایا: اس شخص کی صبح کس حال میں ہوگی جو ایک گھر (دنیا) سے دوسرے (آخرت کے گھر) کی طرف جانے والا ہو اور کچھ پتہ بھی نہ ہو کہ ٹھکانہ دوزخ ہے یا جنت۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۵۶۶، مطبوعہ بیروت)

کیسی کیسی صورتیں وہ تھیں جو پنہاں ہو گئیں؟

میں نے موت کے موضوع پہ لکھنا شروع کیا ہے تو اپنی موت کے ساتھ ساتھ اپنے اعزہ میں سے کتنے ہی یاد آنے لگے ہیں جو میری آنکھوں کے سامنے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کی موت کے روح فرسا مناظر سامنے آئے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسلہ چل نکلا، دل دھڑکنے لگا اور دماغ چکرانے لگا، گویا قلم ابھی سینۂ قرطاس پہ اپنا قدم نہیں رکھ پایا کہ جانے والوں میں سے ہر ایک کی روح زبانِ حال سے رہنے والوں کو کہہ رہی ہے انی ذاھب الی ربی وانتم تجیئون من بعدی۔ میں تو اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں اور تم بھی میرے بعد وہیں پہ آ رہے ہو۔

ستارے آسمان پر جگمگائے — ہمیں احباب رفتہ یاد آئے

کوئی ایسا انسان ہوگا جس کے اعزہ میں سے کوئی نہ کوئی موت سے ہمکنار نہ ہوا ہوگا؟ نہ معلوم کس نے اپنے کتنے احباب کے کتنے مناظرِ موت اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کتنے ہی لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنایا اور خود ان کے جسمِ خاکی کو کندھا دے کر قبرستان تک لے گئے اور ان پیاری پیاری صورتوں کو منوں مٹی تلے دبا دیا۔

یہ کس کی یاد نے پھر چٹکیاں لی ہیں مرے دل میں
مری آنکھوں سے آنسو بہہ گئے سیلِ رواں بن کر

موت کے آنے اور قبر میں جانے پر اللہ کا شکر ادا کرو

تاہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں موت کے آنے اور قبر میں جانے کو بھی بطور احسان ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قتل الانسان ما اکفرہ...... ثم اماتہ فاقبرہ۔ (عبس)

انسان کا ستیاناس ہو یہ کتنا ناشکرگزار ہے، دیکھتا نہیں ہے کہ اللہ نے اس کو کس

Scanned with CamScanner

چیز سے بنایا' پانی کی ایک بوند سے...... پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر کا ٹھکانہ دیا۔ یقیناً اس میں انسان کی عزت ہے کہ مرنے کے بعد اس کو جانوروں کی طرح گھسیٹ کر روڑی پہ پھینک نہیں دیا جاتا بلکہ عزت و احترام کے ساتھ اس کو غسل دیا جاتا ہے' نیا لباس پہنایا جاتا ہے پھر کندھوں پہ اٹھایا جاتا ہے پھر اس کی نماز جنازہ ادا کر کے قبرستان لے جایا جاتا ہے اور دین کی تعلیمات کے مطابق اس کو قبر میں دفن کر کے اس دنیا سے الوداع کیا جاتا ہے۔

اس دارفانی سے چلے گئے کتنے یار و غمخوار اپنے
ہم کتنے جگر گوشے اپنے' قبروں میں دبا کر آئے ہیں

وہ جو ہمارے ساتھ کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے تھے' کئی کئی گھنٹے ان کے ساتھ مجلسیں ہوتی تھیں' جن کی لحہ بھر جدائی ہمیں گوارا نہ تھی' وہ ہم سے جدا ہو گئے اور ہم ان سے تنہا ہو گئے' وہ ہم سے اور ہم ان سے بچھڑ گئے' آج نہ وہ ہماری صورت دیکھ سکتے ہیں نہ ہم ان کی۔

تو جس کی جدائی کو موت اپنی سمجھتا ہے
وہ تجھ سے جدا ہوگا تو اس سے جدا ہوگا

جب بارگاہِ خداوندی میں ہم سب کی حاضری ہوگی

ابتدائی آیت کا آخری حصہ یہ ہے: ثم انکم یوم القیٰمۃ عند ربکم تختصمون. پھر قیامت کے دن تم اپنے رب کے پاس جھگڑا کرو گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت میں کم ضمیر سے مومن و کافر' ظالم و مظلوم سب مراد ہیں کہ یہ سب لوگ اپنے اپنے مقدمات اپنے رب کی عدالت میں پیش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر حقدار کو اس کا حق دلوائے گا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس کے ذمے کسی کا حق ہے اس کو چاہئے کہ دنیا ہی میں ادا کر دے اور اگر ادائیگی کی طاقت نہیں تو

معاف کروا لے کیونکہ آخرت میں درہم و دینار نہ چلے گا بلکہ حق مارنے والوں کی نیکیاں حقداروں کو دے دی جائیں گی اور اگر ان کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو حقداروں کے گناہ ان کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے (مفہوم حدیث) جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں حضور علیہ السلام نے مفلس کی یہی تعریف صحابہ کرام کو بتائی کہ مفلس وہ نہیں جس کے پاس درہم و دینار نہ ہو بلکہ مفلس تو وہ ہوگا جو بہت نیکیاں لے کر دربار خداوندی میں حاضر ہوگا لیکن دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی' کسی کا مال لوٹا ہوگا' کسی کو قتل کیا ہوگا' کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ چنانچہ یہ سب مظلوم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اوپر ہونیوالے مظالم کا بدلہ طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ ظالم کی نیکیاں مظلوموں میں بانٹنے کا حکم دے گا اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو پھر مظلوموں کے گناہ اس پہ ڈال کر اس کو گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (حدیث کا مفہوم)

تو مال و زر کی طلب میں ہے جاں بہ لب انساں
ملے نہ خاک بھی شاید ترے کفن کے لئے

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ موت یقینی ہے اور اس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ کوئی گدا ہو کہ بادشاہ' امیر ہو یا فقیر ہر کسی نے موت کو پانا ہے یا ہر کسی کو موت نے پانا ہے اور اپنے رب کے حضور حاضری کے لئے ہم سب کو جانا ہے۔ لہٰذا اے انسان! اگر تیری کسی قبر پہ نظر پڑے تو چاہئے کہ زبان قال یا حال سے تو یہ اشعار پڑھے۔

یہ خاک گور غریباں ہے اس کو غور سے دیکھ — ہر اک ذرہ یہاں کا مقام عبرت ہے
ہم نے تو انہیں غور سے دیکھا ہی نہیں ہے — عبرت کا موقع ہے مقابر کا نظارا
لاکھوں بھولی ہوئی یادوں نے پکارا ہم کو — ہم اگر گاہے سرِ شہرِ خموشاں گزرے

آج جو کچھ بوئے گا کاٹے گا کل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو یوں فرمایا کرتے:

Scanned with CamScanner

انکم فی ممراللیل والنهار فی اجال منتقصة واعمال محفوظة والموت یاتی بغتة فمن یزرع خیرا یوشك ان یحصد رغبة ومن زرع شرا فیوشك ان یحصد ندامة ولکل زارع مثل الذی زرع (کتاب الزہد للامام احمد بن حنبل) تم اس کیفیت میں ہو کہ دن رات کا آنا جانا تمہارے لمحات حیات کم کر رہا ہے اور تمہارے اعمال اللہ کے ہاں تحریر ہو رہے ہیں اور موت اچانک آ گھیرتی ہے۔ پس جس شخص نے نیکی بوئی وہ اس کا ثمر فرحت سے کاٹے گا اور جس نے برائی بوئی وہ اس کا پھل ندامت وحسرت کی شکل میں حاصل کرے گا۔ ہر بونے والا اسی کا پھل پائے گا جو اس نے بویا ہوگا۔

نہیں یہ فطرت کہ بوئیں جو ہم اگیں مگر خوشہ ہائے گندم
بغیر اطاعت کے مغفرت کا رہے گا امیدوار کب تک

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقلمند وہ ہے جس نے برائی سے اپنے نفس کو روکا اور موت کے بعد پیش آنے والے مراحل کے لئے تیاری میں مصروف ہو گیا اور بے وقوف وہ ہے جو نیک عمل تو کرتا نہیں نفس کی ناجائز خواہشات کا غلام بنا ہوا ہے اور اللہ کی رحمت کا امیدوار ہے (یعنی اس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ یونہی اس کی سیاہ کاریوں کے ساتھ ہی بغیر توبہ اور بغیر اصلاحِ احوال اس کو بخش دے گا)

(الترغیب والترہیب)

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جنازے کے ساتھ جانے والوں میں سے ایک شخص ہنس رہا ہے۔ اس کو آپ نے (غصہ میں آ کر) فرمایا: تضحك فی جنازة لا اکلمك ابدا۔ تو جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے ہنس رہا ہے، میں تیرے ساتھ کبھی کلام نہیں کروں گا۔

کر عمل ایسے جہاں میں گر تجھے کچھ ہے شعور
موت جب آئے جہاں جس حال میں کچھ ڈر نہ ہو

جان ٹھہری جانیوالی جائے گی

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: (جس کا ابتدائی حصہ اس سے پہلے آپ پڑھ چکے)

کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیوة الدنیا الامتاع الغرور۔ (آل عمران:۸۵)

ہر جان موت کو چکھنے والی ہے اور یقیناً تم پورے دیئے جاؤ گے اپنی اجرتیں قیامت کے دن، تو جو کوئی آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر دھوکے کا سامان۔

تفسیر روح المعانی اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جب کل من علیها فان (الرحمٰن) آیت نازل ہوئی تو فرشتوں نے کہا: موت تو صرف (علیها) زمین والوں کے لئے ہے لیکن جب کل نفس ذائقة الموت نازل ہوئی تو بولے: ہم پر بھی موت واقع ہوگی۔ معلوم ہوا: جان والے ہر جسم پر موت آ کر رہے گی خواہ کوئی انسان ہو یا جن یا فرشتہ یا کوئی اور مخلوق۔ نفس کا معنی دل، روح، ذات، خون، سانس بھی ہے لیکن یہاں مراد ہے جان والا بدن۔

موت وحیات کے معانی

موت وحیات کے مختلف معانی ہیں۔ موت کا ایک معنی ہے روح کا تعلق جسم سے کٹ جانا، اس صورت میں ذائقہ کا معنی ہوگا نازل ہونا واقع ہونا یعنی ہر بدن پہ موت واقع ہوگی یعنی اسکا تعلق روح سے ٹوٹ جائے گا۔ اگر نفس سے مراد روح ہے تو ذائقہ کا معنی ہوگا چکھنا، جو کہ سیر ہو کر کھانے کے مقابل ہے۔ اب معنی یہ ہوگا کہ روح کے ساتھ موت کا اتنا ہی تعلق ہوگا کہ روح کا رابطہ بدن سے ٹوٹ جائے گا لیکن روح میں زندگی برقرار رہے گی۔

Scanned with CamScanner

اس طرح حیات کے بھی کئی معانی ہیں۔ ایک تو یہ کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ قائم رہنا۔ دوسرا زمین میں نباتات اگانے کی صلاحیت کا پایا جانا۔ جیسا کہ فرمایا گیا: فاحیابه الارض بعد موتها۔ اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ فرما دیا۔ یہاں موت سے مراد ہے بارش نہ ہونے کی وجہ سے زمین کا نباتات اگانے کی صلاحیت سے محروم ہو جانا اور حیاۃ سے مراد ہے اس میں اس صلاحیت کا آ جانا۔ موت و حیات کا تیسرا معنی ایمان اور کفر ہے جیسا کہ وما یستوی الاحیاء ولا الاموات میں احیاء سے مراد ایماندار اور اموات سے مراد کفار ہیں۔ اسی طرح حیات کا معنی بیداری اور موت کا معنی نیند ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا: وھو الذی یتوفاکم باللیل...... اللہ وہی ہے جو رات کو تمہاری ارواح قبض فرماتا ہے یعنی تم پہ نیند طاری کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں حیات کا معنی بیداری ہوگا۔ حیات کا معنی مردہ دلوں کا زندہ کرنا اور موت کا معنی دلوں کا مردہ ہونا ہے۔ حیوۃ کا معنی عزت کی زندگی اور موت کا معنی ذلت و رسوائی ہے۔ حیوۃ سے مراد شہادت ہے جو دنیا کی زندگی سے اعلیٰ زندگی دیتی ہے اور موت سے مراد دنیوی زندگی ہے جو بہ نسبت شہادت کے گھٹیا ہوتی ہے۔ ان معانی پر قرآن مجید کی یہ آیت دلالت کر رہی ہے یا ایها الذین امنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (۸-۲۴) حضرت قتادہ فرماتے ہیں: زندگی بخشنے والی چیز قرآن ہے کیونکہ اس میں دلوں کی زندگی ہے جبکہ محمد بن اسحاق نے اس سے جہاد مراد لیا ہے۔ حیات کا ایک مطلب توجہ کرنا بھی آتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے اشارتاً معلوم ہو رہا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: مامن احد یسلم علی الارد اللہ روحی حتی اردعلیه السلام (مسند احمد، ابوداؤد) جو شخص مجھ پہ سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں جب بھی کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس

حالت سے واپس تشریف لا کر خود بنفس نفیس اپنے امتی کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ یہاں روح کے لوٹائے جانے سے حیات کا یہی مفہوم سمجھ میں آ رہا ہے۔

موت سے فرار ممکن نہیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم۔ فرما دیں وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں ملے گی (الجمعہ) دوسری جگہ فرمایا: این ماتکو نوایدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ۔ جس جگہ بھی تم ہوگے موت تمہیں پا لے گی۔ اگر چہ تم مضبوط محلات میں ہو۔ (۴:۷۸)

قبروں سے اٹھیں گے جب اک حشر بپا ہوگا
دیکھیں گی وہ آنکھیں جو کانوں نے سنا ہوگا

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نظر ابن مطیع ذات یوم الی دارہ فاعجبه حسنها ثم بکی فقال' واللہ لولا الموت لکنت بك مسرورا ولولا مانصیر الیه من ضیق القبور لقرت بالدنیا اعیننا ثم بکی بکآء شدیدا حتّٰی ارتفع صوته

(احیاء العلوم جلد ۴، ص ۴۵۲، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۴، ص ۳۲ مطبوعہ بیروت)

ابن مطیع نے ایک دن اپنے گھر کی طرف دیکھا تو انہیں اس کی خوبصورتی بہت پسند آئی پھر وہ رو پڑے اور فرمایا: اللہ کی قسم! اگر موت نہ ہوتی تو میں تیرے ساتھ خوش ہوتا اور اگر ہمارا تنگ و تاریک قبروں میں جانا ضروری نہ ہوتا تو دنیا کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں (یہ کہہ کر) پھر رو پڑے اور اس قدر شدت سے روئے کہ ان کی آواز بلند ہوگئی۔

Scanned with CamScanner

دم واپسیں مومن و کافر کا حال

قبر میں جب تجھ کو رکھ کر لوٹ آئیں گے سبھی
کیا وہاں پیش آئے گا دل لرزہ براندام ہے

روی انه علیه السلام قال لعائشة اذا عاین المومن الملئکة قالوا نرجعك الی دارالدنیا فیقول الی دارالهموم والاحزان لا بل قدوما علی الله واما الکافر فیقال له نرجعك فیقول ارجعون فیقال له الی ای شیء ترغب الی جمع المال او غرس الغراس اوبنآء البنیان اوشق الانهار؟ فیقول لعلی اعمل صالحا فیما ترکت' فیقول الجبار کلا.

(تفسیر کبیر جلد ۲۳، ص ۱۲۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جب مومن فرشتوں کو (موت کے وقت) دیکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کیا تجھے دنیا کی طرف لوٹا دیں؟ تو وہ جوابا کہتا ہے رنج و غم کے گھر کی طرف؟ نہیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو اور اسی طرح کافر کو کہا جاتا ہے کیا تجھے (دنیا کی طرف) لوٹا دیں؟ وہ کہتا ہے لوٹا دو تو اسے کہا جاتا ہے تو کس لیے لوٹنا چاہتا ہے' کیا تیری خواہش ہے (پھر) مال جمع کیا جائے' باغ لگائے جائیں یا بڑے بڑے محلات تعمیر کیے جائیں اور نہریں جاری کی جائیں تو وہ جواب دیتا ہے نہیں بلکہ میرا ارادہ ہے کہ میں نیک اعمال کروں ان میں جو میں چھوڑ آیا ہوں۔ (فرشتہ جواب دیتا ہے اللہ تعالیٰ) وہ جبار ارشاد فرما رہا ہے۔ کلا اب ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

قیام حشر سے پہلے کنار مرقد میں
ثواب کی بھی جھلک ہے عذاب کی بھی جھلک

اُٹھا سکیں نہ کبھی جن کو اپنے پہلو سے — جنازے کس طرح ان کے اُٹھائے جاتے ہیں
وہ راہ جس سے گریزاں ہے زندگی عاجز — اسی کی سمت قدم ہم بڑھائے جاتے ہیں

موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم دس آدمی تھے اور میں ان دس میں سے ایک ہوں کہ ایک مرتبہ ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک انصاری نے سوال کیا: یانبی اللہ من اکیس الناس واحرم الناس؟ اے اللہ کے نبی! سب سے زیادہ سمجھدار اور محتاط شخص کون ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اکثرھم ذکر اللموت واکثرھم استعدادا للموت۔ جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں اور موت کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں۔ اولئك الاکیاس ذھبوا بشرف الدنیا وکرامة الاخرة۔ یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے جاتے ہیں۔

(رواہ ابن ابی الدنیا والطبرانی فی الصغیر باسناد حسن ورواہ ابن ماجہ مختصرا باسناد جید کذا فی الترغیب وذکر لہ الزبیدی طرقا عدیدۃ)

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقا پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی

سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جو موت کو زیادہ یاد کرنیوالا ہے؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: الکیس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت (ابن ماجہ) سب سے

Scanned with CamScanner

زیادہ عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے کچھ جمع کرتا رہا۔ اتحاف میں ہے کہ ایک جوان نے مجلس میں کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اہل ایمان میں سے سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے والا اور اس کے آنے سے پہلے اس کے لئے خوب تیاری کرنے والا۔ کیونکہ عقلمند و نیک بخت وہ ہے۔ جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ موت خود نصیحت کے لئے کافی ہے۔ کفی بالموت واعظا (الترغیب ج ۴)
تو موت کی یاد اعمال صالحہ کی ضامن اور خواہشات قبیحہ کا استیصال کرتی ہے۔

آہ اے انساں! نظر آتے نہیں وہ لوگ آج
لب پہ جن کے ذکرِ حق، سینوں میں سوز و ساز تھا

فرصت کے لمحات کو غنیمت جانو اور نیکی کرنے میں جلدی کرو

روی عن جابر بن عبداللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یایھا الناس تو بوا الی اللہ قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال الصالحة قبل ان تشغلوا وصلوا الذی بینکم وبین ربکم بکثرة ذکر کم له وکثرة الصدقة فی السر والعلانیة ترزقوا وتنصروا (ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا: اے لوگو! دربارِ خداوندی میں (اپنے گناہوں سے) توبہ کرو اس سے قبل کہ تمہیں موت آ گھیرے اور اعمال صالحہ کے لئے جلدی کرو اس سے پہلے کہ تم (کسی کام میں) مصروف ہو جاؤ۔ (قرآن مجید میں ہے: فاستبقوا الخیرات. البقرہ۔ اور بھلائیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو)۔ اپنے پروردگار سے اس کے کثرت ذکر کے ساتھ اور ظاہر و باطن کثرت صدقہ و خیرات کے ساتھ

تعلق پیدا کرلو (اس طرح) تمہیں رزق عطا کیا جائے گا اور (مصائب میں) تمہاری امداد بھی کی جائے گی۔

☆ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التؤدة فی کل شی خیر الافی عمل الاخرة (ابوداؤد، حاکم، بیہقی والترغیب، ج ۴، ص ۲۵۲)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کے کاموں میں تاخیر اور آخرت کے امور میں تعجیل بہتر ہے (اس لیے کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں)

گنوا نہ لہو و لعب میں تو اس کو اے انساں
کہ نعمتوں میں ہے انمول نعمت فرصت

آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا؟

عن ابی هریرة رضی اللہ عنه یبلغ به النبی صلی اللہ علیه وسلم قال اذا مات المیت قالت الملئکة ماقدم وقال بنو آدم ماخلف (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب مرنے والا مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ اس نے اپنے لیے آگے کیا بھیجا؟ یعنی کیا اعمال خیر کئے اور اپنی آخرت کے لئے اللہ کے خزانے میں کیا سرمایہ جمع کیا اور عام انسان آپس میں کہتے ہیں یعنی ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اس نے (اپنے پیچھے) کتنا مال چھوڑا؟

ضیاع وقت کا غم بھی ضیاع وقت ہی ہے
ضیاع وقت کا انجام ہے غم و حسرت

دیکھ اے دل یہ دم غنیمت ہے

گوہر سے گراں تر ہیں تری عمر کے لمحات
ہشیار کہ ہو جائیں نہ یہ نذر خرافات

Scanned with CamScanner

کٹ جائے نہ غفلت ہی کے رستے میں یہ مہلت
لب پر نہ کہیں وقت اجل ہو ترے "ھیھات"

انسان جس وقت جس حال میں ہے' وہ وقت اور وہ حال اس کے لئے غنیمت ہے کیونکہ ممکن ہے آئندہ وہ وقت اور وہ حال بھی نہ رہے' سماعت جاتی رہے' بصارت ختم ہو جائے' قوتِ گویائی سلب ہو جائے۔ اعضاء جسم ساکت ہو جائیں' نہ اصلاح احوال کا وقت رہے نہ توبہ واستغفار کا اور یہ ممکن ہے لہٰذا توبہ و استغفار میں لمحہ بھر کے لئے بھی تاخیر مناسب نہیں کیونکہ ممکن ہے پھر جنبش لب کی بھی قوت نہ رہے۔

؎ کیا خبر پھر نہ اُٹھ سکے پردہ
دیکھ اے دل یہ دم غنیمت ہے

☆ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقت کا فوت ہو جانا موت سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ وقت فوت ہونے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق ٹوٹتا ہے اور موت کے ذریعے مخلوق سے قطع تعلق ہوتا ہے۔

اگر ہم اپنی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت و ذکر میں گزار دیں تو ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذرہ برابر بھی حق ادا نہیں کر سکتے' یہ تو اس کی مہربانی ہے کہ وہ ہماری طرف سے معمولی کوشش پر بھی زیادہ سے زیادہ اجر وثواب سے نوازتا ہے لیکن ہمیں زندگی کی اس مہلت سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے کیونکہ جب موت کا وقت آ جائے گا تو عمر دراز بھی یوں محسوس ہوگی گویا کہ ایک خواب تھا۔

؎ وہ لوگ منزل پہ جا ہی پہنچے جو صبح دم چل پڑے تھے عاجزؔ
رہے گا تو محو خواب غفلت ارے تغافل شعار کب تک

☆ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ جا رہے تھے کہ کسی نے سر راہ ٹھہرا کر مائل بکلام کرنے کی کوشش کی تو آپ نے فرمایا: مجھے جانے دو میں اپنی عمر مستعار کو غنیمت سمجھ چکا ہوں۔

☆ حضرت حسن بصری اپنے وعظ میں فرمایا کرتے تھے نیک اعمال کی بجا آوری میں جلدی کرو کیونکہ اگر زندگی کے یہ چند سانس رک گئے تو یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا حالانکہ اس سے تم قرب الٰہی جیسی نعمت حاصل کر سکتے ہو۔

(احیاء العلوم ج ۴' ص ۴۶۰)

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ہے

اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید کی مختلف آیات میں وقت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے سورۃ لیل' ضحیٰ اور العصر میں زمانے اور وقت کی قسم یاد فرمائی ہے (واللیل اذا یغشٰی...... والضحی والیل اذا سجی...... والعصر) اور کافروں کی مذمت اس لیے بھی فرمائی: وہ وقت کو ضائع کرتے ہیں۔ جب قیامت کے دن وہ جہنم میں چیخ و پکار کریں گے کہ ہمیں دنیا میں جانے کی دوبارہ مہلت دی جائے تاکہ ہم نیک اعمال کریں جو پہلے نہیں کر سکے تو انہیں فرمایا جائے گا اولم نعمر کم مایتذ کر فیہ (سبا) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی کہ جس میں سمجھدار سمجھ لیتا۔ تو اگر کوئی مسلمان کہلا کر بھی اپنی زندگی کو برباد کرتا پھرے اور فکر آخرت و یاد الٰہی سے غافل رہے تو ایسے مسلمان پہ بھی جتنا افسوس کیا جائے کم ہے کیونکہ اس نے اس عظیم نعمت کی قدر نہیں کی جس میں اگر وہ چاہتا تو رضائے الٰہی حاصل کر سکتا تھا۔ اسی لیے کہا گیا الوقت کالسیف ان لم تقطعہ قطعک۔ وقت تلوار کی طرح ہے اس کو تم نہ کاٹو کے یعنی مفید کاموں میں نہ گزارو گے تو یہ تمہیں کاٹ دے گا اور پھر تم کف افسوس ملتے رہو گے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں نے صوفیاء کرام کی صحبت اختیار کی تو ان کے دو جملوں سے بہت فائدہ اٹھایا ایک تو یہی جملہ جو ابھی گزرا اور دوسرا یہ نفسك ان شغلتها بالحق والاشغلتك بالباطل۔ اپنے نفس کو حق کے ساتھ مشغول کر ورنہ وہ تمہیں باطل کے ساتھ مشغول کر دے گا۔ کسی کا کتنا پیارا شعر ہے۔

Scanned with CamScanner

جمیع المصالح تنشأ من الوقت   من اضاعه لم یستدرکه ابدا

تمام مصالح (بھلائیاں) وقت کی پیداوار ہیں جس نے اسے ضائع کر دیا وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

دے رہا ہے ہر نفس پیغام موت   تو ہے اے انسان زیر دام موت
جلوۂ محبوب ہے انعام موت   کس قدر محبوب ہے انجام موت
موت سے کوئی بچا سکتا نہیں   کوئی کام آتا نہیں ہنگام موت
رنج وغم کر دیں اگر جینا محال   اس پہ بھی جائز نہیں اقدام موت
اُٹھ رہے ہیں راہِ پیری میں قدم   ہو رہا ہے قلب پر الہام موت
جا رہی ہے زندگانی تجھ سے دور   آ رہے ہیں روبرو ایام موت
سر پہ یہ تیرے نہیں موئے سفید   یہ سمجھ اب آ گئے احکام موت
سامنے ہے جس کے منظر موت کا   اس کی صبح زیست بھی ہے شام موت
موت سے پہلے ہی مر جائے بشر   اس پہ کھل جائیں اگر آلام موت
جس کا جتنا زندگی سے پیار ہے   اتنا ہی روتا ہے وہ ہنگام موت
ان شہیدان وفا کی بات کر   پی گئے جو بادۂ گلفام موت
آ گیا ے خانۂ ہستی میں جو
جائے گا پی کر وہ آخر جام موت

وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے

وقت کے قدر دانوں نے کہا ہے: الوقت اثمن من الذهب وقت سونے سے بھی زیادہ گراں قیمت ہے۔ اس کی وضاحت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک خطبۂ جمعہ سے بھی ہوسکتی ہے جو کہ الترغیب ج ۴ ص ۲۴۷ پہ ہے۔

عن عبدالرحمن السلمی قال نزلنا من المدائن علی فرسخ فلما جآء ت الجمعة حضرنا فخطبنا حذیفة فقال ان الله

عزوجل یقول اقتربت الساعة وانشق القمر الاوان الساعة قد اقتربت الا وان القمر قد انشق الا وان الدنیا قد اذنت بفراق الا وان الیوم المضمار وغدا السباق (الترغیب ج ۴ ص ۲۴۷)

عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے (سفر کے دوران) مدائن سے ایک میل کے فاصلے پر قیام کیا، جمعہ کا دن تھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور چاند ٹکڑے ہوگیا۔ فرمایا: خبردار! قیامت قریب آ گئی، خبردار! چاند شق ہوگیا ہے۔ سنو! دنیا نے جدائی کا اعلان کر دیا (یعنی تم ایک دن ضرور دنیا چھوڑ جاؤ گے) سنو! آج عمل کا دن ہے، کل جزا کا (یعنی آج دنیا میں جو عمل کرو گے کل آخرت میں اس کا صلہ پاؤ گے، لہٰذا عمر کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع نہ کرو۔)

پہنچنا ہے تجھے منزل پہ منزل دور ہے انساں
سنبھل، اُٹھ، جاگ اے محو جمالِ جنتِ دنیا

نیک اعمال میں جلدی کرلو!

عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بادروابالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مومنا ویمسی کافرا ویمسی مومنا ویصبح کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال صالحہ کے لئے سبقت کرو (جلدی کرو) اس سے پہلے کہ اندھیری رات کی طرح فتنوں کا ظہور شروع ہو جائے۔ صبح کوئی مومن ہو اور شام کو کافر، شام کو کوئی مومن ہو تو صبح کافر اور وہ دنیا کے حقیر مال کے

Scanned with CamScanner

لالچ میں اپنے دین کو فروخت کر بیٹھے۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو آج بونا ہے وہی کل کاٹنا ہے جو اپنی کھیتی میں وقت پہ ہل چلاتا، بیج بوتا، پانی دیتا ہے اور اس کی نگہداشت کرتا ہے وہی اس کا پھل کھائے گا ورنہ محروم رہے گا اس طرح خدا کی اطاعت کرنے والا ہی اخروی نعمتوں سے مستفیض ہو سکے گا۔

نہ لالب پہ کبھی اے دل سوال ثروت دنیا
کہ ثروت ساتھ لاتی ہے خیال عشرت دنیا

وقت کی قدر کرنیوالے لوگ

ہمارے اسلاف وقت کی کتنی قدر کرتے تھے؟ اس پہ چند حقائق ملاحظہ ہوں

(اس مضمون کے تمام حوالے قیمة الزمن عند العلماء ترجمہ و تلخیص مفتی عبدالمجید خان میں دیکھے جا سکتے ہیں)

☆ حضرت عامر بن قیس (مشہور تابعی عابد و زاہد) سے ایک شخص نے عرض کی: مجھ سے بات کیجئے۔ فرمایا: امسك الشمس۔ سورج کو روک تا کہ میں تجھ سے بات کروں ورنہ وقت کا گنوانا بہت بڑا خسارہ ہے اور اس کا بدل ناممکن ہے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں کسی چیز پہ اتنا شرمندہ نہیں جتنا اس پر کہ کسی دن سورج غروب ہو جائے اور میں کوئی نمایاں کام نہ کر سکوں جس سے میرے (نیک) اعمال میں کوئی اضافہ نہ ہو سکے۔

کل پر نہ کوئی نیک عمل چھوڑ تو انساں
ممکن ہے اجل آئے تجھے شام سے پہلے

☆ امام حسن بصری نے فرمایا: اے ابن آدم تو ہی ایام ہے جب ایک دن گزر گیا تو بعض ایام (زندگی کا کچھ حصہ) گزر گیا (یعنی تو نے سمجھا ہوگا کہ تیری عمر زیادہ ہو گئی حالانکہ درحقیقت تیری زندگی سے ایک دن کم ہو گیا) فرمایا: میں نے بعض قوموں کو اپنے اوقات پہ اتنا حریص پایا ہے جتنا کہ تم درہم و دینار کے حریص نہیں ہو۔

☆ موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی فرماتے ہیں: اگر میں یہ کہوں کہ میں نے حماد بن مسلم کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا تو یقیناً میں نے سچ کہا وہ ہر وقت قرآن و حدیث کی تلاوت و تعلیم یا تسبیح و نماز میں مشغول رہا کرتے تھے۔ دن رات کو انہوں نے انہی کاموں کے لئے تقسیم کر رکھا تھا۔ یونس مؤدب کہتے ہیں کہ حضرت حماد کا وصال بھی حالت نماز میں ہوا۔

زندگی بے بندگی شرمندگی

کمال ہوش و خرد کی یہی علامت ہے
ہو رائیگاں نہ تری زندگی کی اک ساعت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاتزول قدما ابن ادم یوم القيمة حتى يسئل عن خمس۔ قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہٹ پائیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے گا۔

عن عمره فيما افناه وعن شبابه فيما ابلاه و عن ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وما ذاعمل فيما علم (ترمذی)

عمر کہاں اور کیسے گزاری، جوانی کس طرح صرف کی، مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا، علم پہ کس حد تک عمل کیا۔

انسان اپنی زندگی، جوانی، آمد و خرچ اور اپنے علم و عمل کا آپ ہی دنیا میں محاسبہ کر لے۔ جیسا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حاسبوا قبل ان تحاسبوا (الترغيب)

اپنا حساب (اس دنیا میں) خود ہی کر لو اس سے قبل کہ آخرت میں تم سے حساب طلب کیا جائے۔

انسان ذرا سوچے اور غور و فکر کرے کہ سر محشر جب مجھ سے یہ سوالات کیے جائیں

Scanned with CamScanner

گے تو میرا کیا حال ہوگا اور کیا جواب دوں گا دربارِ خداوندی میں؟ یاد رکھو! جس سے حساب طلب کرلیا گیا پھر اس کی خیر نہیں۔

ہے یہی بس نجات کی صورت
حشر کے دن مرا حساب نہ ہو

اس روز ذلت و رسوائی سے وہی خوش نصیب محفوظ رہیں گے جو اس گھڑی اور اس امتحان گاہ میں پہنچنے سے پہلے اسی دنیا میں تیاری کرلیں گے اور زندگی اسی طرح گزاریں گے کہ اس محاسبہ اور اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔

کر لیا جس نے خود حساب اپنا
اس کا پھر احتساب کیا ہو گا؟

حضرت منذر فرماتے ہیں: میں نے حضرت مالک بن دینار کو دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو فرما رہے تھے: ارے کمبخت، عمل میں جلدی کر اس سے پہلے کہ تجھے موت آ جائے اس جملہ کو انہوں نے ساٹھ بار دہرایا۔ میں سن رہا تھا لیکن انہیں علم نہ تھا کہ میں سن رہا ہوں۔ (احیاء العلوم ج ۴، ص ۴۶۰)

؎ ہائے یہ زندگی گھڑی بھر کی باعث صد ہزار کلفت ہے
موت ہے گھات میں تیری انساں ایک تو ہے کہ محوِ غفلت ہے

زندگی کے مشکل ترین لمحات

حضرت خلیل بن احمد زاہیدی بصری نہایت ہی ذکی عالم (المتوفی ۱۷۰ھ) فرماتے: ''میرے لیے سب سے مشکل لمحات وہ ہوتے ہیں جب میں کھانا کھاتا ہوں۔ مطلب یہ کہ کاش یہی وقت عبادت و ذکر وغیرہ میں صرف ہو جاتا اور مرنے کے بعد میرے کام آتا۔

موت آ کر رہے گی تمہیں بے گماں — آخرت کی کرو جلد تیاریاں
بے عمل غافلو! سب سنو دھر کے کاں — عیش و عشرت کی اُڑ جائیں گی دھجیاں

موت کا دیکھو اعلان کرتا ہوا — سوئے گورِ غریباں جنازہ چلا
کہتا ہے جامِ ہستی کو جس نے پیا — وہ بھی میری طرح قبر میں جائے گا
تم اے بوڑھو سنو! نوجوانو سنو — اے ضعیفو سنو! پہلوانو سنو!
موت کو ہر گھڑی سر پہ جانو سنو — جلد توبہ کرو میری مانو سنو!
جس نے دنیا میں خوشیوں کا پایا ہے گنج — اور غفلت سے ہے ہر گھڑی نغمہ سنج
موت کے بعد ہوگا اُسے سخت رنج — اُس کو برزخ میں رنج اُس کو دوزخ میں رنج
چھوڑو عادت گناہوں کی جاؤ سدھر — ورنہ پھنس جاؤ گے قبر میں سر بسر
گر عذابوں کو دیکھو گے جاؤ گے ڈر — تم بتاؤ کہاں جاؤ گے بھاگ کر
حوصلہ رکھ کیوں گھبراتا عطار ہے — تو غلامِ شہنشاہِ ابرار ہے

بوقتِ انتقال بھی فقہی مسائل

قاضی قضاۃ الدنیا امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ مرض الموت میں تھے کہ اپنے شاگرد قاضی ابراہیم بن جراح کوفی ثم مصری کے ساتھ ایک مسئلہ میں بحث کر رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اس حالت میں بھی؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، ہوسکتا ہے اس کے باعث نجات دینے والا ہمیں نجات دے دے اور وہ مسئلہ رمی جمار کا تھا کہ سوار ہو کر کی جائے یا پیدل...... مسئلہ مکمل ہوا ابراہیم اٹھ کر ابھی اپنے گھر پہنچے نہ تھے کہ امام اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔

؎ گزرے گا باب موت سے ہر ایک جاندار
اعلان کر دیا ہے یہ پروردگار نے

☆ امام ابو یوسف المعی حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی درسگاہ میں سترہ یا انیس سال رہے اور اس پابندی کے ساتھ کے آپ کے ساتھ کبھی نماز فجر بھی فوت نہ ہوئی سوائے مرض کے بلکہ عیدین بھی آپ کے ساتھ ادا کرتے۔ محمد بن قدامہ فرماتے ہیں: میں نے شجاع بن مخلد سے سنا اور انہوں نے خود امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا

Scanned with CamScanner

کہ میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا اور میں اس کی تجہیز و تکفین میں حاضر نہ ہو سکا اور اس کا معاملہ اپنے اعزہ اور پڑوسیوں پہ چھوڑ دیا صرف اس وجہ سے کہ امام صاحب کی صحبت کی برکات سے محروم نہ ہو جاؤں۔

کرتا نہیں آغاز برے کام کا انسان
گر فکر ہو انجام کی انجام سے پہلے

عمل کا وقت اے انساں تیری عمر رواں تک ہے

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید امام محمد علیہ الرحمۃ (۱۳۲ھ، ۱۸۹ھ) رات کو بہت کم سوتے، اپنے پاس چند کتابیں رکھتے، ایک فن کی ایک کتاب سے اکتاہٹ ہوتی تو دوسرے فن کی کتاب دیکھنے لگتے اور اپنی نیند کو یہ کہہ کر پانی سے دور کرتے کہ نیند حرارت ہے۔

☆ حضرت عصام بن یوسف بلخی حنفی محدث بلخ (متوفی ۲۱۵) نے ایک دینار کا قلم صرف اس لیے خریدا تا کہ شیخ سے جو سنیں فوراً لکھ لیں چونکہ عمر کم ہے اور علم زیادہ اور طالبعلم کے لئے مناسب ہے کہ اوقات و لمحات کو ضائع نہ کرے۔ شیوخ کی جلوت و خلوت کو غنیمت جانے اور ان سے استفادہ کرتا رہے کیونکہ فوت شدہ وقت کا تدارک ممکن نہیں۔

دم رحلت تو پچھتائے گا پھر حاصل نہ کچھ ہوگا
عمل کا وقت اے انساں تیری عمر رواں تک ہے

موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

فتح بن خاقان جو کہ ذہین وفطین شاعر و ادیب تھے سب سے عظیم خزانہ ان کے پاس کتب کا تھا۔ ۲۴۷ھ میں فوت ہوئے۔ ہر وقت اپنی آستین میں کتاب رکھتے جب متوکل (شاہ وقت) کے سامنے سے معمولی کام مثلاً پیشاب کرنے یا نماز جنازہ ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو فوراً کتاب نکالتے اور آتے جاتے پڑھتے رہتے۔ اسی طرح

اگر کبھی کسی ضرورت کے تحت بادشاہ کے پاس کھڑے ہونا پڑتا تو کتاب نکال کر پڑھتے رہتے۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت — موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بھی دنیا میں آتا ہے بشر یہ کہتی ہے قضا — میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

☆ امام، محدث، فقیہ محمد بن سحنون قیروانی مالکی (متوفی ۲۵۶ھ) کی باندی ام مدام کھانا لے کر حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا میں اس وقت بہت مشغول ہوں جب رات کافی گزر گئی یہاں تک کہ اذان فجر ہو گئی تو فرمایا: کھانا لاؤ، اس نے عرض کیا: واللہ میں نے تو آپ کو کھانا کھلا بھی دیا ہے (یعنی باندی ان کے منہ میں لقمے ڈالتی رہی اور ان کو شعور تک نہ ہوا) فرمایا: مجھے تو پتہ بھی نہ چلا، مصروفیت یہ تھی کہ آپ تالیف میں مشغول تھے۔ (اور باعمل علماء اس کام میں اپنی آخرت کے لیے ہی مشغول رہتے ہیں)

صید الخاطر ص۲۰ پہ ابن جوزی لکھتے ہیں: او ان یصنف کتابا من العلم فان تصنیف العالم ولدہ المخلد وان یکون عاملا بالخیر عالمافیہ فینقل من فعلہ مایقتدی الغیر بہ فذلک الذی لم یمت قدمات القوم وھم فی الناس احیاء۔

یا وہ کوئی علمی کام کر گیا کتاب کی صورت میں، عالم کی کتاب ہمیشہ اس کے لئے زندہ رہنے والے بیٹے کی طرح ہے بشرطیکہ وہ خود نیک عمل کرنے والا ہو اس کے کاموں کی دوسرے لوگ اقتداء کریں ایسا عالم دین اور مصنف نہیں مرتا، دوسرے لوگ مرجاتے ہیں مگر وہ زندۂ جاوید رہتا ہے۔

گزر گئے ہیں زمانے مگر مہک ہے وہی
چمن میں میرے نکہت خرام کا ہے نشان

تیرا ذکر کرتے کرتے جسے موت آ گئی ہو

حاکم نے کہا میں نے ابوالفضل بن ابراہیم سے سنا انہوں نے فرمایا: میں نے احمد

Scanned with CamScanner

بن مسلم سے سنا کہ وہ نیشاپور سے بلخ اور بصرہ تک امام مسلم قشیری کے رفیق سفر تھے۔ فرماتے ہیں امام مسلم کو مجلس مذاکرہ کا رئیس بنا دیا گیا اور ان کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی جسے وہ نہ جانتے تھے' گھر واپس لوٹے' رات کا وقت تھا' کھجوروں کی ایک ٹوکری ان کی خدمت میں پیش کی گئی حدیث تلاش کرتے رہے' کھجوریں کھاتے رہے' صبح ہوئی تو حدیث بھی مل گئی' کھجوروں کی ٹوکری بھی ختم ہوگئی اور امام بھی واصل بحق ہو گئے۔

سپرد خاک ہوئے کتنے ہمرہانِ حیات
تیرے لیے بھی وہی راستہ مقدر ہے

☆ نحو' لغت' ادب اور حدیث وقرات کے امام احمد بن یحییٰ شیبانی کوفی بغدادی علیہ الرحمۃ (۲۰۰ھ' ۲۹۱ھ) جس کتاب کا درس دیتے اسے اپنے پاس رکھتے اور اس شرط پہ دعوت قبول کرتے کہ ان کے لئے کوئی ایسی چیز مہیا کی جائے گی جس پر کتابیں رکھ کر وہ پڑھ سکیں۔

☆ حضرت ثعلب نحوی علیہ الرحمۃ کی وفات کا سبب یہ بنا کہ جمعہ کے روز عصر کے بعد نکلے تو ہاتھ میں کتاب تھی جو چلتے ہوئے پڑھتے جا رہے تھے۔ ایک گھوڑا ان سے ٹکرا گیا' گرے' سر پہ کافی چوٹ آ گئی۔ اسی حالت میں گھر لے جایا گیا تو دوسرے دن انتقال فرما گئے۔

کھڑی ہے سر پہ اجل زندگی ہے پابہ رکاب
نہ کوئی رخت سفر ہے نہ کوئی ہمدم ہے

☆ ابن جریر طبری نے اپنے شاگردوں کو ۲۳۳ھ سے لے کر ۲۳۹ھ تک اولاً تین ہزار اوراق پہ مشتمل قرآن پاک کی تفسیر املا کروانا چاہی پھر مختصراً لکھوائی اور اس کے بعد اتنے ہی اوراق پہ مشتمل آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے دور تک تاریخ بھی لکھوا دی (آپ کی تفسیر تیس اجزاء میں اور تاریخ گیارہ اجزاء میں طبع ہو چکی ہے)

آپ کی عمر چھیالیس برس تھی اور آپ نے اتنا لکھا کہ حساب لگایا گیا تو روزانہ کے چودہ صفحات بنے۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے یہ الفاظ لکھے۔ ینبغی للانسان ان لایدع اقتباس العلم حتی الممات۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک علم سے استفادہ کرتا رہے۔

☆ ابو بکر خیاط نحوی امام محمد بن احمد بن منصور ثمرقندی (متوفی ۳۲۰) ہر وقت درس دیتے رہتے یہاں تک کہ راہ چلتے بھی' بسا اوقات (کتاب بینی میں مشغولیت کی وجہ سے) گڑھے میں گر جاتے یا جانور آپ کو کچل دیتا۔

بے سود ہے اس دم کسی نیکی کی تمنا
جب نطق واشارے کی بھی قوت نہیں رہتی

اے امیر! آج تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے

ابوالفضل قاضی وزیر محمد بن محمد بن احمد مروزی بلخی حنفی حاکم شہید (المتوفی ۳۳۴ھ) دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ رکھتے' نماز تہجد نہ حضر میں چھوڑتے نہ سفر میں' آپ بادشاہ کے وزیر تھے' لیکن ہر وقت قلم دوات اپنے پاس رکھتے' جب ذرا حکومتی ذمہ داریوں سے فارغ ہوتے تو تصنیف میں مشغول ہو جاتے۔ ابو عباس بن حمویہ نے امیر وقت سے شکایت کی کہ ہم حاکم سے ملاقات کے لئے آتے ہیں لیکن وہ ہم سے بات تک نہیں کرتے اور نہ قلم اپنے ہاتھ سے رکھتے ہیں۔ صاحب مستدرک ابو عبداللہ حافظ کہتے ہیں جمعہ کی رات میں ابوالفضل کی مجلس املاء میں حاضر ہوا کہ ابو علی بن ابوبکر بن مظفر امیر بھی وہاں تشریف لائے اور ملاقات کے لئے کچھ دیر کھڑے رہے لیکن انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی اور صرف اتنا کہا: اے امیر! آج تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے۔

☆ محدث عراق حافظ امام ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی عرف ابن شاہین (المتوفی ۳۸۵ھ) کے شاگرد ابوالحسن بن مہتدی باللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن

Scanned with CamScanner

شاہین نے فرمایا: میری تین سو تیس تصانیف ہیں' ان میں التفسیر الکبیر کے ایک ہزار جز ہیں۔ المسند کے تیرہ سو' التاریخ کے ایک سو پچاس اور الزہد کے سو جز ہیں۔ آپ نے سات سو درہم روشنائی خریدنے میں صرف کیے۔

غرغرہ اور نزع کی حالت میں تعلیم دینا

پانچ زبانوں (عربی' سریانی' سنسکرت' فارسی' ہندی) کے ماہر' فلکیات' ریاضی' ادب' لغت اور تاریخ وغیرہ میں ایک سو بیس کتابوں سے زائد کے مصنف ابوریحان البیرونی (متوفی ۴۴۰ھ) کے بارے میں مشہور مستشرق سارطون نے کہا: بیرونی اعظم علماء الاسلام تھے۔ آپ تحصیل علم میں ہر وقت منہمک رہتے' آپ کے ہاتھ سے قلم کبھی جدا نہ ہوتا۔ چھٹی کے دنوں میں بھی آپ کی نگاہیں کتب پہ اور دل علمی فکر و خیال میں رہتا۔ ابوالحسن ولواجی کہتے ہیں: میں نے ان سے جانکنی کے عالم میں ملاقات کی حالانکہ ان کا سینہ تنگ ہو رہا تھا تو مجھے فرمانے لگے: کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس حالت میں بھی؟ فرمایا: میں دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اور مسئلہ جانتا ہوں' چنانچہ انہوں نے مجھے علم الفرائض سکھایا۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکلا اور ابھی راستے میں ہی تھا کہ ان کی وفات کی خبر سنی۔

فکر عقبیٰ کو نہ سمجھے کوئی فکرِ بے سود
فکر عقبیٰ تو سعادت کا نشان ہوتا ہے

☆ امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ جوینی (المتوفی ۴۷۸ھ) جن کے بارے میں عبدالغافر فارسی نے اپنی کتاب ''سیاق نیشاپور'' میں لکھا: ''امام الحرمین' فخر الاسلام امام الائمہ علی الاطلاق حبر الشریعہ کے مثل نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ ان کے بعد دیکھ سکیں گی'' فرماتے ہیں: دوران گفتگو میں نے ان سے سنا ''عادۃً نہ میں سوتا ہوں اور نہ کھاتا ہوں' رات ہو یا دن جب بھی مجھ پہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے میں سو جاتا ہوں اور جب کھانے کی خواہش ہوتی ہے تو کھالیتا ہوں ورنہ

کھانے کی لذت و پسندیدگی و صحت تو علمی مذاکرے ہی میں ہے''۔

مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی ملاقات پہ خوش ہوں

☆ امام ابوالوفاء ابن عقیل حنبلی بغدادی علیہ الرحمہ جو کہ بنی آدم کے اذکیاء میں سے تھے اور افضل العلماء تھے۔ ایک آنکھ سے معذور ہونے کے باوجود علم کی حرص ان میں بیس سال کے نوجوان کی طرح تھی۔ روٹی کی بہ نسبت کیک اس لیے پسند فرماتے کہ اس کو چبانے میں وقت صرف نہیں ہوتا تھا۔ وہی وقت مطالعہ اور لکھنے میں صرف ہو جاتا۔ مختلف فنوں پہ آپ کی تقریباً بیس کتب ہیں جن میں سے ایک کتاب الفنون کی آٹھ سو جلدیں ہیں۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ دنیا میں اس سے بڑی کوئی کتاب نہیں۔ ابن جوزی کہتے ہیں: جب ابن عقیل کی وفات کا وقت آیا اور کچھ عورتیں رونے لگیں تو فرمایا: ''میں نے وہ فتاویٰ جن میں اللہ کے احکام بیان ہوئے ہیں' ان میں لوگوں کے معاملات و واقعات ہیں' پچاس سال تک لکھے ہیں اور احکام الٰہیہ پہ مہر ثبت کرنا نیابۃً عن اللہ ہے لہٰذا مجھے چھوڑ دو میں اللہ کی ملاقات پہ خوش ہوں''۔ اپنی کتابوں اور بدن کے کپڑوں کے سوا دنیا کی کوئی چیز نہ چھوڑی۔ وہ کپڑے اور کتابیں بھی اتنے پیسوں کی تھیں کہ تجہیز و تکفین اور ادائے قرض میں کام آ گئے۔

سمجھتا ہے جو لمحہ لمحہ قیمتی انساں
وہ کب بے فائدہ اشغال میں مشغول ہوتا ہے

امام ابن جوزی کی اپنے بیٹے کو نصیحت

ابن تیمیہ نے اجوبۃ المصریہ میں لکھا کہ شیخ ابوالفرج ابن جوزی کی تصنیفات کو میں نے ایک ہزار سے زائد پایا۔ آپ اپنا ذرا بھی وقت ضائع نہ کرتے اور ایک ایک دن میں چالیس کاپیاں لکھتے۔ قمی نے الکنی والالقاب میں لکھا کہ جن قلموں سے آپ احادیث لکھتے ان کے تراشے اتنے جمع ہو گئے کہ ان کی وصیت کے مطابق ان کے انتقال کے بعد انہی تراشوں سے غسل کے لئے پانی گرم کیا گیا چنانچہ پانی گرم کرنے

Scanned with CamScanner

کے بعد پھر بھی تراشے بچ گئے۔ لفتة الکبد فی نصیحة الولد میں اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اے میرے بیٹے! ایام ساعتوں (لمحات) سے ہیں اور ساعتیں انفاس سے اور ہر نفس خزانہ ہے۔ بغیر کسی (اخروی) کمائی کے نفس (سانس) نہ جائے کہ قیامت کے دن خزانہ خالی دیکھ کر نادم ہو' قبر کے صندوق میں وہ چیز بھیج جو تجھے وہاں خوش کرے''۔

؎ یاد کیجیے پتلۂ آدم کو آپ — جو ہمارے آپ کے ہیں سب کے باپ
پتلۂ آدم میں داخل ہوا بھی — ہے یہی اے روح بس مرضی مری
آئی داخل ہونے کو روحِ بشر — رہ گئی اندر اندھیرا دیکھ کر
عاجزی کی جس نے کی اور عرض کی — کیونکر ہوگی اس میں میری زندگی
اک اندھیرا گھر ہے وہ بھی مختصر — کیونکر ہو میرا بھلا اس میں گزر
دے معانی مجھ کو تو اے ذوالمنن — ہے یہ کیسا خانۂ رنج و محن
روح کو پھر حکم عالی یہ ہوا — ماننا ہوگا تجھے کہنا مرا
روح نے پھر داخلہ کی فکر کی — اور ڈر کر سہم کر پھر رہ گئی
پھر ہوئی عرش معلیٰ سے صدا — حکم ہے میرا ابھی تو اس میں جا
روح پھر روتی ہوئی داخل ہوئی — پتلۂ آدم میں مشکل سے گئی
جس کو فرماتے ہیں ختم المرسلین — راز اک قدرت کا ہے یہ بالیقین
جس طرح مشکل میں یہ داخل ہوئی — نزع میں بھی ہوگی بس مشکل وہی

کاش یہ خوش خوش اگر جاتی وہاں
نزع میں تکلیف کیوں ہوتی یہاں

☆ صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ جو دو سو کتب کے مصنف ہیں' جن میں سے تفسیر کبیر آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ جبکہ عمر آپ کی صرف تریسٹھ

سال ہے (۵۴۳ھ' ۶۰۶ھ) فرمایا کرتے تھے: ''واللہ علم کی مشغولیت کی بجائے کھانے پینے میں جو میرا وقت صرف ہوتا ہے اس پر مجھے بہت افسوس ہوتا ہے یقیناً وقت بہت قیمتی چیز ہے۔ امام شمس الدین اصبہانی (المتوفی ۷۴۹ھ) کے بارے میں ابن حجر نے الدرالکامنہ میں اور شوکانی نے البدر الطالع میں لکھا یقلل طعامہ لئلا یضیع الزمان بدخولہ و خروجہ آپ نے اپنا کھانا کم کر دیا تاکہ کھانے اور رفع حاجت میں وقت ضائع نہ ہو۔

جوان بیٹے کی وفات پر

حافظ ابن منذری (امام حافظ عبدالعظیم المتوفی ۶۵۶ھ) کے بارے میں امام نووی نے جن کی اپنی حالت یہ تھی کہ دن رات میں ایک بار کھانا کھاتے اور دو سال تک پہلو کو زمین سے نہ لگایا۔ ساڑھے چار سال میں التنبیہ حفظ کی اور المہذب کا ربع حصہ زبانی اپنے شیخ کو سنایا۔

؎ گزار دے اسے اللہ کی اطاعت میں
گر ایک جنبش لب کی ملے تجھے مہلت

بستان العارفین میں لکھا ہے کہ وہ خود فرماتے ہیں' میں نے اپنے ہاتھ سے نوے جلدیں اور سات سو جز علوم حدیث کے بارے میں لکھے۔ آپ کے بارے میں بقیۃ الحفاظ شیخ الائمہ والمحدثین مفتی ضیاء الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ المرادی لکھتے ہیں کہ قاہرہ میں میرا گھر ان کے گھر کے اوپر تھا۔ میں نے دس سال میں سے کسی بھی رات ان کا چراغ گل نہیں دیکھا۔ جب بھی میں بیدار ہوا انہیں علم میں مشغول پایا' کھانے کے دوران بھی علم میں مشغولیت رہتی۔ میں نے ان جیسا محنتی نہ دیکھا نہ سنا۔ اپنے مدرسہ سے صرف نماز جمعہ کے لئے نکلتے کسی خوشی غمی میں شرکت نہ کرتے بلکہ ان کا جوان بیٹا فوت ہو گیا تو بھی فقط مدرسہ کے دروازے پہ جا کر رخصت کر دیا اور فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں'' بیٹے کا نام تھا محمد جو کہ

Scanned with CamScanner

فاضل، محدث ذہین وفطین اور حافظ الحدیث تھا۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ)

☆ حافظ عبدالغنی مقدسی (المتوفی ۶۰۰ھ) کی سوانح تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ آپ اپنا وقت بالکل ضائع نہ کرتے تھے، آپ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن اور بسا اوقات حدیث کا درس دیتے پھر وضو کرتے اور ظہر سے پہلے تک سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے ساتھ تین سو رکعت نماز ادا کرتے، پھر تھوڑا سو کر نماز ظہر ادا کرتے، ازاں بعد مغرب تک ساعت حدیث اور تالیف میں مشغول رہتے، روزہ ہوتا تو افطاری کرتے اور بعد العشاء آدھی رات یا اس سے کم حصہ سو جاتے۔ پھر وضو کر کے نماز ادا کرتے جو قریب الفجر تک جاری رہتی۔ بسا اوقات سات مرتبہ یا اس سے بھی زائد بار وضو کرتے اور فرماتے: ''نماز میرے دل کو خوش رکھتی ہے جب تک میرے اعضاء تروتازہ رہتے ہیں''۔ پھر نماز فجر سے پہلے تھوڑا سا سو لیتے۔ اس کے باوجود آپ نے چالیس کتابوں سے زائد کتب لکھیں جن میں سے ایک نفائس الغوالی بھی ہے۔

کیسی آنکھ ہے نیند سے بھرتی ہی نہیں

؎ نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

بھجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لئے آیا، وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے، وہ شخص انتظار میں بیٹھ گیا، جب نماز سے فارغ ہو گئے تو نوافل میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نوافل پڑھتے رہے، یہ شخص انتظار میں بیٹھا رہا۔ وہ نوافل سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے اور پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نوافل شروع کر دیئے، عشاء تک اس میں مشغول رہے۔ یہ بے چارہ انتظار میں بیٹھا رہا، عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نوافل کی نیت باندھ لی اور صبح تک اس میں مشغول رہے، پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا اور اوراد و وظائف پڑھتے رہے، اسی دوران مصلے پر

بیٹھے بیٹھے اچانک آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھے، استغفار و توبہ کرنے لگے (جیسے کوئی بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے) اور یہ دعا پڑھی: اعوذ باللہ من عین لا تشبع من النوم (اللہ ہی کی پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں)

؎ تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا گنج و سیم زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصر عالی شان بھی بنوایا تو کیا دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زہد فی الدنیا کیا ہے اور دنیا کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: افضل الزھد فی الدنیا ذکر الموت وافضل العبادۃ التفکر فمن اثقلہ ذکر الموت وجد قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ (کنز ج۵ ص۵۴۴) دنیا میں بہترین زہد موت کی یاد ہے اور بہترین عبادت تفکر ہے، جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے وہ اپنی قبر جنت کا باغ پائے گا۔

؎ عیش دنیا ہے سامنے تب تک موت کا سامنا نہیں ہوتا ہے

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے شیخ احمد حواری کا دنیا کی حقیقت کے بارے میں قول نقل فرمایا ہے:

دنیا کوڑے کرکٹ اور غلاظت سے اٹے ہوئے ایک ایسے ڈھیر کی مانند ہے جہاں کتے جمع ہو جایا کرتے ہیں اور وہ شخص کتوں سے بھی بدتر ہے جو دنیا کے اس کوڑے کرکٹ پر گرا رہے۔ کیونکہ کتا اگرچہ غلاظت کے ڈھیر پر گرتا ضرور ہے لیکن جب اپنی حاجت پوری کر چکتا ہے اور سیر ہو لیتا ہے تو اسے چھوڑ بھی دیتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے لیکن دنیا کو دوست رکھنے والا دنیا کے اس ڈھیر کو جمع کئے جاتا ہے اور اسے

Scanned with CamScanner

چھوڑنے کا نام تک نہیں لیتا لہٰذا ظاہر ہے کہ وہ کتے سے بھی بدتر ہے کیونکہ کتا تو پھر بھی غلاظت کے ڈھیر سے پیٹ بھر کر اس سے الگ ہو جاتا ہے لیکن دنیا کے لالچ میں مبتلا ہونے والے مسلسل اس ڈھیر (دنیا) کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں اور اسے جمع کرنے کے شوق میں وہیں پڑے رہتے ہیں (کشف المحجوب مترجم یزدانی صاحب صفحہ ۲۰۳)

بہت دلکش نہایت ہی حسیں ہے صورتِ دنیا
فساد و قتل و خوں، ظلم و ستم ہے سیرتِ دنیا
نہ ملتا گھونٹ اک پانی کا اس دُنیا میں کافر کو
خدا کے ہاں جو ہوتی کچھ بھی قدر و قیمتِ دنیا

زندگی اور موت کو کیوں پیدا کیا گیا؟

حیات و ممات کی تخلیق کے مقصد کو قرآن مجید کی سورۃ ملک کی دوسری آیت میں یوں بیان فرمایا گیا ہے: الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ عمل کے لحاظ سے تم میں سے کون بہتر ہے؟

یہاں اللہ تعالیٰ نے موت کا ذکر پہلے کیا اور زندگی کا بعد میں حالانکہ دیکھنے میں زندگی پہلے اور موت بعد میں ہے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ زندگی دراصل وہی ہے جو موت کو پیش نظر رکھ کر گزاری جائے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''اس سے مراد دنیا میں موت کو اور آخرت میں حیات کو پیدا فرمانا ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس سے مراد حیات فی الدنیا ہے تو موت پھر بھی مقدم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موت کو پہلے پیدا فرمایا ہے''۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وکنتم امواتا فاحیاکم...... (البقرہ)

حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن عمر کو اس طرح نصیحت فرمائی۔

خذ من صحتك لسقمك ومن شبابك بهرمك ومن فراغك لشغلك

ومن حياتك لموتك لاتدری ما اسمك غدا۔ اپنی صحت کی حالت میں بیماری کے لئے، اپنی جوانی کی حالت میں بڑھاپے کے لئے، اپنی فراغت کے لمحات سے مصروفیت کے لئے اور اپنی زندگی سے موت کے لئے ذخیرہ کر لے تو نہیں جانتا کل تیرا نام کیا ہوگا۔ (زندہ یا مردہ)

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ — بہر سر افگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ — چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دنیا کی حقیقت اور آخرت کی تیاری کے بارے میں دو خط

كتب رجل الى اخ له اما بعد فان الدنيا حلم والآخرة يقظة والمتوسط بينهما الموت ونحن فی اضغاث احلام. والسلام. (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۵۵)

ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا بیشک دنیا ایک خواب ہے اور آخرت بیداری اور ان دونوں کے درمیان موت ہے اور ہم پریشان خوابوں میں مبتلا ہیں۔ والسلام

سن لے: عاجز نہیں اس گلشنِ عالم کی حقیقت
انساں کے لئے خوابِ پریشاں سے زیادہ

وکتب اخر الى اخ له ان الحزن على الدنيا طويل والموت من الانسان قريب وللنقص فی کل یوم منه نصيب وللبلاء فی جسمه دبيب فبادر قبل ان تنادى بالرحيل. والسلام

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۵۵۵)

ایک اور شخص نے اپنے بھائی کو لکھا کہ دنیا پر غم کرنا بہت طویل ہے (یعنی

Scanned with CamScanner

دنیا کی نعمتوں کے حصول کی فکر یا ان کے چھن جانے کا غم ایک نہ ختم ہونے والا رنج ہے) اور موت انسان سے قریب ہے (اور زندگی سے) ہر روز کچھ نہ کچھ کم ہو رہا ہے اور جسم میں بلا (بیماری) ٹہل رہی ہے (یعنی اس پر تسلط کے لئے پر تول رہی ہے) اس سے پہلے کہ کوچ کا نقارہ بج جائے سفر آخرت کی تیاری کر لینی چاہئے۔

حیف چھاتا جا رہا ہے رہ گزاروں پر دھواں
ہائے ڈھلتا جا رہا ہے آفتاب زندگی

مرنے کے بعد نیک و بد دونوں نادم ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مامن احد یموت الاندم۔ ہر شخص مرنے کے بعد نادم ہوگا۔ عرض کیا گیا: وہ کیسے؟ فرمایا: ان کان محسنا ندم ان لایکون از دادوان کان میسنا ندم ان لایکون نزع۔ اگر نیکوکار ہے تو اس بات پہ ندامت ہوگی کہ کاش میں زیادہ نیکیاں کما لیتا اور اگر برا ہے تو اس بات پر کہ کاش میں برائیاں نہ کرتا۔ (ترمذی)

رہ عشرت میں جس نے زندگی اپنی لٹا ڈالی
ملے گا ہاتھ محشر میں ندامت سے تحسر سے

موت کے فرشتے

قرآن مجید میں جان نکالنے کی نسبت اللہ کی طرف، عزرائیل علیہ السلام کی طرف اور دیگر فرشتوں کی طرف بھی کی گئی ہے۔ تینوں مقامات ملاحظہ ہوں۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا (۳۹/۴۲) قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم (۳۲/۱۱) ان الذین تو فاھم الملائکۃ ظالمی انفسھم (۶۱/۲۸) ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ اللہ حکم دیتا ہے عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرتے ہیں اور باقی فرشتے معاون ہوتے ہیں۔ تفسیر روح المعانی میں ہے روح فقط عزرائیل قبض

کرتے ہیں البتہ چھ فرشتے ان کے معاون ہوتے ہیں ان میں سے تین فرشتے مومن کی روح کو قبض ہونے کے بعد اپنی تحویل میں لے لیتے ہیں، تعظیم و تکریم سے اس کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر علیین میں پہنچا دیتے ہیں اور دوسرے تین فرشتے کفار کی روحوں کو ایک ٹاٹ نما کپڑے میں لپیٹ کر سجین میں پہنچا دیتے ہیں۔

ایک روایت میں یہی کچھ بیان ہوا ہے۔ ان اعوانه ینتزعون الارواح من سائر الجسد حتی اذا بلغت الحلقوم تناولها ملك الموت۔ عزرائیل علیہ السلام کے مددگار فرشتے ارواح کو کھینچتے ہیں جسموں سے اور جب روحیں حلق تک پہنچتی ہیں تو پھر عزرائیل علیہ السلام نکال لیتے ہیں۔

ملک الموت کا روح قبض کرنا

قبض عزرائیل کر سکتا نہیں مچھر کی روح
ہو نہ جب تک اس کو حاصل حکم رب دو جہاں

ابن کثیر نے ایک طویل حدیث ابن ابی حاتم کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ عزرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: واللہ یا محمد (صلی الله علیه وسلم) لوانی ان اقبض روح بعوضة ماقدرت علی ذلك حتی یکون الله هو الامر بقبضها۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں ایک مچھر کی جان بھی اپنے ارادے سے نکالنا چاہوں تو نہیں نکال سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو۔

جس انسان کے ہاتھ میں نہ اس کی زندگی ہے نہ موت نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا میں آیا نہ اپنی مرضی سے رہا۔ یہی حال فرشتوں کا ہے کہ لایعصون الله ما امرهم ویفعلون مایؤمرون (التحریم) وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے، وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔

قیصر اور اسکندر و جم چل بسے   زال اور سہراب و رستم چل بسے

کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے — سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ملک الموت کا اہلِ ایمان کے ساتھ شفقت ومحبت کا معاملہ

☆ شرح الصدور میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب موت کا فرشتہ خدا کے نیک بندے کے پاس جاتا ہے تو پہلے اس کو ان الفاظ سے سلام کہتا ہے:
السلام علیك یا ولی اللّٰہ۔ اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام ہو۔ پھر کہتا ہے قم فاخرج من دارك التی خربتها الی دارك التی عمر تها۔ اٹھ اس گھر سے نکل جس کو تو نے (خواہشات نفس کی قربانی دے کر) خراب کیا (اور تجھے اس جہاں میں کوئی راحت نہ ملی) اور اس گھر کی طرف چل جس کو تو نے (دنیا میں عبادت و ریاضت کرکے اور دین کی خاطر تکلیف پر صبر کرکے) آباد کیا ہے۔

لیتی ہے آنکھ لطف جمال و کمال دوست
نیرنگ فصلِ گل سے بھی جور خزاں سے بھی

عزرائیل علیہ السلام کے علم کی وسعت

تفسیر روح المعانی میں حضرت جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس شخص کے سر کے قریب ملک الموت نے عرض کیا: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ میں ہر مومن کا رفیق ہوں۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ جان لیں کہ میں جب بھی کسی انسان کی روح قبض کرتا ہوں تو اس کے اہل وعیال روتے چلاتے ہیں تو میں اس گھر کے ایک کنارے پر کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی گناہ نہیں، میں نے تو یہاں بار بار لوٹ کر آنا ہے تم ڈر کر رہو (یعنی موت کی تلخیوں کی فکر کر

کے نیک اعمال کو شعار بنالو) ہر گھر میں اللہ تعالیٰ کی جو مخلوق بھی ہو خواہ گھر پختہ ہو یا کچا یا خیمہ کی شکل میں، خواہ خشکی میں ہو یا تری میں، ہر دن اور رات میں پانچ مرتبہ ان میں غور وفکر کرتا ہوں۔ حتی انی لاعرف بصغیر هم وکبیر هم منهم بانفسهم۔ یہاں تک کہ میں ان کے ہر چھوٹے بڑے کو ان کی ذوات سے پہچانتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی اے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں تو تب روح قبض کرتا ہوں جب مجھے اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔

محبوبِ خدا کے علم کی وسعتیں

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ملک الموت علیہ السلام کو تمام مخلوق کی ذوات کا علم ہے، تو پھر یقیناً حضور علیہ السلام کا علم اس سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ جمیع انبیاء کرام علیہم السلام جمع ملائکہ سے افضل ہیں اور ہمارے نبی علیہ السلام تو پھر سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام ہیں پھر اس پہ ایک حدیث بھی ملاحظہ ہو۔

"عن عبداللّٰه بن عمرو قال خرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وفی یدیه کتابان فقال اتدرون ماهذان؟ قلنا لا یارسول اللّٰه الا ان تخبرنا۔ فقال للذی فی یده الیمنی هذا کتاب من رب العٰلمین فیه اسماء اهل الجنة واسماء آبائهم و قبائلهم ثم اجمل علی آخرهم فلایزاد فیهم ولا ینقص منهم ابدا ثم قال للذی فی شماله هذا کتاب من رب العلمین فیه اسماء اهل النار واسماء آبائهم و قبائلهم ثم اجمل علی آخرهم فلایزاد فیهم ولا ینقص منهم" (مشکوۃ باب ایمان بالقدر)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے تو آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کون سی ہیں؟ ہم نے

Scanned with CamScanner

عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! ہمیں تو وہی علم ہوتا ہے جو آپ خبر دیتے ہیں۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ مبارک میں کتاب تھی اس کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا: یہ رب العلمین کی طرف سے کتاب ہے جس میں تمام اہل جنت اور ان کے آباؤ اجداد کے نام ہیں اور ان کے قبائل کے نام ہیں پھر ان کے آخر میں ان کا مکمل میزان پیش کر دیا گیا ہے تو اس میں کبھی نہ کوئی زیادتی کی جائے گی اور نہ کمی۔ پھر آپ نے دوسری کتاب کے متعلق جو آپ کے بائیں ہاتھ مبارک میں تھی ارشاد فرمایا: یہ رب العلمین کی طرف سے کتاب ہے جس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کے قبائل کے نام ہیں پھر اس کے آخر میں تمام کا مکمل میزان پیش کر دیا گیا ہے اس میں کوئی زیادتی و کمی نہیں ہوگی۔

حدیث پاک کا مفہوم

حدیث پاک میں کمی بیشی کے نہ ہونے کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ماضی، حال، استقبال کا کوئی فرق نہیں، سب حال ہی حال ہے اس لئے جس شخص نے ایمان لانا ہے یا کفر میں رہنا ہے یا العیاذ باللہ مرتد ہونا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

دوسری بات جو حدیث میں ذکر کی گئی ہے کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں کتابیں تھیں، وہ کتابیں کیسی تھیں؟ ان کے متعلق یہ بحث کی گئی ہے کہ واقعتاً وہ کتابیں تھیں جو محسوس ہو رہی تھیں جن میں یہ تذکرہ تھا اور آپ کو ہی ان کا علم عطا فرمانا مقصود تھا جب آپ کو علم عطا فرما دیا گیا تو پھر وہ کتابیں واپس لوٹا دی گئیں یا اس کا مقصد یہ ہو کہ آپ کو ان کے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کے قبائل کے ناموں کا علم عطا کر دیا گیا ہے، اس طرح کہ جیسے کسی چیز کا علم کتابوں میں ہوتا ہے، چونکہ جنتیوں کے نامہ ہائے اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں ہوتے ہیں اور دوزخیوں کے بائیں ہاتھ میں اور یوم میثاق

کو بھی آدم علیہ السلام کے سامنے جب آپ کی تمام اولاد کو پیش کیا گیا تو جنتی دائیں طرف تھے اور دوزخی بائیں طرف، اسی طرح آپ نے بھی یہ فرمایا ہو کہ وہ علم گویا کہ ایک کتاب میں موجود ہونے کی صورت میں جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے اس میں تمام جنتیوں کا تذکرہ ہے اور دوسرے ہاتھ میں جو کتاب ہے اس میں دوزخیوں کا ذکر ہے اگرچہ وہ کتابیں تمہیں نہیں نظر آرہی ہیں لیکن مجھے نظر آرہی ہیں اس طرح ان کتابوں کا وجود حسی نہیں ہوگا عقلی ہوگا۔

لیکن زیادہ تر محدثین کی رائے میں پہلا قول زیادہ معتبر ہے کیونکہ ان کی طرف ”ہذان“ سے اشارہ کیا گیا ہے اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اس کا حقیقی معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز ظاہراً محسوس ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (موت کا منظر مع احوال حشر ونشر)

حضور علیہ السلام تو یہ بھی جانتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب کے بعد آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت میں جائے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کے بڑے بڑے گناہوں کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے گناہوں کے بارے میں باز پرس کرو۔

فیقال له عملت یوم کذا و کذا کذا و کذا وعملت یوم کذا وکذا کذا وکذا فیقول نعم لا یستطیع ان ینکر وهو مشفق من کبار ذنوبه ان تعرض علیه فیقال له ان لك مکان کل سیئة حسنة فیقول یارب قدعملت اشیاء لا اراها ههنا قال فلقد رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم ضحك حتی بدت نواجذه (تفسیر الخازن جلد ۳ صفحہ ۳۸۰)

چنانچہ اس سے سوال کیا جائے گا کہ فلاں دن تو نے فلاں کام کیا تھا فلاں دن فلاں گناہ کیا تھا؟ وہ کہے گا ہاں (کیا تھا) کسی ایک گناہ کا بھی انکار نہ

Scanned with CamScanner

کر سکے گا اور وہ اپنے بڑے بڑے گناہ یاد کر کے ڈرے گا کہ وہ مجھ پر پیش نہ کئے جائیں۔ پھر اس سے کہا جائے گا تیرے ہر گناہ کے بدلے ہم نے تجھے ایک نیکی دی۔ یہ سن کر وہ اس قدر خوش ہوگا کہ کہہ اٹھے گا' اے میرے پروردگار! میں نے اور بھی ایسے بہت سے اعمال (گناہ) کئے ہیں جنہیں یہاں نہیں پا رہا۔ یہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھیں دیکھی جانے لگیں۔

مگر بے خبر' بے خبر جانتے ہیں

فرشتوں کا جہان

فرشتوں کی مختلف اقسام ہیں اور ان کی مختلف صفات ہیں۔ ذیل میں ملائکہ کی چند قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

جن فرشتوں کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ان میں سے ایک عرش کے اٹھانے والے دوسرے عرش اعظم کے گرد گھومنے والے۔ تیسرے جلیل القدر ملائکہ جیسے حضرت جبرائیل' حضرت میکائیل' حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام۔ چوتھے جنت کے فرشتے' پانچویں جہنم کے جن کے سردار کا نام ''مالک'' ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے فرشتوں کا نام ''زبانیہ'' ہے۔ چھٹے وہ فرشتے جو انسانوں کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ساتویں نامہ ہائے اعمال لکھنے والے فرشتے جنہیں کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ آٹھویں وہ فرشتے جن کے سپرد دنیا کے انتظامات ہیں۔ پھر ان انتظامات کرنے والوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض پانی برسانے والے' بعض رحم (بچہ دانی) میں بچہ بنانے والے' بعض مصیبت کے وقت انسانوں کی مدد کرنے والے وغیرہ وغیرہ۔

اسی جگہ صاحب تفسیر کبیر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو شخص کسی جنگل میں پھنس جائے تو اس طرح آواز دے ''اعینونی عباداللہ

یرحمکم اللہ'' یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے بندے یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس مصیبت سے نجات دیتے ہیں۔ اسی طرح حصن حصین میں بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کا پکارنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

فرشتوں کے بارے میں حضور علیہ السلام کے ارشادات

فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما یعلم جنود ربک الا ھو۔ تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اس بارے میں حضور علیہ السلام کے چند ارشادات مع مراقبۂ موت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

خلقت الملئکة من نور و خلق الجان من مارج من نار و خلق آدم مما وصف لکم.

فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا۔ جنات کو شعلہ زن آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جس کی صفت اللہ عزوجل نے تمہیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے) (مسلم شریف' مسند احمد بن حنبل' ج ۶' ص ۱۵۳)

☆ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان فی الجنة لنهرا مایدخله جبریل من دخلة فیخرج فینتقض الاخلق اللہ من کل قطرة تقطر منه ملکا.

(تفسیر ابن کثیر' ج ۴' ص ۲۳۹)

جنت میں ایک نہر ہے' جبریل علیہ السلام جتنی مرتبہ بھی اس نہر میں داخل ہو کر

نکلتے ہیں اور اپنے بدن کو جھاڑتے ہیں تو ان کے جسم سے گرنے والے ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرما دیتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام

بے شک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں سیر کرتے ہیں اور میری امت کا (درودو) سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

(نسائی شریف' ج۱'ص۳۹۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الاخبر کم بافضل الملئکۃ جبریل

میں تم کو نہ بتلاؤں کہ سب فرشتوں سے افضل حضرت جرائیل علیہ السلام ہیں۔ (۱) مجمع الزوائد جلد۳' صفحہ۱۴۰ (۲) درمنثور جلد۱' صفحہ۹۲)

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اطت السماء و حق لھا ان تئط ما منھا موضع اربع اصابع الاوعلیہ ملك واضع جبھتہ

آسمان چرچراتا ہے اور اسے حق ہے کہ چرچرائے اس میں چار انگلی کے برابر جگہ بھی ایسی نہیں مگر اس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے موجود ہے (یعنی سجدے میں ہے)

(۱) ترمذی شریف جلد۲' صفحہ ۹۵ (۲) ابن ماجہ شریف جلد۲ صفحہ ۵۵۷ (۳) مسند امام احمد بن حنبل جلد۵ صفحہ ۱۷۳

جبریل علیہ السلام کی نرمی اور میکائیل علیہ السلام کی سختی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

ان فی السماء ملکین احدھما یا مربا لشدۃ والاخر یامر باللین وکل مصیب جبریل و میکائیل و نبیان احدھما یا مرباللین والاخریا مر بالشدۃ و کل مصیب وذکر ابراھیم ونوحا ولی صاحبان احدھما یا مر باللین والاخر بالشدۃ وکل مصیب و ذکر ابابکر و عمر.

آسمان میں دو فرشتے ہیں جن میں سے ایک سختی کا معاملہ کرتا ہے اور دوسرا نرمی کا اور دونوں حق پر ہیں۔ ایک جرائیل (علیہ السلام) ہیں دوسرے میکائیل (علیہ السلام) ہیں اور دو نبی ہیں جن میں سے ایک نرمی کا معاملہ فرماتے ہیں' دوسرے سختی کا اور دونوں حق پر ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت نوح (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا اور میرے بھی دو دوست ہیں۔ ان میں سے ایک نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور دوسرا سختی کا اور یہ دونوں بھی حق پر ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا۔ (۱) مجمع الزوائد جلد۹' صفحہ ۵۱ (۲) درمنثور جلد۱' صفحہ۹۴)

آخرت کی سختی دنیا کی سختیوں کی طرح نہیں ہے کہ آسانی سے سہی جا سکے اور پرواہ کیے بغیر زندگی گزار دی جائے۔ بے شک اس دنیا کے

سخت سخت امراض کو تو سہہ گیا   چارہ گر گو سخت جاں بھی کہہ گیا
کیا ہوا کچھ دن جو زندہ رہ گیا   اک جہاں سیل فنا میں بہہ گیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آسودہ حالی کیونکر ہو؟

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے

Scanned with CamScanner

فرمایا:

كيف انعم وصاحب الصور قد التقم القرن وحنى جبهته واصغى سمعه ينتظر متى يومر به فينفخ قالوا فما نقول يارسول الله؟ قال قولوا حسبنا الله ونعم الوكيل على الله توكلنا.

میں کس طرح آسودہ حال ہو جاؤں جبکہ صور (پھونکنے) والے (فرشتے) نے سینگ کو منہ میں لیا ہوا ہے اور اپنے ماتھے پر بل ڈال دیا ہے اور اپنے کان متوجہ کر دیئے ہیں اور انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم دیا جاتا ہے تاکہ وہ صور پھونکے تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہی بہتر کارساز ہے، ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

(ترمذی ج۲، ص۱۳۹، ابن ماجہ ج۲، ص۵۸۰)

؎ بزم عالم میں فنا کا دور ہے — جائے عبرت ہے مقام غور ہے
تو ہے غافل یہ تیرا کیا طور ہے — بس کوئی دن زندگانی اور ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عزرائیل علیہ السلام کی ہر گھر والوں کو روزانہ تنبیہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لورايتم الاجل ومسيره لابغضتم الامل و غروره وما من اهل بيت الا وملك الموت يتعاهدهم في كل يوم مرتين فمن وجده قدانقضى اجله قبض روحه فاذا بكى اهله

وجزعوا قال لم تبكون ولم تجزعون فوالله مانقصت لكم عمرا ولاحبست لكم رزقا مالي ذنب وان لي فيكم لعودة ثم عودة ثم عودة حتى لا ابقي منكم احدا.

(اے مسلمانو!) اگر تم موت اور اس کا فیصلہ جان لو تو امید اور اس کے دھوکہ سے نفرت کرو کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں مگر ہر روز ملک الموت ان کو تنبیہ کرتا ہے۔ جب کسی کی عمر پوری دیکھتا ہے تو اس کی روح قبض کر لیتا ہے پھر جب اس کے رشتہ دار روتے ہیں تو وہ کہتا ہے تم کیوں روتے ہو؟ اللہ عزوجل کی قسم! نہ تو میں نے تمہاری عمر سے کچھ کم کیا ہے نہ تمہارے رزق سے، میرا کوئی قصور نہیں ہے، میں نے تم میں لوٹنا ہے پھر لوٹنا ہے پھر لوٹنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔

(کنزالعمال شریف)

؎ زور یہ تیرا نہ بل کام آئے گا — اور نہ یہ طول امل کام آئیگا
کچھ نہ ہنگام اجل کام آئے گا — ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عزرائیل علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

ان ملك الموت كان ياتي الناس عيانا فاتى موسى فلطمه ففقا عينه فاتى ربه فقال يارب عبدك موسى فقا عيني ولولا كرامته عليك لشققت عليه قال له اذهب الى عبدي فقل له فليضع يده على جلد ثور فله بكل شعرة وارت يده سنة فاتاه

فقال مابعد هذا؟ قال الموت قال فالان فشمه شمة فقبض روحه ورد الله عليه عينه فكان بعد ياتي الناس في خفية.

ملک الموت لوگوں کے پاس کھلم کھلا (روح قبض کرنے) آ جاتے تھے (اسی طرح) وہ موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس بھی آ گئے تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں تھپڑ رسید کر دیا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی تو وہ اپنے رب عزوجل کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے رب عزوجل! تیرے بندے موسیٰ (علیہ السلام) نے میری آنکھ پھوڑ دی (یااللہ عزوجل) اگر وہ تیرے نزدیک صاحب اکرام نہ ہوتے تو میں بھی بدلہ چکا دیتا۔ (اللہ عزوجل نے) حکم فرمایا تو میرے بندے کے پاس جا اور اسے کہہ کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کے چمڑے پر رکھ دے جتنے بالوں کو اس کا ہاتھ چھپالے گا اتنے سال اس کو موت نہیں آئے گی تو وہ (فرشتہ) آیا (اور وہ سب کچھ عرض کر دیا) تو انہوں (حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ عرض کیا گیا: اس کے بعد موت ہوگی۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: پھر تم ابھی روح قبض کر لو عزرائیل علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو خوشبو سنگھائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کر لی اور اللہ عزوجل نے عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ بھی درست کر دی۔ بس اس واقعہ کے بعد وہ لوگوں کے پاس چھپ کر (روح قبض کرنے کے لئے) آتا ہے۔

(۱) مستدرک حاکم جلد۲ صفحہ ۵۷۸ (۲) تاریخ کبیر امام بخاری جلد۱ صفحہ ۴۴۳

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے — کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے — سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مسلم شریف کے حوالے سے

مسلم شریف میں اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں بیان کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا: حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے صكه ففقا عينه' موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مارا تو ان کی آنکھ نکال دی۔ دوسری روایت میں ہے جاء ملك الموت الى موسى عليه السلام فقال اجب ربك فلطم موسى عليه السلام عين ملك الموت ففقا۔ جب عزرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اپنے رب کا حکم قبول کرو (اور اپنی جان میرے حوالے کر دو) تو موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مارا جس سے ان کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ عزرائیل واپس اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "ارسلتني الى عبدلا يريدالموت" مجھے تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل علیہ السلام کو پھر آنکھ عطا فرمائی یعنی نظر لوٹا دی اور فرمایا: جاؤ میرے بندے کے پاس اس کو کہو اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھے' ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے' اتنے سال عمر بڑھا دوں گا۔ جب عزرائیل علیہ السلام نے یہ کہا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: اے رب! پھر کیا ہوگا؟ رب تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آ جائے گی۔ آپ نے عرض کی: ابھی موت آ جائے' ساتھ یہ سوال کیا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے بیت المقدس کی سرزمین پر پہنچا دینا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو تمہیں سرخ ریت کے ٹیلوں کے پاس راستے کی ایک جانب موسیٰ علیہ السلام کی قبر اب بھی دکھا سکتا ہوں۔

(مسلم شریف باب فضائل موسیٰ علیہ السلام)

معلوم ہوا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں دفن ہونے کی خواہش اس لئے کی کہ وہ مقام انبیائے کرام علیہم السلام کے دفن ہونے کی وجہ سے مشرف تھا۔

Scanned with CamScanner

آپ کی دعا سے واضح ہوا کہ فضیلت والے مقام میں صالحین کے قرب و جوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔ (نووی شرح مسلم)

مسلم شریف کی اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ عزرائیل علیہ السلام کو انبیائے کرام علیہم السلام پر کوئی تسلط نہیں۔ بعض انبیائے کرام علیہم السلام نے حکم باری تعالیٰ کو قبول کرتے ہوئے ابتداً ہی عزرائیل علیہ السلام کو خوش آمدید کہا۔ بعض نے عزرائیل کو انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس بلا اجازت آنے پر تنبیہ کی اور بتایا کہ عزرائیل کو انبیاء کرام علیہم السلام پر کوئی تسلط حاصل نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کو بھی ترجیح دی اور عمر کی مہلت ملنے کے باوجود قبول نہیں فرمایا تو واضح ہوا کہ منشاء عمر کا حصول نہیں تھا بلکہ شان انبیائے کرام علیہم السلام کو عوام الناس پر واضح کرنا مقصد عظیم تھا۔ (موت کا منظر مع احوال حشر و نشر)

امام الانبیاء علیہ السلام کی بارگاہ میں ملک الموت کی حاضری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو اور خبردار، بغیر اجازت کے داخل نہ ہونا اور بغیر آپ کی اجازت کے روح قبض نہ کرنا۔ تو قابض ارواح (روحوں کے قبض کرنے والے عزرائیل علیہ السلام) نے دروازے کے باہر اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر عرض کیا: "السلام علیکم اھل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ و مختلف الملائکۃ"۔ اے معدن رسالت، ملائکہ کے مقام آمد و رفت اہل بیت نبوت تم پر سلام ہو۔ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں داخل ہوں، تم پر خدا کی رحمت ہو۔ اس وقت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے موجود تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم اپنے حال میں مشغول ہیں اس وقت ملاقات نہیں فرما سکتے۔ دوسری مرتبہ پھر اجازت مانگی چنانچہ جتنے صاحبان اس وقت گھر میں موجود تھے اس

آواز کی ہیبت سے ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئے اور آنکھ مبارک کھول کر فرمایا: کیا بات ہے؟ صورت حال عرض خدمت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشوں اور تمناؤں کو کچلنے والا، اجتماعی بندھنوں کو کھولنے والا، بیویوں کو بیوہ کرنے والا اور بچیوں کو یتیم بنانے والا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد ثانی)

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے — تا کجے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے — ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کا حال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذن لی ان احدث عن ملك من حملة العرش رجلاه فی الارض السفلی وعلی قرنه العرش وبين شحمة اذنه و عاتقه خفقان الطير سبع مائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اجازت فرمائی گئی ہے کہ میں ایک ایسے فرشتے کے متعلق کچھ بتلاؤں جو عرش کے اٹھانے والوں میں (شامل) ہے۔ اس کے پاؤں سب سے نچلی زمین میں ہیں اس کے سینگ پر عرش ہے اور اس کے کان کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال تک پرندہ کے اڑنے کے برابر ہے۔ وہ فرشتہ یہ کہہ رہا ہے: سبحانك حيث كنت

Scanned with CamScanner

(تو پاک ہے جہاں بھی ہے)

(۱) ابوداؤد شریف جلد صفحہ (۲) مجمع الزوائد جلدا' صفحہ ۸۰ (۳) البدایہ والنہایہ جلدا' صفحہ ۱۳ (۴) ابن عساکر جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۲

فرشتے کی تسبیح سن کر مرغ کا اذان دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان مما خلق الله ديكا براثنه على الارض السابعة و عرفه منطو تحت العرش قد احاط جناحه بالافقين فاذا بقي ثلث الليل الآخر ضرب بجناحيه ثم قال سبحوا الملك القدوس سبحان ربنا الملك القدوس لا اله لنا غيره فيسمعها من بين الخافقين الا الثقلين فيرون ان الديكة انما تضرب باجنحتها وتصرخ اذا سمعت ذلك.

اللہ عزوجل نے جو (کچھ) پیدا کیا ہے۔ اس میں سے ایک دیک (فرشتہ) بھی ہے اس کے پنجے ساتویں زمین پر ہیں' اس کی کلغی عرش کے نیچے لگی ہوئی ہے' اس کے پروں نے دونوں افق کو سمیٹا ہوا ہے۔ جب رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے۔ پھر کہتا ہے (اے مخلوقات) بادشاہِ حقیقی (رب العالمین جل وعلا) جو ہر عیب سے پاک ہے کی تسبیح بیان کرو۔ پاک ہے ہمارا رب ملک قدوس ہے۔ ہمارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس کی اس بات کو شرق وغرب کے درمیان میں جن وانسان کی علاوہ سب سنتے ہیں یہ جو (لوگ) دیکھتے ہیں کہ مرغ اپنے پر مارتے ہیں اور اذان دیتے ہیں یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ (اس فرشتے کی تسبیح) سنتے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸' صفحہ ۱۳۳)

مرغ تو اذان پڑھنے کی سعادت حاصل کر لے اور مسلمان اٹھ کر نماز بھی نہ پڑھ سکے تو کتنے افسوس کی بات ہے اور یہ نفس وشیطان کا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ اے غافل مسلمان:

نفس اور شیطاں ہیں خنجر در بغل — وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
آ نہ جائے دین و ایماں میں خلل — باز آ ہاں باز آ اے بدعمل
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

رعد فرشتے کا حال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اقبلت اليهود الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت اخبرنا ما هذا الرعد؟ قال ملك من ملائكة الله موكل بالسحاب بيده مخراق من نار يزجربه السحاب يسوقه حيث امره الله قالوا فما هذا الصوت الذى نسمع قال صوته قالوا صدقت.

کچھ یہودی حضور رحمت کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمیں بتلائیے یہ رعد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو کہ بادلوں کا نگران ہے۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہے۔ جس سے وہ بادلوں کو تنبیہ کرتا ہے اور جہاں اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے وہاں بادلوں کو لے جاتا ہے۔ انہوں نے کہا تو یہ آواز کیا ہے جو ہم سنتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس فرشتہ کی آواز ہے۔ انہوں نے کہا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے سچ کہا۔

(۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۶ (۲) مسند امام احمد بن حنبل جلدا' صفحہ ۲۷۳ (۳) درمنثور جلد ۴' صفحہ ۵۰

یہودی ہو کر حضور علیہ السلام کی بات کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اے غافل مسلمان! تو کس قدر عجیب ذہنیت کا مالک ہے کہ اپنے آقا علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کو بھلا کر یہود و نصاریٰ کی پیروی میں مصروف کار ہے۔

دفعۃً سر پر جو آ پہنچی اجل — پھر کہاں تو اور کہاں دارالعمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل — پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سات زمینوں کو اٹھانے والا فرشتہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الارضين بين كل ارض والتي تليها مسيرة خمسائة عام وهي على ظهر حوت قد التقى طرفاه في السماء والحوت على صخرة والصخرة بيدى الملك.

(ساتوں زمینوں میں سے) ہر زمین اور اس سے ملی ہوئی زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور آخری زمین مچھلی کی پشت پر ہے جس کے دونوں کنارے آسمان سے ملے ہوئے ہیں اور مچھلی چٹان پر ہے اور چٹان فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔

(۱) الترغیب والترہیب جلد۴ صفحہ۴۷ (۲) مستدرک حاکم جلد۴ صفحہ۵۹۴ (۳) درمنثور جلد۶ صفحہ۲۳۸

اے انسان! اپنے کمزور اور مختصر سے وجود کو دیکھ اور اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق کی طاقت کو دیکھ اور سرکشی چھوڑ کر اللہ کی اطاعت میں زندگی گزار، دنیا کی عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو دھوکہ نہ دے چند روزہ زندگی پہ فریفتہ ہو کر آخرت کی فکر سے غفلت اختیار نہ کر۔

تجھ کو غافل فکر عقبیٰ کچھ نہیں — کھا نہ دھوکہ عیش دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں — کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حجاج کرام کی بخشش پر فرشتوں کو گواہ بنایا گیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا كان يوم عرفة ينزل الرب عزوجل الى السماء الدنيا ليباهي بكم الملائكة فيقول انظروا الى عبادى اتونى شعثا غبرا ضاجين من كل فج عميق اشهدكم انى قد غفرت لهم.

جب نویں ذوالحجہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ عزوجل پہلے آسمان کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے تاکہ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرے پھر فرشتوں کو فرماتے: میرے بندوں کو دیکھو (کس طرح سے) میرے پاس (حج کرنے کے لئے) پراگندہ غبار آلود بلند آواز سے تلبیہ کہتے ہوئے دور دراز سے آئے ہیں؟ تم گواہ ہو جاؤ میں نے ان سب کی مغفرت فرما دی۔

(۱) مسلم شریف (۲) شرح السنۃ جلد۷ صفحہ۱۵۹

دنیا کی چند روزہ زندگی میں خدا کو بھول جانے والا ان نعمتوں سے محروم ہے جو فرشتوں کو گواہ بنا کر اہل ایمان کو عطا کی جا رہی ہیں۔ ایسا شخص کل خدا کو کیا منہ دکھائے گا۔

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن — قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن — اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سب سے پہلے کعبے کا طواف اور حج فرشتوں نے کیا

☆ حضرت ابن سابط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دحیت الارض من مکة وکانت الملائکة تطوف بالبیت فھی اول من طاف به.

ساری زمین کو مکہ سے پھیلایا گیا جبکہ فرشتے (اس وقت) بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور یہی سب سے پہلے کعبہ کا طواف کرنے والے تھے۔

(۱) درمنثور جلد ۱ صفحہ ۴۶ (۲) تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ (۳) تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ ۲۶۳

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کان موضع البیت فی زمن آدم (علیه السلام) شبرا او اکثر علما فکانت الملائکة تحج الیه قبل آدم ثم حج آدم فاستقبلته الملائکة قالوا یا آدم من این جئت؟ قال حججت البیت فقالوا قد حجته الملائکة قبلک بالفی عام.

آدم علیہ السلام کے دور اقدس میں بیت اللہ شریف کی جگہ بطور علامت ایک بالشت برابر تھی یا اس سے کچھ زائد تھی۔ حضرت آدم (علیہ السلام) سے قبل فرشتے اس کا حج کیا کرتے تھے پھر حضرت آدم (علیہ السلام) نے حج کیا تو فرشتے ان کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا: اے آدم (علیہ السلام) آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ فرمایا: بیت اللہ شریف کا حج کر کے تو فرشتوں نے بتلایا کہ (ہم) فرشتے آپ سے دو ہزار سال قبل اس کا حج

کر چکے ہیں۔ (درمنثور جلد ۱ صفحہ ۱۳۱)

فرشتے گناہوں سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے ہوئے ہونے کے باوجود بیت اللہ شریف کا طواف اور حج ادا کر رہے ہیں اور اہل ایمان جب یہی کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو گناہوں سے ایسے پاک کر دیتا ہے کہ گویا آج ہی ان کی ماں نے ان کو جنا ہے۔ کیوم ولدته امه۔ لہٰذا فنا کی وادی میں جانے سے پہلے یہ سعادت حاصل کر لی جائے۔

ے سب کے سب ہیں راہرو کوئے فنا جا رہا ہے ہر کوئی سوئے فنا
بہہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فرشتوں کی آسمان کے دروازوں پہ صدائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان ملکا بباب من ابواب السماء یقول من یقرض الیوم یجد غدا و ملك بباب آخر ینادی اللھم اعط منفقا خلفا واعط مسکا تلفا وملك بباب آخر ینادی یا یھا الناس ھلموا الی ربکم ماقل وکفی خیر مما کثر والھی وملك ینادی بباب آخر یابنی آدم لدوا للموت وابنوا للخراب.

آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ایک فرشتہ ہے جو یہ کہتا ہے کوئی ہے جو آج (اللہ عزوجل کے نام پر) قرض (صدقہ وخیرات) دے اور کل (بروز قیامت اس کا اجر) وصول کرے اور ایک فرشتہ ایک اور دروازے پر ہے جو یہ دعا کرتا ہے اے اللہ عزوجل (اپنے نام پر علم اور

Scanned with CamScanner

دولت) خرچ کرنے والے کو باقی رہنے والا مال اور علم عطا فرما اور (علم و دولت کو) روکنے والے کو ضائع ہونے والا (مال و علم) عطاء فرما۔ ایک اور فرشتہ ایک اور دروازے پر یہ پکارتا ہے: اے لوگو! اپنے رب عزوجل کی طرف دوڑو۔ جو (رزق) کم لیکن با کفایت ہو وہ اس سے بہتر ہے جو بہت ہو اور فضولیات میں خرچ ہو اور ایک فرشتہ ایک اور دروازہ پر یہ آواز دیتا ہے: اے اولاد آدم! مرنے کے لئے جنو اور ویران ہونے کے لئے تعمیرات کرو۔ (۱) مسند امام احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ ۳۰۵ (۲) درمنثور جلد۱ صفحہ ۱۳۳

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار — دل لگا اس سے نہ غافل زینہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار — ہوشیار اے محو غفلت ہوشیار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فرشتے انسانوں سے حیاء کرتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا اتی احدکم اهله فليستتر فانه اذا لم يستتر استحيت الملائكةو خرجت و حضر الشيطان فاذا كان بينهما ولد كان للشيطان فيه نصيب.

تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے چاہئے کہ پردہ کرے۔ اگر وہ پردہ نہیں رکھے گا تو فرشتے حیا کرتے ہیں اور (اس گھر سے) نکل جاتے ہیں اور شیطان اس گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اگر ان دونوں (میاں و بیوی) کے لئے (اس جماع کی وجہ سے) کوئی اولاد لکھی ہے تو شیطان کا بھی ایک حصہ اس میں (اثرات شیطانی) شامل ہو

جاتا ہے۔

(۱) ابن ماجہ شریف (۲) مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ ۲۹۳ (۳) شعب الایمان جلد۷ صفحہ ۱۹۳ (۴) طبرانی کبیر جلد۷ صفحہ ۱۹۲ (۵) نصب الرایہ جلد۴ صفحہ ۲۴۶

جب فرشتے انسان سے حیا کرتے ہیں تو انسان کو بھی چاہئے کہ اپنے رب سے حیا کرے اور اس دار فانی کی چند روزہ نعمتوں میں بدمست ہو کر اپنے رب کو نہ بھول جائے۔

ہے یہ لطف و عیش دنیا چند روز — ہے یہ دور جام و مینا چند روز
دار فانی میں ہے رہنا چند روز — اب تو کر لے کار عقبیٰ چند روز
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

انسان کے ساتھ رہنے والے فرشتے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے (ہر انسان کے ساتھ رہنے والے بیس فرشتوں کا ذکر کرتے ہوئے یوں) ارشاد فرمایا:

ایک فرشتہ تیری دائیں طرف ہے جو تیری نیکیوں پر مامور ہے اور یہ بائیں طرف والے فرشتہ کا سردار ہے جب تو کوئی اچھا عمل کرتا ہے تو تیرے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تو کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں طرف والا فرشتہ دائیں والے سے پوچھتا ہے کہ کیا میں (اس کا گناہ) لکھ دوں؟ تو وہ کہتا ہے نہیں۔ شاید یہ اللہ عزوجل سے استغفار (اپنے گناہ پر) کرے اور توبہ کرے تو جب بائیں طرف والا فرشتہ تین مرتبہ گناہ لکھنے کی اجازت مانگتا ہے تو (دائیں طرف والا) کہتا ہے ہاں (اب لکھ لو) اللہ عزوجل نے ہمیں نجات پہنچائی ہے۔ یہ برا رفیق ہے اللہ عزوجل کی طرف کتنا کم حیا کرتا ہے۔ (جبکہ) اللہ عزوجل فرماتا ہے کوئی لفظ منہ سے نہیں نکلنے پاتا

Scanned with CamScanner

مگر اس کے پاس سے ایک تاک لگانے والا تیار (موجود ہوتا) ہے اور دو فرشتے تیرے سامنے اور پیچھے ہیں (ان کے بارے میں) اللہ عزوجل فرماتا ہے کچھ فرشتے اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے بحکم خدا (بہت سی بلاؤں سے) اس آدمی کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک فرشتے نے تیری پیشانی کو تھاما ہوا ہے جب تو اللہ عزوجل کے لئے انکساری اختیار کرتا ہے تو وہ تجھے تباہی میں ڈال دیتا ہے اور دو فرشتے تیرے ہونٹوں پر (جاگزین) ہیں وہ تجھ پر کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے بس وہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (مسلمانوں کے) درودوسلام کی نگہداشت کرتے ہیں (کہ جب یہ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درودوسلام بھیجے گا تو ہم اس کو وصول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائیں گے) اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر ہے جو سانپ (اور دیگر جانوروں کو تیرے منہ میں نہیں گھسنے دیتا) اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر مقرر ہیں تو یہ ہر آدمی سے متعلق کل دس فرشتے ہوئے دن والے فرشتے پر رات والے فرشتے اترتے ہیں کیونکہ رات کے فرشتے دن والے فرشتوں سے الگ ہیں تو یہ ہر آدمی سے متعلق بیس فرشتے ہوئے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر (۲) تفسیر در منثور جلد ۴، صفحہ ۴۸

یہ فرشتے جہاں انسان کی حفاظت کرتے ہیں وہاں اس کی کارگزاریوں پہ گواہ بھی بن جاتے ہیں لہٰذا اپنے مضبوط اور کثیر گواہوں کی موجودگی میں انسان کو دنیا کی چند روزہ زندگی میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہئے کیونکہ

عشرتِ دنیائے فانی ہیچ ہے — پیشِ عیشِ جاودانی ہیچ ہے
مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے — چند روزہ زندگانی ہیچ ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

رحمِ مادر کا ساتھی فرشتہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ قد وکل بالرحم ملکا یقول ای رب نطفۃ ای رب علقۃ ای رب مضغۃ فاذا اراد اللہ ان یقضی خلقھا قال ای رب شقی او سعید ذکر او انثی فما الرزق فما الاجل فیکتب کذلک فی بطن امہ۔

اللہ عزوجل نے (ہر) رحم پر ایک فرشتہ مقرر رکھا ہے جو (اللہ عزوجل سے) پوچھتا ہے یارب عزوجل یہ قطرہ رہے گا یا جما ہوا خون بنے گا یا گوشت کی بوٹی بنے گی (یعنی اس کی تخلیق مکمل ہوگی یا نہیں یا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! یہ قطرہ ہے، اب جما ہوا خون بن گیا، اب لوتھڑا بن گیا) جب اللہ عزوجل یہ ارادہ فرماتا ہے کہ اس نطفہ کی تخلیق مکمل فرمائے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے بدبخت ہوگا یا سعادت مند مذکر ہوگا یا مؤنث اس کا رزق کیا اور کتنا ہوگا اس کی موت کب آئے گی یہ سب کچھ اس وقت لکھ دیا جاتا ہے جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

(۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف (۳) کنز العمال شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ (۴) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۴۸

برف کی طرح چپکے چپکے، رفتہ رفتہ کم ہونے والی زندگی پر اللہ تعالیٰ نے کیسے ابتداء سے لے کر انتہاء تک فرشتوں کا پہرہ لگا دیا ہے۔ لوگو! ان مستعار سانسوں کی قدر کرو کیونکہ اچانک ایک دن یہ سانس رک جانے والا ہے۔

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم — چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہروِ ملکِ عدم — دفعۃً اک روز یہ جائے گا تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

لوگوں کو نماز کی دعوت دینے والا فرشتہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان للہ ملکا ینادی عند کل صلوۃ یا بنی ادم قوموا الی نیرانکم التی اوقد تموھا علی انفسکم فاطفؤھا بالصلوٰۃ

اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ وہ ہے جو ہر نماز کے وقت یہ پکارتا ہے۔ اے اولادِ آدم اپنی آگوں کی طرف اٹھو جن کو تم نے (گناہ کر کے) اپنے لئے جلا رکھا ہے ان کو نماز سے بجھا دو۔

(۱) طبرانی صغیر جلد۲، صفحہ ۱۳۰ (۲) الترغیب والترہیب جلد۱، صفحہ ۲۳۵ (۳) درمنثور جلد۳ صفحہ ۳۵۵

نماز کا فرشتہ کتنے حسین انداز میں لوگوں کو آخرت کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ نماز پڑھ کر اپنے حصے کی آگ بجھا لو کیونکہ زندگی آخر گزر جائے گی اور قبر کے مرحلے کے بعد آخر کار اپنے رب سے ملاقات ہونے والی ہے۔

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور　　جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور　　قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ستر ہزار فرشتوں کا اجتماع

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

البیت المعمور فی السماء السابعة یدخله کل یوم سبعون الف ملك لایعودون الیه حتی تقوم الساعة

بیت المعمور (فرشتوں کا قبلۂ عبادت) ساتویں آسمان پر ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے (حاضری دیتے اور) داخل ہوتے ہیں۔ ان کو

قیامت تک دوبارہ اس کی طرف لوٹنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔

(۱) مسند امام احمد بن حنبل جلد۳ صفحہ ۱۵۳ (۲) مستدرک حاکم جلد۲ صفحہ ۴۶۸ (۳) مجمع الزوائد جلد۷ صفحہ ۱۱۳

(۴) مسند الفردوس جلد۲ صفحہ ۳۶ (۵) درمنثور جلد۶ صفحہ ۱۱۷

جب انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے تو اس کو بھی چاہئے کہ فرشتوں سے بڑھ کر ذوق وشوق اور فنائیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تاکہ کل قیامت کو فرشتوں کے سامنے شرمندہ نہ ہو کیونکہ موت تو بہرحال آنی ہے اور انسان کی جان انہی فرشتوں نے ہی نکالنی ہے تو جب عبادت میں ان کے ذوق کی موافقت کرے گا تو آسانی پیدا ہوگی ورنہ

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی　　جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی　　تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فرشتوں کا ساتھ کس کو نصیب نہیں ہوتا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لاتصحب الملائكة رفقة فيها كلب والاجرس

فرشتے ان لوگوں کے پاس نہیں رہتے جس کے ہاں کتا اور گھنٹی ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی، دارمی ج۲، ص ۲۸۸) جب دنیا کا کتا جو بلاوجہ رکھا جائے اس قدر منحوس ہے تو نفس امارہ کا کتا کتنا ناپاک ہوگا؟ ہاں اللہ کا ذکر وعبادت اور فکر آخرت کے ذریعے اس کو رام کیا جا سکتا ہے۔ فنا ہونے والی زندگی کے ذریعے باقی رہنے والے جہان کو اپنے اعمال سے سجا لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

تو سنِ عمر رواں ہے تیز رو　　چھوڑ سب فکریں لگا مولیٰ سے لو
گندم از گندم بروید جوز جو　　از مکافات عمل غافل مشو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

علم کے طالب کا اکرام کرنے والے فرشتے

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان الملائکۃ لتضع اجنحتھا لطالب العلم رضی بالطلب

بے شک فرشتے طالبعلم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس کی رضا کے طالب بن کر۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد، ج ۴، ص ۲۳۹)

خدا کرے کہ سیم وزور کا طالب بننے کی بجائے خدا ہمیں مرتے دم تک اپنی رضا کی خاطر علم دین کا طالب بنا دے تا کہ مشائخ کے اس قول پر بھی عمل ہو جائے۔

اطلبو العلم من المھد الی اللحد۔ گود سے گور تک علم حاصل کرتے رہو اور فرشتوں کے اکرام کے مستحق بھی ہو جائیں ورنہ

لاکھ ہوں قبضہ میں تیرے سیم و زر   لاکھ ہوں بالیں پہ تیرے چارہ گر
لاکھ تو قلعوں کے اندر چھپ مگر   موت سے ہرگز نہیں کوئی مفر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(اطلبو العلم...... حدیث نہیں جیسا کہ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے بلکہ بعض مشائخ کا قول ہے۔ ذیل الموضوعات حافظ سیوطی ص ۲۰۲)

عمامہ شریف باندھنے والے فرشتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

رایت اکثر من رایت من الملائکۃ متعممین

میں نے جن فرشتوں کو دیکھا ان میں سے اکثر نے عمامے باندھے ہوئے تھے۔ (ابن عساکر، ج ۶، ص ۲۳۲)

ہمیں بھی اپنے سروں سے سرکشی کو نکال دینا چاہئے اور آخرت میں ذلت و رسوائی کی وجہ سے سرنگوں ہونے سے بچنے کے لئے اپنے پیارے نبی علیہ السلام اور خدا کے فرشتوں کی اس سنت کو زندہ کرنا چاہئے۔

سرکشی زیر فلک زیبا نہیں   دیکھ: جانا ہے تجھے زیر زمیں
جب تجھے مرنا ہے اک دن بالیقیں   چھوڑ فکر این و آں کر فکر دیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ابن آدم کو فرشتوں کا سلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ولدت الجاریۃ بعث اللہ الیھا ملکا یزف البرکۃ زفا یقول ضعیفۃ خرجت من ضعیفۃ القیم علیھا معان الی یوم القیامۃ واذا ولد الغلام بعث اللہ الیہ ملکا من السماء فقبل بین عینیہ وقال اللہ یقرئك السلام۔

جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس پر بہت زیادہ برکت اتارتا اور کہتا ہے کمزور ہے اور کمزور سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کی کفالت کرنے والے کی قیامت تک معاونت کی جاتی ہے اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل آسمان سے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے ''اللہ عزوجل نے تمہیں سلام بھیجا ہے''۔

(۱) مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۵۶ (۲) مسند الفردوس جلد ۱، صفحہ ۳۳۰

لڑکی کی پیدائش کو نحوست سمجھنے والے اپنے آقا علیہ السلام کے اس فرمان عالی شان کو بار بار پڑھیں اور رب کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے غلط نظریے سے توبہ کرلیں کیونکہ جنت کا حصول اللہ کے محبوب کے نظریات کو اپنانے سے ہی ممکن ہے نہ کہ حضور علیہ السلام کی تعلیم سے غافل ہو کر زندگی برباد کرنے سے۔

ے بہر غفلت یہ تیری ہستی نہیں — دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
راہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں — جائے عیش و عشرت و مستی نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہم سو رہے ہوتے ہیں اور فرشتہ ہماری حفاظت کر رہا ہوتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا آوىٰ الرجل الى فراشه اتاه ملك و شيطان فيقول الملك اختم بخير و يقول الشيطان اختم بشر فاذا ذكر الله ثم نام ذهب الشيطان و بات يكلاه الملك فاذا استيقظ ابتدره ملك وشيطان قال املك افتح بخير وقال الشيطان افتح بشر.

جب کوئی شخص اپنے بستر پہ سونے لگتا ہے تو اس کے پاس ایک (محافظ) فرشتہ اور ایک شیطان آتا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے (اپنا یہ دن) خیر پر ختم کر اور شیطان کہتا ہے شر پر ختم کر۔ پس جب وہ (سونے والا) اللہ عزوجل کو یاد کرتا اور سو جاتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور فرشتہ ساری رات اس کی حفاظت میں لگا رہتا ہے۔ پھر جونہی (انسان) بیدار ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس جا پہنچتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے خیر کے ساتھ (دن کا یا بیداری کا) افتتاح کر اور شیطان کہتا ہے (اپنا یہ دن) شر سے شروع کر۔

(۱) الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۳۱۵ (۲) موارد الظمان صفحہ ۶۲۳

یہ کس قدر ناشکری ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو ہمارے سوتے میں اپنے نوری فرشتے کے ذریعے ہماری حفاظت فرمائے اور ہم خواب غفلت میں ایسے سو جائیں کہ نماز تہجد تو کیا صبح کی نماز بھی اللہ و رسول کے حکم کے مطابق باجماعت ادا نہ کر پائیں۔ کیا ہم اپنی موت سے اتنے بے خبر ہو چکے ہیں

ے عیش کر غافل نہ تو آرام کر — مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
یاد حق دنیا میں صبح و شام کر — جس لیے آیا ہے تو وہ کام کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

انصاف پر مبنی فیصلہ کرنے والے کے رہنما فرشتے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مامن قاض من قضاة المسلمين الا ومعه ملكان يسددانه الى الحق مالم يردغيره فاذا اراد غيره وجار متعمدا تبرامنه الملكان ووكلاه الى نفسه.

مسلمان قاضی (جج) کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو قاضی (جج) کو حق کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں جب تک وہ خلاف حق کا ارادہ نہ کرے اور اگر اس نے خلاف حق کا ارادہ کیا اور جان بوجھ کر ظلم اور زیادتی کی تو اس سے یہ دونوں فرشتے دور ہو جاتے ہیں اور اس جج کو اس کے نفس کے سپرد کر جاتے ہیں۔ (۱) طبرانی کبیر جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۰ (۲) مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۹۴۔

ہر مسلمان کو اس حدیث کی روشنی میں اپنے بارے میں فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم اس دنیا میں صرف مال و دولت کے انبار لگانے کے لئے بھیجے گئے ہیں یا رب تعالیٰ نے ہمیں کسی اور کام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور پھر فیصلہ قرآن سے لے کر فرشتوں کی

Scanned with CamScanner

رہنمائی کے مستحق ہو جائیں۔ قرآن فرماتا ہے: وماخلقت الجن والانس الالیعبدون۔ میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

؎ مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث — زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث — رہگزر کو گھر بنانا ہے عبث
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فرشتوں کا حاجیوں سے مصافحہ اور معانقہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان الملائکۃ لتصافح رکبان الحجاج وتعتنق المشاۃ

جو لوگ سوار ہو کر حج کرنے جاتے ہیں ان سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں اور جو لوگ پیدل حج کرنے جاتے ہیں ان سے فرشتے بغل گیر ہوتے ہیں۔ (درمنثور جلد ۴ صفحہ ۳۵۵)

یقیناً فرشتوں کا حاجیوں سے مصافحہ و معانقہ نیک بختی کی علامت ہے بشرطیکہ مرتے دم تک حج پہ قائم رہا جائے اور اگر حرم کعبہ میں لبیک لبیک کہتا رہا اور اپنے ملک میں آ کر بلیک کرتا رہے، نیز اس دنیا کی عیش وعشرت کو تو یاد رکھا اور اگلی دنیا کی پرواہ نہ کی تو یہ سعادت سے محرومی ہوگی۔

؎ عیش وعشرت کے لئے انساں نہیں — یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و مستی تجھے شایاں نہیں — بندگی کر تو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

جس گھر میں قرآن پڑھا جائے وہاں فرشتے آتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

البیت اذا قرئ فیہ القران حضرتہ الملائکۃ و تنکبت عنہ الشیاطین واتسع علی اھلہ وکثر خیرہ وقل شرہ وان البیت اذالم یقرأ فیہ القرآن حضرتہ الشیاطین وتنکبت عنہ الملائکۃ وضاق علی اھلہ و قل خیرہ و کثر شرہ۔

جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے اس گھر میں فرشتے آتے اور شیاطین دور ہو جاتے ہیں۔ یہ گھر اپنے افراد کے لئے کشادہ ہو جاتا ہے اور اس میں بھلائی کی کثرت اور شر کی قلت ہو جاتی ہے اور جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کی جائے اس میں شیاطین جمع ہو جاتے ہیں اور فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ اپنے باسیوں پر تنگ ہو جاتا ہے۔ خیر کم اور شر بہت بڑھ جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲، صفحہ ۴۶۶)

جب ایک مسلمان کا گھر قرآن کی تلاوت کی برکت سے فرشتوں کی جلوہ گاہ بن سکتا ہے تو یقیناً ایسے مسلمان کی قبر بھی فرشتوں کے نور سے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری سے بقعۂ نور بنے گی مگر شرط یہ ہے۔

؎ کجرووں کی یہ چٹک اور یہ مٹک — دیکھ کر ہرگز نہ رستے سے بھٹک
ساتھ ان کا چھوڑ ہاتھ اپنا جھٹک — بھول کر بھی پاس نہ ان کے پھٹک
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

شہر مدینہ کے محافظ فرشتے

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان طيبة المدينة و مابيت من ابياتها الا عليه ملك شاهر سيفه لايدخلها الدجال ابدا.

مدینہ شریف کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس پر کوئی فرشتہ اپنی تلوار نہ لہرا رہا ہو اور مدینہ شریف میں شیطان کبھی داخل نہ ہو سکے گا۔

(طبرانی کبیر ج ۲ ص ۴۳، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۰۹)

ان شاء اللہ جو مسلمان عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سینے کو مدینہ بنا لے گا اس کے ایمان کی بھی فرشتوں کے ذریعے حفاظت کی جائے گی اور جو حسن ظاہر کی بجائے اپنے اندر حسن باطن پیدا کرے گا دجال اس کے ایمان کی متاع کو لوٹ نہ سکے گا۔

؎ حسن ظاہر پر اگر تو جائے گا — عالم فانی سے دھوکہ کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا — رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خاوند کو ناراض کرنیوالی عورت پہ لعنت کرنیوالے فرشتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا باتت المراة هاجرة فرش زوجها لعنتها الملائكة حتى ترجع و فى لفظ حتى تصبح.

جب کوئی عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر (نافرمانی کرتے ہوئے) الگ سوتی ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ (اس کے بستر پر) لوٹ آئے اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف (۳) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۸۶ (۴) دارمی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ (۵) شعب الایمان جلد ۷ صفحہ ۲۹۲ (۶) تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۲۵۷

خاوند کو ناراض کر کے ایک رات گزارنے والی عورت خواہ کتنی بھی نیک ہو فرشتوں کی لعنت کی حقدار ہو جاتی ہے تو جو بندہ اپنے رب اور رسول کو ناراض کر کے ساری زندگی گزار دے اس کا کیا حال ہوگا؟ لہٰذا ہمیں یہ دنیا سنوارنے کے ساتھ اللہ و رسول کو راضی کر کے وہ دنیا (آخرت) کامیاب بنانے کی بھی فکر کرنی چاہیے۔

؎ دارفانی کی سجاوٹ پر نہ جا — نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا — انه قد فاز فوزا من نجا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مرنے والے اور پسماندگان کے لئے ایک فرشتے کی ڈیوٹی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان مشيعى الجنازة قدو كل الله بهم ملكافهم مهتمون محزونون حتى اذا اسلموه فى ذلك القبر ورجعوا راجعين اخذ كفا من تراب فرمى به وهو يقول ارجعوا الى دنياكم انساكم الله موتاكم فينسون ميتهم ويأخذون فى شرائهم وبيعهم.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنازہ لے جانے والوں کے متعلق اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے یہ اہل میت غمگین اور رنجیدہ ہوتے ہیں لیکن جب میت کو قبر میں دفن کر دیتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں تو یہ فرشتہ ایک مشت (میت کی قبر کی) مٹی سے اٹھا کر ان پر پھینکتا اور کہتا ہے "تم اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ (اس کا غم نہ کرو) اللہ عزوجل تمہیں

تمہارے مرنے والے بھلا دے''۔ تو یہ اپنی میت کو بھول جاتے ہیں اور اپنی خرید و فروخت میں لگ جاتے ہیں۔ (مسند الفردوس جلد ۱، صفحہ ۲۳۶)

خانۂ رنگیں ہے یہ دار جہاں　　طفل نادان بن کے دیکھ اس پر نہ ہاں
واہ تو نے دل لگایا ہے کہاں　　تجھ کو رہنا ہی ہے کتنے دن یہاں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قبر میں نکیرین کی آمد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے) ارشاد فرمایا:

كيف انت اذا رايت منكرا ونكيرا قال وما منكر ونكير قال فتانا القبر اصواتهما كالرعد القاصف و ابصارهما كا لبرق الخاطف يطان في اشعار هما ويحفران بانيابهما معهما عصا من حديد لو اجتمع عليها اهل منى لم يقلوها.

اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم منکر اور نکیر کو دیکھو گے؟ انہوں نے عرض کیا یہ منکر اور نکیر کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قبر میں امتحان لینے والے فرشتے ہیں۔ ان کی آوازیں کڑکتی گرج کی طرح ہیں۔ ان کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح (چمکدار) ہیں۔ یہ اپنے بالوں کو روندتے ہوئے آئیں گے اور اپنے دانتوں سے قبر کو کھودیں گے اور اس میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے، اگر اس گرز کے گرد سب اہل منیٰ (جو لاکھوں کی تعداد میں دوران حج موجود ہوتے ہیں) جمع ہو جائیں تو اسے (گرز) کو نہ اٹھا سکیں۔

(درمنثور جلد ۴، صفحہ ۸۲)

تو ہے اس عبرت کدہ میں بھی مگن　　گو ہے یہ دار المحن بیت الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن　　چھوڑ غفلت عاقبت اندیش بن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نکیرین کے سوالات اور قبر والے کے جوابات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اذا قبر البيت اتاه ملكان اذرقان يقال لاحد هما منكر وللاخر نكير فيقولان ماكنت تقول في هذا الرجل فيقول ماكان يقول هو عبدالله ورسوله فيقولان قد كنا نعلم انك تقول بهذا ثم يفسخ له في قبره سبعون ذراعا في سبعين ثم ينور له فيه فيقال له نم فيقول ارجع الى اهلي فاخبر هم فيقول نم كنوم العروس الذى لا يوقظه الا احب اهله اليه حتى يبعثه الله من مضجعه ذلك فان كان منافقا قال سمعت الناس يقولون نقلت مثله لا ادرى فيقولون قد علمنا انك تقول ذلك فيقال للارض التئمى عليه فتلتئم عليه فتختلف اضلاعه فلا يزال فيها معذبا حتى يبعثه الله من مضجعه ذلك.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو اس کے پاس دو نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ وہ میت کو کہتے ہیں ''تو اس

شخصیت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا کہتا ہے؟ تو وہ وہی کہتا ہے جو (دنیا میں) کہا کرتا تھا کہ یہ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم جانتے تھے تو یہی جواب دے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر ستر ستر ہاتھ وسیع کر دی جاتی ہے اور اسے اس کے لئے نور سے منور کر دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے (اب) سو جا' تو وہ کہتا ہے میں اپنے متعلقین کے پاس لوٹنا چاہتا ہوں تا کہ انہیں (اپنے انجام خیر کی) اطلاع کروں تو (ان میں سے ایک فرشتہ) کہتا ہے سو جاؤ جیسے دلہن سوتی ہے جسے کوئی نہیں جگاتا سوائے اس کے جو اس کے متعلقین میں سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ (یعنی اس کا خاوند) یہاں تک کہ اسے اس کی جگہ سے اللہ عزوجل ہی اٹھائے گا اور اگر وہ (میت) منافق کی ہوتی ہے تو جواب دیتی ہے میں نے لوگوں سے سنا تھا جو وہ کہا کرتے تھے میں بھی اسی طرح کہا کرتا تھا۔ میں (تمہارے سوال کا جواب) نہیں جانتا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی جانتے تھے تو یہی جواب دے گا پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس پر مل جا تو وہ اس پر مل جاتی ہے اور اس کی پسلیاں توڑ دیتی ہے۔ بس وہ اسی (قبر میں یا اسی حالت) میں عذاب میں رہتا ہے یہاں تک کہ عزوجل اسے اس کے اس ٹھکانے سے (بروزِ قیامت) اٹھائے گا۔

(۱) ترمذی شریف (۲) احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۹۱ (۳) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۸۷ (۴) مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۷

یہ تیری غفلت ہے بے عقلی بڑی — مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ ہر گھڑی — پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

روزہ دار کے لئے دعا کرنے والے فرشتے

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الصائم اذا اکل عندہ لم تزل تصلی علیہ الملائکۃ حتی یفرغ من طعامہ۔ (ترمذی ج ۱ ص ۲۲۲ نسائی شریف)

جب کسی روزہ دار کے سامنے کوئی کھاتا ہے تو جب تک وہ کھانے سے فارغ نہ ہو جائے فرشتے روزہ دار کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضور علیہ السلام کی امت پہ کس قدر مہربان ہیں کہ اتنی سی بات پہ روزہ دار کو دعاؤں سے نواز رہے ہیں۔ کاش کہ ہم قبر میں آنے والے فرشتوں کا پیار حاصل کرنے کے لئے دنیا کی دولت پہ پروانہ وار گرنے کی بجائے ایسے اعمال کریں کہ ہماری قبر فرشتوں کے نور سے چمک اٹھے اور ان کے سوالات کے جوابات ڈر ڈر کر دینے کی بجائے خندہ پیشانی سے دیں اگر ایسا نہ ہو سکا تو دنیا میں ہماری چالاکی وہوشیاری کس کام کی

گرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار — گو تجھے جینا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار — کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عید کے دن فرشتوں کا راستوں پہ کھڑے ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذاکان یوم الفطر وقفت الملائکۃ فی افواہ الطرق فنادوا یا معشر المسلمین اغدوا الی رب کریم یمن بالخیر ویثیب علیہ الجزیل امرتم بقیام اللیل فقمتم و امرتم بصیام

النهار نصمتم واطعتم ربكم فاقبضوا جوائز كم فاذا صلوا العيد نادى مناد من السماء ان ارجعوا الى منازلكم راشدين فقد غفرلكم ذنوبكم ويسمى ذلك اليوم فى السماء يوم الجوائز

جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے شروع راستوں میں کھڑے ہو کر ندا کرتے ہیں: اے مسلمانو! اپنے رب کریم کی طرف جلدی سے نکلو وہ بہترین احسان کرنے والا ہے اور بہت بڑا اجر عطا کرنے والا ہے۔ تمہیں رات میں نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے نماز تراویح پڑھی اور تمہیں دن کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزہ رکھا تم اپنے رب کی اطاعت کے انعامات وصول کرو۔ جب وہ عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اب اپنے گھروں کو خوشی سے لوٹ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اس دن کا نام آسمان میں ''یوم الجوائز'' (انعامات کا دن) رکھا گیا ہے۔

(۱) طبرانی کبیر جلد۱' صفحہ ۱۹٦ (۲) مجمع الزوائد جلد۲ صفحہ ۲۰۱

یقیناً غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر وحشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار تمام عیدوں سے بڑی عید ہوگی اور اس خوشی میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جن انعامات سے نوازے گا اس کا اندازہ اسی دن ہو سکے گا بشرطیکہ ہم دنیا پر فریفتہ ہونے کی بجائے آخرت کی بھی کچھ فکر کریں۔

حیف دنیا کا تو ہو پروانہ تو   اور کرے عقبیٰ کی کچھ پروانہ تو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو   اس پہ بنتا ہے بڑا فرزانہ تو
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان فرشتے کا ایک لقمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لله عزوجل ملكا لوقيل له التقم السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه سبحانك حيث كنت.

اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اگر اسے کہا جائے کہ تو سب آسمانوں اور سب زمینوں کو ایک لقمہ کر لے تو وہ کر سکتا ہے اس کی تسبیح یہ ہے۔ ''سبحانك حيث كنت'' ترجمہ: تو پاک ہے (اللہ عزوجل) جہاں بھی ہے۔

(۱) طبرانی کبیر جلد۱۱ صفحہ ۱۹۵ (۲) مجمع الزوائد جلد۱ صفحہ ۸۰ (۳) البدایہ والنہایہ جلد۱ صفحہ ۴۳ (۴) تفسیر ابن کثیر جلد۵ صفحہ ۱۳۳

اللہ تعالیٰ کی اس قدر عظیم الشان مخلوق کے سامنے ہماری کیا حیثیت ہے۔ ہاں مگر انسان ہی اشرف المخلوقات ہے۔ اگر سنور جائے تو یہی مخلوق اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمتگار بنا دی ہے۔ شرط یہ ہے کہ اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولے۔

دفن خود صدہا کیے زیر زمیں   پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقیں
تجھ سے بڑھ کر کوئی بھی غافل نہیں   کچھ تو عبرت چاہیے نفس لعیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زندگی اور موت کی شکل وصورت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

خلق الموت على صورة كبش املح لا يمربشىء ولا يجد ريحه شىء الا مات و خلقت الحياة على صورة فرس بلقاء

وھی التی کان جبریل والانبیآء یرکبونھا لا تمر بشیء ولا بجدریحھا شیء الاحیی وھی التی اخذ السامری قبضة من اثرھا فالقاھافی العجل فخار وحی۔ وقیل ان الموت صفة وجودیة مضارة للحیاة (تفسیر الخازن جلد ٤، صفحه ٢٨٩)

موت سیاہ وسفید مینڈھے کی شکل میں پیدا کی گئی ہے اور وہ جب کسی کی طرف سے گزرتا ہے اور وہ اس کی بو سونگھ لیتا ہے اسی وقت مر جاتا ہے اور حیات گھوڑی کی صورت پر پیدا کی گئی ہے جس پر کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور انبیاء علیہم السلام سواری کرتے رہے ہیں، جب یہ کسی چیز کی طرف سے گزرتی ہے اور وہ اس کی بو پا لیتی ہے تو فوراً زندہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے پاؤں کے نیچے سے سامری نے مٹھی بھر مٹی لے کر (سونے چاندی کے) بچھڑے کے پیٹ میں داخل کر دی تھی۔ پھر وہ بولنے اور کودنے لگ گیا تھا اور کہا گیا ہے کہ حیات کے مقابلہ میں موت ایک وجودی صفت ہے۔

موت ہر ذی نفس کو آنی ہے

معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس شخص کی مثال جو موت سے بھاگتا ہے اس لومڑی کی سی ہے جس سے زمین اپنا قرضہ طلب کرنے لگی اور یہ اس سے بھاگنے لگی۔ بھاگتے بھاگتے جب تھک کر چور ہو گئی تو اپنے بھٹ میں جا گھسی، زمین چونکہ وہاں بھی موجود تھی، اس نے لومڑی سے کہا: لا میرا قرض تو یہ وہاں سے پھر بھاگی، سانس پھولا ہوا تھا، حال برا ہو رہا تھا۔ آخر یونہی بھاگتے بھاگتے بے دم ہو کر مر گئی۔ الغرض جس طرح اس لومڑی کے لئے زمین سے بھاگنے کی سب راہیں مسدود تھیں، اسی طرح انسان کے لئے موت سے بھاگنے کے سب راستے بند ہیں۔ (ابن کثیر)

موت ہر ذی نفس کو آنی ہے
کب کسی سے یہ وقت ٹلتا ہے

موت کے بارے میں حضور علیہ السلام کے ارشادات

نزع کے اضطراب سے بڑھ کر
زیست میں اضطراب کیا ہوگا

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں سکون کی زندگی کیسے گزاروں حالانکہ صور والے فرشتے نے صور منہ میں لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف کان لگائے ہوئے ہے، پیشانی جھکی ہوئی ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہو اور میں فوراً پھونک دوں۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تہائی حصہ رات کا باقی رہ جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، پہلا صور پھونکا جانے والا ہے اور اس کے بعد دوسرا پھونکا جائے گا، موت اپنی سختیاں لے کر آ پہنچی، موت اپنی سختیاں لے کر آ پہنچی۔ (ترمذی)

یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ — آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ — موت کا ہر وقت استحضار رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے (میں دیکھ رہا ہوں کہ) آسمان (خوف خدا) سے چڑچڑ کی آواز نکال رہا ہے اور اس کو چاہئے بھی یہی کہ ایسا کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے

Scanned with CamScanner

آسمان میں چار انگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تمہیں وہ چیزیں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو ضرور تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ اور بچھونوں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو اور جنگلوں کو نکل جاؤ صرف اللہ سے ہی لو لگاؤ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان کر کے فرماتے: یالیتنی کنت شجرۃ کاش میں (انسان کی بجائے) درخت ہوتا (جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا) ترمذی، ابن ماجہ

؎ تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو — زندگی کا جان حاصل موت کو
رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو — یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مجھے فلاں فلاں سورت نے بوڑھا کر دیا ہے' فرمان نبوی

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر بڑھاپے کے آثار (ضعف' کمزوری) ظاہر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۃ ہود (اور اس جیسی دوسری سورتوں نے جن میں احوالِ قیامت اور عذابوں کا ذکر ہے) بوڑھا کر دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بوڑھے معلوم ہونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۃ ہود اور سورۃ واقعہ' مرسلات' عم یتساءلون' اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی) اللہ اکبر خوف خدا کا یہ عالم دیکھیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسی اچھی سے اچھی نماز پڑھا کرتے تھے مگر پھر بھی نماز فرض کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ کہا کرتے تھے (مسلم شریف)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت شریفہ والذین یوتون ما اتو وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم

راجعون (یہ جو لوگ اللہ کی راہ میں جو کچھ دیتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے دل اس سے خوفزدہ ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں) کا مطلب دریافت کیا کہ اس میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کے دل خوفزدہ ہیں تو کیا اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی! ان لوگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں کہ قبول نہ ہوا ہو۔ یہ لوگ ہیں جو بھلائیوں کی طرف دوڑتے ہیں۔
(ترمذی وابن ماجہ)

؎ کر نہ پیری میں تو غفلت اختیار — زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار — کر بس اب اپنے کو مردوں میں شمار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت اس سے بھی پہلے آ جانے والی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ اپنا گھر لیپ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا: اے عبداللہ! یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: حضور گھر درست کر رہے ہیں۔ فرمایا: موت اس سے بھی پہلے آسکتی ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بول فرمانے کے فوراً بعد تیمم کر لیا۔ میں نے عرض کیا: حضور پانی تو قریب ہی ہے۔ فرمایا: کیا معلوم (ابھی کیا ہو جائے اور) شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں (شرح السنہ) مطلب یہ ہے کہ کیا معلوم موت کب آ جائے۔ لہٰذا مومن کو ہر وقت آخرت کے اعمال میں مشغول رہنا چاہیے۔ بڑی بڑی امیدیں لگا کر دنیا میں دل لگا لینا ایک مسلمان کے لئے

Scanned with CamScanner

ہرگز بہتر نہیں ہے۔

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملک روس ہے اور کیا زمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی
اس طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشہ میں تجھے
چل دکھاؤں تو تو قید آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گور غریباں کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو گئے' جب اٹھے تو جسم اقدس پہ چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ فرمائیں تو ہم آپ کے لئے اچھا بستر تیار کریں اور آرام دہ اشیاء مہیا کریں؟ فرمایا: مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی تو بس ایسی مثال ہے جیسے کوئی مسافر راہ چلتے ہوئے کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کے لئے بیٹھ جائے اور پھر اسے چھوڑ دے۔ (احمد و ترمذی)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں (یعنی جس نے دنیا کو اپنا گھر بنا لیا اسے کہیں گھر نہ ملا۔ کیونکہ دنیا کو تو چھوڑ کر چلا جائے گا اور آخرت کے لئے کوشش نہیں کی جو وہاں مکان ملے) پھر فرمایا: دنیا اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور دنیا کے

لئے وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں۔ (احمد و بیہقی)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں اس طرح رہ جیسے تو پردیسی ہے یا جیسے تو راستہ میں جا رہا ہے۔ (دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ) اپنے آپ کو تو مردوں میں شمار کر (یعنی یہ سمجھ کہ موت ابھی آنے والی ہے یا یہ سمجھ کہ میں مر چکا ہوں' حساب کتاب درپیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حساب لینے سے پہلے خود اپنا حساب کر لے۔)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کی انتظار نہ کر' صبح ہو جائے تو شام کی انتظار مت کرو اور بیماری کے زمانہ کے لئے تندرستی کی حالت میں عمل کر اور موت کے لئے اپنی زندگی میں عمل کر۔ (مشکوٰۃ)

ترک اب ساری فضولیات کر   یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
رہ نہ غافل یاد حق دن رات کر   ذکر و فکر ''ہاذم اللذات'' کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اے ابن خطاب تو ابھی اس چکر میں پڑا ہوا ہے

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) چٹائی پہ لیٹے ہوئے ہیں' جسم اقدس اور چٹائی کے درمیان کوئی کپڑا نہ تھا جس کی وجہ سے جسم پہ چٹائی کے نشان پڑ گئے اور آپ نے چمڑے کے تکیے سے ٹیک لگا رکھی تھی جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمائیں اللہ آپ کی امت کو بہت مال دے۔ دیکھیں ناں فارس اور روم کے لوگوں کے پاس کتنی دولت ہے حالانکہ وہ خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ حضور علیہ السلام نے یہ سن کر

فرمایا: اوفی هذا انت یا ابن الخطاب۔ اے خطاب کے بیٹے تو ابھی اس سوچ میں پڑا ہوا ہے۔ بھلا ہمارا اور ان کا کیا جوڑ' کیا تو اس پہ راضی نہیں کہ انہیں دنیا ملے اور ہمیں آخرت؟

یہ تیری پیرانہ مستی تا بکے — یہ تیری شہوت پرستی تا بکے
یہ تیرا گھر اور مستی تا بکے — یہ تیری ہستی تا بکے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا

حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رات کو (دولت کدہ) سے باہر تشریف لائے اور مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو گھروں سے بلا کر ساتھ لیا' ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور ان سے (بے تکلفی کی بنا پر) فرمایا: تازہ کھجوریں لاؤ۔ وہ ایک خوشہ لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھیوں نے کھایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈا پانی منگوا کر نوش فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لتسألن عن هذا النعيم يوم القيامة

قیامت کے دن اس نعمت کا تم سے ضرور سوال کیا جائے گا۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ اٹھا کر زمین پر مارا جس کی وجہ سے کھجور کے دانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کو بکھر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کم قیمت اور حقیر بنانے کے لئے زمین پر مارا اور پھر عرض کیا: قیامت کے دن ہم سے اس کا بھی سوال ہوگا؟ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ہاں! سوائے تین چیزوں کے (ہر چیز کا سوال ہوگا) اور وہ تین چیزیں یہ ہیں:

(۱) کپڑے کا اتنا چھوٹا سا ٹکڑا جس سے انسان اپنی شرم کی جگہ لپیٹ لے۔

(۲) روٹی کا ٹکڑا جس سے اس کی بھوک رک جائے۔

(۳) اتنا چھوٹا سا بل یعنی گھر جس میں گرمی اور سردی کی وجہ سے بمشکل داخل ہو سکے (احمد و بیہقی)

یہ تیری مجذوب حالت اور یہ سن — ہوش میں آ! اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن — کس کمر در پیش ہے منزل کٹھن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورۃ انعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی: فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام. جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے اسلام کے لئے اس کے سینے کو کھول دیتا ہے۔ پھر فرمایا (اسلام کا) نور جب سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینہ اس کے لئے کھل جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: حضور! اس کی کوئی علامت ہے؟ فرمایا: دھوکے کے گھر (دنیا) سے دوری پیدا ہو جانا اور ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف رجوع اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری (مشکوٰۃ)

اللہ کے سایۂ رحمت میں رہنے والا شخص

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: قبرستان جایا کرو اس سے تم کو آخرت یاد آئے گی' مردوں کو غسل دیا کرو یہ (نیکیوں سے) خالی بدن کا علاج ہے اور اس سے بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے اور نماز جنازہ میں شرکت کیا کرو شاید اس سے تم میں کچھ رنج و غم پیدا ہو جائے کیونکہ (آخرت کا) غمگین اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت میں رہتا ہے اور ہر خیر کا طالب رہتا ہے۔ (ترغیب)

Scanned with CamScanner

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے — مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے — جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

☆ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تعجب اور بہت زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہے جن کو آخرت کے (سفر کے لئے) توشہ تیار کر لینے کا حکم ملا ہوا ہے اور روانگی عنقریب ہونے کا اعلان ہو چکا ہے پھر بھی یہ لوگ (دنیا کے) کھیل میں مشغول ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ جب یہ کسی جنازہ کو دیکھتے تو ان کا ایسا حال رنج و غم سے ہوتا جیسا کہ ابھی اپنی ماں کو دفن کر کے آئے ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)

قبر کے عذاب اور فتنۂ دجال کو یہودی بھی مانتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودیہ عورت میرے دروازہ پر آئی اور بھیک مانگنے لگی کہ مجھے کچھ کھانے کو دیدو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو ٹھہرالیا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اس یہودیہ عورت نے (مذکورہ) دو باتیں کہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دجال کا فتنہ ایسا ہے کہ کوئی نبی پہلے انبیاء میں سے ایسے نہیں گزرے جنہوں نے اپنی امت کو اس کے فتنہ سے نہ ڈرایا ہو لیکن میں اس کے متعلق ایک بات کہتا ہوں جو اب تک کسی نبی نے نہیں کہی اور وہ یہ ہے کہ وہ کانا ہے اور اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا جس کو ہر مومن پڑھ لیگا اور قبر کے فتنہ کی بات یہ ہے کہ جب کوئی نیک بندہ مرتا ہے تو فرشتے اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں وہ ایسی حالت میں بیٹھتا ہے کہ نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوتی ہے اور نہ اس پر کوئی غم مسلط ہوتا ہے۔ پھر اس سے اول تو دین اسلام کے متعلق سوال کیا جاتا ہے کہ تو اس کے بارے میں کیا

جانتا ہے؟ اس کے بعد پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے پاس سے ہمارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے ہم نے ان سب کو سچا مانا۔ اس کے بعد اس کو اول دوزخ کا ایک مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ دیکھتا ہے کہ آدمی ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس جگہ کو دیکھ لے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس آفت سے نجات عطا فرمادی۔ اس کے بعد اس کو جنت کا ایک مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ نہایت زیب و زینت دیکھتا ہے اور اس کے لطف کے مناظر دیکھتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس میں یہ جگہ تیرے رہنے کی ہے (قیامت کے بعد تو یہاں لایا جائے گا) تو دنیا میں آخرت کا یقین کرنے والا تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر قیامت میں تو قبر سے اٹھایا جائے گا اور جب کوئی برا آدمی مرتا ہے تو اس کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے وہ نہایت گھبراہٹ اور خوفزدہ ہو کر بیٹھتا ہے اور اس سے بھی وہی سوال ہوتا ہے جو پہلے گزرا وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں لوگوں کو میں نے جو کہتے سنا تھا وہی میں بھی کہہ دیتا تھا اس کے لئے اول جنت کا دروازہ کھول کر اس کو وہاں کی زیب و زینت اور جو نعمتیں وہاں اس میں ہیں دکھائی جاتی ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہاں تیرا اصل مقام تھا مگر تجھے یہاں سے ہٹا دیا گیا۔ پھر اس کو جہنم دکھائی جاتی ہے جہاں ایک پر دوسرا گر رہا ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ اب تیرا یہ ٹھکانہ ہے تو دنیا میں شک کے اندر رہا اسی پر مرا، اسی پر قیامت کو اٹھایا جائے گا۔ (ترغیب)

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے — مکیں ہو گئے بے مکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے — زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ہمیشگی ہے فقط اس ذات مطلق کے لئے

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد' افان مت فهم الخالدون' كل نفس ذائقة الموت و نبلوكم بالشر والخير فتنة والينا ترجعون (الانبیاء ۳۴۔۳۵)

اور ہم نے (اے محبوب) آپ سے پہلے بھی کسی انسان کو ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں بنایا تو کیا اگر آپ کی وفات ہو جائے تو یہ (آپ کے مخالفین) ہمیشہ رہیں گے۔ ہر ذی روح کو موت چکھنے والی ہے اور (اے لوگو) ہم تمہیں آزماتے ہیں برائی اور بھلائی سے اور ہماری ہی طرف تم لوٹ کر آؤ گے۔

ہمیشگی ہے فقط اسی ذات مطلق کے لئے
سوائے اس کے ہیں چودہ طبق فنا کے لئے

صاحب تفسیر کبیر امام رازی اپنی تفسیر میں حضرت مقاتل کا قول نقل فرماتے ہیں:

قال مقاتل ان انا سا كانوا يقولون ان محمدا صلى الله عليه وسلم لايموت فنزلت هذه الاية (جلد۲۲ صفحہ۱۶۹)

کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات نہیں پائیں گے ان کے اس خیال کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک مقام پہ ہے جب ان پر ظاہر ہوا کہ آپ خاتم النبیین ہیں تو وہ سمجھے کہ:

انه لايموت اذ لومات لتغير شرعه فنبهه الله تعالى على ان حاله كحال غيره من الانبيآء عليهم السلام فى الموت

(تفسیر کبیر ۱۶۹ جلد۲۲)

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوں گے۔ اگر آپ فوت ہوتے ہیں تو آپ کی شریعت بدل جائے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ

آپ کا معاملہ بھی موت کے بارے میں دوسرے انبیاء کی طرح ہی ہے۔

سوائے اس کے ہیں چودہ طبق فنا کے لئے

قدخلت من قبله الرسل آپ سے پہلے جس قدر دنیا میں انبیاء و رسل آئے ان سب نے جام اجل پیا اور آپ بھی اسی طریق پر وفات پائیں گے یہ اللہ کا ایک ضابطہ ہے جس کا اطلاق ہر متنفس پر یکساں ہے جیسا کہ اسی آیت کے بعد فرمایا:

كل نفس ذآئقة الموت ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے۔

نگاہِ پیکِ اجل میں یکساں ہے شیخ ہو یا کہ شاب کوئی
یہ شارعِ موت ہے کہ جس سے نبی ولی سب گزر رہے ہیں

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

يا محمد عش ماشئت فانك ميت واحبب من شئت فانك مفارقه (منبہات ابن حجر والترغیب ج۱ ص ۴۳۱)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جب تک چاہیں دنیا میں زندہ رہیں بالآخر ایک دن موت ہے اور آپ جس سے چاہیں محبت کریں ایک دن اس سے جدائی لازمی ہے۔

موت ہر ذی روح کو آئے گی — کب کسی سے یہ وقت ٹلتا ہے

انبیاء کرام علیہم السلام کی رحلت

ہم اپنی کتاب ''اٹھارہ تقریریں'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بارے میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اگرچہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کے بارے میں لکھنا چاہتا تھا اور قرآن مجید میں بالخصوص حضرت یعقوب علیہ السلام (البقرہ ۱۳۳) حضرت یوسف علیہ السلام (المومن ۳۴) حضرت سلیمان علیہ السلام (سبا ۱۴) اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی رحلت کا ذکر ہے۔ قرطبی میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: ان

Scanned with CamScanner

جمیع الانبیاء قبض ارواحھم ملک الموت وھوالذی سیقبض روحی (ج ۴ ص ۲۷۶)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام (وفات شدہ) کی ارواح ملک الموت نے قبض کیں اور وہی میری روح بھی قبض کرے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: قبضہ اللہ وان راسہ بین سحری و نحری (بخاری جزء ثالث ص ۶۲ مطبوعہ مصر) جب حضور علیہ السلام کی روح مبارک اللہ تعالیٰ نے قبض فرمائی تو اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سرانور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا۔

وفات کے وقت حضور علیہ السلام کے جسدِ اقدس سے خوشبو کا آنا

اس حدیث کے تحت ابن حجر لکھتے ہیں اور اس روایت کو امام احمد نے بھی اسناد کے ساتھ ہشام سے بواسطہ ہمام روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ فلما خرجت نفسہ لم اجدر یحاقط احسن منھا (فتح الباری ج ۸ ص ۱۰۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بدن سے نکلی تو ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ میں نے ایسی عمدہ خوشبو کبھی نہ سونگھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک چادر اور موٹا تہبند دکھا کر فرمایا: قبض روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذین (بخاری ج ۲ ص ۸۶۵) ان دو (کپڑوں) میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا۔

چنانچہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی رحلت کا ذکر طوالت کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا ذکر اختصار کے ساتھ کر رہا ہوں کیونکہ آپ کا اپنا فرمان ہے حیاتی خیرلکم ومماتی خیر لکم۔ او کما قال علیہ السلام میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور وفات بھی۔ کیونکہ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ حضور علیہ السلام کا سب کچھ (نماز' قربانی' جینا' مرنا) اللہ ہی کے لئے ہے۔ چونکہ شہید صرف اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے تو اس کو مردہ کہنے

سے منع کیا گیا بلکہ مردہ گمان کرنے سے بھی (البقرہ۔ال عمران) تو جس کا سب کچھ ہی اللہ کے لئے ہو اس کے بارے میں کیا خیال ہے لیکن چونکہ وعدہ الٰہی پورا ہوا لہٰذا اس کے پیش نظر اس پہ کچھ لکھا جا رہا ہے ورنہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ اپنی جگہ اٹل ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے — مگر ایسی کہ فقط "آنی" ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ انکا — جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف — ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی — روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح — اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں گئے' لوگوں کے حالات کا جائزہ لیا اور بغیر کچھ کہے سنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تشریف لے گئے۔ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حبرہ کی چادر اڑھا دی گئی تھی' آپ (رضی اللہ عنہ) نے چادر کا سرا چہرۂ مبارک سے ہٹا کر بے ساختہ بوسہ لے لیا اور روتے ہوئے کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت نہ لائے گا جو موت آپ پر لکھ دی گئی تھی وہ آپ کو آ چکی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

ان ابابکر خرج و عمر یکلم الناس وقال اجلس یا عمر

وقال ابوبکر اما بعد من کان یعبد محمدا فان محمدا
قدمات ومن کان یعبد الله فان الله حی لا یموت قال الله
تعالٰی و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الی
قوله وسیجزی الله الشاکرین

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے ہیں' آپ نے ان سے فرمایا: خاموش ہو جاؤ (وہ خاموش ہوئے تو) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے' اس پر کبھی موت وارد نہیں ہوگی۔ پھر آپ نے یہ آیت وما محمد الا رسول آخر تک تلاوت فرمائی۔ لوگوں کو ایسا معلوم ہونے لگا گویا یہ آیت اب اتری ہے۔ پھر تو ہر شخص کی زبان پر یہ آیت آ گئی اور لوگوں نے یقین کر لیا کہ آپ وفات پا گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ آیت سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تو گویا قدم لڑکھڑا گئے اور انہیں بھی یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جہانِ فانی کو چھوڑ گئے۔

؎ ہمارے دل میں جو بس جائے موت کی صورت
یقین جانتے ہو اور ضرورت ہو عبرت

اپنی لختِ جگر کو تسلی دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری وفات میں آپ پر بار بار غشی کا دورہ پڑتا تھا' یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے شدتِ غم میں یہ لفظ نکل گیا کہ واکرب اباہ ہائے رے! میرے باپ کی بے چینی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹی! آج کے بعد تمہارا باپ پھر کبھی بے چین نہیں ہوگا۔ (بخاری ج ۲' ص ۶۴۱' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اور آپ کا سر مبارک میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور بار بار آپ یہ پڑھتے رہے مع الذین انعم الله علیهم یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا کا انعام ہے اور کبھی اللہ کے حضور یوں عرض کرتے: اللهم فی الرفیق الاعلی خداوند! بڑے رفیق میں اور لاالہ الا اللہ پڑھتے اور فرماتے تھے کہ بیشک موت کے لئے سختیاں ہیں۔ (بخاری ج ۲' ص ۶۴۰)

؎ دولت ہو کہ اولاد ہو' دل ہو کہ جگر ہو
عاجز کی ہر چیز ہے قربان محمد (ﷺ)

فرطِ خوشی سے چہرۂ انور چمک اُٹھا

؎ فرط خوشی سے چہرۂ انور چمک اٹھا
دیکھی جو محو ومنہمک امت نماز میں

؎ بے شک نماز دین نبی کا ستون ہے — محکم ہے دین حق کی عمارت، نماز سے

دوسری ربیع الاول دوشنبہ کے روز صبح کی نماز صحابہ کرام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ کھول کر لوگوں کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے اور خوشی کی وجہ سے صحابہ کرام کے دل نماز میں منتشر ہونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا اور اس کے بعد پھر باہر تشریف نہیں لائے۔

؎ ان کی محبت ان کی اطاعت وجۂ مسرت باعث راحت
جنت عشرت کوچۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
حق کا دارا صدق کا دھارا آنکھ کا تارا دل کا سہارا
رشتوں میں پیارا رشتۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

جان محبت کان مروت بحر سخاوت فخر رسالت
ختم نبوت عہدۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
رہبر آدم محسن عالم ذات مکرم حسن مجسم
نیر اعظم چہرۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
بہتر و برتر طاہر و اطہر ساقی کوثر شافع محشر
اللہ اکبر رتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
گھر کو جلائے زر کو لٹائے جو بھی جائے مقصد پائے
ہو کے فدائے جادۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

آخری حکم وعمل

وفات اقدس سے تھوڑی دیر پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ تازہ مسواک ہاتھ میں لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ مسواک کی خواہش ہے۔ انہوں نے فوراً ہی مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور دست اقدس میں دیدی اور آپ نے مسواک فرمائی۔ سہ پہر کا وقت تھا کہ سینۂ اقدس میں سانس کی گھر گھراہٹ محسوس ہونے لگی۔ اتنے میں آپ کے مقدس ہونٹ ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے: الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم نماز اور لونڈی غلاموں کا خیال رکھو (مشکوٰۃ ج۲ ص۲۹۱) پاس میں پانی کا ایک طشت تھا' اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرۂ انور پر ملتے...... اور کلمہ پڑھتے اور چادر مبارک کو کبھی مونہہ پر ڈالتے' کبھی ہٹا لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سر اقدس کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھیں کہ اتنے میں آپ نے اپنا مقدس ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ یہ فرمایا: بل الرفیق الاعلی بلکہ وہ بڑا رفیق ہے۔

یہی الفاظ زبان اقدس پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ نیچے تشریف لے آئے اور

جسم مقدس حالت سکون میں آ گیا اور آپ کی روح اقدس عالم اقدس میں پہنچ گئی اور آخری لفظ جو زبان اقدس سے ادا ہوا وہ یہی تھا اللھم الرفیق الاعلی

(بخاری جلد۲ ص۶۴۱)

غنیمت سمجھ زندگی اے فتیٰ — کہ تیر قضا چل چکا چل چکا
ادھر سانس دن گن رہے ہیں ترے — ادھر قبر منہ اپنا پھاڑے ہوئے
مسافر ہے ملک عدم کا بشر — اور اس پر تیرا حیف یہ کر و فر
ذرا کوچ کا حال معلوم کر — کہ آخر کو ہونا ہے زیر و زبر
وہ کیا شان ہوگی مسافر تری
گھڑی تجھ پہ جب آئے گی موت کی

ایک حقیقت جس کا کوئی بھی منکر نہیں

جس دور سے ہم گزر رہے ہیں' اس میں خدا تک کا انکار کیا جا رہا ہے اور منکرین ایک دو نہیں بلکہ کروڑوں ہیں لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ نہ آج تک کسی نے اس کا انکار کیا اور نہ ہی قیامت تک کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملقیکم (الجمعہ:۸) کہہ دیجئے' وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے ملاقات کر کے رہے گی۔ سورۂ نساء آیت ۷۸ میں فرمایا: اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة. تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پا لے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ محفوظ ہو جاؤ۔

موت سے ہے گریز ناممکن — اس سے اک دن ضرور ملنا ہے

جن لوگوں نے کرۂ ارض کے چپہ چپہ کی کھوج لگانے کی کوشش کی' سمندروں کی تہوں تک پہنچے اور چاند پر اپنے قدم جمائے موت کا کھٹکا انہیں بھی لگا رہا اور ان میں سے اکثر انہی کوششوں میں مرکھپ گئے۔

دے رہے ہیں تجھ کو پیغام اجل موئے سفید — اور تو ہے آج بھی مست شراب زندگی
کھڑی ہے سر پہ اجل زندگی ہے پا بہ رکاب — نہ کوئی رخت سفر ہے نہ کوئی ہمدم ہے

افسوس ایک بوڑھا شخص جس کے بال سفید ہو چکے ہوں اور اسے کوچ کا پیغام مل چکا ہو اور آج یا کل قبر میں داخلہ کا پروانہ اس کے ہاتھ میں ہو گا وہ اس حالت میں بھی دنیا کی محبت میں مستغرق اور دنیا کے نشیب و فراز سے پوری طرح واقفیت اور جہالت کی قدیم رسومات کا سختی سے پابند اور قبر و قیامت کی سختیوں اور وہاں کے حساب و کتاب سے قطعی بے پرواہ ہو۔ ہائے ایسا بوڑھا کس قدر بد بخت' کتنا ظالم اور کتنا بے وقوف ہے کہ اس نے اپنی تمام زندگی یونہی ضائع کر دی اور موت کے بعد پیش آنے والے واقعات کے متعلق کبھی نہ سوچا اور محشر کے سخت ترین حساب کی کبھی فکر نہ کی۔

ہائے کہیں آ جائے نہ وہ وقت اچانک
جس وقت کہ توبہ کی بھی مہلت نہیں رہتی

انسان عقلمند ہے وہ ہوشیار ہے

حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد گرامی چند کتابوں کے حوالے سے گزر چکا۔ چند الفاظ کے فرق سے ایک بار پھر ملاحظہ ہو۔

ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ای المومنین افضل؟ قال احسنھم خلقا قال فای المومنین اکیس؟ قال اکثرھم ذکرا للموت واحسنھم لما بعدہ استعدادا اولئك الاکیاس

(الترغیب)

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: مومنوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: ان میں بلند اخلاق والا' پھر اس نے سوال کیا: مومنوں میں عقلمند کون ہے؟ فرمایا: جوان میں موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے اور ان میں سے وہ شخص بہتر ہے جو موت کے بعد کے لئے تیاری کرتا ہے' یہی لوگ عقلمند ہیں۔

ہر وقت جس کے سامنے موت و مزار ہے
انسان عقل مند ہے وہ ہوشیار ہے

زندگی ایک نے پائی' دھوکہ بہت ساروں نے کھایا

امام ابن الجوزی اپنی کتاب صید الخاطر میں فرماتے ہیں:

یجب علی من لایدری متی بغتہ الموت ان یکون مستعدا ولا یغتر بالشباب والصحة فان اقل من یموت الاشیاخ واکثر من یموت الشبان (صفحہ ۱۹۲)

جسے معلوم نہیں کہ موت کب آ کر اسے دبوچ لے اس پر واجب ہے کہ وہ موت کے لیے ہر گھڑی تیار رہے اور اسے اپنی جوانی اور صحت پر مغرور نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بوڑھے کم مرتے ہیں اور جوان زیادہ۔

يُعَمَّرُ وَاحِدٌ فَيَغُرُّ قَوْمًا وَيُنْسٰى مَنْ يَّمُوْتُ مِنَ الشَّبَابِ

ایک کی درازی عمر سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں مگر بحالت جوانی مرنے والوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ (ایضا)

کہیں دست ندامت اُٹھتے اُٹھتے — درِ توبہ مقفل نہ ہو جائے

دل کی سختی کا علاج یاد موت ہے

اس دور جوانی کو نہ غفلت میں گزارو — پیری میں عبادت کی بھی ہمت نہیں رہتی
بے سود ہے اس دم کسی نیکی کی تمنا — جب نطق و اشارہ کی بھی قوت نہیں رہتی

یاد رہے: دل کی سختی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے اور جہنم سب سے بدترین جگہ ہے۔ اللھم انا نعوذ بك من عذاب جھنم - اے اللہ! ہم دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

نرمی دل اللہ پاک کی رحمت کی دلیل ہے، اللہ پاک کی رحمت کا سبب جنت ہے اور جنت سب سے بہترین مقام ہے۔ اللھم انا نسئلك الجنة الفردوس اے

اللہ! ہم تجھ سے جنت الفردوس کا سوال کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: میرا دل بڑا سخت ہے اس کا علاج بتائیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: موت کو یاد کیا کر اس سے دل نرم ہو جاتا ہے چناں چہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہو گیا۔
(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۵۱)

رقت قلب کے لیے یارو
ذکر موت و مزار و محشر ہے

مومن کے لئے اخروی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ موت ہے

مومن کے لیے موت ہے اک نعمت خوش تر
ملتی ہے پسِ مرگ اسے جنت فردوس

دنیا و آخرت اور زمین و آسمان کی جتنی نعمتیں انسان کو حاصل ہیں، وہ سب اسی زندگی پر موقوف ہیں' زندگی نہ ہو تو کسی بھی نعمت سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

دنیا کی زندگی بھی اس لیے نعمت ہے کہ یہ آخرت کی غیر فانی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ انسان اس دنیوی زندگی میں نیک اعمال کرتا ہے تو موت کے بعد آخرت کی زندگی میں اس کی جزاء انعاماتِ الٰہی کی صورت میں پاتا ہے لہٰذا زندگی کا نعمت ہونا تو ظاہر ہے قرآن پاک میں موت کو بھی نعمتوں کی فہرست میں اس لیے شمار کیا گیا ہے (ثم اماته فاقبره) کہ یہ موت دروازہ ہے اس دائمی زندگی کا جس کے بعد موت نہیں اور موت کے دروازہ سے گزر کر ہی دائمی نعمتیں میسر آئیں گی اس لحاظ سے موت بھی مومن کے لیے نعمت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک صحابی کی عبادت اور مجاہدے کی کثرت کا ذکر ہوا تو آپ نے پوچھا وہ موت کو کتنا یاد کرتا ہے؟ عرض کیا گیا اس بارے میں تو ہم نے کچھ نہیں سنا۔ فرمایا: پھر وہ اس درجہ کا نہیں ہے (جو تم سمجھ رہے ہو) حضرت براء

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے دفن میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جا کر ایک قبر کے قریب تشریف رکھ کر اتنا روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر ارشاد فرمایا: بھائیو: اس چیز کے لیے (یعنی قبر میں جانے کے لیے) تیاری کرلو۔ (ترغیب)

زمین کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا ملوک و حضور و خداوند کیا کیا
دکھائے گا تو روز تا چند کیا کیا اجل نے پچھاڑے تنومند کیا کیا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وقت کا بادشاہ موت کے خوف سے رونے لگا

۹۶ ھ میں ولید کی وفات کے بعد خلیفہ مقرر ہونے والے سلیمان بن عبدالملک عبدالجبار بن عبدالعزیز کو ابو حازم کے پاس یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ موت کو ہم کیوں نہیں پسند کرتے؟ ابو حازم نے جواب دیا:

لانکم اخربتم اخرتکم وعمر تم دنیا کم فانتم تکرھون ان تنتقلوا من العمران الی الخراب قال صدقت فکیف القدوم علی اللہ عزوجل؟ قال اما المحسن فکا لغائب یقدم علی اھلہ واما المسئ فکالابق یقدم علی مولا ہ فبکا سلیمان وقال لیت شعری مالنا عنداللہ یآبا حازم؟ قال اعرض نفسک علی کتاب اللہ عزوجل فانك تعلم مالك عنداللہ قال یآ ابا حازم وانی اصیب ذلك قال عند قوله ان الابرار لفی نعیم۔ وان الفجار لفی جحیم۔ قال سلیمن فاین رحمة اللہ قال۔ قریب من المحسنین۔ (صفۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۱۵۸)

اس لیے کہ تم نے اپنی آخرت خراب کر لی ہے اور اپنی دنیا آباد کر لی ہے

Scanned with CamScanner

اسی لیے آبادی سے ویرانے کی طرف منتقل ہونا پسند نہیں کرتے (سلیمان نے کہا) آپ نے سچ فرمایا (نیز یہ بھی فرمایئے) کہ اللہ عزوجل کے روبرو پیشی کا کیا مفہوم ہے (ابو حازم) نے فرمایا: جس طرح نیک آدمی پردیس سے اپنے اہل وعیال کے پاس آتا ہے یا سرکش غلام بھاگا ہوا اپنے مالک کے پاس واپس آتا ہے (یہ سن کر) سلیمان بن عبدالملک رو پڑے اور کہا یا ابا حازم' کاش ہم جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیشی کے وقت ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا (ابو حازم نے) کہا: اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر پیش کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کریگا (یعنی اپنے اعمال پرکھ لو تو سلیمان بن عبدالملک نے) کہا: میں یہ چیز کہاں سے حاصل کروں؟ (ابو حازم نے): اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ان الا برار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم (الانفطار ۱۳-۱۴) بیشک نیک لوگ نعمتوں (عیش و آرام) میں ہوں گے اور برے لوگ جہنم میں سلیمان نے پھر سوال کیا اللہ کی رحمت کہاں ہے۔

ابو حازم نے جواب دیا نیکی کرنے والے کے پاس۔

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر ایک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا — پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

چار قسم کے لوگ

علماء فرماتے ہیں لوگ چار طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) ایک وہ جو دنیا میں منہمک ہیں اور موت کا ذکر بھی ان کو اس وجہ سے پسند نہیں ہے کہ اس سے دنیا کی ساری لذتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ ایسا شخص اگر موت کو یاد

کرتا بھی ہے تو برائی کے ساتھ کیونکہ اس کو دنیا کے چھوٹ جانے پہ از حد افسوس ہوتا ہے۔

(۲) وہ شخص جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تو ہے مگر ابتدائی حالت میں ہے موت کے ذکر سے اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہوتا ہے اور اس سے توبہ میں پختگی بھی ہوتی ہے۔ یہ شخص بھی موت سے ڈرتا ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ دنیا چھوٹ جائے گی بلکہ اس وجہ سے کہ اس کی توبہ تام نہیں ہے۔ یہ بھی ابھی مرنا نہیں چاہتا تا کہ اپنے حال کی اصلاح کرلے اور اسی فکر میں لگا ہوا ہے تو یہ شخص موت کے ناپسند کرنے میں معذور ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں داخل نہ ہوگا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے اس لئے کہ یہ شخص حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے کراہت نہیں کرتا بلکہ اپنی تقصیر اور کوتاہی سے ڈرتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو محبوب کی ملاقات کے لئے اس سے پہلے کچھ تیاری کرنا چاہتا ہو تا کہ محبوب کا دل خوش ہو جائے' البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ شخص اس کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہتا ہو۔ اس کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ اس کا نہ ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ بھی پہلے ہی جیسا ہے یعنی یہ بھی دنیا میں منہمک ہی ہے۔

(۳) وہ شخص ہے جو عارف ہے اس کی توبہ کامل ہے' یہ لوگ موت کو محبوب رکھتے ہیں اس کی تمنائیں کرتے ہیں اس لئے کہ محبت کے لئے محبوب کی ملاقات سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟ موت کا وقت ملاقات کا وقت ہے۔ عاشق کو وصل کے وعدہ کا وقت ہر لحظہ خود ہی یاد رہا کرتا ہے اور وہ کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولتا۔ یہی لوگ ہیں جن کو موت کے جلدی آنے کی تمنائیں رہتی ہیں وہ اسی قلق میں رہتے ہیں کہ موت جلد آئے تا کہ معاصی کے گھر سے خلاصی ہو۔

(۴) جو سب سے اونچا درجہ ہے' ان لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے

مقابلہ میں تمنا بھی نہیں رکھتے وہ اپنی خواہش سے اپنے لئے نہ موت کو پسند کرتے ہیں نہ زندگی کو، یہ عشق کی انتہا میں رضا اور تسلیم کے درجے کو پہنچے ہوتے ہیں۔

یہاں پر خوشی ہے مبدل بصد غم — جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہے ماتم
یہ سب برطرف انقلابات عالم — تری ذات ہی میں تغیر ہے ہر دم
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جس کو سچ جانتا تھا وہ جھوٹ معلوم ہونے لگا

عربی کے مشہور شاعر متنبی کا شعر ہے:

مَنْ صَحِبَ الدُّنْيَا طَوِيْلًا تَقَلَّبَتْ
عَلٰى عَيْنِهٖ حَتّٰى يَرٰى صِدْقَهَا كَذِبًا

جو شخص دنیا میں زیادہ دیر تک زندہ رہے گا دنیا اس کی آنکھوں کے سامنے ہی زیروزبر ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ جس چیز کو پہلے سچ جانتا تھا وہ اب جھوٹ معلوم ہونے لگے گی۔ ایک اور عربی شاعر موت کے بارے میں کہتا ہے۔

مَنْ عَاشَ اَخْلَقَتِ الْاَيَّامُ جِدَّتَهٗ — وَخَانَهٗ ثِقَتَاهُ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ

جو شخص زندہ رہے گا (وہ دیکھ لے گا) کہ زمانے نے اس کی جدت و شدت کو پرانا اور بوسیدہ کر دیا ہے اور اس کے سب سے بڑے دو ثقہ (سچے) دوست بینائی اور شنوائی آنکھ اور کان بھی اس کے تابع فرمان نہ رہیں گے۔

کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے

حضرت شفیق بن ابراہیم فرماتے ہیں: آدمی چار چیزوں میں زبان سے تو میری موافقت کرتے ہیں اور عمل سے مخالفت کرتے ہیں۔ (۱) وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے بندے (اور غلام) ہیں اور کام آزاد لوگوں کے سے کرتے ہیں (۲) وہ کہتے ہیں

کہ خدا تعالیٰ جل شانہ، ہماری روزی کا ذمہ دار ہے لیکن ان کے دلوں کو (اس کی ذمہ داری پر) اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا جب تک دنیا کی کوئی چیز ان کے پاس نہ ہو۔ (۳) وہ کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے افضل ہے لیکن دنیا کے لئے مال جمع کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ (۴) کہتے ہیں کہ موت یقینی چیز ہے آ کر رہے گی لیکن اعمال ایسے لوگوں کے سے کرتے ہیں جن کو کبھی مرنا ہی نہ ہو۔

ابو حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرے اس کے اوپر تین چیزوں کا اکرام ہوتا ہے۔ (۱) توبہ جلدی نصیب ہوتی ہے، (۲) مال میں قناعت میسر آتی ہے (۳) عبادت میں نشاط اور دل بستگی پیدا ہوتی ہے اور جو شخص موت سے غافل رہتا ہے اس پر تین عذاب مسلط کئے جاتے ہیں۔ (۱) گناہ سے توبہ میں تاخیر ہوتی رہتی ہے۔ (۲) آمدنی پر راضی نہیں ہوتا (اس کو کم ہی سمجھتا رہتا ہے چاہے کتنی ہی ہو جائے) (۳) عبادات میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے
جس کے حالات پراسرار چلے آتے ہیں

موت نے بڑے بڑے جابروں کی گردنوں کو توڑ دیا

عدم! کہ جس کا سفر عنقریب ہے درپیش
ہے زادِ راہ بھی ترے پاس اس سفر کے لئے
یہ حادثاتِ زمانہ یہ گردشِ ایام!!
ہزار درس ہیں اِک مردِ دیدہ ور کے لیے
ہے فکرِ عالمِ فانی میں ہر گھڑی سرشار
عمل کرے گا تو کب آخرت کے گھر کے لیے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام تعریفیں صرف اسی پاک ذات کے لئے ہیں جس نے بڑے بڑے ظالم اور جابر لوگوں کی گردنیں موت کے وقت مروڑ دیں اور

اونچے اونچے بادشاہوں کی کمریں موت سے توڑ دیں اور بڑے بڑے خزانوں کے مالکوں کی امیدیں موت سے ختم کر دیں۔ یہ سب لوگ ایسے تھے جو موت کے ذکر سے بھی نفرت کرتے تھے لیکن اللہ کا جب وعدہ (موت کا وقت) آیا تو ان کو گڑھے میں ڈال دیا اور اونچے محلوں سے زمین کے نیچے پہنچا دیا اور بجلی اور قمقموں کی روشنی میں، نرم بستروں سے قبر کے اندھیرے میں پہنچا دیا۔ غلاموں اور باندیوں سے کھیلنے کی بجائے زمین کے کیڑوں میں پھنس گئے اور اچھے اچھے کھانے اور پینے میں لطف اڑانے کی بجائے خاک میں لوٹنے لگے اور دوستوں کی مجلسوں کی بجائے تنہائی کی وحشت میں گرفتار ہو گئے۔ پس کیا ان لوگوں نے کسی مضبوط قلعہ کے ذریعہ اپنی موت سے اپنی حفاظت کر لی یا اس سے بچنے کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کر لیا؟ پس وہ ذات پاک ہے جس کے قہر اور غلبہ میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور ہمیشہ رہنے کے لئے صرف اسی کی تنہا ذات ہے کوئی اس کا مثل نہیں۔

عمل کرے گا تو کب آخرت کے گھر کے لیے

پس جب موت ہر شخص کو پیش آنیوالی ہے اور مٹی میں جا کر ملنا ہے اور قبر کے کیڑوں کا ساتھی بننا ہے اور منکر نکیر سے سابقہ پڑنا ہے اور زمین کے نیچے مدتوں رہنا ہے اور وہی بہت طویل زمانہ تک ٹھکانا ہے اور پھر قیامت کا سخت منظر دیکھنا ہے اور اس کے بعد معلوم نہیں کہ جنت میں جانا ہے یا دوزخ ٹھکانا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ موت کی فکر ہر وقت آدمی پر مسلط رہے اسی کے ذکر کا مشغلہ رہے، اسی کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہے، اسی کا اہتمام ہر چیز پر غالب رہے اور اس کی آمد کی ہر وقت انتظار رہے کہ اس کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ نہ معلوم کب آ جائے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سمجھدار شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کام آنیوالی چیزوں میں مشغول رہے اور کسی کام کے لئے تیاری اس کے بغیر نہیں ہوتی کہ ہر وقت اس کا اہتمام رہے۔ اس کا تذکرہ رہے اس لئے کہ جو شخص

دنیا میں منہمک ہے اور اس کے دھوکہ کی چیزوں میں پھنسا ہوا ہے اس کی شہوتوں پر فریفتہ ہے اس کا دل موت سے بالکل غافل ہوتا ہے اور اگر موت کا ذکر بھی کیا جائے تو اس کی طبیعت کو اس سے تکدر اور کراہیت ہوتی ہے۔

؎ تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

موت سے پہلے توبہ اور مصروفیت سے پہلے نیک اعمال کر لو

؎ کیا مژدۂ جاں بخش دیا تو نے الٰہی
ڈھل جاتی ہے توبہ سے گناہوں کی سیاہی

روی عن جابر بن عبداللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یایھا الناس توبوا الی اللہ قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال الصالحۃ قبل ان تشغلوا وصلوا الذی بینکم و بین ربکم بکثرۃ ذکرکم لہ وکثرۃ الصدقۃ فی السر والعلانیۃ ترزقوا تنصروا (الترغیب ج ص۲۵۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ جائے اور نیک اعمال کی بجا آوری میں جلدی کرو اس سے قبل کہ تم (کسی کام میں) مشغول ہو جاؤ اور کثرتِ ذکر اور ظاہر و باطن صدقہ کے ساتھ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ درست کر لو تو تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی۔

Scanned with CamScanner

؎ وہ وقت آئے نہ آئے ہے کیا خبر غافل
برائے توبہ بڑھاپے کا انتظار نہ کر

التوبة عبادة من الندم علی مامضی والعزم علی التراضي المستقبل (کبیر)

توبہ نام ہے گزشتہ گناہوں پہ نادم ہونے کا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم (موت کے وقت نہ توبہ قبول ہے نہ ایمان۔ قرآن مجید میں ہے ولیست التوبة ...... انما التوبة علی الله...... (النساء ۱۷-۱۸) حضور علیہ السلام نے فرمایا: یقبل توبة العبد مالم یغرغر (کبیر) حالت نزع شروع ہونے سے پہلے تک توبہ قبول ہے۔ ولو قبل موته بفواق الناقة (حضرت عطاء کا قول) اگرچہ موت سے پہلے اونٹنی دوہنے کے وقت کے برابر۔ حضرت حسن فرماتے ہیں شیطان جب زمین پہ اتارا گیا تو اس نے کہا جب تک انسان کے جسم میں روح رہے گی میں اسے گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ نے فرمایا: وعزتی لا اغلق علیه باب التوبة مالم یغرغر (کبیر) مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں حالت نزع تک اس پہ توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔

؎ ڈھل جاتی ہے توبہ سے گناہوں کی سیاہی
توبہ ہو اگر نزع کے ہنگام سے پہلے

قبولیت توبہ کی چار شرائط

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں فرماتے ہیں: قبولیت توبہ کی چار شرطیں ہیں۔

(۱) الندم بالقلب (۲) وترك المعصية في الحال (۳) والعزم علی الایعودالی مثلها (۴) وان یکون ذلك حیآء من الله تعالی لامن غیره

(۱) دل میں ندامت کا ہونا (۲) اسی وقت گناہ چھوڑ دینا (۳) یہ پختہ

ارادہ کرنا کہ اس گناہ کی طرف پھر نہیں لوٹوں گا (۴) یہ صرف اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے کسی دوسرے کے لئے نہ ہو۔

اب ہم خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے وصال کے بارے میں اختصار کے ساتھ کچھ لکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وما توفیقی الا بالله۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال با کمال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین رہنے لگے۔ آپ کے فراق کے قلق سے جسم اطہر دم بدم نحیف و نزار رہنے لگا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دو سال تین ماہ اور گیارہ روز دارفانی میں گزار کر سفر آخرت پر چل دیے جیسا کہ ابن ہشام کی روایت سے ظاہر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حریرہ تحفۃً آیا تھا (جو کہ دودھ اور آٹے کا مرکب ہوتا ہے) اس میں زہر کی آمیزش تھی اور یہ حریرہ حارث بن کلدہ کے ہمراہ آپ تناول فرما رہے تھے۔ حارث بن کلدہ عرب کے مشہور طبیب تھے۔ انہیں اشتباہ ہوا کہ حریرہ زہر آلودہ ہے چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو متنبہ کیا اور دونوں دست کش ہو گئے لیکن اس کے بعد دونوں علیل رہنے لگ گئے۔ حکیم حارث بن کلدہ کے اندازے کے مطابق پورے ایک برس بعد اسی زہر کے اثر سے دونوں ایک ہی دن دارفانی سے کوچ کر گئے۔ انالله وانا الیه راجعون۔

وقیل کان بدء مرضه انه اغتسل في یوم بارد فحم خمسة عشر یوما.

کہا گیا ہے کہ ان کا مرض ٹھنڈے دن غسل کرنے سے شروع ہوا اور پندرہ روز بخار رہا۔

وعن ابی سفر قال مرض ابوبکر فعاده الناس فقالوا الا ندعولك الطبیب قال قد رانی قالوا فای شیء قال لك قال انی

فعال لما ارید (صفۃ الصفوۃ ج ۱، ص ۲۶۴)

حضرت ابوسفر بیان کرتے ہیں: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے اور لوگ عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے کہا: آپ فرمائیں تو آپ کے لئے کسی طبیب کو بلالیں؟ فرمایا: مجھے طبیب نے دیکھ لیا ہے۔ عرض کیا گیا: اس نے کیا بتایا ہے؟ فرمایا: اس نے فرمایا ہے میں جو چاہوں وہی کرتا ہوں۔

صدیق اکبراوخوف خدا - اللہ اکبر

آپ رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ کوئی چڑیا درخت پہ اچھل کود کر رہی ہے تو ٹھنڈی آہ بھرتے اور فرماتے: اے چڑیا! تو کتنی خوش نصیب ہے جہاں چاہتی ہے اڑتی پھرتی ہے۔ درختوں سے میٹھے پھل کھاتی ہے۔ چشموں سے پیاس بجھاتی ہے اور مرنے کے بعد تجھ سے ان نعمتوں کے بارے میں کوئی باز پرس نہ ہوگی لیکن ابوبکر کو خطرہ ہے کہ اس سے تمام نعمتوں کا حساب مانگا جائے گا۔ کبھی کسی درخت کو دیکھتے تو بے اختیار فرماتے: یالیتنی کنت شجرۃ تعضد۔ کاش میں بھی ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ کبھی فرماتے: وددت انی خضرۃ تاکلنی الدواب۔ کاش میں گھاس ہوتا مجھے چوپائے کھا جاتے۔ (تاریخ الخلفاء - الاصابۃ ج ۳، ص ۱۹۸) ایک طرف ہم ہیں جن کا حال یہ ہے۔

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا   ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا   تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
مگر جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

كُلُّ امْرِءٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ   وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے (لیکن اس کو معلوم نہیں کہ) موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی اس کے زیادہ قریب ہے۔

حضرت صدیق اکبر کو پتہ چل گیا کہ یہ میری زندگی کی آخری رات ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: انتقال کے دن آپ نے پوچھا: ای یوم ھذا؟ آج کون سا دن ہے۔ ہم نے عرض کیا: یوم الاثنین۔ آج پیر کا دن ہے۔ فرمایا: فانی ارجواما بینی و بین اللیل۔ مجھے امید ہے کہ میری زندگی اور موت کے درمیان اس ایک رات کا فاصلہ رہ گیا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: حالت نزع میں جب میں نے اپنے والد کو دیکھا تو میری زبان پہ یہ شعر تھا۔

مَنْ لَّا يَزَالُ دَمْعُهٗ مُقَنَّعًا   فَاِنَّهٗ لَا بُدَّ مَرَّةً مَدْفُوْقُ
جو آنسو ہمیشہ دامنِ ضبط میں رہے   ایک دن وہ بھی بہہ جائیں گے

فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ لیس کذالك ای بنیة ولكن جاءت سكرة الموت بالحق ذالك ما كنت منه تحيد

(الاصابۃ، ج ۳، ص ۱۹۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پیاری بیٹی یہ بات نہیں بلکہ یوں کہو کہ موت کی بے ہوشی اپنی سچائی کے ساتھ آ پہنچی، یہی وہ حقیقت ہے جس سے تو بدکتا رہتا تھا۔

کفن کے بارے میں آپ کی وصیت

آپ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت فرمائی: مجھے میرے انہی دو کپڑوں میں کفن دیا جائے جو اس وقت میں پہنے ہوئے ہوں (ان میں سے ایک کپڑا دھلا ہوا تھا) آپ نے فرمایا: نئے کپڑوں کے مستحق زندہ لوگ ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اوصی ابوبکر رضی اللہ عنہ ان یکفن بثوبین علیه کان یلبسهما قال کفنونی فیهما فان الحی افقر الی الجدید من المیت فکفن ابوبکر فی ثوبین احدهما غسیل.

(الاصابہ ج ۳ ص ۲۰۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی: انہیں انہی دو کپڑوں میں کفن دیا جائے جو وہ پہنے ہوئے ہیں۔ فرمایا: مجھے انہی دونوں کپڑوں میں کفن دینا اس لیے کہ زندہ شخص نئے کپڑے کا مردے سے زیادہ حاجت مند ہے۔ چنانچہ آپ کو انہی دو کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک دھلا ہوا تھا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ دونوں کپڑے دھلے ہوئے تھے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: کفن کا کپڑا قبر کی مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نئے کپڑے کی کیا ضرورت؟ مجھے انہی دو کپڑوں میں کفن دینا جن میں' میں اس وقت نماز ادا کرتا ہوں۔ (اصابہ ج ۳ ص ۲۰۵)

حضرت ابوبکر کی حضرت عمر کو وصیت

عن عبدالرحمن بن عبداللہ بن سابط قال لما حضر ابابکر الصدیق الموت دعا عمر فقال له اتق اللہ یا عمر واعلم ان للہ عملا بالنهار لا یقبله باللیل وعملا باللیل لا یقبله بالنهار وانه لا یقبل نافلة حتی تودی فریضته.

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا: اے عمر! خوب اچھی طرح جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو عمل (یعنی عبادت) دن کو مخصوص ہے وہ اسے

رات کو قبول نہیں کرتا اور جو عبادت رات کے لئے مختص ہے وہ اسے دن کو قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کسی نفلی عبادت کو بھی قبول نہیں کرتا جب تک کہ پہلے فرض ادا نہ کیا جائے۔

ایمان خوف اور امید کی درمیانی حالت کا نام ہے

اور قیامت کے دن اسی کی میزان بھاری ہوگی جس نے دنیا میں حق کی پیروی کی ہوگی اور اس روز اسکی میزان ہلکی ہوگی جس نے دنیا میں باطل کی اتباع کی ہوگی اور اللہ نے اہل جنت کا ذکر کیا تو ان کے نیک اعمال کے ساتھ ان کا ذکر کیا اور ان کی خطائیں معاف فرما دیں اور آپ بھی جب ان کا ذکر کریں تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جہنم کا ذکر کیا تو اس کے ساتھ ان کے برے اعمال کا بھی تذکرہ کیا۔ آپ بھی جب ان کا ذکر کریں تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے نہ کرے' اس لیے کہ بندہ وہی اچھا ہے جو اللہ سے اس کی رحمت کا امیدوار بھی ہے اور اس کے عذاب کا خوف بھی دل میں رکھتا ہے (اے عمر) اگر تو نے میری وصیت محفوظ کر لی تو غیب چیزوں میں سے کوئی چیز بھی تیرے نزدیک موت سے زیادہ محبوب نہیں رہے گی جو کہ تجھ سے ملاقات کرنے والی ہے اور اگر میری وصیت کو تو نے ضائع کر دیا تو پوشیدہ اشیاء میں سے موت سے زیادہ کوئی شیء تیرے نزدیک مکروہ نہیں رہے گی جو کہ تیرے پاس ایک دن آنے والی ہے جسے تو ٹال نہیں سکتا۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۶۴)

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی   جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی   یہ طرز معیشت اب اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان

ازالۃ الخفاء ج ۲، ص ۴۲ پر حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرض وفات کے آخری دن بے ہوش ہوگئے تو میں نے روتے ہوئے کہا: ہائے میرے باپ پر عجیب سخت مرض کا حملہ ہوگیا۔ میرے یہ الفاظ سن کر آپ ہوش میں آگئے اور مجھ سے فرمایا: اے بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی؟ میں نے کہا: دوشنبہ کے دن، پوچھا: آج کون سا دن ہے؟ میں نے کہا: دوشنبہ ہے تو فرمایا: میری موت آج ہی دن رات کے درمیان ہوگی۔ پھر فرمایا: بیٹی! میرے بدن پر بیماری کی حالت میں جو کپڑا رہا ہے اس میں زعفران کے کچھ داغ دھبے ہیں، اس کو دھولینا اور دوسرے دو کپڑے اور ملا کر انہیں تین کپڑوں کو میرا کفن بنانا تو میں نے کہا یہ تو پرانا کپڑا ہے؟ فرمایا: نیا کپڑا تو زندوں کا حق ہے، کفن تو مردہ کے گلنے، سڑنے اور پیپ کے لئے ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی: میری بیوی اسما بنت عمیس مجھے غسل دے اور میرے فرزند عبدالرحمٰن غسل دینے میں میری بیوی کی مدد کریں، مجھے یہ منظور نہیں کہ ان دو کے سوا کوئی تیسرا میرے ننگے بدن کو دیکھے۔

تلاش حق جو کرتا ہے — اسے حق مل ہی جاتا ہے

امانت کا پیکر ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر بن حفص بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ لما حضر ابوبکر قلت کلمۃ من قول حاتم۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری لمحات میں تھے تو میں نے حاتم شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

لَعَمْرُكَ مَا يُغْنِي الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰى
إِذَا حَشْرَ جَتْ يَوْمًا وَّضَاقَ بِهَا الصُّدُوْرُ

تیری عمر کی قسم! سرمایہ جو عالم شباب کو نفع بخش نہیں ہے، جب روح حلق میں اٹک جائے اور سینہ اس سے تنگ ہوجائے۔

فنظر الیها کالغضبان ثم قال لیس کذلك یاام المومنین ولکن جاءت سکرۃ الموت بالحق ذلك ما کنت منه تحید۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف خشمگین نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا: اے ام المومنین! یہ بات نہیں بلکہ یوں کہو کہ موت کی بے ہوشی آ چکی جن کے ساتھ حق سے تو بدکتا تھا۔ (اس کے بعد فرمایا:)

انی قد کنت نحلتك حائطا وان فی نفسی منه شیئا فردیه الی المیراث قالت نعم فرددته فقال اما انا منذ ولینا امر المسلمین لم ناکل لهم دینارا ولادرهما و لکنا قداکلنا من جریش طعامهم فی بطوننا ولبسنا من خشین ثیابهم علی ظهور ناولیس عندنا من فی ء المسلمین قلیل ولا کثیر الا هذا العبد الحبشی وهذا البعیر الناضح وجود هذه القطیفة فاذا مت فابعثی بهن الی عمر وابرئ منهم ففعلت فلما جآء الرسول عمر بکی حتی جعلت دموعه تسیل فی الارض ویقول رحم الله ابابکرلقد اتعب من بعده رحم الله ابابکر لقداتعب من بعده یاغلام ارفعهن فقال عبدالرحمن بن عوف سبحان الله تسلب عیال ابی بکر عبداحبشیا وبعیر انا ضحا وجرد قطیفة ثمن خمسة الدراهم قال فما تامر ؟ قال تردهن علی عیاله فقال لاوالذی بعث محمدا بالحق اوکما حلف لایکون هذا فی ولایتی ابداولا خرج ابوبکر منهن عندالموت واردهن انا علی عیاله الموت

اقرب من ذلك.

وراثت و وصیت صدیق اکبر

میں نے جو تمہیں ایک باغ دیا تھا اس کے بارے میں متفکر ہوں۔ بہتر ہے کہ تم اسے مال میراث میں جمع کرا دو' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بہت اچھا۔ چنانچہ اس باغ کو لوٹا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے ہم مسلمانوں کے خلیفہ منتخب ہوئے ہیں ہم نے ان کے مال سے حبہ بھر بھی ناجائز نہیں کھایا بلکہ ہم نے ان کے کھانے میں سے نہایت معمولی کھانے سے اپنا پیٹ بھرا ہے اور معمولی لباس زیب تن کیا ہے اور ہمارے پاس مالِ غنیمت میں سے بھی کچھ نہیں مگر صرف یہ ایک حبشی غلام اور یہ اونٹ جسے ہم گھریلو ضرورتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور معمولی کپڑے کا ٹکڑا (جو جانوروں پر ڈالنے کے کام آتا ہے) میں جب فوت ہو جاؤں تو یہ سب سامان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر سبکدوش ہو جائیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفۂ ثانی) کے پاس یہ تمام اشیاء بھیجی گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر گر رہے تھے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ جملہ تھا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے' ابوبکر نے اپنے بعد آنے والے (خلفاء) کے لئے بہت مشکل پیدا کر دی۔ پھر فرمایا: اے غلام! ان چیزوں کو اٹھا لو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (جو کہ قریب بیٹھے تھے) کہنے لگے: سبحان اللہ! آپ ابوبکر کے اہل و عیال سے (ان کی ضرورت کا سامان) یہ حبشی غلام اور یہ ان کا باربردار اونٹ اور یہ معمولی کپڑے کا ٹکڑا جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی' چھین رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: (یہ چیزیں) ان کے آپ اہل و عیال ہی کو لوٹا دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میری حکومت

میں ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور یہ کبھی ممکن نہیں جن اشیاء کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات کے وقت اپنے گھر سے نکال گئے ہیں' اب انہیں ان کے اہل و عیال کے پاس واپس بھیجوں۔ اس عمل سے موت زیادہ قریب ہے۔

(الاصابہ' ج ۴' ص ۱۹۵۔۱۹۶)

نہ ولدادۂ شعر گوئی رہے گا — نہ گرویدۂ شہرہ جوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا — رہے گا تو ذکر نکوئی رہے گا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

قابل رشک موت

میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کو وصال باکمال اس لیے لکھا ہے کہ ایک تو جب آپ کا وصال ہوا تو قرآن پاک کی آیت آپ کی زبان پہ جاری تھی جیسا کہ الاصابہ کی روایت میں گزر چکا اور دوسرا یہ کہ جب لوگ آپ کا مقدس جنازہ لے کر حجرۂ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا: السلام علیك یارسول الله هذا ابوبکر اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابوبکر حاضر ہیں' یہ عرض کرتے ہی حجرۂ مقدسہ کا بند دروازہ ایک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ غیبی آواز سنی: ادخلوا الحبیب الی الحبیب یعنی حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو۔ (تفسیر کبیر' ج ۵' ص ۴۷۸)

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہاں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا

چنانچہ آپ کی وفات ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی رات بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں آپ مدفون ہوئے۔ بوقت وفات

Scanned with CamScanner

آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۰)

آج تیاری یہ کیا ہوتی ہے — روح کیا تن سے جدا ہوتی ہے
کیا بس گھر یہ اجڑنے کو ہے — جان قالب سے خفا ہوتی ہے
اے بشر کوئی بھی خوبی نہ رہی — آخری یہ بھی ادا ہوتی ہے
اب تری جاں چلی اے انسان — اب قیامت سی بپا ہوتی ہے
اب تجھے دیکھنا ہوگا وہ گھر — جس میں تنہائی سوا ہوتی ہے
اب تجھے چھوڑنا ہوگا سب کچھ — اب تیری جان فدا ہوتی ہے
اب تجھے روئیں گے رونے والے — اب تیرے حق میں دعا ہوتی ہے
اب تجھے اس کی حضوری ہوگی — آہ واں دیکھیے کیا ہوتی ہے

نبیوں کے بعد ہیں سب سے افضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالاتفاق نبیوں کے بعد سب سے افضل ہیں۔ حدیث کے مطابق آپ وہ ہیں کہ جن کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے آپ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

ان تمام فضیلتوں کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ آخرت کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے ''کاش میں کسی مومن کا بال ہی ہوتا'' (تاریخ الخلفاء) عقیدے کا مسئلہ ہے اَلْیَأْسُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ كُفْرٌ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوجانا کفر ہے۔ اَلْاَمْنُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ كُفْرٌ۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہوجانا بھی کفر ہے۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت سے مغفرت کی امید رکھے اور اس کے عذاب سے ڈرتا رہے۔ پاکان امت میں سے بعض پر امید کا غلبہ رہا اور بعض پہ خوف کا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان ہستیوں میں سے تھے جن پہ خوف کا غلبہ تھا۔ اس بارے میں یہاں صرف ایک واقعہ درج کیا جا رہا ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ کا ایک غلام تھا جس سے آپ نے آمدنی کی ایک خاص مقدار روزانہ کی مقرر کر رکھی تھی کہ مجھے کما کر اتنی آمدنی روزانہ دے دیا کر۔ ایک روز ایسا ہوا کہ وہ غلام کچھ کھانا لے کر آیا اور اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ اس میں سے ابھی ایک ہی لقمہ کھانے پائے تھے کہ اس غلام نے عرض کیا: آپ روزانہ سوال فرمایا کرتے تھے: یہ چیز کس ذریعہ سے کمائی؟ مگر آپ نے آج کچھ بھی نہ پوچھا۔ ارشاد فرمایا: بھوک کی شدت کی وجہ سے معلوم کرنے کا دھیان نہیں رہا اب بتاؤ؟ اس پر اس نے عرض کیا: زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم پر میرا گزر ہوا' ان کا کوئی شخص بیمار تھا میں نے کچھ منتر پڑھ کر دم کر دیا۔ انہوں نے (اس کے عوض) مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر رکھا تھا' آج جو میرا ادھر سے گزر ہوا تو چونکہ ان کے ہاں شادی تھی اس لیے انہوں نے بہت زیادہ کھانا پکا رکھا تھا' اسی میں سے انہوں نے مجھے کچھ دیا جو اس وقت آپ کے سامنے حاضر ہے۔ آپ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا: تو نے تو مجھے برباد کرنے کا سامان کر دیا ہے۔ اس کے بعد منہ میں انگلی ڈال کر قے کرنے کی کوشش کی مگر وہ لقمہ (جو کہ سخت بھوک کی حالت میں کھایا گیا تھا) نہ نکلا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا: پانی کے ذریعے قے ہوسکتی ہے۔ چنانچہ بہت بڑا پیالہ پانی سے بھرا ہوا منگوا کر اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی پی کر قے کرتے رہے حتیٰ کہ وہ لقمہ باہر نکل آیا۔ کسی نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ پہ رحم فرمائے۔ آپ نے ایک لقمہ کی وجہ سے اتنی مشقت برداشت کی؟ فرمایا: اس لیے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کل لحم نبت من السحت كانت النار اولى به۔ جو جسم حرام سے پرورش پائے اس کے لئے دوزخ کی آگ ہی مناسب ہے۔ (رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

فرمایا: مجھے ڈر لگا کہ اس لقمے سے میرے جسم کا کوئی حصہ پرورش نہ پا جائے۔

صدیق کا لقب ملا جن کو حضور سے
ان کی صداقتوں کا ہمیں کیوں نہ ہو یقیں
دنیا میں جنتی کی بشارت ملی انہیں
فرماتے "کاش ہوتا خس و خاشاک سرزمیں"
پورے عرب میں باعث تکریم انکی ذات
مانے ہوئے تھے ماہر انساب ہر کہیں
ادنیٰ غلام بن کے رسالت مآب کے
فردوس میں ہیں اعلیٰ مدارج میں جاگزیں
مجھ کو بروز حشر ملے ان کی خاک پا
سرمہ لگاؤں آنکھ میں آلودہ ہو جبیں
ذرّات خاک پائے ابوبکر کے طفیل
مجھ کو ملے شفاعت آقا بہ یوم دیں
تو مدح خوان حضرت صدیق ہے رضا
تجھ کو حضور پاک نوازیں گے بالیقیں

(پروفیسر عارف رضا۔ فیصل آباد)

وفات کے بعد کا حال

امام غزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم ج ۴، ص ۴۳۱ پہ فرماتے ہیں: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے امیر المومنین! آپ اپنی زبان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: اس زبان نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں گرایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: میں نے اسی زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تھا تو اسی

زبان نے مجھے جنت میں داخل کروا دیا۔

جہاں میں کہیں شور ماتم بپا ہے — کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بقا ہے
کہیں شکوۂ جور و مکر و دغا ہے — غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

موت کے موضوع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چار خطبات

اعتبروا یاعباد الله بمن مات منكم۔ اللہ کے بندو! تم میں سے جو مر گئے ان کی موت سے عبرت حاصل کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر متمکن ہوتے ہی مدینہ منورہ میں منادی کرادی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی قیادت میں جس غزوہ کے لئے تیاری شروع کر دی تھی اس کی تکمیل کے لئے کل صبح مدینہ سے باہر مقام جرف میں سب لوگ جمع ہو جائیں تا کہ وہاں سے اس مہم کے لئے لشکر روانہ کر دیا جائے۔

اگلے دن حسب اعلان مقام موعود پر اہل مدینہ کا اجتماع ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

پہلا خطبہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد:

ان الله اصطفى محمدا على العالمين وعصمه من الافات وانما انا متبع ولست بمبتدع فان استقمت فبا يعوني وان زغت فقوموني

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے اور تمام آلامِ جہاں سے آپ کی حفاظت فرمائی ہے اور میں آپ کا

Scanned with CamScanner

تابع فرمان ہوں۔ نافرمان نہیں ہوں اگر میں راہِ راست پر رہا تو تم میری اطاعت کرنا اور اگر میں صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا تو تم مجھے سیدھ کر دینا کرنا۔

لوگو! یہ شام وسحر کی گردش تمہیں موت کی اطلاع دے رہی ہے جو کہ تمہاری آنکھوں سے غائب ہے۔ حتی الامکان لمحہ بھر ضائع کیے بغیر اعمال صالحہ میں مشغول ہو جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس موت آ پہنچے۔ اس مہلت سے فائدہ اٹھاؤ' نیک اعمال بجالانے میں عجلت سے کام لو۔ جو لوگ موت کو بھول جاتے ہیں وہی اعمالِ صالحہ کی بجا آوری میں تاخیر کرتے ہیں۔

خبردار! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا۔ الجد الجد. النجاة النجاة کوشش کرو کوشش کہ نجات اسی میں ہے۔ (ان لیس للانسان الاما سعٰی) (انسان کو اس کی کوشش (محنت) ہی کا پھل ملے گا)

پس پردہ تمہارے اعمال پر ایک نگہبان ہے۔ احذروا الموت واعتبروا باالا بآء والابنآء والاخوان۔ موت سے ڈرو اور اپنے آباؤ اجداد اور اولاد اور بھائیوں سے عبرت حاصل کرو (سوچو کہ وہ کہاں گئے) اللہ تعالیٰ وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو صرف اس کی رضا کے لئے ہوتے ہیں۔ جن میں ریا کی آمیزش نہ ہو۔

جو تم سے پہلے فوت ہو گئے ان سے عبرت حاصل کرو

اللہ کے بندو! جو تم سے پہلے فوت ہو گئے ان سے عبرت حاصل کرو وتفکروا فیمن کان قبلکم این کانوا امس واین هم الیوم این الجبارون الذین کان لهم ذکر القتال والغلبة فی مواطن الحرب۔ اور فکر کرو ان لوگوں کے بارے میں جو تم سے پہلے گزر گئے' وہ کل کہاں تھے؟ اور وہ آج کہاں ہیں' کہاں ہیں وہ تند خو' سخت دل جابر لوگ جن کے رعب' دبدبہ' سطوت اور جلالت کا تذکرہ میدان جنگ میں زبانِ زدِ خواص و عوام تھا...... دنیا نے ان کو پچھاڑ دیا اور پیوندِ خاک ہو

گئے...... کہاں گئے وہ بڑے بڑے نامور سلاطین جنہوں نے زمین پر اپنے نشانات اس طرح چھوڑے کہ اس پر بڑے بڑے عظیم وعالی شان محلات تعمیر کیے مگر بالآخر وہ منہدم ہو گئے اور ان کا تذکرہ بھی محو ہو گیا۔ وصاروا کلاشئی۔ اور وہ ایسے ہو گئے جیسے کہ کبھی تھے ہی نہیں۔ الا ان الله قدابقی۔ خبردار سن لو! اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ باقی رہے گا۔ فان نحن اعتبرنا بهم نجونا۔ اگر ہم نے ان سے عبرت حاصل کر لی تو نجات پا جائیں گے اور اگر ہم نے اس کی پرواہ نہ کی کنا مثلهم تو ہم بھی ان ہی کی طرح نابود ہو جائیں گے...... این الوضاءة الحسنة وجوههم کہاں گئے وہ پیکر حسن ورعنائی جو اپنے شباب پر اتراتے تھے۔ صاروا ترابا وہ مٹی ہو گئے اور جو انہوں نے آگے (آخرت میں) بھیجا (یعنی برائیاں) وہ ان کے لئے سامان حسرت بن گیا۔

کہاں گئے وہ لوگ؟ جنہوں نے دنیا میں عظیم سلطنتیں قائم کیں اور عظیم الشان شہر بسائے اور حیرت انگیز مضبوط قلعے تعمیر کیے اور ان کو بیش بہا سامان آرائش سے مزین کیا۔

آہ! وہ یہ سب کچھ اپنے بعد آنے والوں کے لئے چھوڑ گئے۔ دیکھو تو ان کے محلات میں کس شان سے دوسرے لوگ آباد ہیں اور خود وہ (یہ محلات تعمیر کرنے والے) قبروں کے اندھیروں میں محصور ہیں۔

هل تحس منهم من احد اوتسمع لهم رکزا (مریم:۹۸)

کیا آپ ان میں سے کسی کو بھی دیکھتے ہیں یا ان کی آہستہ آواز بھی سنتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۶' صفحہ ۳۰۳)

دوسرا خطبہ:

اے اللہ کے بندو! ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو لقمۂ اجل بن چکے ہیں اور ان لوگوں کے بارے میں غور کرو جو تم سے پہلے تھے وہ آج کہاں ہیں؟ سرکش لوگ کہاں چلے گئے؟ وہ لوگ کہاں چلے گئے جن کے جنگی کارناموں کا تذکرہ اور فتوحات

کے کارناموں کی داستانیں زبانِ زدِ عام ہیں؟ وہ مشتِ استخواں بن گئے اور ان کی حقیقت افسانہ بن گئی اور بمصداق خبیث چیزیں خبیثوں کے لئے ہیں اور خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لئے اور وہ جلیل القدر اور جابر شہنشاہ جنہوں نے اس کرۂ ارض کو زیرِ نگیں کرنے کے لئے پامال کر دیا' ان کا نہ صرف نام بلکہ ذکر تک باقی نہ رہا وہ حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ گئے اور ان کا انجام صاحب عقل و ہوش کے لئے ایک درسِ عبرت بن گیا۔ ان کی جگہ خدائے بزرگ و برتر نے دوسروں کو مسلط کر دیا اور ازل سے یہی قانونِ قدرتِ کاملہ ہے مقامِ غور وفکر ہے۔ اگر انسان کا اپنا لائحہ عمل عین دین فطرت کے مطابق ہو تو وہ بھی لازوال اور اس کے کارنامے بھی تا ابد زندہ و تابندہ رہیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود دونوں ہم عصر ہیں مگر نمرود ایک سرکشی اور بے راہ روی کی علامت رہا ہے اور رہے گا مگر ایک دین فطرت اور صداقت کا علمبردار پیمبر وقت تا حین حیات ایک سرچشمۂ رشد و ہدایت رہا اور رہے گا۔

بیشک اللہ پاک نے ان پر انجام بد کو باقی رکھا اور ان سے خواہشات کٹ گئیں' وہ چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا عمل بھی گیا۔ ان کی دنیا دوسروں کی دنیا ہوگئی اور ہم ان کے بعد میں آنے والے باقی ہیں۔ اگر ہم نے ان کے انجام سے عبرت پکڑی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر دھوکہ میں پڑ گئے تو انہیں جیسے ہو جائیں گے۔ کہاں گئے وہ خوب صورت چہرے جو اپنی جوانی پر ناز کرتے تھے؟ آہ وہ سب مٹی میں مل گئے اور دنیا میں جو زیادتیاں اور بدعنوانیاں انہوں نے کی تھیں اب وہ سب ان کے لئے سرمایۂ حسرت بن گئیں۔ وہ لوگ کہاں چلے گئے جنہوں نے بڑے بڑے شہروں کی تعمیر کی اور چہار دیواری کے ذریعہ ان کی احاطہ بندی کی اور ان شہروں میں تحیر خیز اور حیرت انگیز ایجادات کیں وہ سب اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑ گئے۔ یہ ان کی بستیاں و آبادیاں ہیں جو ویران و سنسان گری پڑی ہیں اور وہ خود قبر کی تاریکیوں میں لیٹے ہوئے ہیں۔

کہاں چلے گئے وہ تمہارے بھائی اور بیٹے جن کو تم پہچانتے تھے؟ ان کی عمریں ختم

ہو گئیں وہ اس گھاٹ پر اتر آئے جس کو پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ اس میں سما گئے اور ٹھہر گئے۔ مرنے کے بعد مقام سعادت میں یا مقام شقاوت میں۔ سن لو اللہ کا کوئی شریک نہیں اللہ کا اس کی مخلوق میں سے کسی سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں جس کی وجہ سے اس کو بھلائی دے یا اس سے کسی برائی کو روکے مگر یہ کام اللہ کی عبادت سے ہوتا ہے اور اس کے احکام کو ماننے سے جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ بغیر اسکی اطاعت کے حاصل نہیں کی جا سکتی۔

سن لو کہ وہ اچھائی اچھائی نہیں جس کے بعد آگ ہو اور وہ شر شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ (تاریخ طبری)

تیسرا خطبہ

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ میں فرما رہے تھے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی بے شک وہ فلاح پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہے۔ اپنے آپ کو اتباع خواہشات نفس سے بچاؤ۔ بیشک وہ شخص کامیاب ہوا جو لالچ اور خواہش اور غصے سے بچایا گیا اور تم اپنے آپ کو فخر و ناز سے بچاؤ۔ اس آدمی کے لئے فخر کی کون سی بات ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور پھر مٹی ہی کی طرف لوٹے گا۔ پھر اسے کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے۔ جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد فرمایا:

منها خلقنا كم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى

(طٰہٰ ۵۵)

ہم نے تمہیں اس (مٹی) سے پیدا کیا اور اسی (مٹی) میں لوٹائیں گے اور پھر (قیامت کے دن) اسی (مٹی) سے دوبارہ نکالیں گے۔

اے بندۂ خاکی! آج تو زندہ ہے اور کل مردہ ہوگا۔ لہٰذا زندگی کو غنیمت سمجھو اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہو۔ مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں

میں شمار کرو۔ (ابن ابی الدنیا فی کتاب الحذر وابن عساکر)

چوتھا خطبہ

یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: قیامت کے روز ایک ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لا کر کھڑا کیا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور رزق میں وسعت دی اور اس کے بدن کو تندرستی عطا کی لیکن اس نے اپنے رب کے ان انعامات کی (اس کی نافرمانی کی صورت میں) ناشکری کی۔ اس سے پوچھا جائے گا تو نے اپنے اس دن کے لئے کیا عمل کیا تھا؟ وہ جب کوئی نیک اپنے نامۂ اعمال میں نہ پائے گا تو رونا شروع کر دے گا یہاں تک کہ اس کے آنسو خشک ہو جائیں گے پھر اس کو عار دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وہ بیش قیمت عمر غفلت میں ضائع کر دی جو کہ اسے عبادت کے لئے عطا کی گئی تھی۔

بعد ازاں وہ خون کے آنسو بہائے گا اس کے بعد پھر اسے عار دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ حالت تاسف میں اپنی انگلیاں اپنے دانتوں میں چبا ڈالے گا پھر اسے عار دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا اس معاملہ میں جو اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کیا تھا تو وہ چیخ مار کر اتنا روئے گا کہ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس کے دونوں رخساروں پر گر پڑیں گی۔ ہر ایک پتلی کی لمبائی چوڑائی تین تین میل ہو گی۔ اس کے بعد پھر اسے عار دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ کہے گا اے میرے رب مجھے جہنم میں بھیج دے اور مجھے اس مقام پر کھڑا رکھنے سے معاف فرما۔

قرآن مجید میں ہے:

انه من یحاد دالله ورسوله فان له نارجهنم خالدا فیها ذالك الخزی العظیم (التوبۃ ۶۳)

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے دوزخ کی

آگ ہے' اس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا' یہ بڑی رسوائی ہے۔

(حیاۃ الصحابہ)

صدیق صدق ملت بیضا کے ہیں امیں
صدیق راہ حق کے مسافر ہیں اولیں
صدیق غار ثور میں ساتھی حضور کے
صدیق جانثار نبوت پناہِ دیں
سرمایہ ڈھیر کر دیا قدموں میں آپ کے
چھوڑی ہے گھر میں الفت محبوب عالمیں
احساں چکا دیے سبھی کے حضور نے
بوبکر کو ملے گا صلہ یوم آخریں
وہ کوہسار دانش و حکمت فدائے حق
خاتم حضور ہیں تو ابوبکر ہیں نگیں
اک ذرّہ دیں میں ڈھیل گوارا نہیں اسے
ہو ارداد یا ہو زکوٰۃ ستون دیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ احد پہاڑ پر جلوہ گر ہوئے تو احد پہاڑ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کا بوسہ لے کر وجد میں آ کر) ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا: اثبت احد فانما علیك نبی و صدیق و شهیدان اے احد! ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری ج ۲' ص ۱۹۰ مطبوعہ مصر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت عمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہما رتبہ شہادت پہ فائز ہوئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کرتی

Scanned with CamScanner

تھی۔

اللهم ارزقنی قتلا فی سبیلك ووفاة فی بلد نبیك قالت قلت وانی ذلك ؟ قال ان الله یاتی بامره انی شآء

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر میں وفات دے۔ میں نے کہا: یہ کس طرح ممکن ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنا حکم جس طرح چاہتا ہے جاری کرتا ہے۔

عن زید بن اسلم ان عمر بن الخطاب کان یقول فی دعائه اللهم انی اسئلك شهادة فی سبیلك ووفاة ببلدة رسولك

(الطبقات لابن سعد ج ۳، ص ۳۳۱)

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے راستے میں شہادت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں وفات کا متمنی ہوں۔

خوف خدا کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہ خوف خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ قرآن مجید کی آیت سن کر بے ہوش ہو جاتے اور کئی کئی دنوں تک ان پر غشی کا دورہ پڑتا رہتا تھا یہاں تک کہ لوگ ان کی عیادت و (بیمار پرسی) کے لیے جایا کرتے تھے۔

ایک دن آپ نے ایک تنکہ ہاتھ میں لے کر فرمایا: کاش میں بجائے عمر ہونے کے یہ تنکہ ہوتا۔ کبھی فرماتے: کاش میں کوئی قابل ذکر شخصیت نہ ہوتا۔ کبھی یہ کہتے: کاش عمر کی ماں عمر کو نہ جنتی۔ ایک مرتبہ خود ہی آپ نے سورۃ اذ الشمس کی تلاوت کی اور جب وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی آیت پر پہنچے۔ یعنی جب نامہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے۔ تو اس کو پڑھتے ہی ان پر اس قدر خوف الٰہی طاری ہو گیا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔

ایک دن آپ گدھے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے اور کوئی آدمی اپنے گھر میں سورۃ الطور پڑھ رہا تھا جب آپ نے اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ. کی آیت سنی تو گدھے سے اتر کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک بیٹھے رہے پھر گھر آ کر ایک مہینہ بیمار رہے اور لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے جاتے رہے مگر کسی کو آپ کی بیماری کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔

(احیاء العلوم جلد ۳، ص ۱۶۰)

مختلف آیات کے حوالے سے نماز کی حالت میں مختلف آیات پڑھ کر آپ کے بے ہوش ہونے یا قرات موقوف کر دینے کے بہت واقعات ہیں۔ جن میں سے کچھ آگے آئیں گے۔

؎ بڑھاپے سے پا کر پیام قضا بھی — نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی — جنوں تا کجے ہوش میں اپنے آ بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

عبداللہ بن عیسیٰ کا بیان ہے کان فی وجه عمر خطان اسودان من البکاء۔ خوف خدا سے رونے کے سبب سے حضرت عمر کے چہرے (رخساروں) پر دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں (صفۃ الصفوۃ ج ۱، ص ۲۸۶) حضرت کعب احبار نے حضرت عمر سے کہا ہم دنیا کے بادشاہ کے لئے آسمان کے بادشاہ کی طرف سے (سخت محاسبہ) کا خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: الامن حاسب نفسه۔ ہاں مگر جو اپنے آپ کا خود محاسبہ کرے (کیا اس کے لئے بھی؟) حضرت کعب نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تورات میں اس آیت کے بعد یہی آیت ہے فکبر عمر ثم خر ساجدا۔ حضرت عمر نے تکبیر کہی اور سجدے میں گر گئے۔ (کنز ج ۱۲، ص ۵۷۵)

؎ کر لیا جس نے خود حساب اپنا
اس کا پھر احتساب کیا ہوگا

حضرت عمر نے اپنی شہادت کا اشارہ دے دیا

حضرت سعید بن ابی ہلال فرماتے ہیں: انہیں یہ خبر ملی کہ حضرت عمر نے خطبۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

اما بعد ایها الناس انی اریت رؤیا لا اراها الالحضور اجلی رایت ان دیکا احمر نقرنی نقرتین فحدثتها اسمآء بنت عمیس فحدثتنی انه یقتلنی رجل من الاعاجم

(ابن سعد ج ۳، ص ۳۳۵)

اے لوگو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت قریب آ گئی ہے۔ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک سرخ رنگ مرغ نے (میرے شکم میں) دو چونچیں ماریں۔ میں نے اپنا یہ خواب اسماء بنت عمیس سے بیان کیا تو اس نے کہا: آپ کو عجمی شخص قتل کر دے گا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارکان حج سے فارغ ہو کر واپسی پہ مکہ مکرمہ کے قریب مقام ابطح میں ٹھہرے۔ یہ جگہ نشیب میں مکہ مکرمہ اور منیٰ کے تقریباً درمیان ہے، اسے محصب بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اپنی چادر بچھا کر اس پر خود بیٹھ گئے اور اونٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اس طرح دعا کی۔

اللهم کبرت سنی وضعفت قوتی وانتشرت رعیتی فاقبضنی الیك غیر مضیع ولا مفر

اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میں اب کمزور ہو گیا ہوں اور میری رعیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اس سے قبل کہ مجھ سے فرائض خلافت میں قصور ہو مجھے دنیا سے اٹھا لے۔

قال سعید فما انسلخ ذوالحجة حتی طعن۔ حضرت سعید فرماتے ہیں: آپ کی

یہ دعا قبول ہوئی اور ابھی ماہِ ذوالحجہ ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۰، بحوالہ حاکم وطبقات ابن سعد ج ۳، ص ۳۳۴)

معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: مجھ سے قوم کہتی ہے کہ میں خلافت کے لئے کسی ولی عہد کا تقرر کروں، تو یاد رکھو: اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اس امر خلافت کو کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ موت تو میرے ساتھ ہے مگر دین خلافت کے ساتھ نہیں ہے۔ میرے بعد خلیفہ کا انتخاب ان چھ افراد کے مشورے سے ہونا چاہئے جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رضامند رہتے ہوئے جنت الفردوس تشریف لے گئے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۳۳۵ و تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۲۱۱)

وہ چھ افراد یہ ہیں: حضرت عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین (المستدرک للحاکم ج ۳، ص ۹۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتل کے بارے میں بتا دیا

زہری بیان کرتے ہیں: حضرت عمر نے فرمان جاری کیا ہوا تھا کہ باہر سے کوئی مشرک مدینہ میں داخل نہ ہونے پائے۔ ایک بار حاکم کوفہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا: یہاں ایک بہت ہی ہوشیار اور صنعتکار لڑکا موجود ہے جو کہ بڑھئی، لوہار اور نقاش وغیرہ کے ہنر سے خوب واقف ہے اگر آپ فرمائیں تو میں اسے مدینہ شریف بھیج دوں تا کہ اہل مدینہ اس سے مستفید ہوں۔ آپ نے اسے مدینہ شریف آنے کی اجازت دیتے ہوئے لکھ بھیجا کہ اس کو یہاں بھیج دو۔ اس لڑکے کا نام فیروز اور کنیت ابولؤلؤ تھی جو کہ مجوسی تھا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر دو درہم روزانہ خراج (ٹیکس) عائد کر رکھا تھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ انہوں نے مجھ پر بہت ٹیکس لگا رکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کس قدر ٹیکس ہے؟ فیروز نے

Scanned with CamScanner

جواب دیا: دو درہم روزانہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: تمہارا پیشہ کیا ہے؟ فیروز نے جواب دیا: نجاری، آہن گری اور نقاشی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان صنعتوں پہ یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ فیروز یہ جواب سن کر غصہ سے تلملا اٹھا اور دانت پیتا ہوا لوٹ آیا۔ چند روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیروز کو پھر بلایا اور فرمایا: میں نے سنا ہے کہ تم ایسی چکی تیار کرتے ہو جو ہوا سے چلتی ہے؟ فیروز نے خشمگین تیور سے جواب دیا: میں آپ کے لئے ایسی چکی تیار کروں گا جسے لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو حضرت عمر نے فرمایا: یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: پھر اسے گرفتار کر لینا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: قبل از وقت جرم کی سزا کیسے ممکن ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

یہ لڑکا (ابولؤلؤ) دو دھارا خنجر (جس کا قبضہ درمیان میں تھا) آستین میں چھپا کر صبح سویرے مسجد کے ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ مسجد میں کچھ لوگ صفیں درست کرنے پر مامور تھے۔ جب صفیں سیدھی ہو جاتیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لاتے اور امامت فرماتے۔ حضرت عمر حسب معمول نماز کے لئے لوگوں کو جگاتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ وکان اذا دخل المسجد قام بین الصفوف ثم قال استووا، فاذا استووا تقدم فکبر فلما کبر طعن۔ آپ کی عادت تھی کہ مسجد میں داخل ہو کر صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے: صفیں درست کر لو، صفیں برابر کر لو۔ اس کے بعد آپ آگے بڑھتے (مصلے پر آ جاتے) چنانچہ حسب دستور آپ نے (اس روز بھی یہی عمل کیا اور اس کے بعد) اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی ہی تھی کہ ابولؤلؤ مجوسی دفعتہً گھات سے نکلا اور آپ کے جسم مبارک پر پے در پے تین وار کیے ایک وار ناف کے نیچے پڑا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

اس جان لیوا زخم اور کربناک حالت میں آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو

امامت کے لئے ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود زخموں سے نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت عمر سامنے تڑپ رہے تھے۔ عمرو بن میمون انصاری کا بیان ہے کہ ابولؤلؤ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دو دھارے خنجر سے شہید کیا۔ صفوں میں سے نکلتے بھاگتے ہوئے اس نے بارہ مزید افراد کو زخمی کر دیا۔ ان مجروحین میں سے چھ افراد انتقال کر گئے۔ اس حال میں کہ وہ اپنے اردگرد افراد کو زخمی کر رہا تھا تو عبداللہ بن عوف نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور وہ کپڑے میں الجھ گیا۔ جب اس نے اپنے آپ کو محصور پایا تو خودکشی کر لی۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد میں مرقوم ہے:

فاخذ ابا لؤلؤة رهط من قريش عبدالله بن عوف ؓ الزهري وهاشم ابن عتبة بن ابی وقاص ورجل من بنی سهم فطرح عليه عبد الله بن عوف خميصة كانت عليه فانتحر بالخنجر حين اخذ (الطبقات لابن سعد ج ۳، ص ۳۴۷)

ابولؤلؤ کو قریش کے ایک گروہ نے قابو کر لیا جن میں عبداللہ بن عوف زہری، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور ایک شخص بنی سہم میں سے تھا۔ عبداللہ بن عوف نے اپنی چادر اس پر ڈال دی وہ اس میں الجھ گیا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ میں محصور ہو گیا ہوں تو اپنے خنجر سے خودکشی کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں اٹھا کر ان کی رہائش گاہ پر لایا گیا۔ آپ نے مکان پر پہنچ کر سب سے پہلے دریافت فرمایا کہ: میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے بتایا فیروز مجوسی! آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور کہا: الحمدللہ میرا قاتل مسلمان نہیں ہے۔ طبیب بلایا گیا اس نے نبیذ پلائی وہ زخموں کی راہ سے باہر نکل گئی۔ پھر دوبارہ پلائی وہ بھی اسی طرح خارج ہو گئی تو یہ حال دیکھ کر صحابہ کرام افسردہ اور مایوس ہو گئے اور سمجھ گئے کہ آپ جانبر نہ ہو سکیں گے۔

موت وحیات کی کشمکش میں بھی نماز ادا ہوتی رہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ موت وحیات کی کشمکش میں خود بھی نماز ادا فرماتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں: اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کر دی...... جیسا کہ ابن کثیر البدایہ میں رقمطراز ہیں۔

فجعل یفیق ثم یغمی علیه ثم یذکرونه بالصلوٰة فیفیق ویقول نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترکھا ثم صلی فی الوقت

(البدایہ ج ۷ ص ۱۳۷)

آپ کبھی بے ہوش ہو جاتے تو کبھی ہوش میں آ جاتے۔ آپ کو ذرا ہوش آیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز یاد دلائی۔ فرمایا: ہاں! جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے اسی کربناک حالت میں اسی وقت نماز ادا فرمائی۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار

حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنے قرض کی ادائیگی کی وصیت کے بعد فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور یہ نہ کہنا کہ امیر المومنین نے سلام کہا ہے کیونکہ اس دن میں امیر المومنین نہیں ہوں گا اور کہنا کہ عمر کی خواہش ہے کہ آپ اسے ان کے دو ساتھیوں (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ سلام عرض کیا اور پھر کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے اپنے دو رفیقوں کے پاس (یعنی حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں) دفن ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام سن کر) فرمایا کہ خدا کی قسم! میں یہ مقام مقدس اپنے

لیے چاہتی تھی لیکن میں آج اپنے نفس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغام لے کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد کے پاس آئے تو قریب بیٹھے ہوئے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کے بیٹے عبداللہ آ گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھا لیا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا خبر لائے ہو؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے (آپ کی خواہش کی تکمیل ہو گئی ہے)

پہلوئے مصطفیٰ میں دفن ہونا میرے لیے سب سے اہم ہے

یہ خوشخبری سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ میرے نزدیک کوئی چیز اہم نہ تھی۔ پھر فرمایا: بیٹے عبداللہ! خیال رکھنا جب میں فوت ہو جاؤں تو میری چارپائی اٹھا کر (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) دروازے پر لے جانا (اور دوبارہ پھر عرض کرنا) کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت طلب کر رہا ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تو مجھے اندر (روضۂ رسول میں دفن کرنے کے لئے) داخل کر دیں اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو پھر مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ شاید خلافت کے رعب کے سبب پہلے انہوں نے اجازت دے دی ہو اس لیے اپنے صاحبزادے کو وصیت فرمائی: مرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اجازت لی جائے۔ اگر اذن ہو تو خیر ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اس طرح وفات کے بعد بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ورع وتقویٰ کا بدیع المثال نمونہ پیش کیا' پھر جس وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا' وہ وقت اہل اسلام کے لئے نہایت کربناک تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے حسب وعدہ اپنے حجرے اور پہلوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

Scanned with CamScanner

خوش قسمت ملی فاروق کو وہ جا پس رحلت
جہاں اللہ کے محبوب محو استراحت ہیں

آخری وقت، آخری کلمات

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آخری وقت حضرت عمر کے پاس تھا۔ آپ کا سرانور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی گود میں تھا اور آپ اس کو فرمارہے تھے۔

ضع خدی بالارض قال فهل خدی والارض الاسواء ؟ قال ضع خدی لاام لك فی الثانیه اوفی الثالثه ثم شبك بین رجلیه فسمعته یقول ویلی و ویل امی ان لم یغفرالله لی حتی فاحنت نفسه (طبقات ابن سعد ج۳، ص۳۶۰)

میرا چہرہ زمین پہ رکھ دو آپ کے بیٹے نے کہا: کیا میری ران اور زمین برابر نہیں ہیں؟ فرمایا: تیری ماں نہ ہوتی میرا چہرہ زمین پہ رکھ دے یہ آپ نے دوسری یا تیسری بار فرمایا: پھر اپنے دونوں پاؤں آپس میں ملا لیے۔ اس وقت میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ہائے افسوس، ہائے افسوس، مجھ پر اور میری ماں پر اگر اللہ تعالیٰ نے میری بخشش نہ فرمائی، اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔

غرور و فخر علامات ہیں جہالت کی
نشاں بزرگی و عزت کا خاکساری ہے

وفات کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں: ۲۳ھ بروز بدھ ماہ ذی الحجہ ختم ہونے میں چار دن باقی تھے جب آپ کو زخمی کیا گیا اور ۲۴ھ یکم محرم الحرام بروز اتوار صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔

(صفۃ الصفوۃ ج۱ ص۲۹۱)

طبری کی روایت کے مطابق حضرت عمر بدھ کی رات فوت ہوئے جبکہ ذی الحجہ کی

تین راتیں باقی تھیں اور اگلے دن صبح کے وقت حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (ج۵، ص۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب۔

جب اس بزم سے اُٹھ گئے دوست اکثر — اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر — یہاں پر تیرا دل بہلتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وفات کے بعد کا حال اور عظمت وشان

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری بڑی تمنا تھی کہ میں حضرت عمر کو خواب میں دیکھوں چنانچہ ایک سال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے میرے سامنے آئے۔ میں نے پوچھا: اے امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے: میں نے ابھی ابھی حساب سے فرصت پائی ہے اور اگر میں نے اپنے رب کو رؤف ورحیم نہ پایا ہوتا تو میرے قدم ڈگمگا جاتے۔

(احیاء العلوم ج۴، ص۴۳۰)

یہ وہ عمر ہیں کہ جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (حاکم ج۳، ص۸۵) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ اللھم اشدد الاسلام بعمر بن الخطاب (کنز ج۱۲، ص۵۴۸) اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ساتھ مضبوط کردے۔ عقیل بن ابی طالب کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر کو فرمایا: ان غضبك عزو رضاك حكم۔ تیری ناراضگی عزت اور تیری رضامندی حکم ہے۔ (ایضاً ج۳، ص۵۵۵) جس کے اسلام لانے پر جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا: یا محمد استبشر اهل السماء باسلام عمر (صفۃ الصفوۃ ج۱، ص۲۷۴) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عمر کے اسلام لانے پر اہل فلک خوشیاں منا رہے ہیں۔ قال المشركون اليوم انتصف القوم منا۔ (مستدرک للحاکم

Scanned with CamScanner

ج ٣، ص ٨٥) مشرکین نے کہا: عمر کے اسلام لانے کی وجہ سے ہماری جماعت (قوت) آدھی رہ گئی ہے۔ ابن مسعود نے کہا: مازلنا اعزة منذ اسلم عمر (بخاری) حضرت عمر اسلام لائے تو ہماری عزت بڑھ گئی۔ وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اشد امتی فی دین اللہ عمر۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری امت میں دین کے معاملہ میں سب سے سخت عمر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے زمین میں وزیر ہیں۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کے نزدیک سماعت و بصارت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان لی وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فویزیر ای من اهل السماء جبریل ومیکائیل ووزیرای من اهل الارض ابوبکر و عمر وانهما السمع والبصر۔ وقال، ان الشیطان یفرق من عمر۔ حضرت عمر سے شیطان بھاگ جاتا ہے (البدایہ والنہایہ ج ٧، ص ١٣٤) جو اس امت کے محدث ہیں (بخاری عن ابی ہریرۃ) حضور علیہ السلام نے فرمایا: من ابغض عمر فابغضنی ومن احب عمر فاحبنی۔ (کنز ج ١٥، ص ٥٩٦) جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی اردو ص ١٩٤)

وہ خوش قسمت ہے جسے فاروق اعظم سے محبت ہے
محبت اس سے ہے اللہ کی اس کے پیمبر کی

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: واللہ ان عمر لاحب الناس الی۔ اللہ کی قسم! عمر مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (کنز ج ١٢، ص ٥٤٥)

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر

عن ابن مسعود قال ان اسلام عمر کان عزا وان هجرته کانت فتحا و نصرا وامارته کانت رحمة واللہ مااستطعنا ان

نصلی حول البیت ظاهرین حتی اسلم عمر فلما اسلم عمر قاتلهم حتی صلینا وانی لاحسب بین عینی عمر ملکا یسدده وانی لا حسب الشیطن یفرقه۔ (کنز ج ١٢، ص ٥٩٩)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا باعث عزت اور آپ کی (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ) ہجرت فتح ونصرت کا سبب اور آپ کی خلافت نشان رحمت تھی۔ خدا کی قسم! ہم کھلم کھلا بیت اللہ میں نماز ادا نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو اللہ نے کفار کو ذلیل کر دیا اور ہم بیت اللہ میں نمازیں پڑھنے لگ گئے اور میرا خیال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں کے سامنے فرشتہ ہوتا تھا جو کہ ان کی رہنمائی کرتا اور میرا یہ بھی گمان ہے کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی بھاگ جاتا ہے۔

حضرت عمر کے دل میں خوفِ خدا کا عالم

عن انس بن مالك قال سمعت عمر بن الخطاب یوما وخرجت معه حتی دخل حائطا فسمعته یقول وبینی و بینه جد اروهو فی جوف الحائط امیر المومنین واللہ لتتقین اللہ اولیعذ بنك (کنز ج ١٢، ص ٦١٨)

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہوا، وہاں ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ ہمارے درمیان ایک دیوار آ گئی۔ دیوار کی دوسری طرف سے میں نے سنا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے اس طرح مخاطب ہیں۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ) تو اللہ سے ڈر جا ورنہ وہ تجھے عذاب میں گرفتار کر

Scanned with CamScanner

دے گا۔

حضرت محمد بن متوکل فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی میں یہ الفاظ نقش تھے۔ کفی بالموت واعظا یا عمر۔ اے عمر! موت ایک مکمل واعظ ہے۔ (کنز ج۱۵، ص۵۸۵) اسی کتاب کی ج۱۲، ص۶۲۰ پہ حضرت عمر فاروق کی امید و رجا کی حالت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''اگر کوئی آسمان سے پکارے کہ اے لوگو! تم سب لوگوں میں سے صرف ایک شخص جنت میں جائے گا باقی سب دوزخ میں جائیں گے تو میں اللہ کی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں گا اور اگر یہ آواز آئے کہ سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ایک کے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میں ہی نہ ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کو نماز تہجد کے لئے اٹھایا کرتے تھے پھر یہ آیت تلاوت کرتے: وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا...... (طہ۱۳۲، موطا امام مالک ماجاء فی صلوۃ الیل)

نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا خدا کی عظمت وجلال کا بیان ہوتا اور اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں باوجودیکہ آخری صف میں ہوتا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت انما اشکوا بثی وحزنی الی اللّٰہ (یوسف ۸۶) میں اپنے غم و الم کی شکایت بس اپنے اللہ ہی سے کر رہا ہوں...... پڑھ کر اس قدر زور سے روتے کہ میں رونے کی آواز سنتا تھا (بخاری کتاب الصلوۃ باب اذا بکی الامام فی صلوٰتہ)

کنز العمال میں یہ روایت اس طرح ہے:

عن عبداللہ بن شداد ابن الھاد قال سمعت نشیج عمروانا فی اخر الصفوف فی صلاۃ الصبح وھویقرا سورۃ یوسف حین بلغ انما اشکوبثی وحزنی الی اللّٰہ

(سورۂ یوسف: ۸۶، کنز العمال جلد۱۲، ص۶۲۰)

حضرت عبداللہ بن شداد بن الہاد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آخری صف میں سنی جبکہ آپ نے صبح کی نماز میں سورۂ یوسف تلاوت فرمائی اور اس آیت پر پہنچے (انما اشکوا بثی وحزنی الی اللّٰہ)

ایک مرتبہ نماز جمعہ میں سورۂ تکویر شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے علمت نفس ما احضرت۔ ہر کوئی جان لے گا جو اس نے آگے کے لئے بھیجا تو (شدت غم سے) قرأت ختم کردی۔ (کنز ج۱۲، ص۶۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں عالیشان محل:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا حضور! آپ نے شب معراج جنت میں کیا دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر! ''لولبثت فیکم ما لبث نوح فی قومہ الف سنۃ (الاخمسین عاما) احدثکم عما رایت فی الجنۃ لما فرغت منہ''

اگر میں حضرت نوح کی طرح (پچاس کم) ہزار سال تم میں مقیم رہ کر وہ بیان کروں جو جنت میں میں نے دیکھا ہے، تو اس سے فراغت نہیں ہوسکتی، لیکن اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے اصرار پر میں کچھ بتاتا ہوں۔ میں نے وہاں ایک محل دیکھا جس کی بنیاد جنت میں اور چوٹی عرشِ معلیٰ کے ساتھ ہے میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ درجہ خوبصورت محل جو آفتاب کی طرح روشن ہے کس کے لئے ہے اور اس میں کون مقیم ہوگا؟ ''قال یسکنھا ویصیر الیھا من یقول الحق ویھدی الی الحق واذ قیل لہ الحق لم یغضب ومات علی الحق'' جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اس قصر میں وہ شخص سکونت پذیر ہوگا جو ہمیشہ حق بولتا ہے' اور حق پر چلتا ہے، اور جب حق سنایا جاتا ہے وہ ناراض نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر جبریل سے دریافت فرمایا کہ ایسا خوش قسمت کون ہے؟ ''قال عمر بن الخطاب،

فشهق عمر شهقة فخر مغشيا عليه الى الغد من تلك الساعة"۔ جبریل نے کہا: وہ عمر بن خطاب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے متعلق یہ کلمات بشارت سن کر زمین پر بے ہوش گر پڑے اور دوسرے روز تک بے ہوش ہو کر رہے۔

(کنز ج ۱۲ ص ۵۹۰۔۵۹۱)

امیر المومنین نے اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کر دیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فکر آخرت کا ایک واقعہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ راستہ میں جارہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو سرراہ ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا۔ آپ نے (یہ سمجھ کر یہ غیر عورت سے باتیں کر رہا ہے) اس کے ایک درہ مار دیا۔ اس نے کہا: حضرت یہ تو میری بیوی ہے۔ اس سے باتیں کرنے پر آپ نے مجھے کیوں سزا دی؟ آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی ہی ہے مگر تم راستہ میں کھڑے ہو کر کیوں باتیں کر رہے ہو؟ جس سے مسلمان تمہاری طرف سے بے گمانی میں مبتلا ہو کر غیبت کریں گے۔ اس نے کہا: ہم دونوں باہر سے آئے ہیں اور ابھی ابھی شہر میں داخل ہوئے ہیں اور یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں قیام کریں؟

یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس کو جو درہ مارا تھا اس پر پشیمان ہوئے اور آخرت کے بدلے سے بچنے کے لئے اس سے کہا: اچھا تم اپنا بدلہ لے لو۔ اس نے کہا: میں نے معاف کیا۔ آپ نے بدلہ لینے پر اصرار کیا تو اس نے پھر کہا: میں نے معاف کیا یہاں تک کہ جب تین بار اس نے معاف کر دیا تب آپ کا دل مطمئن ہوا اور آپ نے اسے جزاک اللہ کی دعا دی۔ (سیرت خلفائے راشدین)

ایسا کیوں نہ ہو؟

حضرت عمر کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب کعب پر جا کر مل جاتا ہے اس پر سب کا اجماع ہے کہ سب سے پہلے امیر المومنین آپ ہی کہلائے۔ کثرت علم، وفور دانش، تقویٰ و تواضع، زہد و قناعت، حق گوئی و حق پرستی، عدل و انصاف، مسلمانوں پر لطف و کرم،

اور اتباع سنت میں آپ درجہ ممتاز رکھتے تھے...... آپ کے دسترخوان پر ایک وقت دو سالن نہیں ہوتے تھے۔ حفصہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف ٹھنڈا شوربا بڑھایا اور اس کے اوپر روغن زیتون ڈال دیا تو فرمایا: ایک برتن دو سالن؟ لہٰذا میں نہیں کھاؤں گا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ ان کے کرتہ میں چودہ پیوند ہیں، آپ کے تہبند میں چمڑے کا ایک پیوند تھا۔ آپ کی دعا تھی کہ اے اللہ! تو مجھے شہادت نصیب فرما اور اپنے حبیب پاک کے شہر میں وفات عطا فرما، چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی، آپ کو شرف شہادت بھی ملا اور سید کونین کے شہر میں وفات ہوئی۔ مزید یہ کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔

خود سراپا نور بن جانے سے کب چلتا ہے کام
تجھ کو اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے
حق نے کر دیں دھری دھری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

حضرت عمر کا غصہ، قرآن کی تلاوت، یادِ الٰہی اور خوف خدا سے ٹھنڈا ہو جاتا

☆ عن اسلم قال قال بلال یا اسلم کیف تجدون عمر؟ فقلت خیر الناس الا انه اذا غضب فهو امر عظیم فقال بلال لو کنت عنده اذا غضب قرات علیه القران حتی یذهب غضبه

(کنز ج ۱۲، ص ۶۴۴)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا پاتے ہیں؟ اسلم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ لوگوں میں بہت اچھے ہیں لیکن جب غضبناک ہوتے ہیں تو اس وقت بہت عظیم معاملہ بن جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جس وقت آپ کے پاس ہوتا ہوں اور آپ کو غصہ آتا ہے تو میں قرآن

Scanned with CamScanner

پڑھنا شروع کر دیتا ہوں آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

☆ عن ابن عمر قال ما رایت عمر غضب قط فذکر اللہ عندہ اوخوف او قرا عندہ انسان ایة من القران الاوقف عما کان یرید (ابن سعد ج ۳ ص ۳۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کسی معاملہ میں جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طیش آیا اور کسی نے ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا یا انہیں (اللہ سے) ڈرایا گیا یا کسی آدمی نے اس وقت قرآن سے کوئی آیت تلاوت کر دی۔ بس اسی وقت آپ رک جاتے اور آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا۔

☆ عن عبید بن عمر قال صلی بنا عمر الخطاب سورة صلاة الفجر فافتتح سورة یوسف فقراھا حتی اذا بلغ وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم۔ بکی حتی انقطع فرکم

(کنز ج ۱۲ ص ۵۸۹)

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ آپ نے سورۂ یوسف کی تلاوت شروع کی جس وقت یہاں پہنچے وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم۔ تو بے اختیار رو پڑے اور اس قدر روئے کہ قرات ختم کر کے مجبوراً رکوع میں چلے گئے۔

قیامت کے مواخذے کا کھٹکا

☆ عن عبداللہ بن عمر قال کان عمر بن الخطاب یقول لومات جدی بطف الفرات لخشیت ان یحاسب اللہ بہ عمر۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر بکری کا ایک بچہ فرات کے کنارے مر جائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ عمر سے کرے۔

☆ وعن عبداللہ بن عامر قال رایت عمر بن الخطاب اخذتبنة من الارض فقال لیتنی لم اخلق ' لیت امی لم تلدنی لیتنی لم اکن شیئا لیتنی کنت نسیا منسیا

(صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۸۵)

عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زمین سے ایک تنکہ اٹھایا اور فرمایا: اے کاش میں پیدا نہ ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ میں کوئی چیز نہ ہوتا۔ کاش میں بھول بھلا دیا جاتا۔

ہے رہتا جن کے دل میں احتسابِ حشر کا کھٹکا

عن عروة عن عامل لعمر کان علی اذرعات قال قدم علینا عمر بن الخطاب واذا علیه قمیص من کرابیس فاعطانیه فقال اغسله وارقعه فغسلته ورقعته ثم قطعت علیه قمیصا قبطیا فاتیته بهما فقلت هذا قمیصك و هذا قمیص قطعته علیه لتلبسه فمسه فوجده لینا فقال لاحاجة لنا فیه' هذا انشف للعرق منه (کنز ج ۱۲، ص ۶۲۳)

حضرت عروہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کھیتوں پر عامل مقرر تھے' بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے سوت کا قمیص پہنا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے وہ قمیص دھونے اور پیوند لگانے کے لیے دیا تو میں نے اسے دھو دیا اور پیوند لگا دیا۔ پھر میں نے ان کیلئے قبطی کپڑے کا قمیص بنایا اور دونوں ان کے پاس لے کر آیا۔ میں نے

Scanned with CamScanner

عرض کی: یہ تو آپ کا سابقہ قمیص ہے لیکن یہ قمیص میں نے اس قمیص کے مطابق بنایا ہے تا کہ آپ پہنیں۔ آپ نے اس کو ہاتھ لگایا تو نرم تھا۔ فرمایا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ میرا یہ پہلا قمیص اس دوسرے قمیص کی نسبت زیادہ پسینہ جذب کرنے والا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی گواہی

عن الحسن رضی اللہ عنه ان عمر دخل علی رجل فاستسقاہ وھو عطشان فاتاہ بعسل فقال ماھذا؟ قال عسل قال واللہ لایکون فیما احاسب به یوم القیامة (کنز ج ۱۲، ص ۶۲۶)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے اور آپ اس وقت پیاسے تھے۔ اس سے پانی طلب کیا تو اس نے شہد پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم میں ایسی چیز استعمال نہیں کروں گا کہ قیامت کے دن مجھے اس کا حساب دینا پڑے۔

پہنتے ہیں بہت اچھا نہ کھاتے ہیں بہت اچھا
ہے رہتا جن کے دل میں احتساب حشر کا کھٹکا!

حضرت عمر کی دنیا سے بے رغبتی

آپ نے ایک مرتبہ پینے کے لئے پانی طلب کیا تو شہد ملا پانی پیش کیا گیا۔ فرمایا: بے شک یہ عمدہ چیز ہے لیکن میں چونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لوگوں کے متعلق دل چاہی چیزوں میں پڑنے کی مذمت پڑھ چکا ہوں (اس لیے) اس کو نہیں پیوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا

(پ ۲۶ الاحقاف)

تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو اپنے کام میں لا چکے۔

لہٰذا مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اس کے پینے سے آخرت کی لذتوں سے محروم نہ کر دیا جاؤں اور دنیا میں جو نیکیاں کی ہیں ان کے بدلے میں یہی دنیا کی لذتیں مل جائیں اور آخرت میں محرومی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ فرما کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا اور ہرگز نہ پیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے والد (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) سے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے والد صاحب نے تمہارے والد صاحب سے یہ کہا تھا کہ ''اے ابوموسیٰ! کیا یہ بات تم کو پسند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارا مسلمان ہونا اور آپ کے ساتھ ہجرت اور جہاد کرنا اور ان کے علاوہ اور بھی جو سارے عمل ہم نے کئے ان سب کا ثواب تو ہم کو مل جائے اور جو عمل ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئے ہیں ان پر کوئی اجر نہ ملے نہ پکڑ ہو؟ یہ سن کر تمہارے والد (حضرت ابوموسیٰ نے) میرے والد صاحب سے کہا: تمہاری یہ بات مجھے تو پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کئے ہیں اور نمازیں پڑھی ہیں اور روزے رکھے ہیں اور بہت سارے نیک عمل کئے ہیں، ہمارے ہاتھوں پر بکثرت لوگ ایمان لائے ہیں اور یقیناً ہم ان سب اعمال کے اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں۔

یہ سن کر میرے والد صاحب نے اپنے متعلق فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے

Scanned with CamScanner

قبضے میں میری جان ہے میں تو اس پر خوش ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیے ہوئے اعمال کا تو ہم کو اجر مل جائے اور جو اعمال ہم نے آپ کے بعد کیے ہیں' ان پر پکڑ بھی نہ ہو اور اجر بھی نہ ملے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ کی قسم! تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے کہ اپنے اعمال کو کھوٹا سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈر رہے تھے اور ان پر ثواب ملنے کی تو کیا امید رکھتے اس کو ہی بہت غنیمت سمجھ رہے تھے کہ ان پر گرفت ہی نہ رہو۔ (بخاری شریف)

فکرِ آخرت کے بارے میں حضرت عمر کے اقوالِ زرّیں

ودیعہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے فرمارہے تھے:

لاتکلم فیما لایعنیک واعرف عدوک واحذر صدیقک الا الامین والامین یخشی اللہ ولاتمش مع الفاجر فیعلمك من فجورہ ولا یطلعه علی سرك ولاتشاور فی امرك الاالذین یخشون اللہ عزوجل (صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۸۶۔۲۸۷)

ایسا کلام نہ کر جس کا تجھے فائدہ نہ ہو' اپنے دشمن کو پہچان اور دوست سے احتیاط رکھ مگر وہ جو امین ہے اور امین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور فاجر (خدا کے نافرمان) سے میل جول نہ رکھ کیونکہ وہ اپنا فجور تمہیں سکھا دے گا (اور تو بھی اس کی طرح اللہ کا نافرمان ہوجائے گا) اسے اپنے راز سے آگاہ نہ کر' نہ ہی اپنے کسی کام میں اس سے مشورہ لے ہاں مگر وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں (ان سے مشورہ لے)۔

ایک فاجر سے محبت تیری
دونوں عالم میں ہے ذلت تیری

☆ عن ثابت بن الحجاج قال قال عمر حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانه اھون علیکم فی الحساب غدا ان تحاسبوا انفسکم الیوم تزینوا للعرض الاکبر یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافية

(الحاقہ ۱۸)

ثابت بن حجاج سے روایت ہے کہ حضرت عمر فرمایا کرتے: تم حساب ہونے سے قبل اپنا حساب کرلو اور وزن ہونے سے پہلے اپنا وزن کرلو۔ کل (قیامت کے دن) حساب ہونے سے پہلے آج اپنا خود حساب کرنا زیادہ آسان ہے۔ (محشر میں) بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلو جس دن تم پیش کیے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں رہے گی۔

دل کی موت کیا ہے؟

عن الاحنف قال قال لی عمر بن الخطاب یا احنف من کثر ضحکه قلت ھیبته ومن مزح استخف به ومن کثر من شیء عرف به ومن کثر کلامه کثر سقطه ومن کثر سقطه قل حیاؤہ ومن قل حیاؤہ قل ورعه ومن قل ورعه مات قلبه.

حضرت احنف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا: جو زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہوجاتا ہے اور جو مذاق کرتا ہے وہ اس کی وجہ سے ہلکا ہوجاتا ہے اور جس میں جو وصف زیادہ ہوتا ہے وہ اسی سے پہچانا جاتا ہے اور کوئی جس قدر کلام کرتا ہے اسی قدر اغلاط زیادہ کرتا ہے اور اس کی حیا کم ہوجاتی ہے اور جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے اس کا دل مرجاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

رونا خوفِ خدا سے بہتر ہے
ہنسا کثرت سے موت ہے دل کی

☆ قال عمر رضی اللّٰہ عنہ البحور اربعۃ الھوی بحر الذنوب والنفس بحر الشھوات والموت بحر الاعمار والقبر بحر الندامات (منبھات)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سمندر چار ہیں۔ (۱) خواہش نفس گناہوں کا سمندر ہے۔ (۲) نفس انسانی خواہشات کا سمندر ہے۔ (۳) موت زندگیوں کا سمندر ہے۔ (۴) اور قبر پشیمانیوں کا سمندر ہے۔

موت اعمار کا سمندر ہے　　قبر دریائے حسرت و افسوس

محاسبۂ نفس اور خوف خدا کے موضوع پہ حضرت عمر کے خطبات کا خلاصہ

حضرت سیف بیان فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں ایک بلیغ اور طویل خطبہ دیا جس میں فرمایا: اے لوگو! اپنے باطن کی اصلاح کرلو تمہارا ظاہر ٹھیک ہو جائے گا۔ تم آخرت کے لئے عمل کرو یہ تمہارے دنیا کے کاموں کے لئے کافی ہو جائے گا اور تم جانو لو کہ کسی شخص اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کوئی باپ زندہ نہیں رہا اور نہ کسی انسان اور اللہ کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے جنت کا راستہ مل جائے اسے چاہیئے کہ جماعت کو لازم پکڑ لے اس لیے کہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے۔ البتہ دو سے (یعنی جماعت سے) دور ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اس لیے کہ ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان لگا ہوا ہے اور جس شخص کو اس کا بھلا کام اچھا لگے اور برا کام اسے تکلیف دے تو وہ مومن ہے۔

☆ تاریخ ابن جریر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا: اے لوگو! بعض لالچ

محتاجگی ہے اور بعض ناامیدی دولت اور بیشک تم وہ چیز جمع کرتے ہو جس کو کھاتے نہیں اور ان چیزوں کی امید کرتے ہو جن کو پاتے نہیں اور تم اس حیات ناپائیدار کے فریب میں مدت مقررہ تک مبتلا رہ سکتے ہو۔ اے لوگو! اپنی عاقبت سنوار لو۔ اپنے اعمال کی اصلاح کرلو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے...... اور اپنی عورتوں کو قباطی کپڑا نہ پہناؤ (یہ سفید باریک ململ کی قسم کا کپڑا ہے) اگرچہ اس سے جسم صاف ظاہر نہیں ہوتا لیکن یہ جسم کا وصف ضرور بیان کر دیتا ہے۔ اے لوگو! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں برابر سرابر نجات پا جاؤں۔ نہ اس (خلافت) سے میرے لیے نفع ہو اور نہ مجھے کوئی اس سے نقصان پہنچے شہید وہ ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔

(تاریخ طبری ج ۳، ص ۲۸۲)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں بیان فرما رہے تھے: تم میں سے وہ آدمی نجات پا گیا جو خواہش اور غصہ اور لالچ سے محفوظ رہا اور راست گوئی سے کام لیا۔ بیشک سچائی بھلائی کی طرف لے جانے والی ہے اور جھوٹ بولنے والا آدمی فاجر ہے اور فاجر آدمی ضرور ہلاک ہو کر رہے گا۔ تم اپنے آپ کو فجور سے بچاؤ۔ اس انسان کے لئے فجور مناسب نہیں جو خاک سے پیدا کیا گیا اور خاک میں ہی مل جائے گا وہ آج اگر زندہ ہے تو کل مردہ ہوگا ہر روز کا عمل اسی روز کرلو اور مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ (بیہقی)

☆ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اپنے خطبہ میں دہرا رہے تھے "جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا"۔ (مسند احمد)

☆ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قحط سالی کے زمانے میں (جسے رماد کہتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا: اے لوگو! اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس چیز میں اللہ پاک سے ڈرو جو لوگوں پر

تمہارے بارے میں پوشیدہ ہے' مراد اعمال باطن ہیں۔ (نیت وارادۂ قلبی) بیشک مجھے تمہارے ساتھ آزمایا گیا ہے اور تمہیں میرے ساتھ آزمایا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی مجھ پر ہے تم پر نہیں یا تم پر ہے مجھ پر نہیں یا ہم دونوں پر ہے۔ آؤ ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی اصلاح فرمائے اور ہم پر رحم فرمائے اور اس قحط سالی کے عذاب کو ہم سے اٹھالے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آج کے دن دیکھا گیا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اونچا کئے ہوئے تھے اور اللہ سے دعا کر رہے تھے اور لوگوں نے بھی اللہ سے دعا کی۔ تھوڑی دیر تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی روئے اور لوگ بھی روئے اس کے بعد منبر سے اتر آئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

☆ حضرت دینوری سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! لوگ تجھے تیرے نفس سے بے پرواہ نہ کریں اس لیے کہ تیرے عمل کا انجام تیری ہی طرف لوٹے گا لوگوں کی طرف نہیں اور اپنے شب و روز لہو ولعب یعنی غفلت میں ضائع نہ کر' اس لیے کہ تو جو بھی عمل کرتا ہے وہ لکھا جا رہا ہے اور جب کوئی تجھ سے برائی ہو جائے تو فوراً نیکی بھی کر لے۔ میں کوئی کام بھی جلدی اور زیادہ ضروری نہیں سمجھتا جتنا کہ جدید نیکی کو سمجھتا ہوں جو کہ قدیم گناہ کے بعد کی جائے۔ (الاصابہ' ج ۲' ص ۳۶۲)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: جس سے تجھے تکلیف پہنچے اس سے الگ ہو جا اور اچھے نیک آدمی کی قربت حاصل کر اور بھلے دوست کو تو کم پائے گا اور اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کا مشورہ لیا کر۔ (کنزالعمال' ج ۸' ص ۲۰۸)

☆ حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے آپ کو تہمت کے لئے پیش کیا اگر کوئی اس کے ساتھ بدگمانی کرے تو رنج نہیں ہونا چاہئے۔ سچے بھائیوں کی رفاقت نہ چھوڑ۔ اور ان کی محافظت کر' آسانی کے وقت وہ تیری زینت ہوں گے اور مصیبت کے وقت وہ تیرے

کام آئیں گے تو سچائی کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ جو چیز ممکن نہیں اس کا سوال نہ کر۔ اس لیے کہ جو موجود ہے مشغلہ کے لئے وہی کافی ہے اس چیز سے جو نہیں ہے اور اس آدمی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کر جو تیری کامیابی کو پسند نہیں کرتا۔ فجار وفساق کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کر دے اس لیے کہ ان سے تو برے کام سیکھے گا۔ جھوٹی قسموں کو معمولی نہ سمجھ اس لیے کہ ان کے سبب اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دیگا اور اپنے دشمن سے دور رہ اور اپنے دوست سے ڈرتا رہ مگر امین یعنی دیانت دار دوست سے' امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور قبروں کے نزدیک خشوع اختیار کر اور عبادت کے وقت ذلت اختیار کر اور معصیت کے وقت اللہ سے پناہ طلب کر اور اپنے کام میں ان لوگوں سے مشورہ حاصل کر جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمآء (فاطر ۲۸)

اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور لوگ ان سے ڈرتے ہیں

فاروق اعظم نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ہیں جو باطل کو مٹا دیتے ہیں اس طرح پر کہ باطل بات کو چھوڑ دیتے ہیں اور حق کو زندہ کرتے ہیں اس کا تذکرہ کر کے اللہ کی طرف راغب ہیں تو لوگ ان کی طرف راغب کیے گئے۔ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں تو لوگ ان سے ڈرتے ہیں۔ وہ یقین کے ساتھ وہ باتیں دیکھ لیتے ہیں جس کو انہوں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے' اور اس کو ایسی چیز کے ساتھ مربوط کر لیتے ہیں جس کو وہ بھولتے ہیں۔ اللہ کے ڈرنے انہیں ہر کام سے چھڑا لیا ہے۔ پس ان لوگوں نے ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جو ان سے کٹ جانے والی ہے' اس چیز کے لئے جو ان کے لئے باقی رہنے والی ہے۔ زندگی ان کے لئے نعمت ہے اور موت ان کے لئے کرامت ہے۔ حور عین ان کی حلقۂ زوجیت میں آچکی ہے اور ہمیشہ رہنے والے غلاموں (یعنی جنت کے غلمان) کو اپنا خادم بنا لیا ہے۔ (حلیۃ اولالیاء' ج ۱' ص ۵۵)

Scanned with CamScanner

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کتابوں کا مخزن بن جاؤ اور علوم کا معدن! اور اللہ سے ہر دن کے رزق کا سوال ہر دن کر لیا کرو اور فرمایا: توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو اس لیے کہ ان کے دل ہر چیز سے نرم ہیں۔ (الحلیۃ ج ۱ ص ۵۱)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: جو اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا وہ اللہ کی ناراضی سے بچ جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ جس (ناپسندیدہ) چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے ڈر کی وجہ سے نہیں کرتا اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جیسا تو دیکھ رہا ہے اس کے خلاف ہوتا۔ (کنزالعمال ج ۸ ص ۲۳۵)

☆ خرائطی وغیرہ کی روایت میں (آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد) ہے کہ جس نے لوگوں کے لئے اپنے نفس سے بدلہ لیا وہ اپنے کام میں کامیاب ہوا۔ عبادت میں تواضع اختیار کرنا بھلائی سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت اس عزت کے جو معصیت کے ذریعہ حاصل ہو۔ (کنز ج ۸ ص ۲۳۵)

فضیلت کا معیار تقویٰ ہے

مالک سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے (جو فرمان فاروق اعظم ہے) آدمی کا کرم اس کا تقویٰ ہے اور آدمی کا دین اس کے لئے حسب اور اس کے لئے مروت ہے اور بہادری و بزدلی آدمیوں میں طبعی باتیں ہیں۔ لہٰذا بہادر آدمی ہر اس شخص کی جانب سے لڑتا ہے جس کو وہ جانتا ہے اور جس کو نہیں جانتا ہے اور بزدل آدمی اپنے ماں باپ کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے تو فارسی اور عجمی اور نبطی سے زیادہ بھلا نہیں ہو سکتا مگر تقویٰ کے ذریعہ۔ (کنز ج ۸ ص ۲۳۵)

☆ حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ فہم و دانائی کا سن و سال کی کمی و بیشی سے تعلق نہیں یہ اللہ کا عطیہ ہے، جسے مناسب سمجھتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اپنے آپ کو تم کمینے کاموں اور برے اخلاق سے بچاؤ۔ (کنز ج ۸ ص ۲۳۵)

اپنے بیٹے اور افسروں کو وصیت و نصیحت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لکھا اما بعد! میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو شخص اللہ سے ڈرا اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ اس کے لئے کافی ہو گیا اور جس نے اللہ کے ساتھ قرض کا معاملہ کیا (یعنی اس کی عبادت کی) اللہ اس کو جزا دے گا اور جس نے شکر کیا اللہ اسے زیادہ دے گا۔ تقویٰ تمہاری زندگانی کا نصب العین ہونا چاہئے اور تمہارے اعمال کا ستون اور تمہارے دل کے لئے اجالا' بیشک اس شخص کا عمل مقبول نہیں جس کے لئے نیت نہیں اور اس شخص کے لئے مال نہیں جس کے لئے نرمی نہیں اور اس شخص کے لئے نیا نہیں جس کے لئے پرانا نہیں۔ (اسے نئے کی کیا قدر جس نے پرانا پہنا ہی نہ ہو) (کنز ج ۸ ص ۲۰۷)

جعفر بن زرقان بیان کرتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت عمال کی طرف لکھا "آسانی کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرو' اس سے پہلے کہ سختی کے ساتھ حساب لیا جائے اس لیے کہ جس آدمی نے آسانی کے وقت اپنے نفس کا حساب کیا اس سے پہلے کہ حساب کی سختی میں مبتلا کیا جائے اسے خوشنودی باری تعالیٰ کی نعمت غیر مترقبہ نصیب ہوگی اور لوگ اس پر رشک کریں گے اور جس شخص کو اس کی زندگی نے لہو و لعب میں مبتلا کر دیا اور وہ اپنے معاصی میں گرفتار رہا اس کا آخری انجام ندامت و حسرت ہوگا۔ تجھے جس چیز کے ساتھ نصیحت کی جا رہی ہے اس سے نصیحت پکڑ تا کہ تو اس چیز سے رک جائے جس سے تجھے روکا جا رہا ہے۔

(کنز ج ۸ ص ۳۰۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پہ جلوہ گر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر' عمر' عثمان رضی اللہ عنہم

Scanned with CamScanner

بھی تھے یکایک احد پہاڑ کانپنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اسكن احد اظنه ضربه برجله فليس عليك الانبى و صديق وشهيدان (بخاری کتاب المناقب)

اے احد! ٹھہر جا' حضرت انس کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنا قدم مبارک احد پہ مارا (اور فرمایا) تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید (حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما)

کوہِ احد ٹھہر ٹھہر جنبش سے اجتناب
صدیق و دو شہید ہیں ہمراہ مصطفیٰ

(صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ عنہما)

☆ دوسری حدیث میں حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان کو اس طرح جنت کی بشارت دی کہ فرمایا: من يحفر بئر رومة فله الجنة۔ جو بئر رومہ کا کنواں کھودے اس کے لئے جنت ہے۔ فحفرها عثمان حضرت عثمان نے کھدوا دیا۔ مجهز جيش العسرة۔ جو تنگدست فوج کا (غزوۂ تبوک کے لئے) سامان تیار کرے اس کے لئے جنت ہے۔ مجهزه عثمان حضرت عثمان نے یہ کام بھی کر دیا۔

(بخاری کتاب المناقب)

☆ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: من وسع لنا في مسجدنا هذا بنى الله له بيتا في الجنة فاشترى عثمان فوسع به في المسجد۔ جس نے ہمارے لیے اس مسجد (نبوی) کی توسیع کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل بنائے گا؟ چنانچہ حضرت عثمان نے جگہ خرید کر مسجد نبوی کو وسیع کر دیا۔

(کنز ج ۱۳، ص ۶۴)

حضرت عثمان نے خود بتا دیا کہ میں آج شہید کر دیا جاؤں گا

حضرت بشیر بن صلت فرماتے ہیں: (شہادت کے دن میں حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے فرمایا:)

الا ارانى الامقتولا فى يومى هذا فقلت له قيل لك فيه بشىء؟ قال ولكن سهرت هذه الليلة فلما كان عند الصبح رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر فقال نبى الله صلى الله عليه وسلم الحقنا ولا تحبسنا فانا ننتظرك فقتل من يومه ذلك (کنز جلد ۳، ص ۸۳)

آج میں شہید کر دیا جاؤں گا' میں نے کہا: آپ کو اس بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے؟ فرمایا: میں آج رات بھر بیدار رہا' صبح کے وقت نیند آ گئی تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم ہم سے آ ملو اب رکو نہیں! ہم تمہاری انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ اسی روز شہید کر دیئے گئے۔

☆ عن ابن عمران عثمان اشرف عليهم فقال انى رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام فقال يا عثمان انك تفطر عندنا الليلة فاصبح صائما وقتل من يومه (ایضاً)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (بحالت محاصرہ آخری روز) ان (محاصرین) کی طرف جھانکا اور فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور آپ نے مجھے فرمایا: اے عثمان! تم آج رات ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔ چنانچہ آپ اس روز روزے سے تھے اور اسی روز شہید ہو گئے۔

بحالِ روزہ تھے اور قرآن کی تلاوت میں منہمک تھے
عطا کیا خلعتِ شہادت خدا نے اُس پیکرِ حیا کو

قرآن پڑھتے ہوئے شہید کر دیئے گئے

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعثمان تقتل و انت مظلوم وتقطر قطرۃ من دمك علی فسیکفیکھم اللہ قال فانھا الی الساعۃ لفی المصحف

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۳، ص ۳۸۳)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تمہیں مظلوم قتل کیا جائے گا اور تمہارے خون کے قطرات اس آیت پر گریں گے (جس کا ترجمہ یہ ہے پس اللہ تعالیٰ تجھے کافی ہے ان سے یعنی تیرے دشمنوں سے اللہ خود ہی نمٹ لے گا) راوی کہتے ہیں کہ خون کے نشان اب تک اس قرآن کریم پر موجود ہیں (جو آپ اس وقت تلاوت فرما رہے تھے)

فسیکفیکھم اللہ زباں پر آیا   اللہ اللہ اسی آیت پہ گرا خونِ شہید

آزمائشوں پہ صبر کرنے والے، حضرت عثمان

عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انك ستبتلی بعدی فلا تقاتلن (کنز ج ۱۳، ص ۱۷)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم میرے بعد عنقریب آزمائش میں مبتلا کیے جاؤ گے (صبر سے کام لینا) (باغیوں سے) مقابلہ نہیں کرنا۔

ابوسہلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں:

قلت لعثمان یوم الدار قاتل یا امیر المومنین قال لا واللہ لا اقاتل قد وعدنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرا فانا

صابر علیہ (ایضاً)

میں نے محاصرے کے دن حضرت عثمان سے عرض کیا: آپ باغیوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: خدا کی قسم! میں ان سے نہیں لڑوں گا اس لیے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعدہ لیا ہے میں اس پر صبر کروں گا۔

زہد و ورع وقناعت کا پیکر، حضرت عثمان

عن یونس ان الحسن سئل عن القائلین فی المسجد فقال رایت عثمان ابن عفان یقیل فی المسجد وھو یومئذ خلیفۃ ویقوم واثر الحصی بجنبہ قال فنقول ھذا امیر المومنین ھذا امیر المومنین (رواہ احمد)

حضرت یونس سے روایت ہے کہ مسجد میں دوپہر کو سونے والوں یعنی قیلولہ کرنے والوں کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے بتایا کہ میں نے دیکھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلولہ فرماتے تھے اور وہ اس وقت خلیفہ تھے اور جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو آپ کے پہلو پر (مسجد کی) کنکریوں کے نشان ہوتے ہم آپس میں کہتے یہ امیر المومنین ہیں، دیکھو یہ امیر المومنین ہیں۔

☆ وعنہ قال رایت عثمان قائما فی المسجدورداء ہ تحت راسہ فیجی ء الرجل فیجلس الیہ ثم یجیء الرجل فیجلس الیہ کانہ احدھم ۔

اور انہیں (یونس) سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا (بجائے تکیہ) آپ کے سر کے نیچے آپ کی چادر رکھی ہوئی تھی اس حال میں ایک شخص آتا ہے اور آپ کے قریب بیٹھ جاتا

Scanned with CamScanner

ہے پھر دوسرا آتا ہے تو وہ بھی آپ کے پاس بیٹھ جاتا ہے (اس قدر بے تکلفی) گویا کہ آپ انہیں میں سے ایک شخص تھے۔

☆ عن شرجیل بن مسلم ان عثمان کان یطعم الناس طعام الامارۃ ویدخل بیتہ فیاکل الخل والزیت

شرجیل بن مسلم بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو دارالامارت سے (بہترین) کھانا کھلاتے اور اپنے گھر جا کر خود سرکہ اور زیتون تناول فرماتے۔

بارگاہ رسالت میں حضرت عثمان کا مقام

عن علی قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو کان لی اربعون بنتا لزوجت عثمان واحدۃ بعد واحدۃ حتی لا تبقی منھن واحدۃ (کنز ج ۱۳ ص ۶۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس چالیس لڑکیاں ہوتیں تو میں ایک کے بعد دوسری کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی لڑکی باقی نہ رہتی۔

جن کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں، جنہیں بارہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سے نوازا اور جنہیں آپ نے فرمایا: ان اللہ کساک یوما سربالا فان ارادک المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ لظالم (ابن سعد ج ۳ ص ۶۶) اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ منافقین اسے اتارنے کی کوشش کریں گے تو تم اسے کسی ظالم کے لئے ہرگز نہ اتارنا۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان ان اللہ مقمصک قمیصا فان ارادک

المنفقون علی خلعہ فلا تخلعہ (المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۰۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (خلافت) پہنانے والا ہے۔ اگر منافقین اسے اتارنا چاہیں تو تم ہرگز نہ اتارنا۔

بشرہ بالجنۃ وعدہ من اھل الجنۃ وشھد لہ بالشھادۃ وقال لکل نبی رفیق و رفیقی فی الجنۃ عثمان (الاصابہ ج ۲ ص ۴۶۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی اور انہیں اہل جنت میں شمار کیا اور فرمایا: ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا اور میرا ساتھی جنت میں عثمان ہوگا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت

اور یہ وصیت آپ کی شہادت کے بعد ایک مقفل صندوق سے برآمد ہوئی جس میں لکھا ہوا تھا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ بے شک جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور اللہ تعالیٰ اہل قبور کو (قیامت کے دن) ان کی قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ کا کبھی خلاف نہیں کرے گا۔ اسی (عقیدہ) پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مریں گے اور اسی پر قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ انشاء اللہ

عن العلی بن الفضل بن ابی سوید عن ابیہ قال اخبرت انھم لما قتلوا عثمان بن عفان فتشوا خزانتہ فوجدوا فیھا صندوقا مقفلا ففتحوہ فوجدوافیہ حقۃ فیھا ورقۃ مکتوب فیھا ھذہ وصیۃ عثمان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عثمان بن عفان یشھدان لآ الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ

ورسوله وان الجنة حق وان النار حق وان الله يبعث من في القبور ليوم لاريب فيه وان الله لايخلف الميعاد عليها نحيى وعليها نموت وعليها نبعث ان شآء الله. (کنز ج ۱۳' ص ۱۰۴)

علی بن فضل بن ابی سویدا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا انہوں نے آپ کے خزانہ کی تلاشی لی تو انہیں اس میں ایک مقفل صندوق ملا جب اسے کھولا تو اس میں ایک شیشے کا خول ملا' جس میں ایک ورق تھا اس پر لکھا ہوا تھا۔ یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے وصیت ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: عثمان بن عفان گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک جنت اور جہنم حق ہیں (یعنی موجود ہیں) اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل قبور کو ان کی قبروں سے قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھائے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ (اپنا یہ) وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اسی (عقیدے) پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مریں گے اور اسی پر انشاء اللہ قیامت کے دن قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر یا حکیم بن حزام یا جبیر بن معظم نے پڑھائی۔

یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو — ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو — سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمان کی آہ وزاری

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے تھے کہ ان کی مبارک داڑھی تر ہو جاتی تھی کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ دوزخ و جنت کے تذکرے سے اتنا نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے کیوں روتے ہیں؟ تو اس پر حضرت عثمان غنی نے جواب میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے تو اگر قبر کی مصیبت سے (کسی نے) نجات پائی تو اس کے بعد کی سب منزلیں (حشر' حساب' پلصراط) سب آسان ہیں اور اگر اس کی مصیبت سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی سب منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قبر سے زیادہ برا اور مصیبت والا منظر میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ (ترمذی' ابن ماجہ' مشکوٰۃ' ص ۲۶)

حضرت عثمان زندگی کے آخری لمحات میں کیا پڑھ رہے تھے

جب مصر کے باغیوں نے مکان کے پیچھے سے مکان کے اندر داخل ہو کر رات کو تلاوت کرتے ہوئے آپ کو شہید کر دیا تو حضرت ضبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ خون کی دھار آپ کی مقدس داڑھی پہ بہہ رہی ہے اور آپ یہ پڑھ رہے ہیں:

لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظلمين. اللهم انى استعديك عليهم واستعينك على جميع امورى واسئلك الصبر على ما ابتليتنى

اے اللہ! کوئی معبود نہیں مگر تو ہی' تو پاک ہے بیشک میں گنہگاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! میں ان لوگوں کے مقابلہ میں تیرے انتقام کا طلبگار ہوں اور اپنے تمام معاملات میں تیری مدد کا خواستگار ہوں اور جس بلا میں تو نے مجھے مبتلا فرما دیا ہے اس پر صبر کا میں تجھی سے سوال کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

اس کے بعد آپ کی مقدس روح عالم بالا کو پرواز کر گئی اور آپ مسلمانوں کے قبرستان جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف اسی یا بیاسی برس کی تھی۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن آپ کی شہادت ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال: ص ۶۰۲ و احیاء العلوم ج ۴' ص ۴۰۷)

فکر آخرت کے موضوع پہ حضرت عثمان کے خطبات

بدر بن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب اہل شوریٰ نے حضور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت لے لی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کو خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا: انکم فی دار قلعة وفی بقية اعمار فبا دروا اجالکم بخير ما تقدرون عليه فلقد اتيتم صبحتم اومسيتم الاوان الدنيا طويت على الغرور (طبری ج خامس صفحہ ۴۳)

تم ایک ایسی جگہ ہو جہاں سے تمہیں لازماً منتقل کر دیا جائے گا۔ اپنی باقی ماندہ زندگی میں موت سے پہلے پہلے نیکیاں جمع کر لو۔ یاد رکھو! موت صبح و شام تمہارے پاس آنے والی ہے۔ سن لو! یہ دنیا لپیٹی گئی ہے دھوکہ پر

فلا تغرنکم الحيوة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور (لقمان ۳۳)

پس دینوی زندگی کہیں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ کہیں وہ بڑا فریب کار تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ میں رکھے۔

جو دنیا سے کوچ کر گئے ان سے عبرت پکڑو۔ سعی پیہم کرو' غفلت نہ کرو' تم سے بھی غفلت نہ کی جائے گی۔ کہاں چلے گئے وہ دنیا کے بیٹے اور دنیا کے بھائی جنہوں نے ساری دنیا چھان ماری اور اسے آباد کیا اور ایک طویل مدت تک اس سے فائدہ اٹھایا۔ کیا دنیا نے انہیں پچھاڑ نہیں دیا؟ تم دنیا سے محبت نہ کرو اس لیے کہ اللہ نے اس سے محبت نہیں کی اور آخرت کی خواہش کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک

مثال بیان فرمائی۔ واضرب لهم مثل الحيوة الدنيا...... (الکہف ۴۵-۴۶)

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں سے دینوی زندگی کی حالت بیان کیجئے کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعے سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئی ہو پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے کہ ہوا اسے اڑائے پھرے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ مال اور اولاد دینوی زندگی کی ایک رونق ہیں اور باقی رہ جانے والے اعمال صالحہ آپ کے پروردگار کے پاس ثواب کے اعتبار سے بھی کہیں بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی کہیں بہتر۔ اور لوگ آپ سے بیعت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ (تاریخ طبری' الجزء الخامس' ص ۴۳)

موت کے بارے میں غفلت سے کام نہ لو

حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: اے ابن آدم! تو یہ اچھی طرح دلنشین کر لے کہ موت کا جو فرشتہ تجھ پر مقرر ہے وہ وقت مقررہ پر تجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کی روح قبض نہیں کرے گا۔ اللہ سے ڈر' تقویٰ اختیار کر' موت کے لئے تیاری کر' تو اگرچہ اس سے غافل ہے مگر وہ تجھ سے غافل نہیں۔ اے ابن آدم یاد رکھ: اس سلسلہ میں اگر تو نے غفلت کی اور تیاری نہ کی تو تیری جگہ کوئی دوسرا تیاری نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات لازمی ہے۔ لہٰذا تو اپنے نفس کے لئے نیک عمل کر اور اپنے نفس کو غیر کے سپرد نہ کرو۔ والسلام

(ابن عساکر' کنز العمال' ج ۸' ص ۱۰۹)

حضرت عتبہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت لینے کے بعد خطبہ دیا تو فرمایا: اما بعد۔ بے شک میں نے یہ بوجھ اٹھا لیا اور قبول کر لیا اور بے شک میں متبع ہوں اور موجد نہیں۔ سن لو! تمہارے لیے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بعد تین باتیں ہیں۔ (۱) ان لوگوں کی پیروی

کرنا جو مجھ سے پہلے تھے ان باتوں میں جن میں تمہارا اتفاق ہو گیا ہے اور تم نے ایک طریقہ جاری کر دیا ہے۔ (۲) اور اس جماعت میں سے اہل خیر کے اس طریقے پر عمل کرنا ہے جس کے لئے کوئی طریقہ تم نے مقرر نہیں کیا ہے (۳) اور تم سے میرے لیے رکنا ہے مگر اس معاملے میں جس کو تم واجب کرلو۔

الا وان الدنیا خضرة قد شهیت الی الناس و مال الیها کثیر منهم فلا ترکنوا الی الدنیا ولا تثقوا بها فانها لیست بثقة واعلموا انها غیر تارکها الامن ترکها.

(تاریخ طبری الجزء الخامس ص ۱۴۹)

اور بے شک دنیا سر سبز و شاداب ہے لوگوں کو بڑی مرغوب ہے اور بہت سے لوگ دنیا کی طرف مائل ہوئے ہیں تم دنیا کی طرف مائل نہ ہونا، نہ اس پر بھروسہ کرنا، یہ اعتماد کے قابل نہیں اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا چھوڑنے والی نہیں مگر یہ کہ کوئی خود اسے چھوڑ دے۔

بہت دلکش نہایت ہی حسیں ہے صورت دنیا
فساد و قتل و خوں ظلم و ستم ہے فطرت دنیا

حضرت عثمان غنی کا آخری خطبہ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب سے آخری خطبہ جو ارشاد فرمایا اس میں یہ بھی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا محض اس لئے عطا فرمائی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کی تیاری کرو اور اس لئے عطا نہیں فرمائی: تم اسی کے ہو کر رہ جاؤ۔ بے شک دنیا محض فانی اور آخرت باقی ہے۔ تمہیں فانی (دنیا) کہیں بہکا کر باقی (آخرت) سے غافل نہ کر دے۔ فنا ہو جانے والی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح نہ دو کیونکہ دنیا منقطع ہونے والی ہے اور بے شک اللہ عزوجل کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ عزوجل سے ڈرو کیونکہ اس کا ڈر اس کے عذاب کے لئے (روک اور) ڈھال اور

اس عزوجل تک پہنچنے کا ذریعہ ہے''۔ (احیاء العلوم)

ہے یہ دنیا بے وفا آخر فنا
نہ رہا اس میں گدا نہ بادشاہ

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ۳۵ھ میں شہادت کے بعد حضرت علی المرتضیٰ مسند خلافت پہ متمکن ہوئے اور تین دن کم پانچ سال خلافت کے فرائض انجام دے کر عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھ سے کوفہ میں جام شہادت نوش فرمایا اور کوفہ کے قریب نجف میں دفن کیے گئے۔

جب عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ کے سر مبارک پر تلوار ماری اور آپ کی مقدس پیشانی اور چہرۂ انور پر شدید زخم لگا تو آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ فزت برب الکعبة کعبہ کے رب کی قسم! میں تو کامیاب ہو گیا۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کر کے کچھ وصیتیں فرمائیں پھر اس کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوا کوئی دوسرا لفظ آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلا اور کلمہ پڑھتے ہوئے آپ کی روح اقدس عالم قدس کو روانہ ہو گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

بوقت شہادت آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال کی تھی۔ آپ کے صاحبزادگان نے آپ کو غسل دیا اور بڑے صاحبزادہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات میں آپ زخمی ہوئے اور دو دن زندہ رہ کر جام شہادت سے سیراب ہو گئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان جمعہ کی رات میں آپ زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یکشنبہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۳ واحیاء العلوم ج ۴، ص ۲۰۷ وتاریخ الخلفاء وغیرہ)

Scanned with CamScanner

شہادت سے پہلے شہادت کا علم

بعض روایات میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آنے والے حادثے کا احساس ہو گیا تھا۔ جب آپ ابن ملجم کی طرف دیکھتے تو محسوس فرماتے کہ اس کے ہاتھ خون سے رنگین ہونے والے ہیں۔ آپ کی کنیز ام جعفر کہتی ہیں کہ شہادت سے چند دن پہلے میں آپ کے ہاتھ دھلا رہی تھی کہ آپ نے سر اٹھایا' داڑھی مبارک ہاتھ میں لی اور فرمایا: حیف تجھ پر تو خون سے رنگی جائے گی (ابن سعد) اس سلسلہ میں تین روایات ملاحظہ ہوں۔ پہلی روایت زید بن وہب سے ہے وہ کہتے ہیں:

☆قدم علی علی قوم من اهل بصرة من الخوارج فیهم رجل یقال له الجعد بن بعجة فقال له اتق الله یاعلی فانك میت فقال له علی رضی الله عنه بل مقتول ضربة علی هذا تخضب هذه یعنی لحیته من رأسه عهد معهود و قضاء مقضی وقد خاب من افتری.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ کے کچھ خارجی لوگ آئے' ان میں ایک شخص جعد بن بعجہ بھی تھا' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: اے علی رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ سے ڈر! آپ عنقریب فوت ہونے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: بلکہ میں قتل ہونے والا ہوں اس پر ضرب لگائی جائے گی یعنی سر سے ڈاڑھی تک (چہرہ) خون آلود کیا جائے گا۔ یہ ایک مضبوط عہد ہے اور ایک (اللہ کا) اٹل فیصلہ ہے۔ وہ ذلیل ہوا جس نے جھوٹ باندھا۔

☆ وعن ابی الطفیل قال دعا علی الناس الی البیعت فجاء عبدالرحمن بن ملجم المرادی فرده مرتین ثم اتاه فقال مایحبس اشقاها ؟ لتخضبن او لتصبغن هذه یعنی لحیته من

راسه ثم تمثل بهذین البیتین.

ابو طفیل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا' عبدالرحمٰن ملجم آیا اور آپ نے اسے دو مرتبہ لوٹا دیا' وہ تیسری مرتبہ آیا تو آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ بدبخت آدمی کو کون سی بات روک رہی ہے۔ واللہ یہ چیز (اپنی ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ضرور رنگ جانے والی ہے۔ پھر جن کا ترجمہ یہ ہے دو شعر آپ نے پڑھے۔

موت کے لئے کمر کس لے' موت تجھ سے ضرور ملاقات کرنیوالی ہے'
موت سے نہ گھبرا' اگر وہ تیرے ہاں نازل ہو جائے۔

☆ ابی مجلز سے روایت ہے کہ ایک دن قبیلۂ مراد کا ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کیا: آپ اپنی حفاظت فرمائیں کیونکہ قبیلۂ مراد کے کچھ لوگ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان مع کل رجل ملکان یحفظانه مالم یقدر علیه فاذا جاء ا القدر خلیا بینه و بینه وان الاجل جنة حصینة (صفۃ الصفوۃ' ج' ا' ص ۳۳۴)

ہر شخص کی حفاظت کے لئے دو فرشتے ہیں۔ جب تک کہ تقدیر کا لکھا ہوا اس پہ وارد نہیں ہوتا اور جب تقدیر آ جاتی ہے تو دونوں فرشتے تقدیر اور اس بندے سے جدا ہو جاتے ہیں اور موت کا وقت خود ایک محفوظ قلعہ ہے۔

حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی اور شہادت علی کا پس منظر

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! پہلوں میں سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیئے تھے اور پچھلوں میں سب سے زیادہ شقی وہ آدمی ہے جو تمہاری ریش تمہارے سر کے خون سے رنگین کرے گا۔

جنگ نہروان کے بعد تین خارجی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم

Scanned with CamScanner

المرادی، برک بن عبداللہ التمیمی، عمرو بن ابی بکر التمیمی۔ ان تینوں میں باہم یہ معاہدہ ہوا کہ مندرجہ ذیل تین شخصوں کو ایک ہی دن قتل کر دینا چاہیے (۱) علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (۲) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (۳) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تاکہ روز روز کا خلفشار ختم ہو جائے اور لوگوں کو امن وسکون میسر آ جائے۔

چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برک بن عبداللہ التمیمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو بن بکیر التمیمی نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے پر عہد کیا۔ اس طرح کہ ان تینوں کو ایک ہی رات میں ۱۱ یا ۱۷ رمضان المبارک کو قتل کر دیں گے اور یہ تینوں شقی القلب تینوں مقامات کی طرف چل دیئے جہاں جہاں ان کو اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنا تھا۔ ان سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن ملجم کوفہ پہنچا۔ اس نے وہاں پہنچ کر دوسرے خوارج سے رابطہ قائم کیا لیکن اپنا ارادہ ان پر ظاہر نہیں کیا کہ وہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ جمعہ کی شب (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دے گا۔

عبدالرحمٰن بن ملجم کی ایک دن تیم الرباب کے لوگوں سے ملاقات ہوئی، ان میں ایک حسین عورت قطام بنت شجنہ تھی۔ عبدالرحمٰن نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ غزوۂ نہروان میں حضرت علی کے ہاتھوں اس عورت کا ایک بھائی اور باپ قتل ہو گئے تھے۔ لہٰذا اس کے دل میں حضرت علی سے عداوت تھی۔ قطام بنت شجنہ نے عبدالرحمٰن سے کہا: اگر تم میری شروط پوری کردو تو میں تم سے نکاح کرلوں گی۔

فقال لا تسئلینی شیئا الا اعطیتك فقالت ثلاثة الاف وقتل علی بن ابی طالب فقال واللہ ما جاء بی الی هذا المصر الا قتل علی بن ابی طالب وقد اتیتك الاما سالت (طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۳۶)

عبدالرحمٰن بن ملجم نے جواب دیا: تیرا ہر سوال میں پورا کروں گا۔ وہ کہنے لگی: (نکاح کے لئے میری شرط) تین ہزار دینار اور علی بن ابی طالب کا قتل ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا: خدا کی قسم! میں علی بن ابی طالب کے ارادۂ

قتل ہی سے تو اس شہر میں آیا ہوں، تم فکر نہ کرو میں تمہارا سوال پورا کروں گا۔

اقدامِ قتل جمعہ کے دن نمازِ فجر کے وقت ہوا۔ رات بھر ابن ملجم اشعث بن قیس کندی کی مسجد میں اس کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ اس نے کوفہ میں شبیب بن بجرہ نامی ایک اور خارجی کو اپنا شریک کار بنا لیا تھا۔ دونوں تلوار سے مسلح ہو کر چلے اور اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے۔ التی یخرج منها علی جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نکلا کرتے تھے۔ (ابن سعد ایضاً)

صبح شہادت

۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رات میں نے خواب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ہے کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کر لی ہے اور اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں مجھے فرمایا: تم اللہ سے دعا کرو۔ چنانچہ میں نے بارگاہِ رب کائنات میں اس طرح دعا کی: الٰہی! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میری بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے بدتر ہو، ابھی آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں ابن نباح مؤذن نے آ کر آواز دی الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ۔ نماز۔ نماز۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔ راستے میں آپ حسب معمول لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے تشریف لے جا رہے تھے کہ اتنے میں ابن ملجم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا بھرپور وار کیا جو اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ زخم کھاتے ہی آپ نے با آواز بلند فرمایا: فزت برب الکعبة۔ رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۴)

نیز پکارے: قاتل جانے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ عبدالرحمٰن

Scanned with CamScanner

بن ملجم نے تلوار گھمانا شروع کر دی اور مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ قریب تھا کہ ہاتھ سے نکل جائے۔ مغیرہ بن نوفل نے بھاری کپڑا اس پر ڈال دیا اور زمین پر دے مارا۔

(الکامل)

اپنے قاتل کے بارے میں وصیت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم کے بارے میں فرمایا: یہ قیدی ہے اس کی خاطر تواضع کرو' اچھا کھانا کھلاؤ' نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویدار میں ہوں گا۔ قصاص لوں گا یا معاف کر دوں گا۔ اگر مر جاؤں تو میرے بعد اسے بھی میری طرح قتل کر دینا اور میں اللہ کے حضور اس سے جواب طلب کروں گا۔

اے بنی عبدالمطلب' ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کی خون ریزی شروع کر دو اور کہو کہ امیر المومنین قتل ہو گئے۔ خبردار میرے قاتل کے سوا دوسرا قتل نہ کیا جائے۔ اے حسن رضی اللہ عنہ! اگر میں اس کی ضرب سے مر جاؤں تو ایسی ہی ضرب سے اسے بھی مارنا' اس کے ناک کان کاٹ کر لاش خراب نہ کرنا کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خبردار! ناک' کان نہ کاٹو۔ اگر چہ وہ کتا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اگر تم قصاص لینے ہی پر اصرار کرو تو چاہئے کہ اسے اسی طرح ایک ضرب سے مارو جس طرح اس نے مجھے مارا لیکن اگر معاف کر دو تو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے (کامل) دیکھو زیادتی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(طبقات ابن سعد ج ۳' ص ۳۵)

پھر آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو جندب بن عبداللہ نے حاضر ہو کر کہا: اگر خدانخواستہ ہم نے آپ کو کھو دیا تو کیا ہم حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں' اپنی مصلحت تم بہتر سمجھتے ہو۔

اپنے بیٹوں سے آخری گفتگو

پھر اپنے صاحبزادوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: میں تم دونوں کو تقویٰ اور دنیا سے اعراض کی وصیت کرتا ہوں۔ جو چیز تم سے دور ہو جائے اس پر نہ کڑھنا' ہمیشہ حق بولنا' یتیم پر رحم کھانا' بیکس کی مدد کرنا۔ آخرت کے لئے عمل کرنا' ظالم کے دشمن بننا مظلوم کی مدد کرنا۔ کتاب اللہ پر چلنا' خدا کے بارے ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہ کرنا۔

پھر آپ نے تیسرے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو نصیحت میں نے تیرے بھائیوں کو کی تو نے حفظ کر لی؟ انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں'' فرمایا: میں تجھے بھی یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دونوں بھائیوں کے عظیم حق کا خیال رکھنا' ان کی اطاعت کرنا' بغیر ان کی رائے کے کوئی کام نہ کرنا...... پھر امام حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم جانتے ہو باپ اس سے محبت کرتا ہے۔

پھر امام حسن سے فرمایا: بیٹا! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خوف خدا کی۔ اپنے اوقات میں نماز قائم کرنے کی۔ معیاد پر زکوٰۃ ادا کرنے کی' ٹھیک ٹھیک وضو کرنے کی کیونکہ نماز بغیر طہارت مقبول نہیں اور مانع زکوٰۃ کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ نیز وصیت کرتا ہوں لوگوں کی خطائیں معاف کرنے کی' دین میں عقل و دانش کی' ہر معاملہ میں تحقیق کی' پڑوسی سے حسن سلوک کی' امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی' فواحش سے اجتناب کی۔ (طبری ۶' ص ۸۵)

پھر اپنی تمام اولاد کو مخاطب کر کے فرمایا: خدا سے ڈرتے رہو' اس کی اطاعت کرو جو تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے اس کا غم نہ کرو' اللہ کی عبادت پر کمربستہ رہو' چست و چالاک بنو' سست نہ بنو' ذلت قبول نہ کرو' خدایا ہم سب کو ہدایت پر جمع فرما' ہمیں اور انہیں دنیا سے بے رغبت کر دے۔ ہمارے اور ان کے لئے آخرت اول سے بہتر کر

Scanned with CamScanner

دے۔ (الامامة والسیاسہ)

وفات کے وقت آپ نے یہ وصیت لکھوائی

یہ علی بن ابی طالب کی وصیت ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میری نماز' میری عبادت' میرا جینا' میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔ پھر اے حسن رضی اللہ عنہ! میں تجھے اور اپنی تمام اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور جب تمہاری موت آئے تو اسلام ہی پر آئے۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو کیونکہ میں نے ابوالقاسم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کا ملاپ قائم رکھنا' روزے نماز سے بھی افضل ہے' اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھو' ان سے بھلائی کرو' خدا تم پر حساب آسان کر دے گا اور ہاں یتیم! یتیم! یتیموں کا خیال رکھو' ان کے منہ میں خاک مت ڈالو' وہ تمہاری موجودگی میں ضائع نہ ہونے پائیں اور دیکھو تمہارے پڑوسی! اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو کیونکہ یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑوسیوں کے حق میں وصیت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے شاید انہیں ورثہ میں شریک کر دیں گے اور دیکھو قرآن! قرآن! ایسا نہ ہو کہ قرآن پر عمل کرنے سے کوئی تم پر بازی لے جائے۔ اور نماز! نماز! کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے اور جہاد فی سبیل اللہ! اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتے رہو۔ زکوٰۃ' زکوٰۃ' زکوٰۃ پروردگار کا غصہ ٹھنڈا کر دیتی ہے اور ہاں تمہارے نبی کے ذمی! (یعنی وہ غیر مسلم جو تمہارے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں) ایسا نہ ہو کہ ان پر تمہارے سامنے ظلم کیا جائے اور تمہارے نبی کے صحابی! تمہارے نبی کے صحابی! یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں کے حق میں وصیت فرمائی ہے اور فقراء و مساکین! فقراء و مساکین!

انہیں اپنی روزی میں شریک کرو' اور تمہارے غلام! تمہارے غلام! غلاموں کا خیال رکھنا' خدا کے باب میں اگر کسی کی بھی پروا نہ کرو گے تو خدا تمہارے دشمنوں سے تمہیں محفوظ کر دے گا۔ خدا کے تمام بندوں پر شفقت کرو' میٹھی بات کرو' ایسا ہی خدا نے حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ چھوڑنا ورنہ تمہارے اشرار تم پر مسلط کر دیئے جائیں گے۔ پھر تم دعائیں کرو گے مگر قبول نہ ہوں گی۔ باہم ملے جلے رہو۔ بے تکلف اور سادگی پسند رہو۔ خبردار ایک دوسرے سے نہ کٹنا اور نہ آپس میں پھوٹ ڈالنا۔ نیکی اور تقویٰ پر باہم مددگار رہو مگر گناہ اور زیادتی میں کسی کی مدد نہ کرو۔ خدا سے ڈرو کیونکہ اس کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اے اہل بیت! خدا تمہیں محفوظ رکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم رکھے۔ میں تمہیں خدا ہی کے سپرد کرتا ہوں۔ تمہارے لیے سلامتی اور برکت چاہتا ہوں' اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(انسانیت موت کے دروازے پر از ابوالکلام بحوالہ طبری' ص ۲۴۶۱)

بارگاہِ رسالت میں مرتبہ و مقام

قال النبی لعلی انت منی وانا منك وقال عمر توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو عنه راض (بخاری کتاب المناقب)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم مجھ سے ہو' میں تجھ سے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوش تھے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے خیبر کے موقع پر فرمایا:

لا دفعن الرایة الی رجل یحب اللہ ورسوله و یحبه اللہ

ورسوله و يفتح عليه قال قال عمر فما احببت الامارة قبل يومئذ فطاولت لها و استشرفت رجاء ان يدفعها الى فلما كان الغد دعا عليا فدفعها اليه فقال قاتل ولا تلتفت حتى يفتح الله فسار قريبا ثم نادى يارسول الله علام اقاتل قال حتى يشهدوا ان لآ اله الا الله وان محمدا رسول الله فاذا فعلوا ذالك فقد منعوا منى دماء هم واموالهم الا بحقها وحسابهم الى الله (ابن سعد ج ۲، ص ۱۱۰)

میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس سے قبل میں نے کبھی امارت پسند نہیں کی تھی اور یہ انتظار کا وقت مجھ پر بہت گراں ہو گیا اور میں امید کر رہا تھا کہ جھنڈا مجھے عنایت ہوگا لیکن دوسرا دن آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا انہیں عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: لڑتے رہنا یہاں تک کہ اللہ تمہیں فتح یاب کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھوڑی دور چل کر واپس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کب تک لڑتا رہوں؟ آپ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیں جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے (مگر حق کے ساتھ) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے (یعنی وہ مسلمان ہونے کے بعد اگر کوئی جرم کریں گے تو اس کی سزا انہیں دی جائے گی)

حضرت علی المرتضیٰ اور فکر آخرت

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جب قبرستان تشریف لے جاتے تو بڑی دیر تک

وہاں ٹھہرے رہتے کسی نے جب اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: میں قبروں والوں کو بہترین اور سچا پڑوسی پاتا ہوں کیونکہ وہ زبانوں کو ہمیشہ (بدگوئی) سے روکے رہتے ہیں اور آخرت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: ''میں نے کبھی قبر سے بڑھ کر کوئی خوفناک منظر نہیں دیکھا''۔ (احیاء العلوم ج ۴، ص ۴۱۲)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا

لوگ سو رہے ہیں جب موت آئے گی اس وقت جاگیں گے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: اگر جنت اور دوزخ میرے سامنے رکھ دی جائے تو حق ہونے کا جتنا یقین مجھے اب بغیر دیکھے ہے، دیکھ کر بھی اسی قدر یقین رہے گا۔ یہ نہیں کہ اب جنت و دوزخ کا یقین کم ہو اور دیکھنے سے زیادہ ہو جائے۔ دیوان علی کے نام سے جو ایک کتاب مشہور ہے۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے جس سے ان کی فکر آخرت کا پتہ چلتا ہے۔

لَیْتَ اُمِّیْ لَمْ تَلِدْنِیْ لَیْتَنِیْ کُنْتُ صَبِیًّا
لَیْتَنِیْ کُنْتُ حَشِیْشًا اَکَلَتْنِیْ الْبُھْمُ نَیًّا

ترجمہ: کاش میری والدہ مجھے نہ جنتی۔ کاش! میں بچہ ہی ہوتا اور بچپن ہی میں اس دنیا سے چلا جاتا تا کہ حساب و کتاب سے بچ جاتا۔ کاش! میں گھاس ہوتا جسے جانور کھا جاتے۔

اہلِ قبور سے خطاب

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبرستان تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مقبرہ والو! اے بوسیدگی والو! اے وحشت اور تنہائی والو! کہو کیا خبر ہے؟ کیا حال ہے؟ ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے جانے کے بعد مال تقسیم کر لیے گئے اور اولادیں یتیم ہو گئیں۔ بیویوں نے دوسرے خاوند کر لیے۔ یہ تو

Scanned with CamScanner

ہماری خبر ہے۔اس وقت آپ کے ساتھ کمیل نامی ایک شخص تھا۔وہ کہتا ہے کہ حضرت علی نے مجھے فرمایا: اگر ان کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ جواب دیتے کہ بہترین سامان پرہیزگاری ہے۔ یہ فرما کر حضرت علی المرتضیٰ رونے لگے اور فرمایا: اے کمیل قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت بات معلوم ہو جائے گی۔ (منتخب کنز)

آج عمل کا موقع ہے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک مرتبہ کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے بارے میں مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں تم لمبی لمبی امیدیں نہ باندھ بیٹھو اور خواہشات کی پیروی میں نہ لگ جاؤ یاد رکھو! لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور خبردار! نفسانی خواہشات کی پیروی راہ حق سے بھٹکا دیتی ہے۔خبردار! دنیا عنقریب پیٹھ پھیرنے والی اور آخرت جلد آنے والی ہے۔آج عمل کا دن ہے۔حساب کا نہیں اور کل حساب کا دن ہو گا عمل کا نہیں۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۸۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

☆ ایک دن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز پڑھ کر بے قراری کے ساتھ ہاتھ ملتے ہوئے مسجد سے باہر نکلے اور فرمایا: میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو جس حال میں دیکھا ہے آج میں کسی آدمی میں ان کی مشابہت کا اثر نہیں دیکھ رہا ہوں۔صحابہ کرام رات بھر جاگ کر نمازوں میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔صبح کو ان کے بال پراگندہ اور چہرہ زرد دکھائی دیتا تھا اور وہ ڈگمگاتے ہوئے چلا کرتے تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر رہا کرتی تھیں اور آج لوگوں کا یہ حال ہے کہ ہر طرف لوگ غفلت اور بے خوفی کے ساتھ اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں کسی کے چہرے پر خوف خداوندی کا اثر نظر ہی نہیں آتا آپ نے جس دن یہ فرمایا اس کے بعد پھر کسی نے کبھی آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ کو شہید کر دیا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۶۰)

حضرت علی المرتضیٰ کے حکمت بھرے اقوال

فرمایا: محبت دور کے لوگوں کو قریب اور عداوت قریب کے لوگوں کو دور کر دیتی ہے۔ہاتھ جسم سے بہت قریب ہے لیکن گل سڑ جانے کے بعد کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر اس کو داغنا پڑتا ہے۔ (ابونعیم) ہماری یہ پانچ باتیں یاد رکھو' کوئی شخص گناہ کے سوا کسی چیز سے خوف زدہ نہ ہو۔صرف اللہ ہی سے امیدیں اور آرزوئیں وابستہ رکھو۔کسی چیز کے سیکھنے میں شرم محسوس نہ کرو۔عالم کو کسی مسئلہ کے دریافت کرنے پر (جبکہ وہ اس سے کماحقہ واقف نہ ہو) یہ کہنے میں شرم نہیں کرنا چاہئے کہ میں اس مسئلہ سے واقف نہیں۔صبر اور ایمان کی مثال سر اور جسم جیسی ہے۔جب صبر جاتا رہتا ہے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے جب سر کٹ جاتا ہے تو بدن کی تمام قوت اسی وقت سلب ہو جاتی ہے۔

(سنن ابن منصور)

کامل فقیہ کی نشانی

کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور لوگوں کو گناہ کرنے کی ڈھیل بھی نہ دے نیز انہیں عذاب الٰہی سے محفوظ ہونے کا اطمینان نہ دلائے۔لوگوں کو تلاوت قرآن حکیم کی طرف مائل کرے۔یاد رکھو! جس عبادت کی عبادت گزار کو خبر نہ ہو اس میں کبھی خیر نہیں۔وہ علم نہیں جس کو اچھی طرح سمجھا نہ گیا یہ پڑھنا نہیں کہلاتا...... جب مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے تو میں یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مسئلہ سے ناواقف ہوں پھر اس وقت میرے دل کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور میرا یہ جواب مجھے بے حد مرغوب اور پسند ہے۔جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے۔ (ابن عساکر)

☆ آپ نے فرمایا: سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں (شیطانی حرکات ہیں) بہت زیادہ غصہ' زیادہ پیاس' جلد جلد جماہی کا آنا' قے آنا' نکسیر پھوٹنا'

بول و براز' یادالٰہی میں نیند کا غلبہ۔

☆ فرمایا: انار کے دانے کو اس کی جھلی کے ساتھ کھانا چاہیے جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہے کیونکہ یہ مقوی معدہ ہے۔

☆ فرمایا: عالم کے سامنے تیرا پڑھنا اور عالم کا تیرے روبرو پڑھنا برابر ہے۔ (حاکم)

☆ فرمایا: لوگ ایک ایسا زمانہ بھی دیکھیں گے کہ مومن آدمی کو غلام سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔ (تاریخ الخلفاء' للسیوطی مترجم ۲۲۵۔۲۲۶)

☆ فرمایا کرتے: قیامت میں آدمی کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ وہ خود کر جائے گا۔ اور اس کا حشر انہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔ کوئی عمل اخلاص اور تقویٰ کے بغیر قبول نہیں ہوتا...... اے عالم قرآن عامل قرآن بھی بن' عالم وہی ہے جس نے تعلیم قرآن پر عمل کیا اور علم و عمل میں موافقت پیدا کی۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ علماء کے علم اور عمل میں سخت اختلاف ہوگا' وہ لوگ حلقے باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کریں گے۔ یاد رکھو! اعمال حلقہ و مجلس سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان کا تعلق ذات الٰہی سے ہے۔ حسن خلق آدمی کا جوہر' عقل اس کی مددگار اور ادب اس کی میراث ہے۔ وحشت غرور سے بھی بدتر چیز ہے۔

تقدیر کا مسئلہ

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا مجھے مسئلہ تقدیر سمجھا دیں' آپ نے فرمایا: اندھیرا راستہ ہے نہ پوچھ' اس نے پھر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: وہ بحر عمیق ہے اس میں غوطہ مارنے کی کوشش نہ کر۔ اس نے پھر وہی عرض کیا: آپ نے پھر فرمایا: یہ خدا کا بھید ہے تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کی تفتیش نہ کر۔ اس نے پھر وہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اچھا یہ بتا کہ خدا تعالیٰ نے تجھے اپنی مرضی کے مطابق بنایا ہے یا تیری فرمائش کے موافق؟ اس نے جواب دیا مجھے خدا نے اپنی مرضی کے موافق

پیدا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بس پھر وہ جس طرح چاہے تجھے استعمال کرے تجھے اس میں کیا اعتراض ہے؟ ہر مصیبت کی ایک انتہا ہوتی ہے اور جب کسی پر مصیبت آتی ہے تو وہ اپنی انتہا تک پہنچ کر ہی رہتا ہے۔ عاقل کو چاہیے کہ جب وہ مصیبت میں گرفتار ہو تو واویلا نہ کرے اور بھٹکتا نہ پھرے بلکہ مرضی مولا پر راضی رہے۔ مانگنے پر کسی کو کچھ دینا تو بخشش ہے اور بغیر مانگے دینا سخاوت ہے۔ عبادت میں سستی کا پیدا ہونا معیشت میں تنگی پیدا ہونا ہے۔ لذتوں میں کمی آ جانا' گناہوں کی سزا ہے۔ یاد رکھو! کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی چیز سے نہ ڈرنا چاہیے' سوائے خدا کے اور کسی سے امید نہ رکھنی چاہیے۔ (تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی)

حضرت امام حسن کو جن باتوں پہ عمل کرنے کی تاکید فرمائی

عقبہ بن ابو صہبا بیان کرتے ہیں: ابن ملجم نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا تو آپ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: میرے پیارے بیٹے تمہیں کس چیز نے رولایا؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں کس طرح نہ روؤں جبکہ آپ آخرت کے پہلے دن میں اور دنیا کے آخری دن میں ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے' چار باتوں کو یاد کر لے اور جو چار باتیں ان کے علاوہ ہیں انہیں بھی یاد کر لے تو ان پر جب تک عمل کرتا رہے گا یہ تجھے نقصان نہ پہنچائیں گی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے ابا جان! وہ کیا ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام دولت سے زیادہ بے پرواہ کرنے والی دولت عقل ہے اور سب سے بڑی محتاجگی حماقت ہے اور سب سے زیادہ وحشت کی چیز خود بینی ہے اور سب سے بڑی منزلت کی چیز اچھے اخلاق ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے کہا: اے ابا جان! یہ چار باتیں ہوئیں۔ اب آپ دوسری چار بھی بتا دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: احمق کی دوستی سے دور رہ۔ اس لیے کہ وہ

Scanned with CamScanner

تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کریگا اور تجھے بلا قصد نقصان پہنچا دے گا اور تو جھوٹوں کی دوستی سے بھی دور رہ۔ جھوٹا نادانوں کو تیرا دوست بنا دے گا اور داناؤں کو تجھ سے دور کر دے گا اور بخیل کی دوستی سے بھی دور رہ۔ اس لیے کہ بخیل آدمی تجھ سے اس چیز کو دور کر دے گا جس کا تو زیادہ محتاج ہے اور اپنے آپ کو فاسق و فاجر کی صحبت سے بچا اس لیے کہ وہ تجھے معمولی چیز کے عوض بیچ کھائے گا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ کثرت مال اور کثرت اولاد سرمایۂ نازش نہیں بلکہ کثرت و وفور علم اور عبادات کا اہتمام مایۂ افتخار ہیں۔ (کنز ج ۸)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: توفیق الٰہی بہترین رہنما ہے اور اچھی خصلت بہترین ساتھی ہے اور عقل افضل ترین دوست ہے اور ادب عمدہ میراث ہے اور خود پسندی سے زیادہ کوئی وحشت انگیز چیز نہیں۔ (کنز ج ۸، ص ۲۳۶)

موت مؤثر ترین عبرت ہے

☆ عن علی رضی الله عنه ان من نعیم الدنیا یکفیك الاسلام نعمة وان من الشغل یکفیك الطاعة شغلا وان من العبرة یکفیك الموت عبرة (منبہات)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دنیا کی نعمتوں میں سے تیرے لیے نعمت اسلام کافی ہے اور تمام شغلوں سے اللہ کی اطاعت تیرے لئے بہترین شغل ہے اور تمام عبرتوں سے تیرے لیے مؤثر ترین عبرت موت ہے (یعنی کسی کی موت سے نصیحت حاصل کر)

عن علی رضی الله عنه انه قال من اشتاق الی الجنة سارع الی الخیرات ومن اشفق من النار انتهی عن الشهوات ومن تیقن بالموت انهدمت علیه اللذات من عرف الدنیا هانت علیه المصیبات (منبہات)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص جنت کا طالب ہے، وہ نیک اعمال میں سبقت کرے اور جو جہنم سے ڈرتا ہے، وہ شہوات (گناہوں سے) رک جائے اور جسے موت کا یقین ہے، دنیا کی لذتیں اس کے پاس پھٹکنے نہیں پاتیں اور جس نے دنیا کی حقیقت پہچان لی، مصیبتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس کی طرف نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے، بلکہ اس کی طرف دیکھو جو کہا گیا ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر دوستی بالآخر ایک دن ٹوٹ جائے گی مگر وہ دوستی باقی رہے گی جس کی بنا کسی حرص و لالچ پر نہ ہو۔ (کنز ج ۸، ص ۲۳۶)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے امیر المومنین! اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے ملاقات کریں تو امید کو کم کیجئے اور پیٹ بھر کر نہ کھائیے اور تہبند اونچا رکھئے اور کرتے پر پیوند لگائیے اور چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے خود ہی درست کیجئے تو آپ ان دونوں حضرات سے مل جائیں گے۔ (کنز جلد ۸، ص ۲۱۹)

بہت ہنسنا بہت رونا، بہت کھانا بہت سونا
نہیں اچھا نہیں اچھا نہیں اچھا نہیں اچھا

ہے جام موت مقدر ہر اک بشر کے لئے

عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده ان علیا رضی الله عنه شیع جنازة فلما وضعت فی لحدها عج اهلها و بکوها فقال ماتبکون اما والله لوعاینوا ماعاین میتهم لاذهلتهم معاینتهم عن میتهم وان له فیهم لعودة ثم عودة حتی لایبقی

Scanned with CamScanner

منھم احدا (حلیۃ الاولیاء ج۱ ص ۷۷۔۷۸۔ صفوۃ الصفوہ ج۱ ص ۳۲۷)

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جنازہ میں شریک تھے جس وقت میت لحد میں اتار دی گئی تو (یہ منظر دیکھ کر) اس کے رشتہ دار رونے' چلانے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم روتے کیوں ہو؟ خبردار! سنو! خدا کی قسم اگر وہ منظر جو میت دیکھتی ہے میت کے لواحقین دیکھ لیں تو ان کے ہوش وحواس زائل ہو جائیں (اور میت کے باقی زندہ اقربا کی طرف) عزرائیل علیہ السلام پھر آئے گا' اس کے بعد پھر آئے گا یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو (زندہ) نہیں چھوڑے گا۔ (بلکہ سب کو جام اجل پلا کر رہے گا)۔

دوام کس کو ہے دنیائے دوں میں اے انساں
ہے جامِ موت مقدر ہر اک بشر کے لئے

فکر آخرت پر حضرت علی المرتضیٰ کے خطبات

☆ حضرت علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ منصب خلافت سنبھالتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی کتاب (قرآن حکیم) اتاری ہے جو ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے۔ اس میں بھلائی اور برائی دونوں کی وضاحت کردی ہے۔ تم بھلائی کو اختیار کرو اور برائی کو چھوڑ دو اور فرائض کو اللہ کا حکم سمجھ کر ادا کرو وہ تمہیں جنت عطا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سرزمین حرم کو اپنی مرضی سے حرم قرار دیا ہے۔ یاد رکھو! مسلمان کی عزت و منزلت حرم کی حرمت سے بھی زیادہ ہے۔ مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مگر کسی بدلہ کے معاملہ میں۔ مسلمان کو ستانا حلال نہیں مگر اسی کی مقدار جو ضروری ہے (مثلاً حد وغیرہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک توحید و اخلاص کا

معاملہ بڑا سخت ہے (لہٰذا اس کا دھیان رہے) عام لوگوں کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرو۔ (اپنی فکر کرو) آخر تم میں سے ہر ایک کو ایک دن مرنا ہے۔ کچھ لوگ تم سے آگے جا چکے اور جو لوگ اس وقت تمہارے پیچھے ہیں وہ تمہیں پیام الوداع کہہ رہے ہیں۔ ہلکے پھلکے ہو جاؤ یعنی دنیا کا سامان کم سے کم لو...... اللہ کے بندوں کے بارے میں اور شہر کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم سے پوچھا جائے گا یہاں تک کہ زمین اور جانوروں کے بارے میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو' اس کی نافرمانی نہ کرو۔ جب تمہیں کوئی خیر نظر آئے اسے لے لو اور جب شر کو دیکھو تو اسے ترک کر دو۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری تعداد قلیل تھی اور زمین پر تمہیں کمزور سمجھا جاتا تھا۔

(تاریخ طبری ج۳ ص ۴۵۷)

قبر کی پکار

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! موت سے فرار ممکن نہیں ہے۔ اگر تم نے اس کے لئے تیاری کی تب بھی وہ تمہیں ضرور آ ملے گی اور اگر تم نے اس سے بھاگنے کی کوشش کی پھر بھی وہ تمہیں آ پکڑے گی۔ فلاح وفوز ڈھونڈو اور اس میں عجلت کرو۔ جلدی کرو بہت جلدی۔ تمہاری تاک میں کوئی لگا ہوا ہے جو تیزی سے تمہارے قریب آ رہا ہے اور وہ قبر ہے۔ قبر کے اندھیرے اور اس کی تنگی اور اس کی وحشت سے ڈرو...... سن لو! بے شک قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ سن لو! بے شک قبر ہر روز تین مرتبہ پکارتی ہے کہ میں اندھیرے کا گھر ہوں۔ میں وحشت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ سن لو! اس کے بعد ایک سخت چیز یعنی آگ ہے جس کی حرارت نہایت شدید ہوگی اور اس کا گڑھا نہایت گہرا ہوگا' اس کا زیور لوہا ہوگا' اس کا نگران مالک (فرشتہ) ہوگا۔ جہنم میں کوئی رحمت نہیں بلکہ وہ قہر خداوندی کا ہولناک مظہر ہے۔ سن لو! قبروں سے اٹھنے کے بعد ایسی جنت ہوگی جس کی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمین

Scanned with CamScanner

کے برابر ہے اور وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے اللہ ہم سب کو پرہیزگاروں میں سے بنائے اور دردناک عذاب جہنم سے پناہ دے۔ (کنز العمال، ج ۸)

☆ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن ممبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد موت کا تذکرہ کیا اور فرمایا: سن لو! ایک دن ایسا آئے گا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بڑے حواس باختہ! اور ہر حمل والی اپنے حمل کو ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ مست ہیں۔ حالانکہ وہ مست نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ یہ فرما کر حضرت علی خود بھی رو پڑے اور جو آپ کے آس پاس مسلمان تھے وہ بھی روئے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ص ۶)

دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے

صالح جلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا: اللہ کے بندو! خبردار! کہیں یہ دینوی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ یہ دنیا ایسا گھر ہے جو گوناگوں بلاؤں سے گھرا ہوا ہے اور فنا ہونے کے لئے مشہور ہے۔ اس کی تعریف غداری کے ساتھ کی گئی ہے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے سب کا سب ضائع ہونے کے لئے ہے اور یہ دنیا اہل دنیا کے لئے چھوٹا بڑا ڈول ہے جس کو لوگ باری باری بھرتے ہیں جو اس میں اترا وہ اس کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکا۔ اس دنیا کے رہنے والے عیش وعشرت میں مگن ہوتے ہیں کہ اچانک اس دنیا کے مصائب وآلام میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اس دنیا میں عیش وعشرت اچھی چیز نہیں اور اس دنیا میں فراخی باقی رہنے والی نہیں۔ بے شک اہل دنیا، دنیا میں وہ نشانہ ہیں جس پر تیر مارا جاتا ہے۔ دنیا ان پر اپنا تیر مارتی ہے اور موت ان کے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اللہ کے بندو! یہ دنیا تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گی جو تم سے پہلے لوگوں کے ساتھ کیا جن کی عمریں تم سے زیادہ طویل تھیں اور طاقت میں وہ تم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کئے۔ اونچی اونچی عمارتیں بنائیں آج ان کی آوازیں مائل بہ سکوت ہیں یا دھیمی

پڑ گئی ہیں۔ امتداد روزگار سے ان کے جسم بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ ان کے شہر خالی پڑے ہیں۔ ان کی علامتیں مٹ چکی ہیں۔ مضبوط محلات اور تختوں کے بدلے اور قیمتی تکیوں کی جگہ ان کی قبروں میں کنکر اور پتھر لگے ہوئے ہیں جو مٹی سے ملی ہوئی ہیں اور زمین میں دھنسی ہوئی ہیں۔ ان کے فنا ہونے کو ان کی بربادی نے ظاہر کر دیا اور ان کی بنیادیں مٹی میں مل گئیں۔ پس مقام قبر ایک دوسرے سے مل جانے والا ہے۔ اور اس میں رہنے والے دور دور ہیں کچھ ان میں سے وحشت ناک ہیں۔ کچھ ان میں سے اپنے انجام کار میں مشغول ہیں...... آبادی کے ساتھ انہیں محبت نہیں رہی اور ان کی ہمسائیگی کا معاملہ ختم ہو چکا باوجودیکہ وہ دنیا میں ایک دوسرے کے ہمسایہ تھے اور ان کے مکان ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ اب ان کے درمیان تعلق کیسے رہ سکتا ہے؟ ان کو بلاؤں نے ہلاک کر دیا اور پتھر اور مٹی ان کو کھا گئی۔ وہ زندگی کے بعد مردہ ہو چکے اور پر عیش زندگی کے بعد بوسیدہ ہڈی ہو گئے۔ ان کے احباب رنجیدہ ہوئے اور مٹی میں جا بسے اور اس طرح کوچ کر گئے کہ اب انہیں دوبارہ کبھی لوٹنا نہیں ہے۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس سن لو! یہ ایک کلمہ ہے جسے کہنے والے نے کہا اور ان کے آگے ایک عالم برزخ ہے۔ قیامت تک کے لئے جب کہ یہ اٹھائے جائیں گے گویا کہ تم بھی اسی طرف گئے جس طرف یہ پہلے لوگ لوٹ گئے یعنی تنہائی اور بوسیدگی کی طرف قبرستانوں میں اور تم لوگ بھی قبروں کے سپرد ہو گئے اور تم بھی اس امانت کی جگہ پہنچ گئے۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب تمام امور حیات ختم ہو جائیں گے اور مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور جو کچھ سینوں میں ہے واضح کر دیا جائے گا اور تمہیں جزا وسزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اپنے کئے ہوئے گناہوں کے ڈر سے اس وقت دل دھڑک رہے ہوں گے۔ تمہارے پردے پھاڑ دیئے جائیں گے اور تمہارے کھلے اور چھپے عیب ظاہر ہو جائیں گے۔ اس وقت ہر نفس کو اس کے اعمال کی جزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لیجزی الذین اسآء وا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی (النجم۳)

تا کہ اللہ پاک انہیں بدلہ دے جنہوں نے برے کام کئے اور اللہ پاک ان لوگوں کو جنہوں نے اچھے کام کئے اچھا بدلہ دے گا۔

اور اعمال نامے سامنے لائے جائیں گے۔ پس تو دیکھے گا کہ مجرمین اس چیز سے ڈر رہے ہوں گے جو نامۂ اعمال میں ہے اور پکار رہے ہوں گے' ہائے افسوس یہ کس قسم کی کتاب ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ بڑا مگر ان سب کو شمار کر رکھا ہے اور جو کچھ لوگوں نے کیا ہے وہ سب کچھ اپنے نامۂ اعمال میں درج پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کتاب پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے اولیاء کا اتباع نصیب کرے یہاں تک کہ ہمیں دارالمقام (جنت) میں ٹھہرائے' بیشک اللہ ہی تعریف کے لائق ہے۔ (کنزالعمال' ج۸' ص۲۱۹)

میت دفن کرنے والوں کو حضرت علی المرتضیٰ کا خطاب

جعفر بن محمد اپنے باپ سے اور ان کے باپ جعفر کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جنازہ کے ساتھ تھے۔ جب میت کو لحد میں رکھا گیا تو لوگ بآواز بلند رونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: سن لو! خدا کی قسم! اگر لوگ اس منظر کو دیکھ لیں جس کو یہ میت دیکھ رہی ہے تو وہ اپنی میت کو بھول جائیں اور بیشک موت ہر انسان سے ملاقات کرے گی یہاں تک کہ وہ کسی کو نہیں چھوڑے گی۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اس اللہ کے بارے میں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے لیے بہترین تمثیلیں (اپنے کلام میں) بیان کیں ا۔ر تمہارے لیے موت کا وقت مقرر کیا اور تمہارے لیے کان بنائے' تا کہ وہ کان اس چیز کو محفوظ کریں جو در پیش ہو اور آنکھیں بنائیں تا کہ وہ ان چیزوں کو دیکھیں جو مخفی تھیں اور دل بنائے تا کہ وہ اچھائی اور برائی کو سمجھیں اور نفع و

نقصان میں تمیز کریں۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ نصیحت اور خیر خواہی میں اس نے تم سے کمی نہیں کی بلکہ بہترین نعمتوں کے ساتھ تمہارا اکرام کیا ہے اور تمہیں زیادہ سے زیادہ عطیات سے نوازا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا پورے طور پر احاطہ اور شمار کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری نیکی و بدی کی جزا و سزا ضرور دے گا۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور نیکی میں کمال طلب کرنے میں کوشش کرو اور خواہشات کو منقطع کر دینے اور لذتوں کو توڑ دینے والی موت سے پہلے حسن عمل کا سرمایہ فراہم کر لو' دنیا کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی نہیں اور اس کی ہولنا کیوں سے کوئی مفر نہیں۔ یہ ایک دھوکہ ہے جس میں انسان مبتلا ہے اور یہ بہت کمزور خیالی تصویر ہے اور ایسی بنیاد ہے جو ناپائیدار ہے یہ آفت جان نزاکت کے ساتھ گزر رہی ہے اور اپنی شہوتوں کا تابع بنا کر اپنے پیچھے آنے والوں کو ہلاک کر رہی ہے۔ اے اللہ کے بندو! عبرت کے نشانات سے نصیحت پکڑو اور قرآن و سنت کے احکام کی اطاعت کرو۔ ڈرانے سے رک جاؤ اور پر حکمت وعظوں سے نفع اٹھاؤ۔ گویا تم موت کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہو اور تم کو مٹی کے گھر نے بلا لیا ہے۔ گھبراہٹ میں ڈال دینے والی مصیبتوں نے جو صور کے پھونکے جانے سے اور قبروں سے مردے اٹھائے جانے سے اور میدان محشر کی طرف چلائے جانے سے اور حساب و کتاب کے لئے کھڑا کئے جانے سے پیش آنے والی ہیں۔ خدائے جبار کی قدرت نے گھیر لیا ہے۔ ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہے جو اس کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گا اور ایک گواہ ہے جو اس نفس پر اس کے عمل کی گواہی دے گا اور تمام روئے زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے اور اعمال نامے رکھے جائیں گے۔ انبیاء اور شہداء کو لایا جائے گا اور ان سب کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اس دن بستیاں لرز اٹھیں گی اور پکارنے والا پکارے گا یہ اللہ سے ملنے کا دن ہے۔ سورج بے نور ہو جائے گا۔ وحشی جانور اٹھائے جائیں گے اور چھپے ہوئے بھید ظاہر ہو جائیں گے اور شریر ہلاک ہو جائیں گے' دل

Scanned with CamScanner

کانپ رہے ہوں گے‘ اہل جہنم پر اللہ کی جانب سے ہلاک کر دینے والا رعب نازل گا اور دردناک سزا و دردناک عذاب ان پر مسلط ہوگا۔ جہنم ظاہر کی جائے گی۔ اس کے لئے آنکڑے ہوں گے اور ہلکی آواز بھی ہوگی اور ڈراؤنی کڑک جیسی آواز بھی ہوگی۔ غصہ بھی ہوگا اور دھمکی بھی۔ اس کی لپٹیں بھڑک رہی ہوں گی اس کے گرم شعلے بلند ہو رہے ہوں گے اور اس کی گرم ہوا آگ لگا رہی ہوگی۔ اس میں رہنے والا خوش عیش نہ ہوگا۔ اس کی حسرتیں ختم نہ ہوں گی اور اس کا رنج تمام نہ ہوگا۔ جہنمیوں کے ساتھ ملائکہ ہوں گے جو جہنمیوں کو گرم پانی پلائے جانے کی بشارت دیں گے اور دہکتی ہوئی آگ میں جھونکے جانے کی خبر دیں گے۔ یہ لوگ اللہ پاک کی زیارت سے روک دیئے جائیں گے اور اللہ کے اولیاء کو چھوڑنے والے ہوں گے اور جہنم کی طرف جانے والے...... اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ اس شخص کی طرح نہ ڈرنا جو اللہ کے سامنے بظاہر ذلت وخضوع اختیار کرتا ہے (مگر اس کی نافرمانی سے باز نہیں آتا) اس شخص کی طرح ڈرو جو اس سے ڈر کر گناہوں سے بھاگتا ہے اور پرہیزگاری اور دانائی حاصل کرتا ہے۔ اس شخص کی طرح ڈرو‘ جس نے اس کی نافرمانی سے بھاگ کر نجات حاصل کر لی ہو اور آخرت کے لئے توشہ مہیا کر لیا ہو اور اس توشہ سے پشت پناہی حاصل کر لی ہو اور اللہ تعالیٰ بدلہ لینے کے لئے کافی ہے اور علیم وخبیر ہے اور اللہ کی کتاب دعویٰ اور حجت کے لئے کافی ہے اور جہنم سزا و وبال کے لئے...... میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء‘ جلد ا‘ صفحہ ۷۷)

لمبی امیدیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں

ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: بیشک دنیا نے پیٹھ پھیر لی اور کوچ کی اطلاع دے دی اور آخرت سامنے آ رہی ہے اور اس نے اطلاع کے لئے جھانکا ہے۔ یہ دنیا آج نیکیاں کمانے کا مقام ہے اور قیامت کل ان کے بدلہ کی جگہ ہوگی۔ سن لو تم آرزوؤں اور ارمانوں میں گھرے ہوئے

ہو جو شخص خواہشوں اور تمناؤں میں ڈوب گیا وہ خسارے میں رہا۔ سن لو! اللہ کی رضا کے لئے رغبت کے ساتھ عمل کرو جس طرح کہ تم اللہ کے لئے ڈر کے ساتھ عمل کرتے ہو‘ سن لو! بیشک میں نے جنت جیسی کوئی جگہ نہیں دیکھی کہ اس کا طلبگار اس کے لئے سو رہا ہو اور جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کو اس سے بھاگنا چاہئے تھا وہ سو رہا ہے سن لو جس آدمی کو حق نے نفع نہیں دیا اسے باطل ضرور نقصان دے گا اور جس نے ہدایت سے درستگی حاصل نہیں کی اس پر گمراہی ضرور غالب آئے گی...... سن لو! تم کو کوچ کرنے کا حکم مل چکا ہے اور توشۂ آخرت کے لئے تم کو لائحۂ عمل بتلا دیا گیا ہے اے لوگو! سن لو: دنیا ایک موجودہ سامان ہے جس سے بھلا اور برا سبھی کھاتا ہے اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں بڑی قدرت رکھنے والا بادشاہ حکمرانی کرے گا۔ سن لو! شیطان تم کو فقر سے ڈراتا ہے اور کھلے گناہوں کا حکم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی طرف سے بخشش اور فضیلت کا وعدہ دیتا ہے۔ اللہ بڑی قدرت والا اور جاننے والا ہے۔ اے لوگو! اپنی عمر میں بھلائی کماؤ تمہاری آخرت میں حفاظت کی جائے گی۔ بیشک جس نے اللہ پاک کی اطاعت کی اللہ پاک نے اس سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور جس نے اس کی نافرمانی کی۔ اس کو اس نے جہنم کی دھمکی دی ہے۔ جہنم ایسی آگ ہے اس کی شدت میں کمی نہ ہوگی۔ اس کا قیدی رہائی نہ پائے گا۔ اس کی حرارت سخت ہے اور اس کا گڑھا نہایت گہرا ہے۔ اس کا پانی پیپ ہے۔ بیشک وہ خطرناک چیز جس کا میں تم پر خوف کرتا ہوں خواہشات کی اتباع اور امید کا لامتناہی سلسلہ ہے۔ (کنز ج ۸ ص ۲۲۰) ایک روایت میں یہ خطبہ طویل ہے اور بعض روایات میں آخری الفاظ یہ ہیں۔ خواہشات کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور لمبی امیدیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں۔

(البدایہ والنہایہ‘ ج ۸‘ ص ۷)

جنگ نہروان کے بعد رقت انگیز خطبہ

زیاد (اعرابی) بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ نہروان اور فتنہ

کے بعد منبر پر تشریف لائے۔ اللہ کی تعریف کی آثار عبرت دنیا نے ان کی آواز گلے میں روک دی تو حضرت علی روئے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی ان کے آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اس پر آنسو بہنے لگے۔ انہوں نے اپنی ڈاڑھی جھاڑی اس سے ٹپکے ہوئے قطرے کچھ لوگوں پر پڑ گئے تو ہم یہ کہا کرتے تھے کہ جس کسی پر ان کے آنسوؤں کا قطرہ پڑا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر حرام کر دے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو بغیر عمل کے آخرت کی امید کرتے ہیں اور آرزوؤں کے طویل ہونے کی وجہ سے توبہ میں تاخیر کرتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں زاہدوں جیسی باتیں کہتے ہیں لیکن دنیا میں وہ لوگ دنیا کی طرف رغبت کرنے والوں جیسے اعمال کرتے ہیں۔ اگر دنیا سے انہیں کچھ دیا جاتا ہے تو شکر نہیں کرتے اور اگر ان سے دنیا روک لی جاتی ہے تو صبر اور قناعت نہیں کرتے۔ جو کچھ انہیں دیا گیا ہے اس کے شکر سے عاجز ہیں اور باقی کے لئے مزید اضافہ کے متلاشی ہیں۔ لوگوں کو جن باتوں کا حکم دیتے ہیں ان پر خود عمل نہیں کرتے۔ اوروں کو جن باتوں سے منع کرتے ہیں وہی خود کرتے ہیں۔ صلحاء سے دوستی کا دم بھرتے ہیں اور ان جیسا عمل نہیں کرتے۔ ظالمین سے بغض کا اظہار کرتے ہیں مگر خود دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔ ان کے نفوس پر ان کے توہمات غالب ہیں اور جو چیزیں یقینی ہیں ان پر ان کے نفس کو قابو نہیں۔ اگر انہیں بے پروائی ملتی ہے تو فتنہ اٹھاتے ہیں اور اگر مریض ہوتے ہیں تو کبیدۂ خاطر ہو جاتے ہیں اگر محتاج ہوتے ہیں تو رحمت سے ناامید ہو جاتے ہیں۔ پس ایسا شخص نعمت و عافیت دیا جاتا ہے تو شکر نہیں کرتا' آزمایا جاتا ہے تو صبر نہیں کرتا۔ گویا کہ اس کے ماسوا کو موت سے ڈرایا گیا ہے' اسے نہیں۔ اے لقمۂ اجل بننے والو! اے پنجۂ موت کے اسیرو! اے حجتوں کے وقت گونگے بن جانے والو! اور اے وہ شخص جس کی سادگی پرکاری ہے اور اے وہ شخص جس کے اور عبرتوں کے حاصل کرنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوگئی ہے۔ میں ایک حق بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب کسی نے نجات پائی

ہے اس نے اپنے آپ کو سمجھنے سے نجات پائی ہے اور جب کوئی ہلاک ہوا ہے اپنے ہاتھوں کی بدولت ہلاک ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قوا انفسکم واھلیکم نارا (التحریم آیت ٦)

تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے کرے جنہوں نے وعظ سنا اور قبول کر لیا۔ عمل کی طرف بلایا گیا تو فوراً عمل شروع کر دیا۔ (کنز العمال ج ۸ ص ۲۲۰)

مال اور اولاد دنیا کی اور اعمال صالحہ آخرت کی کھیتی ہے

حضرت یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: جو لوگ تم سے پہلے ہلاک ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ نہ تو انہیں ان کے شیوخ نے منع کیا اور نہ علماء نے! اللہ تعالیٰ نے ان سب پر عذاب بھیج دیا...... سن لو! تم نیک کاموں کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے منع کرتے رہو' اس سے قبل کہ تم پر وہ عذاب اتر آئے جو تم سے پہلے ان لوگوں پر اترا اور تمہیں جان لینا چاہئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ تو روزی کاٹتی ہے اور نہ موت قریب کرتی ہے۔ آسمان سے حکم اس طرح اترتا ہے جیسے بارش کا قطرہ! ہر نفس کی طرف وہی حکم اترتا ہے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے اہل اور مال اور نفس میں کمی یا زیادتی کا...... جب تم میں سے کسی کو اس کے مال اور اہل اور نفس میں کوئی نقصان معلوم ہو اور یہ چیز اپنے علاوہ کسی دوسرے میں نہ پائے تو یہ بات اسے فتنہ میں نہ ڈال دے بلکہ اللہ کی حکمت اور اس کی رضا پر راضی رہے۔ کھیتیاں دو قسم کی ہیں۔ مال اور اولاد' یہ دنیا کی کھیتی ہے۔ البتہ عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے لئے یہ دونوں کھیتیاں جمع کر دیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا وابن عساکر)

اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کے حرف حروف

ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ د.

''اے لوگو! جس نے محتاجگی اختیار کی وہ محتاج ہو گیا اور جس کو عمر دی گئی وہ آزمائش میں مبتلا ہو گیا اور جس نے مصیبتوں کے لئے تیاری نہیں کی جب مبتلا کیا جائے گا صبر نہ کر سکے گا اور جو آدمی مشورہ نہیں لیتا ہے پشیمان ہوتا ہے اور اس کلام کے بعد فرمایا کرتے تھے: وہ زمانہ قریب ہے کہ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کے فقط حروف رہ جائیں گے اور فرمایا کرتے تھے: سن لو! آدمی کو علم حاصل کرنے سے حیاء نہیں کرنی چاہئے اور جس آدمی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور اسے معلوم نہ ہو تو وہ کہہ دے مجھے اس کا علم نہیں' تمہاری مسجدیں ان دنوں مزین ہوں گی مگر تمہارے دل اور بدن ہدایت سے محروم ہوں گے' آسمان کے سایہ کے نیچے سب سے زیادہ شریر تمہارے علماء (سوء) ہوں گے' انہیں سے فتنہ کا ظہور ہو گا اور انہیں میں فتنہ لوٹے گا۔ مجلس میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا: ''اے امیر المومنین ایسا وقت کب ہو گا؟ فرمایا: جب دین کی سمجھ بوجھ تمہارے رذیلوں میں چلی جائے اور فحش تمہارے پسندیدہ لوگوں میں آ جائے اور حکومت تمہارے ذلیل لوگوں میں چلی جائے۔ پس اس وقت قیامت قائم ہو گی۔ (سنن البیہقی)

فرائض کی ادائیگی کے متعلق ایک طویل خطبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: ہر قسم کی تعریف و توصیف کے لائق وہ ذات مقدس ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور اندھیری رات کے بعد سحر کا اجالا پیدا فرمایا' وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ بیشک وہ عمل جو کہ انسان کے بطور وسیلہ کام آئے گا' ایمان ہے۔ راہ خدا میں جہاد کرنا کلمۂ اخلاص ہے۔ کلمۂ اخلاق فطرت ہے۔ (یعنی اصل دین) اور نماز قائم کرنا کیونکہ نماز دین کا ستون ہے اور زکوٰۃ ادا کرنا اس لیے کہ زکوٰۃ فریضۂ دینی ہے اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا اس لیے کہ یہ

اللہ کے عذاب سے ڈھال ہیں اور بیت اللہ کا حج کرنا اس لیے کہ یہ فقیری کو دور کرنے والا اور گناہوں کو مٹانے والا ہے اور صلۂ رحمی کرنا اس لیے کہ یہ مال میں زیادتی اور عمر میں برکت کرنے والا ہے اور آپس میں محبت کا ذریعہ ہے اور چھپ کر صدقہ دینا کہ یہ گناہوں کا کفارہ' اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے والا ہے اور بھلے کام کرنا' یہ برے طریقہ پر مرنے سے بچاتا ہے اور خوفناک چیزوں کے حملہ سے حفاظت کرتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے زبان تر رکھو' یہ بہترین مشغلہ ہے اور اس چیز کی رغبت کرو جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ عام وعدوں سے سچا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرو اس لیے کہ سنت محمدیہ کا اتباع' دوسرے انبیاء کی سنتوں سے افضل ہے۔ اللہ کی کتاب کو سیکھو یہ تمام باتوں سے افضل ہے۔ دین میں سمجھ حاصل کرو یہ چیز دلوں کے لئے تازگی ہے۔ کتاب اللہ کے نور سے شفا حاصل کرو اس میں ان امراض کے لئے شفا ہے جو سینوں میں مخفی ہیں اس کی تلاوت اچھے طریقے پر کرو اس لیے کہ یہ احسن قصص ہے اور جب تم پر قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو شاید تم پر رحم کیا جائے اور جب تم کو اس کی تعلیم کے مطابق چلایا جائے تو تم چلو جہاں تک تم قرآن کو سمجھتے اور جانتے ہو' شاید کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ بیشک وہ عالم جو اپنے علم کیخلاف عمل کرتا ہے وہ ایسے ظالم کی طرح ہے جو اپنی جہالت سے درستگی پر نہیں آتا بلکہ میں سمجھتا ہوں ایسے عالم پر جو اپنے علم کے خلاف چلتا ہے۔ حجت اور بھی عظیم ہو جاتی ہے اور اس کے لئے دائمی حسرت و ندامت ہے۔ بہ نسبت اس جاہل کے جو اپنی جہالت میں حیران ہے اور یہ دونوں گمراہ اور ہلاک کئے جائیں گے اور تم فریب کی باتیں نہ کیا کرو۔ ورنہ شک میں پڑ جاؤ گے اور شک نہ کیا کرو ورنہ کفر میں مبتلا ہو جاؤ گے اور رخصت پر عمل نہ کیا کرو اس لیے کہ سست پڑ جاؤ گے اور حق میں سست نہ بنو اس لیے کہ خسارہ میں پڑ جاؤ گے...... سن لو! احتیاط کی بات یہ ہے کہ اپنے اوپر اعتماد پیدا کرو اور اعتماد کی بات یہ ہے کہ دھوکہ میں نہ پڑو اور تم میں سے اپنے آپ کو زیادہ

نصیحت کرنے والا اپنے رب کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور جس نے اپنے آپ کو نہ پہچانا وہ اپنے رب کا زیادہ نافرمان بنا۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے بے خوف رہتا ہے وہ بشارتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے' ڈرتا ہے اور پچھتا تا ہے تم اللہ تعالیٰ سے یقین کا سوال کرو اور اللہ پاک سے عافیت طلب کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تمام باتوں سے افضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تمام طریقوں سے بہتر ہے اور بدترین کاموں میں نئے کام ہیں' ہر نئی رسم بدعت ہے اور ہر نئی رسم کا بانی مبتدع ہے جس نے بدعت کی وہ ہلاک ہوگیا۔ جب کسی نے کوئی بدعت ایجاد کی تو اس کی وجہ سے ایک سنت ضرور متروک ہوئی۔ ریا کاری شرک میں سے ہے اور اخلاص عمل اور ایمان میں سے ہے۔ کھیل کی مجلسیں قرآن کو بھلا دیتی ہیں۔ ان میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں اور وہ گمراہی کی طرف بلاتے ہیں۔ عورتوں کے پاس بیٹھنا دلوں میں کجی پیدا کرتا ہے اور ایسے شخص کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھتی ہیں۔ عورتوں کے پاس بیٹھنا شیطان کے دام تزدیر میں آنا ہے۔ اللہ کے ساتھ سچائی کا معاملہ کرو۔ اللہ پاک صداقت شعاروں کے ساتھ ہے۔ جھوٹ سے بچو اس لیے کہ جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔ سن لو! سچائی ایسے ٹیلے پر ہے جو نجات دینے والا اور کرامت والا ہے اور جھوٹ ایسے ٹیلے پر ہے جو تباہ و ہلاک کرنے والا ہے۔ لوگو: حق کہا کرو اس سے معرفت پیدا ہوگی۔ حق پر عمل کرو تم اہل حق سے ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں کی امانتیں ادا کرو جن کے تم امین ہو۔ تم ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو جو تم سے قطع تعلق کرتے ہیں اور ان لوگوں سے احسان کرتے رہو جو تمہیں محروم رکھتے ہیں۔ جب تم وعدہ کرو تو اسے وفا کیا کرو اور جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کیا کرو۔ باپ دادوں کے کارناموں پر فخر نہ کرو۔ کسی کو برے لقب سے ہرگز نہ پکارو۔ آپس میں ہنسی مذاق نہ کرو اور باہم عداوت نہ رکھو۔ ضعیف' مظلوم' مقروض' مجاہد اور مسافر کی امداد کرو اور غلاموں کو آزاد کرانے میں ان کی اعانت کرو۔ بیواؤں اور یتیموں پر رحم کرو اور ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو

ور سلام کرنے والے کو اس جیسا یا اس سے اچھا جواب دو۔ بھلے اور تقویٰ کے کام پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور ظلم کے مددگار نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ مہمان کا اکرام کرو' پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ مریضوں کی عیادت کرو۔ جنازے کو کندھا دو اور تم اللہ کے بندے اور بھائی بھائی ہو جاؤ۔ اما بعد! بیشک دنیا نے رخ پھیر لیا ہے اور رخصت ہونے کی اطلاع دے دی ہے اور بیشک آخرت نے سایہ ڈال دیا ہے اور اطلاع کے لئے جھانکا ہے اور بے شک آج کے دن شرط لگانا (عمل کرنا) ہے اور کل (قیامت) کے دن (جزا پانا) سبقت لے جانا ہے اور بے شک جنت کی طرف سبقت کرنی ہے اور جہنم سے بھاگنا ہے۔ سن لو! تم اب مہلت کے زمانہ میں ہو۔ اس کے پیچھے موت ہے جس کا ذائقہ جلدی چکھنا ہے جس نے اپنے عمل کو اس مہلت کے زمانہ میں اللہ کے لئے موت کے حاضر ہونے سے قبل خالص کرلیا۔ اس کا کام اچھا ہوگیا اور اسے کامیابی کی امید ہوگی اور جس نے اس میں کوتاہی کی اس کا عمل خسارے میں پڑ گیا اور اسے کامیابی کی امید نہیں رہی۔ رغبت اور ڈر' دونوں حالتوں میں عمل کرو۔ اگر تمہیں تمہاری مرغوب چیزیں حاصل ہوں تو اللہ کا شکر کرو اور اس کے ساتھ اللہ کے خوف کو بھی شامل کرلو اور اگر تم پر خوف و دہشت کی چیزیں نازل ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف رغبت کو جمع کرو۔ اس لیے کہ اللہ پاک نے اس کے بدلہ میں اپنے بندوں کو بہترین اجر کی خوشخبری دی ہے اور جس نے شکر کیا اللہ نے اس کے لئے نعمتوں میں اضافہ کیا اور میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کا طالب سو رہا ہے۔ (اس کے لئے نیک اعمال کر کے اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہا) اور میں نے آگ (جہنم) جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کو اس سے بھاگنا تھا وہ سو رہا ہے (برے اعمال کر کے اس میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے) جس آدمی کو حق نفع نہیں دے گا اس کو باطل ضرور نقصان دے گا اور جس کے لئے ہدایت کارگر نہ ہوگی اسے گمراہی اپنی طرف کھینچ لے گی اور

جس کو یقین نفع نہ دے گا شک اس کو نقصان پہنچا کر رہے گا۔ بیشک تم لوگوں کو کوچ کا حکم مل چکا ہے۔ تمہیں راستہ کے لئے توشہ مہیا کرنے کی تلقین کر دی گئی ہے۔ سن لو! زیادہ خوف کی چیز جس کا میں تم پر خوف کرتا ہوں دو باتیں ہیں لمبی لمبی امیدیں باندھنا اور خواہشات کا اتباع۔ امیدوں کا طویل کرنا آخرت کو بھلا دیتا ہے اور خواہشات کا اتباع حق سے دور کر دیتا ہے۔ سن لو! دنیا نے منہ موڑ کر قصدِ سفر کر لیا ہے اور آخرت کی منزلیں قریب آ رہی ہیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۳۰۷)

لمحہ لمحہ ہو رہے ہیں زندگی سے دور ہم
لحظہ لحظہ موت کی جانب بڑھے جاتے ہیں ہم

موت، قبر اور قیامت کے بارے میں خطبہ

واعلموا انکم میتون ومبعوثون من بعدالموت وموقفون علی اعمالکم ومجزیون بها فلایغرنکم الحیوة الدنیا فانها داربالبلاء محفوفة وبالفناء معروفة و بالغدر موصوفة و کل مافیها الی زوال

اے لوگو! جان لو کہ تم سب مرنے والے ہو اور موت کے بعد تمہیں پھر زندہ کیا جائے گا۔ (عدالت خداوندی میں) تمہارے اعمال نامے تمہارے سامنے لائے جائیں گے اور تمہارے اعمال کی جزا تمہیں دی جائے گی خبردار! دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے، دنیا ایسا مقام ہے جو کہ آفات سے لبریز ہے اور اس کا فنا ہونا یقینی ہے اور اس کا دھوکا دینا اس کی صفت ہے اور جو کچھ بھی اس میں موجود ہے وہ زوال پذیر ہے۔

اِس دُنیا کی کوئی بھی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی اور اس کے چاہنے والے اس

کے فتنے سے محفوظ نہیں رہتے۔

بینا اهلها منها فی رخاء وسرور اذا هم منها فی بلاء وغرور

بظاہر پرسکون نظر آتے ہیں مگر دفعۃً آلام ومصائب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

اس کا عیش ونشاط ذلت آمیز اور اس کی آسودگی کے لئے نہ قیام ہے نہ دوام۔

اللہ کے بندو! تم دنیا کی جس رونق پر فریفتہ ہو، یہ ہمیشہ اسی طرح نہیں رہے گی۔ تم سے قبل بڑی لمبی عمروں والے یہاں سے کوچ کر گئے۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ انہوں نے بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے۔ شہر آباد کئے، ان کے انتقال کے بعد ان کی بڑی بڑی مضبوط عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ اب ان کے نام ونشان تک باقی نہیں رہے اور خود ان کے جسم بھی قبروں میں خاک در خاک ہو گئے۔ ایک وقت آئے گا کہ مردوں کو زندہ کر کے میدان محشر میں لایا جائے گا۔ رب ارض وسما کی عدالت ہو گی اور اس کا بندہ اس کے سامنے دم بخود کھڑا ہو گا۔ (اس حال میں کہ معبود وعبد کے درمیان نہ کوئی پردہ ہو گا نہ ترجمان) (صفۃ الصفوۃ ج ۱، ص ۲۲۳۔۲۲۵)

غم اولاد کوئی صاحب اولاد ہی جانے

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا فرزند وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کے فرزند کو وفات دے دی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم نے اس کے دل کے پھل کو چھین لیا؟ فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس وقت میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کہی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس گھر کا نام "بیت الحمد" (حمد کا گھر) رکھ دو۔

(مشکوۃ ج ۱، ص ۱۵۱ بحوالہ ترمذی)

Scanned with CamScanner

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت آپ کے ہمراہ گئے تو صاحبزادہ کی جانکنی کا منظر دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے؟ میرا یہ آنسو بہانا شفقت ہے۔ پھر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہنے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان العين تدمع والقلب تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا وانا بفراقك يا ابراهيم لمحزون۔ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو اور بلاشبہ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں۔ (مشکوٰۃ ج ۱ص ۱۵۰ بحوالہ بخاری ومسلم)

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ ومعاذ بن جبل واُبی بن کعب وزید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے تو بچہ اس وقت آپ کی گود میں دیا گیا جب کہ وہ جانکنی کے عالم میں تڑپ رہا تھا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو حضرت سعد نے کہا: یارسول اللہ! یہ کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں ڈال دی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

(مشکوٰۃ ج ۱ص ۱۵۰ بخاری ومسلم)

☆ ایک صحابی ہمیشہ اپنے بچے کو لے کر بارگاہِ رسالت میں آیا کرتے تھے ایک بار وہ تنہا آئے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے پوچھا کہ تمہارا بچہ کو کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا: وہ تو مرگیا۔ یارسول اللہ! تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس پھاٹک پر بھی جاؤ گے تو وہ تمہارا بچہ تمہارا انتظار کر رہا ہوگا۔

(مشکوٰۃ ج ۱ص ۱۵۳)

صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آہ وزاری

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے لیٹے ہوئے تھے کہ لیٹے ہی لیٹے رونے لگے۔ ان کا رونا دیکھ کر بیوی بھی رونے لگیں۔ بیوی سے دریافت فرمایا: تم کیوں روتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: آپ کو روتا ہوا دیکھ کر میں بھی رونے لگی۔ حضرت عبداللہ رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان: وان منكم الا واردها (اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا دوزخ پر گزر نہ ہو) یاد آ گیا جس میں پل صراط پر سے گزرنے کی خبر دی ہے۔ اب میں یہ سوچ کر رو رہا ہوں کہ معلوم نہیں پل صراط کو عبور کر کے جنت میں چلا جاؤں گا یا دوزخ میں گر جاؤں گا۔

(مسندِ حاکم)

شانِ صحابیت دیکھئے اور پھر ان حضرات کا خوف خدا وفکر آخرت ملاحظہ کیجئے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی فرماتی ہیں: میں نے حضرت ابو درداء سے عرض کیا: آپ کو کیا ہوا کہ دنیا کا مال اس طرح حاصل نہیں کرتے جس طرح کہ فلاں شخص حاصل کرتا ہے اس پر انہوں نے فرمایا: میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے: امامكم عقبة كؤودة لايجوز لها المثقلون۔ تمہارے آگے (مرنے کے بعد) ایک سخت گھاٹی آ رہی ہے جس کو (دنیا کے مال کا) بوجھ اٹھانے والے عبور نہ کر سکیں گے لہٰذا میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لئے ہلکا ہو کر رہوں۔ (مشکوٰۃ)

ہو گئی افسوس سب ترکی تمام — ہائے دنیا ہائے یہ تیرا مقام
جی کی جی میں رہ گئی افسوس ہے — تھا کوئی شیء وہ نہیں اب کوئی شئے
کچھ کہی اپنی نہ اوروں کی سنی — چپکے چپکے جو پڑی وہ جھیل لی
چپ چپاتے کوچ دنیا سے کیا — داغ فرقت ایسا اپنوں کو دیا
ہے بڑا افسوس کیسی جان دی — ہائے تو نے آہ تک منہ سے نہ کی

خوف آخرت سے سارے غلام آزاد کردیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آ کر بیٹھ گیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! بلاشبہ میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں (یہ ان کی طرف سے ہے) اور (میری طرف سے یہ ہے کہ) ان کو گالیاں دیتا ہوں اور سزا بھی۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ (آخرت میں) میرا اور ان کا کیا معاملہ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو تیرے غلاموں کی خیانت اور نافرمانی اور تجھ سے ان کے جھوٹ بولنے اور تیرے سزا دینے کا حساب ہوگا۔ اگر تیری سزا ان کے قصوروں کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر رہے گا۔ نہ تجھے کچھ ان کی طرف سے ملے گا' نہ تجھ پر کچھ بوجھ پڑے گا اور اگر تیری سزا ان کی حرکتوں سے کم ہوگی تو ان کی حرکتوں کی زیادتی تیرے کام آئیگی اور تجھے ان سے بدلہ دلایا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ ارشادِ نبوی سن کر وہ شخص روتا اور چیختا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں پڑھتا (جس میں تیرا معاملہ صاف صاف مذکور ہے) ارشاد باری یہ ہے:

ونضع الموازين القسط ليوم القيمة فلا تظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حسبين

(پ ۷ الانبیاء ۴۸)

اور ہم قیامت کے روز انصاف کی ترازو قائم کریں گے۔ تو کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر (کوئی) رائی کے دانہ کے برابر (بھی عمل) ہوگا تو ہم اسے حاضر کردیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنے اور ان غلاموں کے حق میں اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا کہ ان کو اپنے سے جدا کردوں' آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف عن الترمذی باب الحساب والقصاص)

کیا اندھیری قبر روشن ہو گئی — کیسی اس پر رحمت باری ہوئی
نیکیاں جن کے لئے کی تھیں یہاں — قبر میں جا کر ہوئیں وہ سب عیاں
کس اڑی مشکل میں وہ آئی ہیں کام — آگ کی چڑھنے کو تھی منہ پر لگام
کھڑکیاں دوزخ کی کھل جاتیں ابھی — وہ تو یوں کہیے کہ رحمت ہو گئی
نیکیاں بندے کے آگے آ گئیں — اس پہ بس چاروں طرف سے چھا گئیں

حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے بارے میں ہدایات

احیاء العلوم میں ہے کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ ایک صحابی کو حضور علیہ السلام نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا: موت کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو' یہ تمہیں دوسری چیزوں کی رغبت سے ہٹادے گا۔ مزید فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا دل کو زندہ کرنا ہے اور ایسے شخص پہ موت آسان ہو جاتی ہے' ایک صحابی نے عرض کی: حضور! مجھے موت سے محبت نہیں ہے کیا علاج کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو آگے چلتا کردو۔ آدمی کا دل مال سے لگا رہتا ہے۔ جب اس کو آگے بھیج دیتا ہے تو خود بھی اس کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور جب پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو خود بھی اس کے پاس رہنے کو دل چاہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: لوگو! اللہ کو یاد کرلو' اللہ کو یاد کرلو۔ عنقریب قیامت کا زلزلہ پھر صور پھونکنے کا وقت آ رہا ہے اور (ہر شخص کی) موت اپنی ساری سختیوں سمیت آ رہی ہے۔ (مشکوٰۃ)

اہل حق کے معمولات مبارکہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بلاتے جو موت کا اور قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہو۔ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت کو منقطع کر دیا۔ ایک موت نے دوسرے قیامت میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر نے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص موت کو پہچان لے اس پر دنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہیں۔ اشعث کہتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی حاضر ہوتے جہنم کا اور آخرت کا ذکر ہوتا۔ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے دل کی قساوت کی شکایت کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو۔ دل نرم ہو جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ (احیاء)

موت کا معاملہ بہت خطرناک ہے......

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موت کا معاملہ نہایت خطرناک ہے اور لوگ اس سے بہت غافل ہیں۔ اول تو اپنے مشاغل کی وجہ سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تب بھی چونکہ دل دوسری طرف مشغول ہوتا ہے اس لئے محض زبانی تذکرہ مفید نہیں ہے بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ دل کو سب کی طرف سے بالکل فارغ کر کے اس کو اس طرح سوچے کہ گویا وہ سامنے ہی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب اور جانیوالے احباب کا حال سوچے کہ کیونکر ان کو چارپائی پر لے جا کر مٹی کے نیچے دبا دیا گیا۔ ان کی صورتوں کا' ان کے اعلیٰ منصبوں کا خیال کرے اور یہ غور کرے کہ اب مٹی نے کس طرح ان کی اچھی صورتوں کو پلٹ دیا ہوگا۔ ان کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے الگ الگ ہو گئے ہوں گے۔ کس طرح بچوں کو یتیم' بیوی کو بیوہ اور

عزیز و اقارب کو روتا چھوڑ کر چل دیئے۔ ان کے سامان' ان کے مال' ان کے کپڑے پڑے رہ گئے۔ یہی حشر ایک دن میرا بھی ہوگا۔ کس طرح وہ مجلسوں میں بیٹھ کر قہقہے لگاتے تھے آج خاموش پڑے ہیں۔ کس طرح دنیا کی لذتوں میں مشغول تھے۔ آج مٹی میں ملے پڑے ہیں۔ کیسا موت کو بھلا رکھا تھا آج اس کے شکار ہو گئے۔ کس طرح جوانی کے نشہ میں تھے' آج کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ کیسے دنیا کے دھندوں میں ہر وقت مشغول رہتے تھے' آج ہاتھ الگ پڑا ہے' پاؤں الگ ہے' زبان کو کیڑے چمٹ رہے ہیں' بدن میں کیڑے پڑ گئے ہوں گے' کیسا کھل کھلا کر ہنستے تھے' آج دانت گرے پڑے ہوں گے۔ کیسی کیسی تدبیریں سوچتے تھے' برسوں کے انتظام سوچتے تھے حالانکہ موت سر پر تھی' مرنے کا دن قریب تھا مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ آج رات کو میں نہیں ہوں گا' یہی حال میرا ہے آج میں اتنے انتظامات کر رہا ہوں کل کی خبر نہیں کیا ہوگا۔ (احیاء)

؎ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں — سلطان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں

سورج روزانہ اعلان کرتا ہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزانہ ہمیشہ جب آفتاب نکلتا ہے تو وہ اعلان کرتا ہے کہ جو نیک کام کرنا ہے کر لے' آج کا دن تیری عمر میں پھر کبھی نہیں آئے گا۔ (اس لئے اس دن میں تیری جو نیکیاں لکھی جا سکتی ہوں لکھوا لے) اور دو فرشتے آسمان سے اعلان کرتے ہیں' ایک ان میں سے کہتا ہے: اے نیکی کے طلب کرنیوالے خوشخبری لے (اور آگے بڑھ) اور دوسرا کہتا ہے: اے برائی کے کرنیوالے بس کر اور رک جا (اپنی ہلاکت کا سامان اکٹھا نہ کر) اور دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جن میں سے ایک کہتا ہے: یا اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مال کو روک کے رکھنے والے کے مال کو برباد کر۔ عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک فہرست دیدی

Scanned with CamScanner

جاتی ہے کہ اس میں جن کے نام ہیں ان سب کی اس سال میں روح قبض کر لی جائے۔ یہاں ایک آدمی فرش فروش میں لگا ہوا ہے نکاح کرنے میں مشغول ہے' مکان کی تعمیر کرا رہا ہے اور وہاں مردوں کی فہرست میں آ گیا''۔ (درمنثور)

کاش فسق و فجور چھوڑیں ہم — اور معاصی سے منہ موڑیں ہم
رشتۂ معصیت کو توڑیں ہم — کاش مولا سے ربط جوڑیں ہم
کاش عقبیٰ کی لو لگے ہم کو — کاش دنیا سے ہم کو نفرت ہو

قبر اور میت کے بارے ارشادات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۵۸' رواہ الترمذی) یعنی نیک شخص کی قبر زبان حال سے یہ کہہ کر اس کا استقبال کرتی ہے:

کیوں نہ ہو جاؤں میں باغ اس کے لئے — خلد کے بس ہیں چراغ اس کے لئے
نیک دنیا میں رہا بندا — اس کو رحمت کا یاں نہیں مندا
نور ہوتا ہے پھر بدن اس کا — روح ہوتی ہے آسمان کو ہوا

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو ہر تکلیف میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت جو اس کو تکلیف پہنچتی ہے اس پر بھی (ابن ماجہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آخری تکلیف جو مومن کو پہنچتی ہے وہ موت کی تکلیف ہے۔ (بیہقی' حلیۃ الاولیاء)

☆ کچھ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس میت کو اچھا بتایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وجبت واجب ہو گئی پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کو برا بتایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وجبت واجب ہو گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا چیز واجب ہو گئی یا رسول اللہ! تو آپ نے

فرمایا: ایک جنازہ کی میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور دوسرے جنازے کی میت کو تم لوگوں نے برا بتایا تو اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی کیونکہ تم (مومنین صالحین) روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو تو جس میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ٹھہرا اور جس میت کو تم لوگوں نے برا بتایا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی برا قرار پایا۔ (مشکوۃ' ج ۱' ص ۱۴۵)

☆ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مستريح او مستراح منه (یہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام مل گیا ہے) تو لوگوں نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مومن بندہ (جو نیک ہو) وہ تو وفات پا کر دنیا کی ایذاؤں اور مصیبتوں سے آرام پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ جاتا ہے اور بدکار بندہ (جب مر جاتا ہے) تو اس سے تمام بندے تمام شہر یہاں تک کہ تمام درخت اور تمام چوپائے آرام پا جاتے ہیں۔ (مشکوۃ' ج ۱' ص ۱۳۹)

قبر کیا کہتی ہے؟

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قبر میں مردہ رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس مردہ سے کہتی ہے: اے ابن آدم! تو کس فریب میں پڑا رہا؟ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میں فتنہ کا گھر ہوں' میں تاریکی کا گھر ہوں' میں تنہائی کا گھر ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں تو کس گھمنڈ میں تھا جب تو لوگوں کو دھکے دیتا ہوا میرے اوپر سے گزرتا تھا؟ تو اگر مردہ نیک و صالح ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی طرف سے قبر کو جواب دیتا ہے' اے قبر! یہ تو زمین پر لوگوں کو اچھی اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور بری بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کرتا تھا۔ یہ سن کر قبر کہتی ہے: اگر ایسا ہی تھا تو اب میں اس کے پاس ہریالی لاؤں گی اور اس کا بدن نور ہو کر دوبارہ مجھ سے نکلے گا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے دربار رحمت تک رسائی حاصل کرے گی۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۲۳)

☆ عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: میت سے بوقت دفن قبر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں بے کسی کا گھر ہوں اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرماں برادر تھا تو آج میں تیرے لیے رحمت بن جاؤں گی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب بن جاؤں گی۔ میں وہ جگہ ہوں کہ خدا کے فرمانبردار بندے مجھ میں داخل ہونے کے بعد مسرور ہو کر نکلتے ہیں اور خدا کے نافرمان بندے مجھ میں داخل ہو کر رنجیدہ وغمزدہ ہو کر نکلتے ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۲۳)

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ماں سے زیادہ مہربان ہے

حمید سے روایت ہے کہ میرا ایک بھانجا نافرمان تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس کی ماں نے مجھے بلوا بھیجا، جب میں پہنچا تو دیکھا کہ اس کی ماں سرہانے کھڑی رو رہی ہے۔ اس لڑکے نے مجھ سے دریافت کیا: اے ماموں جان! یہ کیوں رو رہی ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ تمہاری برائیوں کی وجہ سے رو رہی ہے۔ لڑکے نے کہا: کیا میری ماں مجھ پر رحم نہ کرتی تھی؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھ پر میری ماں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کو قبر میں اتارا۔ جب ہم نے اس پر اینٹیں رکھیں تو میں نے جھانک کر قبر میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حدِ نگاہ تک وسیع کر دی گئی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم نے بھی یہی دیکھا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو میں سمجھ گیا کہ یہ اسی کلمہ کی وجہ سے ہے جو اس نے مرتے وقت کہا تھا۔ (ابن ابی الدنیا، بیہقی)

لہٰذا بندے کو اپنے رب کے بارے میں اچھا ہی گمان رکھنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تین دن پہلے ارشاد فرمایا: لایموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ۔ تم میں کسی کو موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔ (مسلم شریف عن جابر رضی اللہ عنہ)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے کیونکہ یہی جنت کی قیمت ہے۔ (ابن عساکر)

☆ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بزرگان دین جب کسی کے پاس نزع کے وقت جاتے تو اس کے اچھے کام یاد دلاتے تاکہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھے۔ (ابن ابی الدنیا)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم کسی شخص کو نزع میں دیکھو تو اسے بتاؤ کہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ملے اور جب کسی زندہ کو دیکھو تو اسے عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔ (ابن مبارک)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں تو وہ جیسا گمان چاہے میرے ساتھ رکھے۔ (مسند امام احمد)

☆ محمد بن صبیح علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب قبر میں میت کو عذاب ہونے لگتا ہے تو دوسرے مردے اس سے کہتے ہیں: اے شخص! کیا تو نے ہم لوگوں کا حال دیکھ کر کچھ بھی عبرت نہیں حاصل کی؟ ہمارے تو اعمال ختم ہو چکے تھے لیکن تو تو زندہ تھا اور تجھ کو کافی مہلت ملی لیکن تو نے اپنے اعمال کی کچھ بھی اصلاح نہیں کی۔ اے ظاہری دنیا پر فریب کھانے والے! تو نے ان لوگوں سے عبرت نہیں پکڑی جو تجھ سے پہلے ظاہری دنیا پر فریب کھا کر زمین کے اندر چلے گئے حالانکہ تو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا کہ سب کے اقرباء واحباب لوگوں کو اس منزل تک پہنچایا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۲۳)

اعمال صالحہ قبر کی وحشت کو دور کرتے ہیں

حضرت کعب علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وحشتوں کا منظر دیکھتا ہے تو بہت گھبراتا ہے، اس وقت اس کے اعمال صالحہ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد،

صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: قبر میں جب عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آ کر کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے ہٹو تم کچھ نہیں کر سکتے اس نے نمازوں میں بہت لمبا لمبا قیام کیا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں تو روزہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ ہٹو تمہیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا کیونکہ اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا کے لئے بہت زیادہ پیاس برداشت کی تھی۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دائیں بائیں سے آنا چاہتے ہیں تو حج و جہاد راستہ روک لیتے ہیں کہ اس نے خدا کے لئے اپنے بدن کو بڑی تھکن میں ڈالا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رحمت کے فرشتے آ جاتے ہیں اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے چوڑی کر دی جاتی ہے اور اس کی قبر میں ایک قندیل جلا دی جاتی ہے جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔ (احیاء العلوم جلد ۴، ص ۴۲۳ و ص ۴۲۴)

انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہے

منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی بزرگ کے پاس جا کر اپنی غریبی اور مفلسی کی شکایت کی تو انہوں نے اس شخص سے کہا: تم چاہتے ہو کہ تمہاری ایک آنکھ بند ہو جائے اور تم کو دس ہزار درہم مل جائیں؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا: کان، ہاتھ، پاؤں کے عوض اتنی ہی رقم تم کو دے دی جائے (ان کو بیچتے ہو) اس نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا اتنی ہی رقم کے عوض اپنی عقل کو بیچتے ہو؟ اس نے کہا: یہ بھی میری مرضی نہیں ہے۔ تب انہوں نے کہا: اس صورت میں پچاس ہزار درہم کا مال تو تمہارے پاس موجود ہے اور اس پر بھی تم اپنی مفلسی کی شکایت کر رہے ہو۔ صرف یہی نہیں بلکہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ تم اگر ان سے کہو کہ اپنی حالت کو دوسرے کی حالت سے بدل لیں تو وہ اس پر راضی نہیں ہوں گے۔ پس وہ نعمت جو اس کو ملی ہے دوسرے کو نہیں دی

گئی لہٰذا یہ محل شکر ادا کرنے کا ہوا۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بیمار کے لئے اجر نہیں لکھا جاتا اجر تو عمل کا ہوتا ہے۔ البتہ مرض اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ محض مرض کی وجہ سے اجر نہیں لکھا جاتا۔ ہاں بحالت صحت جو اعمال وہ کرتا تھا اور اب بیماری کی وجہ سے نہیں کر رہا جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اگر وہ تندرست ہوتا تو ضرور کرتا۔ لہٰذا ان اعمال کا ثواب اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے اور بیماری گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جبکہ ان سے توبہ بھی کر لے۔ اگر جی میں یہی ہے کہ اچھا ہو کر پھر اسی طرح گناہ کیا کروں گا تو اس صورت میں بیماری گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ جس بندے کے گناہ بہت ہوں اور اس کی کوئی عبادت ایسی نہ ہو جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا غم دیتا ہے جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ناکارہ اور نکمی (ارذل العمر) سے کیسے بچا جائے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

من قرء القران لم یردالی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔

جس نے قرآن پڑھا وہ رذیل عمر کی طرف نہیں لوٹتا کہ جاننے کے بعد اس کو کچھ یاد نہ رہے۔ وذلك قوله عزوجل ثم رددنه اسفل سافلین الا الذین امنوا قال و (عملوا الصلحت یعنی) الا الذین قرؤا القران۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق "بیشک ہم انسان کو پست کر دیتے ہیں مگر وہ جو ایمان لائے یعنی قرآن پڑھتے رہے (المستدرک للحاکم، ج ۲، ص ۵۲۸) یہ مشاہدہ بھی ہے کہ علماء حق کے حواس آخر تک سلامت رہتے ہیں اس سلسلے میں ایک دعا بھی یاد رکھنے اور پڑھتے رہنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور کہتے تھے: رسول

Scanned with CamScanner

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتے تھے اور وہ کلمات یہ ہیں:

اللھم انی اعوذ بك من الجبن واعوذ بك من البخل واعوذ بك من ارذل العمر واعوذ بك من فتنة الدنيا وعذاب القبر۔

(بخاری، مشکوۃ باب الذکر بعد الصلوۃ)

اے اللہ! میں بزدلی، بخیلی (کنجوسی) نکمی عمر، دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

☆ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے دریافت فرمایا: تیرے پاس کوئی ایسا قاصد نہیں کہ کسی کی روح قبض کرنے سے پہلے اس کے پاس بھیج دیا کرے تاکہ وہ اسے مطلع کرے کہ تیرے سفر آخرت کا وقت آ گیا ہے اور اپنی تیاری کر لے (تاکہ وہ گناہوں سے توبہ کر کے موت سے قبل اپنی اصلاح کر لے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے)

موت سے پہلے پیغام موت

ملک الموت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: بہت سے پیغام رساں ہیں جو کہ مرنے والے کے پاس پہنچتے ہیں اور اسے پیام رحلت دیتے ہیں مثلاً پیرانہ سالی ضعف قوت گویائی، ضعف بینائی وغیرہ جب ان چیزوں سے لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے تو میں متنبہ کرتا ہوں۔ کہ اے عنقریب ساغر موت نوش کرنے والے شخص کیا تیرے پاس یکے بعد دیگرے پیغام نہیں پہنچے مگر تو نے کسی پیغام کو درخور اعتنا نہیں سمجھا، اب میں خود آ رہا ہوں اور اس کے بعد تمام سلسلۂ پیغامات مقفل کر دیئے جائیں گے۔

☆ حلیۃ الاولیاء میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت منقول ہے کہ جب کوئی شخص بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بیماری دراصل ملک الموت کا قاصد ہوتا ہے جو

اسے موت سے باخبر کرتا ہے جب اس کی بیماری اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو ملک الموت آ کر فرماتے ہیں: اے انسان! تیرے پاس کتنے ہی قاصد پے در پے آتے رہے لیکن تو نے ذرہ بھر پرواہ نہ کی، اب تیرے پاس ایسا قاصد آیا ہے جو تیرے نشان کو بھی مٹا دے گا۔ (شرح الصدور، ص ۳۱-۳۲)

ضعف دل ضعف نظر ضعف سماعت انسان
یہ تیری موت کے آثار چلے آتے ہیں

ساٹھ سال تک مہلت

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

اعذر الله الی امرء اخر اجله حتی بلغ ستين سنة (بخاری)

جب انسان کی عمر ساٹھ سال ہو جاتی ہے تو اس کا کوئی عذر قابل قبول نہیں یعنی اگر کوئی شخص ساٹھ سال تک بھی اپنے آپ کو سنوار کر اللہ اور اس کے رسول کا تابعدار نہیں بن سکا تو اب انتظار کی گھڑیاں ختم، کیونکہ ساٹھ سال کی عمر ایک طویل زمانہ ہے۔ ایسا شخص مرنے کے بعد تمنا کرے گا کہ کچھ اور مہلت مل جائے تاکہ میں اپنی اصلاح کر لوں لیکن اب ایسی تمنا فضول ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں: ویعض انامله علی فقد ما کان متمکنا به۔ پھر وہ (حسرت کے ساتھ) اپنی انگلیوں کو کاٹے گا۔ اس وقت کے گزرنے پر جس کو اس نے اپنے اختیار سے ضائع کر دیا۔ (تفسیر کبیر، ج ۲۹، ص ۱۹) کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ ولن یوخر الله نفسا اذا جاء اجلها۔ المنافقون ۱۱ اس لیے حکم ہوا وانفقوا مما رزقناکم ...... المنافقون: ۱۰

اور ہم نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اسے (راہِ خدا میں) خرچ کر لو۔ اس سے قبل کہ تم میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہو تو پھر وہ کہنے لگے: میرے پروردگار! مجھے اور کچھ مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات دے لیتا

Scanned with CamScanner

اور نیکوں میں شامل ہو جاتا۔

ملک الموت کا فرمان

منقول ہے کہ ملک الموت حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی شخص کی روح قبض کرنے تشریف لائے تو اس نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: ''میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا' محلات (کے مسلح چوکیدار) جس کو روک نہیں پاتے اور جو رشوتیں قبول نہیں کرتا''۔ اس شخص نے کہا: جب تو آپ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ افسوس! میں نے تو (ابھی) موت اور اس کے بعد والے معاملات کی تیاری نہیں کی۔ فرمایا: اے شخص! تیرا فلاں ہمسایہ کہاں ہے؟ تیرا فلاں قرابت دار کدھر گیا؟ عرض کیا: وہ مر چکے۔ فرمایا: کیا تیرے لئے ان کی موت میں کوئی عبرت نہ تھی کہ (نصیحت حاصل کر کے) آخرت کی تیاری کرتا؟ پھر اس کی روح قبض فرمالی۔

(المستطرف ج ۲ ص ۴۷۷ دار الفکر بیروت)

☆ حضرت سیدنا یزید رقاشی علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ہم عامر بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں' ہم نے سبب گریہ دریافت کیا تو فرمانے لگے: مجھے اس (طویل ترین) رات کا خوف رلا رہا ہے جس کی صبح یوم قیامت ہے یعنی قبر کی رات کے ہوشربا تصور نے تڑپا رکھا ہے۔

(المجالسہ ج ۱ ص ۱۹۹' دار الکتب العلمیہ بیروت)

آپ سے جب کوئی حال پوچھتا تو فرمایا کرتے: موت جس کا موعد (یعنی وعدے کا وقت) زمین کے نیچے جس کا ٹھکانہ' قبر جس کا گھر' کیڑے جس کے انیس (یعنی ساتھی) ہوں اور ساتھ ساتھ اسے الفزع الاکبر (بڑی گھبراہٹ یعنی قیامت) کا بھی انتظار ہو' اس کا حال کیا ہوگا؟ یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر رقت طاری ہو جاتی حتیٰ کہ روتے روتے بیہوش ہو جاتے۔ (المستطرف ج ۲ ص ۴۷۷)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

معمول مبارک تھا کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو آپ اٹھتے اور فرماتے: یاایھا الناس اذکروا اللہ اذکروا اللہ جاء ک الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ جاء الموت بما فیہ جاء الموت بمافیہ (ترمذی)

اے لوگو! اللہ کو یاد کرو' اللہ کو یاد کرو' ہلا دینے والی قریب آ گئی ہے۔ یعنی نفخہ اولیٰ اور اس کے پیچھے آ رہی ہے پیچھے آنیوالی یعنی نفخہ ثانیہ موت ان تمام احوال کو ساتھ لے کر سر پہ آ چکی ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی راتوں کو عبادت الٰہی کے نور سے روشن رکھتے ہیں اور اس شعر کے مصداق کامل بن جاتے ہیں۔

؎ وہ شب مری قسمت کی سیاہی کی امیں ہے
جس شب مری پلکوں پہ چراغاں نہیں ہوتا

ساری زندگی جھونپڑی میں ہی گزار دی

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ایک بانس کی سادہ سی جھونپڑی میں رہائش رکھی ہوئی تھی۔ عرض کیا گیا: آپ کوئی عمدہ مکان ہی تعمیر کر لیتے تو فرمایا: فنا ہونے والے کے لئے یہی بہت ہے۔ (العقد الفرید ج ۳ ص ۱۴۶ دار احیاء التراث العربی بیروت)

☆ حضرت ابوزکریا تیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مسجد حرام میں موجود تھا کہ اس کے پاس ایک پتھر لایا گیا جس پر کوئی تحریر کندہ تھی' اس نے ایسے شخص کو بلانے کا کہا جو اس کو پڑھ سکے۔ چنانچہ مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور اسے پڑھا' اس میں لکھا تھا: ''اے ابن آدم! اگر تو اپنی موت کے قریب ہونے کو جان لے تو لمبی لمبی امیدوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے نیک عمل میں زیادتی کا سامان کرے اور حرص و لالچ اور دنیا کمانے کی تدبیریں کم کر دے۔ (یاد رکھ!) اگر تیرے قدم پھسل گئے تو روز قیامت تجھے ندامت کا سامنا ہوگا۔ تیرے اہل وعیال تجھ سے بے زار ہو جائیں گے اور تجھے تکلیف

میں مبتلا چھوڑ دیں گے‘ تیرے ماں باپ اور عزیز و احباب بھی تجھ سے جدا ہو جائیں گے‘ تیری اولاد اور قریبی رشتے دار تیرا ساتھ نہ دیں گے پھر تو لوٹ کر دنیا میں آ سکے گا نہ ہی نیکیوں میں اضافہ کر سکے گا۔ پس اس حسرت و ندامت کی ساعت سے پہلے آخرت کے لئے عمل کر لے‘‘۔ (ذم الهوی باب ۵۰ ص ۴۹۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

عزیز احباب‘ ساتھی دم کے ہیں سب چھوٹ جاتے ہیں
جہاں یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

ایسے لوگوں کو ہی خوشخبری سنائی جاتی ہے لاتقنطوا من رحمة الله. اتنا ہی کافی تھا اس پہ کرم بالائے کرم یہ کہ فرما دیا ان الله یغفر الذنوب جمیعا. سبحان اللہ۔ حضرت علی فرماتے ہیں: مافی القرآن اوسع من هذه الاية (قرطبی) قرآن میں (رحمت کے لحاظ سے) اس سے زیادہ وسیع کوئی آیت نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وهذه ارجی اية فی القرآن یہ آیت سب سے زیادہ امید دلانے والی ہے جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کو وان ربك لذو مغفرة للناس علی ظلمهم کو اس سے بھی اوسع و ارجی و افضل قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ظلم اور گناہوں کے باوجود بھی معاف کرنے والا ہے۔ سورۂ انعام میں فرمایا: کتب علی نفسه الرحمة تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے...... (۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

المستغفر من الذنب وهو مقيم عليه كالمستهزئ بربه
(الترغیب ج ۴ ص ۹۷)

گناہ سے توبہ اور گناہ پر اصرار کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو (نعوذ باللہ) اپنے پروردگار سے مذاق کر رہا ہو۔

گناہ سے کوئی انساں بھی پاک و صاف نہیں
گناہ کوئی بھی لیکن تو بار بار نہ کر

قبولیت توبہ کی شرطِ اولین دل کی ندامت ہے۔ رحمت الٰہی بخش کے لئے بہانہ چاہتی ہے۔ استغفار سے بھی پہلے ندامت قلب کے ساتھ ہی عفو معصیت کی خوشخبری و ضمانت دے دی جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما علم الله من عبد ندامة على ذنب الا غفر له قبل ان يستغفر منه (الترغیب ج ۴ ص ۹۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو جب بھی کسی بندے کی طرف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے گناہ پر ندامت ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کا وہ گناہ اس کے استغفار کرنے سے قبل ہی معاف فرما دیتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: التائب من الذنب کمن لا ذنب له

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

گناہ سے دل میں ندامت‘ زبان سے استغفار اور عزم مصمم کر کہ پھر اس گناہ کا اعادہ نہیں کروں گا اس سے یہی نہیں کہ گناہگار کے صحیفۂ اعمال سے وہ گناہ مٹا دیا جاتا ہے بلکہ اس کی جگہ نیکی لکھ دی جاتی ہے جیسا کہ رحیم و کریم مولیٰ کا فرمان ہے۔

الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئك يبدل الله سياتهم حسنت وكان الله غفورا رحيما. (الفرقان ۷۰)

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک اعمال کیے یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہ اللہ تعالیٰ نے نیکیوں سے بدل دیئے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا

Scanned with CamScanner

رحم کرنے والا ہے۔ (ان خوش خبریوں کے باوجود اہل اللہ پہ خوف خدا کا اس قدر غلبہ ہوتا چند واقعات ملاحظہ ہوں)

غلبۂ خوف خدا میں اہل اللہ کا حال

☆ حضرت ابوعبیداللہ بن الجراح صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فاتح شام رضی اللہ عنہ بکثرت فرمایا کرتے کہ میری تو یہ تمنا ہے کہ میں بجائے ابوعبیدہ کے ایک مینڈھا ہوتا جس کو لوگ ذبح کر کے پکاتے اور اس کا گوشت کھا کر شوربا پی لیتے۔

(احیاء العلوم ج ۴، ص ۱۶۰)

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ عظیم الشان صحابی ہونے کے باوجود کہا کرتے تھے۔ کاش میں آدمی نہ ہوتا بلکہ راکھ ہوتا جو ہواؤں میں اڑا دیا جاتا۔

(احیاء العلوم ص ۱۶۰)

☆ مشہور صحابی حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ پر خوف الٰہی کا ایسا غلبہ تھا کہ قرآن مجید سننے کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ اگر کبھی کوئی آیت سن لیتے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے اور کئی دن بے ہوش رہا کرتے تھے۔ ایک دن قبیلۂ خثعم کا ایک قاری آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کر دی۔ یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا. ونسوق المجرمین الی جهنم وردا (پ ۱۶، سورۂ مریم آیت ۸۶) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم قیامت کے دن متقی لوگوں کو مہمانوں کی صورت میں رحمٰن کے دربار میں جمع کریں گے اور مجرموں کو ہانک کر جہنم کی طرف پیاسا لے جائیں گے۔ آیت سن کر آپ نے فرمایا: میں تو متقی لوگوں میں سے نہیں ہوں بلکہ میں تو مجرمین میں سے ہوں۔ اے قاری! اس آیت کو پھر پڑھ۔ چنانچہ قاری نے اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو آپ نے زور سے ایک چیخ ماری اور فوراً آپ کی وفات ہوگئی۔ (احیاء العلوم ج ۴، ص ۱۶۰)

☆ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ نماز کے لئے تیزی سے جا رہے تھے کہ لوگوں نے کہا: نماز کے لئے تو ابھی کافی وقت ہے آپ اس طرح عجلت میں کیوں ہیں۔

فرمایا: اہل قبور میری پیشوائی کے لئے شہر کے دروازے پر منتظر ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مقدم فریضے کو ادا کر لوں۔ کہیں ایسا نہ ہو موت آ جائے اور میری نماز قضا ہو جائے۔ (کیمیائے سعادت للامام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ حضرت ابن زہیر سے مروی ہے کہ امام محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ کی حالت یہ تھی کہ اذا ذكر الموت مات كل عضوله على حدته (کتاب الزہد لابن حنبل، ص ۳۰۸) جب موت کا ذکر کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ (شدت خوف سے) ان کے جسم کے ہر عضو پہ موت مسلط ہے۔

☆ حضرت امام حسن سے کسی نے حال پوچھا تو فرمایا: وما حال من اصبح وامسى ينتظر الموت لايدرى ما يفعل الله به. (ایضاً، ص ۲۶۲) اس کا کیا حال ہوگا جو صبح و شام موت کا انتظار کر رہا ہے اور نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

اگر میں موت کو ایک لمحہ کے لئے بھی بھول گیا......

حضرت ربیع بن خثیم علیہ الرحمۃ نے اپنے گھر میں ایک قبر تیار کر رکھی تھی اور روزانہ اس میں کئی بار لیٹا کرتے تاکہ موت کسی وقت بھولنے نہ پائے اور فرمایا کرتے کہ اگر میں ایک لمحہ کے لئے بھی موت کو بھول گیا تو خطرہ ہے کسی گناہ میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ (کیمیائے سعادت للامام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

انہی کے بارے میں ہے:

كان الربيع بن خيثم اذا كان الليل وجد غفلة الناس خرج الى المقابر فجول فى المقابر يقول يا اهل القبور كنتم وكنا فاذا اصبح كانه نشر من اهل القبور

(کتاب الزہد لاحمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۴۳)

رات کو جب لوگوں کو محو خواب پاتے تو قبرستان کی طرف نکل جاتے وہاں

Scanned with CamScanner

پہنچ کر پکارتے: اے اہل قبور! تم اور ہم سب ایک ہی ہیں (یعنی ہم بھی عنقریب تم سے ملنے والے ہیں) اور جب صبح ہوتی تو وہ ایسے معلوم ہوتے کہ قبر سے نکل کر آئے ہیں (یعنی سخت پریشان حال ہوتے)

☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب بھی نماز کے لیے وضو کرتے تو خوف خداوندی سے آپ کا چہرہ پیلا پڑ جاتا' گھر والوں نے پوچھا کہ آپ کی یہ کیا عادت ہوگئی ہے' ہمیشہ وضو کے بعد آپ اس قدر ڈر جاتے ہیں کہ چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے اور آپ کانپنے لگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں کس کے سامنے نماز میں کھڑا ہونے والا ہوں۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

☆ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے ایک آدمی کو زور سے قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا: اے نوجوان کیا تو پل صراط پر سے گزر چکا ہے؟ اس نے کہا: جی نہیں! پھر پوچھا: کیا تجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تو جنتی ہے یا جہنمی؟ اس نے جواب دیا: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر یہ ہنسی کیسی اور کس بنا پر ہے؟ اس نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ پھر وہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

کاش موت کے بعد میں دوبارہ نہ زندہ کیا جاؤں

عن القاسم بن عبدالرحمن قال قال رجل عند عبدالله ابن مسعود لیتنی من اصحاب الیمین قال عبدالله بن مسعود لیتنی اذا مت لم ابعث (کتاب الزہد لابن حنبل' ص ۱۵۶)

حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص نے اظہار خیال کیا۔ کاش میں اصحاب یمین (اہل جنت) میں سے ہو جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہ کیا جاؤں۔ اتنے بڑے اولوالفضل صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آرزو کہ موت کے بعد میں زندہ نہ کیا جاؤں تا کہ قبر و قیامت میں عذاب وثواب

سے محفوظ رہوں۔ ہمارے لیے درس عبرت ہے وہ عامل ہوتے ہوئے قبر و قیامت کے احوال سے خائف اور ہم ہیں کہ بے عمل بے خوف ہیں۔

☆ حضرت علقمہ مدنی فرماتے ہیں: حضرت صفوان بن سلیم مسجد نبوی شریف سے بامر مجبوری ہی نکلا کرتے تھے اور جب نکلتے تو بے اختیار رونے لگتے۔ وقال اخشی ان لا اعود الیہ۔ ڈر لگتا ہے کہیں واپس نہ آ سکوں۔

(صفۃ الصفوۃ' ج ۲' ص ۱۵۳)

کوچ کا نقارہ بج چکا ہے

قال ابوحازم انك لست فی دار مقام قد او ذنت بالرحیل فما بقاء المرء بعد قرانه عجبا لقوم یعملون لدار یرحلون عنها کل یوم مرحلة و یدعون ان یعملوا الدار یرحلون الیها کل یوم مرحلة۔

ابو حازم فرماتے ہیں: تیرا قیام (اس دنیا میں) ہمیشہ کے لئے ممکن نہیں۔ کوچ (سفر) کا نقارہ بج چکا ہے۔ دوستوں کے جانے کے بعد کیا کوئی خود دنیا میں رہ سکتا ہے؟ تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس گھر کے لئے محنت کر رہے ہیں کہ جس سے ہر روز ایک منزل (کا سفر) طے کر رہے ہیں اور ایسے گھر کے لئے کچھ بھی عمل نہیں کر رہے جس کی طرف ہر روز ایک منزل (کا سفر) طے کر رہے ہیں۔

وقال کل عمل تکرہ الموت من اجله فاترکه ثم لا یضرك متی مت (صفۃ الصفوۃ ج ۲' ص ۱۶۲)

اور فرمایا: ہر وہ عمل جس کی جزا کے خوف سے تو موت پسند نہیں کرتا اسے ترک کر دے پھر تجھے کوئی خطرہ نہیں رہے گا' کسی بھی وقت تیرے پاس موت آ جائے۔

Scanned with CamScanner

ے دراصل ہے عالم وہی اللہ کے نزدیک
اللہ سے ڈرتا ہے جو جلوت ہو کہ خلوت

ایک بچی کی موت کے ڈر سے آہ وزاری

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے طوافِ کعبہ کے دوران ایک لڑکی کو دیکھا وہ کعبہ معظمہ کے پردوں سے چمٹی ہوئی رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے: یاربّ بہت سی شہوتوں کی لذتیں جاتی رہیں اور ان کی سزائیں میرے سر پر رہ گئیں۔ اے میرے ربّ! کیا جہنم کے سوا مجھے سزا دینے کی اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے؟ وہ لڑکی ساری رات صبح تک اپنی جگہ پر بیٹھی روتی اور دعائیں مانگتی رہی۔ حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے اس لڑکی کا حال اور اس کی دعاؤں کو سن کر اپنا سر پکڑ لیا اور میری چیخ نکل گئی اور میں نے کہا: مالک بن دینار کی ماں مالک بن دینار کو روئے (یعنی مالک بن دینار مر جائے۔) (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل پہ نگاہ رکھو

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اچھے مکان پر ناز نہ کرو' جنت سے زیادہ اچھا مکان اور کون سا ہوگا؟ مگر اس مکان میں حضرت آدم کا کیا انجام ہوا؟ اور عبادت کی کثرت پر غرور نہ کرو' ابلیس سے بڑا کون عابد ہوگا؟ مگر اس کو کیا ملا؟ اور علم کی زیادتی پر گھمنڈ نہ کرو' دیکھو بلعم باعوراء کو خدا کا اسم اعظم معلوم تھا مگر اس کا کیا انجام ہوا؟ وہ کافر ہو گیا اور اس کی زبان لٹک کر سینے پر آ گئی اور نیکوں کی صحبت سے بھی فریب نہ کھاؤ' دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب اور ابوطالب نے دیکھا' صحبت بھی اٹھائی' قرابت بھی تھی مگر ان دونوں کو کچھ نفع نہیں پہنچا۔

(احیاء العلوم' جلد ۴' ص ۱۶۰)

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ے پڑھنے دا ناں مان کریں توں نہ آنکھیں میں پڑھیا
اوہ جبار قہار کہاوے متاں روڑھ دیوے دُدھ گھڑیا

☆ حضرت سری سقطی فرماتے ہیں: میں روزانہ اپنی ناک کو بغور دیکھتا ہوں کہ کہیں گناہوں کی وجہ سے میرا منہ کالا تو نہیں ہو گیا ہے؟

☆ حضرت عطاء سلمی کبھی جنت کی دعا نہیں مانگتے تھے بلکہ ہمیشہ گناہ معاف ہونے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ مرض الموت میں ان سے پوچھا گیا: آپ کو کس چیز کی خواہش ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جہنم کا خوف میرے دل میں کوئی خواہش پیدا ہونے ہی نہیں دیتا اور لوگوں کا بیان ہے کہ چالیس برس تک حضرت عطاء سلمی نے نہ آسمان کی طرف دیکھا' نہ کبھی ہنسے' ایک مرتبہ بلا ارادہ آسمان کی طرف دیکھ لیا تو خوف سے کانپ کر گر پڑے اور ان کی آنت اتر آئی اور یہ بھی مشہور ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے خوف سے اپنے بدن کو ٹٹولا کرتے تھے کہ کہیں میں مسخ تو نہیں ہو گیا ہوں۔

(احیاء العلوم' جلد ۴' ص ۱۶۱)

آیت سنی اور روح پرواز کر گئی

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک عبادت گزار شخص کے سامنے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔ یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا۔ (الاحزاب' ٦٦)

(جس دن ان کے چہرے جہنم میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے اور وہ یہ کہتے ہوں گے کاش! ہم لوگوں نے اللہ و رسول کی اطاعت کر لی ہوتی) یہ آیت سن کر وہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے تو انہوں نے کہا: اے صالح! کچھ زیادہ پڑھیے کیوں کہ میں اپنے دل میں غم کی کیفیت محسوس کرتا ہوں تو میں نے یہ پڑھ دیا کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا (پ ۲۱' السجدہ آیت ۲۰) جب جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو دوبارہ اس میں ڈال دیے جائیں گے اس آیت کو سن کر وہ عابد زمین پر گر پڑے اور اسی دم میں ان کی روح

Scanned with CamScanner

پرواز کرگئی۔ (احیاء العلوم جلد۴ ص۱۶۱)

یہی صالح مری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن السماک جو نامور محدث اور باکمال واعظ و عابد تھے ہمارے یہاں آئے اور مجھ سے کہا: آپ اپنے یہاں کے عابدوں کے عجائب مجھے دکھلایئے تو میں ان کو محلہ کے ایک چھپر میں لے گیا تو وہاں ایک آدمی ٹوکری بنا رہا تھا تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی:

اذ الاغلل فی اعناقھم والسلسل یسحبون . فی الحمیم ثم فی النار یسجرون .	جب ان جہنمیوں کی گردن میں طوق اور زنجیریں ہوں گی وہ لوگ گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جلائے جائیں گے
(پ۲۴۔المومن ۷۲)	

تو آیت سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہوگیا پھر اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم ایک دوسرے عابد کے سامنے گئے تو اس کے سامنے بھی میں نے یہی آیت پڑھ دی تو وہ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ پھر ہم لوگ تیسرے عابد کے پاس گئے تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی۔

ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید .	یہ اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے
(پ۱۳ ابراہیم۔آیت ۱۴)	

تو وہ بھی چیخ پڑے اور ان کے نتھنوں سے اتنا خون بہا کہ وہ خون میں لت پت ہوگئے۔ یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کرگئی اسی طرح میں نے ابن السماک کو چھ عابدوں کے پاس پھرایا اور جس کے سامنے بھی میں نے آیت پڑھ دی وہ بیہوش ہو گیا۔ پھر میں ساتویں عابد کے پاس ان کو لے کر چلا تو ایک عورت نے چھپر کے اندر سے ہم لوگوں کو بلایا۔ جب ہم چھپر کے اندر داخل ہوئے تو ایک بوڑھا عابد اپنے مصلیٰ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے سلام کیا تو اس کو ہمارے سلام کی خبر نہیں ہوئی تو میں نے

زور سے چلا کر کہا: ان للخلق غدا مقاما (یعنی کل قیامت میں ایک مقام پر تمام مخلوق کو کھڑا ہونا پڑے گا) تو اس بوڑھے نے کہا: کس کے سامنے؟ پھر وہ منہ کھولے اور آنکھ پھاڑے مبہوت بنا رہا۔ اور اوہ۔ اوہ کہتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی نے ناراض ہو کر ہم کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ پھر میں نے ایک دن ساتوں عابدوں کا حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ تین تو ہوش میں آ گئے اور تین وفات پا گئے اور ساتواں جو بوڑھا تھا تین دن تک اس طرح مبہوت و حیران رہا کہ اسے فرض نمازوں کی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ (احیاء العلوم جلد۴ ص۱۶۱)

گورنروں کو للکارنے والے کی رب کی بارگاہ میں عاجزی

☆ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی نامور شیخ الحدیث تھے اور بادشاہ اور گورنروں کو نصیحت کرنے میں مطلق خوف نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کے روبرو کلمۂ علی الاعلان کہہ دیا کرتے تھے اور اس قدر بارعب تھے کہ کوئی آپ کا جواب دینے کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔ مگر خوف خداوندی کا یہ عالم تھا کہ بستر پر لیٹتے تو سانپ کی طرح کروٹ بدلتے رہتے۔ پھر بستر لپیٹ کر رکھ دیتے اور فرمایا کرتے: جہنم کے ذکر نے خدا سے ڈرنے والوں کی نیند ہی اڑا دی ہے۔ پھر تہجد پڑھ کر مسجد میں چلے جاتے اور نماز فجر ادا کر کے اپنے مصلیٰ پر قبلہ رو بیٹھے رہا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم جلد۴ ص۱۶۲)

☆ قال عبداللہ بن عباس اذا رائیتم الرجل بالموت فبشروہ حتّٰی یلقی ربہ وھو حسن الظن بہ واذا کان حیا فخوفوہ بربہ عزوجل (کتاب الزہد لعبداللہ بن المبارک ص۱۴۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب تم کسی کو موت کے قریب دیکھو تو اسے خوشخبری دو یہاں تک کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرے (یعنی فوت ہو جائے) اس وقت اس کا اللہ سے اچھا گمان ہو اور اس کی زندگی میں اسے اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ (تاکہ وہ اس کی نافرمانی سے

Scanned with CamScanner

مجتنب رہے)

حاکم وقت میں اس قدر خوف خدا؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی لونڈی نے آپ سے عرض کیا: اے امیر المومنین میں نے ابھی ابھی ایک خواب دیکھا ہے‘ آپ نے فرمایا: بیان کرو‘ لونڈی نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ: جہنم بھڑک رہا ہے اور اس کی پشت پر پل صراط قائم کیا گیا ہے تو بنو امیہ کا خلیفہ عبدالملک لایا گیا وہ پل صراط پر چند قدم چلا اور جہنم میں گر گیا۔ آپ نے چونک کر پوچھا: پھر کیا ہوا؟ لونڈی نے کہا: پھر ولید بن عبدالملک لایا گیا تو وہ بھی چند قدم چل کر جہنم میں گر گیا۔ آپ نے چونک کر سوال کیا: پھر کیا ہوا؟ تو لونڈی بولی: پھر خلیفہ سلیمان بن عبدالملک لایا گیا تو وہ بھی تھوڑی دور پل صراط پر چل کر جہنم میں اوندھا ہو کر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا: آگے کا حال جلد بیان کر‘ لونڈی نے کہا: اے امیر المومنین! پھر آپ لائے گئے‘ یہ سنتے ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے تو لونڈی کان میں کہنے لگی اے امیر المومنین میں نے دیکھا کہ آپ پل صراط سے پار ہو کر نجات پا گئے۔ قسم کھا کھا کر کہنے لگی کہ آپ سلامتی کے ساتھ پل صراط سے پار ہو گئے مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز برابر پاؤں پٹک پٹک کر چیخ مارتے اور روتے چلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۳)

روتے ہیں چھوٹے بڑے پیر و جواں — تیری میت ہے مگر تو ہے کہاں
حیف کیا پنجرا یہ اب خالی ہوا — کیا چہکتا اس کا بلبل اڑ گیا
کچھ تو منہ سے بول اے مرد خدا — شہر خاموشاں کی دے کچھ تو صدا
یہ زبانِ حال سے آئی صدا — کیا بتاؤں مجھ پہ بس گزری ہے کیا

ایک متکبر بادشاہ کی موت کا حال

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا جس کا ارادہ اپنی مملکت کی زمین کی سیر کا اور حال دیکھنے کا ہوا۔ اس کے لئے شاہانہ جوڑا منگایا گیا۔

ایک جوڑا لایا گیا تو وہ پسند نہ آیا پھر دوسرا منگایا گیا وہ بھی پسند نہ آیا غرضیکہ بار بار جوڑے منگوائے گئے۔ آخر نہایت پسندیدہ جوڑا پہن کر سواری منگائی گئی‘ ایک عمدہ گھوڑا لایا گیا وہ پسند نہ آیا‘ اس کو واپس کر کے دوسرا تیسرا منگایا جب وہ بھی پسند نہ آیا تو سب گھوڑے سامنے لائے گئے ان میں سے بہترین گھوڑا پسند کر کے سوار ہوا۔ شیطان مردود نے اس وقت اور بھی نخوت ناک میں پھونک دی۔ نہایت تکبر سے سوار ہوا حشم خدم فوج پیادہ ساتھ چلے مگر بڑائی اور تکبر سے بادشاہ ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے ایک شخص نہایت خستہ حال پرانے کپڑوں میں ملا۔ اس نے سلام کیا۔ بادشاہ نے التفات بھی نہ کیا۔ اس خستہ حال نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے اس کو ڈانٹا کہ لگام چھوڑ‘ اتنی بڑی جرات کرتا ہے۔ اس نے کہا: مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔ بادشاہ نے کہا: اچھا صبر کر۔ جب میں سواری سے اتروں گا اس وقت کہہ لینا۔ اس نے کہا: نہیں ابھی کہنا ہے اور یہ کہہ کر زبردستی لگام چھین لی۔ بادشاہ نے کہا: کہہ۔ اس نے کہا: بہت راز کی بات ہے‘ کان میں کہنی ہے۔ بادشاہ نے کان اس کے قریب کر دیا۔ اس نے کہا: میں ملک الموت ہوں‘ تیری جان لینی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ فق ہو گیا اور زبان لڑکھڑا گئی۔ پھر کہنے لگا: اچھا مجھے اتنی مہلت دیدے کہ میں گھر جا کر کچھ اپنے سامان کا انتظام کر لوں اور گھر والوں سے مل لوں۔ فرشتے نے کہا: بالکل مہلت نہیں ہے‘ اب تو اپنے گھر کو اور سامان کو کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔ یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی۔ وہ گھوڑے پر سے لکڑی کی طرح نیچے گر گیا۔ اس کے بعد وہ فرشتہ ملک الموت ایک نیک مسلمان کے پاس گیا کہ وہ (نیک بندہ) بھی کہیں سفر میں جا رہا تھا۔ اس کو جا کر سلام کیا۔ اس نے وعلیکم السلام کہا۔ اس نے کہا: مجھے تیرے کان میں ایک بات کہنی ہے۔ اس نے کہا: کہو۔ اس نے کان میں کہا: میں ملک الموت ہوں۔ اس نے کہا: بہت اچھا کیا آئے بڑا مبارک ہے ایسے شخص کا آنا جس کا فراق بہت طویل ہو گیا تھا۔ مجھے سے تو جتنے آدمی دور ہیں ان میں کسی سے بھی ملاقات کا اتنا

اشتیاق نہ تھا جتنا تمہاری ملاقات کا تھا۔ فرشتے نے کہا: تم جس کام کے لئے گھر سے نکلے ہو اس کو جلدی پورا کرلو۔ اس نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے سے زیادہ محبوب کوئی بھی کام نہیں ہے۔ فرشتے نے کہا: تم جس حالت پر مرنا اپنے لئے پسند کرتے ہو میں اسی حالت میں جان قبض کرونگا۔ اس شخص نے کہا: تمہیں اس کا اختیار ہے؟ فرشتہ نے کہا: مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔ اس شخص نے کہا: اچھا تو مجھے وضو کر کے نماز پڑھنے دو اور جب میں سجدہ میں جاؤں تو میری روح قبض کر لینا۔ چنانچہ اس نے نماز شروع کی اور سجدہ میں اس کی روح قبض کی گئی۔ (احیاء العلوم)

ایک ویران محل کی داستان

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایک بار میں کوفہ گیا اور ایک سرمایہ دار کا عالیشان محل دیکھا' دروازے پہ نوکروں کا جھرمٹ تھا اور ایک کنیز یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

اَلَایَادَارُ لَایَدْ خُلْكِ حُزْنٌ   وَلَا یَعْبَثْ بِسَاكِنِكِ الزَّمَانُ

اے مکان! تجھ میں کبھی کوئی غم داخل نہ ہو اور تیرے اندر رہنے والوں کو زمانہ کبھی پامال نہ کرے۔ حضرت فرماتے ہیں: کچھ عرصہ بعد دوبارہ اس محل کے پاس سے گزرا تو ہر طرف ویرانی اور وحشت کے مناظر تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے اس ویران محل کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک کمزور اور بوڑھی سی عورت نکلی جس سے میں نے محل کی تباہی کا سبب پوچھا اور یہ کہ اس میں بسنے والوں پہ کیا بیتی؟ اس بوڑھی نے رو کر کہا: ان سب کو موت نے قبروں میں منتقل کر دیا ہے جو بھی اس دنیا سے وفا کرتا ہے یہ اس کے ساتھ ضرور بے وفائی کرتی ہے۔ فرمایا: جب میں پہلے یہاں سے گزرا تھا تو ایک کنیز (فلاں) شعر پڑھ رہی تھی تو وہ کنیز بلک بلک کر رونے لگی اور کہا: وہ بدنصیب گلوکارہ میں ہی ہوں پھر اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا: ''افسوس ہے اس پر جو سب کچھ دیکھ کر بھی دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہو جائے اور اپنی موت سے غافل رہے''۔

(روض الریاحین' ص ۱۱۰ مطبوعہ مصر)

ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

زَیَّنْتَ بَیْتَكَ جَاهِلًا وَّ عَمَرْتَهٗ   وَلَعَلَّ غَیْرَكَ صَاحِبُ الْبَیْتِ
مَنْ كَانَتِ الْاَیَّامُ سَائِرَةً بِهٖ   فَكَاَنَّهٗ قَدْ حَلَّ بِالْمَوْتِ
وَالْمَرْءُ مُرْتَهِنْ بِسَوْفَ وَلَیْتَ   وَهَلَاكُهٗ فِی السَّوْفِ وَاللَّیْتِ
فَلِلّٰهِ دَرُّفَتًی تَدَبَّرَ اَمْرَهٗ
فَغَدَا وَرَاحَ مُبَادِرَ الْمَوْتِ

اشعار کا ترجمہ: (۱) (دنیا کی حقیقت اور آخرت کی معرفت سے) جہالت کی بنا پر تو اپنے مکان کو زینت دینے اور صرف اسی کو آباد کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اور (تیرے مرنے کے بعد) شاید تیرا غیر اس مکان کا مالک ہو (۲) جس کو ایام (کی گاڑی قبر کی طرف) کھینچتی چلی جا رہی ہے وہ گویا موت سے مل چکا یعنی بہت جلد مر جائے گا (۳) اور آدمی (دنیاوی مقاصد کے حصول میں) امید و رجاء کے پھندے میں گرفتار ہے حالانکہ انہیں جھوٹی امیدوں میں اس کی ہلاکت پوشیدہ ہے۔ (۴) اس جوان کا اجر اللہ تعالیٰ (کے ذمہ کرم) پر ہے جس نے اپنے (قبر و آخرت) کے معاملے کی تدبیر کی اور صبح و شام موت کی تیاری میں جلدی کی۔

☆ ربیع بن بزہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عبادت گزار آدمی بصرہ میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص مرنے لگا' لوگ اس کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کر رہے تھے اور اس کی زبان سے نکل رہا تھا کہ (شراب کا گلاس) تو بھی پی مجھے بھی پلا' تو بھی پی مجھے بھی پلا' اسی طرح اہواز میں ایک شخص مر رہا تھا لوگ اس کو کہتے لا الٰہ الا اللہ کہہ اور وہ کہتا دس دس روپیہ گیارہ گیارہ بارہ بارہ (اتحاف)

ملک الموت نے نجات نامہ لکھوا دیا

زید بن اسلم سے روایت ہے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میرے

Scanned with CamScanner

باپ نے کہا: مجھے ایک حدیث یاد آئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور وہ یہ کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنی وصیت اپنے سرہانے رکھے بغیر تین راتیں گزارے۔ میں نے کاغذ اور قلم دوات منگائی تا کہ وصیت لکھوں مگر میں ان کو اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سفید لباس والے جن کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی، تشریف لائے۔ میں نے کہا: کون ہو؟ کہا: ملک الموت۔ میں یہ سن کر ان سے پہلوتہی کرنے لگا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے اعراض نہ کرو، میں تمہاری روح قبض کرنے کو نہیں آیا۔ میں نے کہا: میرے لیے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ لکھ دو۔ انہوں نے کہا: قلم دوات لاؤ۔ میں نے انہیں قلم دوات اور کاغذ اٹھا کر دے دیا جو سرہانے رکھ کر سو گیا تھا تو انہوں نے لکھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ" اور اسی سے کاغذ کے دونوں حصے بھر دیے اور کاغذ مجھے دے دیا اور کہا: یہ ہے تمہارا نجات نامہ۔ میں گھبرا کر اٹھا اور چراغ منگا کر وہ کاغذ اٹھا کر دیکھا جو سرہانے رکھا تھا اور اس پر یہی تحریر موجود تھی۔ (ابن عساکر)

حضرت سلمان فارسی کی گریہ وزاری

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا تو وہ رونے لگے۔ کسی نے کہا: رونے کی کیا بات ہے آپ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ تم سے راضی تھے۔ فرمانے لگے کہ میں نہ موت کے ڈر سے رو رہا ہوں نہ دنیا کے چھوٹنے سے بلکہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا کہ دنیا سے انتفاع ہمارا صرف اتنا ہو جتنا مسافر کا توشہ، میں اس عہد کو پورا نہ کر سکا لیکن جب وصال پر ان کے گھر کا سامان دیکھا گیا تو وہ دس درم سے کچھ زیادہ تھا۔ یہ تھی وہ کل کائنات جس کی زیادتی پر رو رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے تھوڑا سا مشک منگوایا اور بیوی سے فرمایا: اس کو بھگو کر میرے بستر پر چھڑک دو۔ میرے پاس ایسی جماعت آ رہی ہے جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ (ایضاً)

☆ حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت ایک بزرگ ان کے پاس بیٹھے تھے، وہ ان کے لئے جنت کے ملنے کی دعا کرنے لگے۔ حضرت ممشاد رحمۃ اللہ علیہ ہنسے اور فرمایا: تیس برس سے جنت اپنی ساری زینتوں سمیت میرے سامنے آتی رہی میں نے ایک مرتبہ بھی اس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔ (یعنی میں تو جنت کے مالک کا مشتاق ہوں) (احیاء)

موت محض فنا ہو جانے کا نام نہیں

بہت سے لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہیں کہ موت صرف اسی کا نام ہے کہ موجودہ زندگی اور اس کے محسوسات وادراکات ولوازمات کے ختم ہو جانے کا نام ہے۔ اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں جس میں موجودہ زندگی کے بارے میں باز پرس ہو۔ یہ کافرانہ سوچ ہے۔ قرآن مجید میں انہی کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ کہا کرتے تھے: ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین (انعام:۲۹) ہماری جو دنیا کی زندگی ہے بس یہی زندگی ہے اور ہم (مرنے کے بعد) دوبارہ نہیں زندہ کیے جائیں گے۔ اس لیے ان کے بارے میں فرمایا: غرتھم الحیوۃ الدنیا۔ ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا (اعراف:۵۱) یعلمون ظاھرًا من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الاٰخرۃ غافلون۔ آنکھوں کے سامنے کی زندگی سے خبر دار ہیں اور آخرت سے بالکل بے خبر ہیں (الروم:۷) اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے: ان الذین لایرجون لقائنا ورضوا بالحیوۃ الدنیا...... بما کانوا یکسبون (یونس:۷) جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیا ہی کی زندگی سے دل لگا لیتے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے برے کاموں کی وجہ سے ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔

جو لوگ ملاقات الٰہی کے ہیں منکر
وہ نار جہنم سے ملاقات کریں گے

Scanned with CamScanner

کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کہوں؟

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی وفات کا وقت قریب تھا تو ایک طبیب خدمت میں حاضر تھا' اس نے کہا: امیر المومنین کو زہر دیا گیا ہے اس لئے مجھے ان کی زندگی کا اطمینان نہیں ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: تم کو اس شخص کی زندگی کا بھی اعتبار نہ چاہئے جس کو زہر نہ دیا گیا ہو۔ طبیب نے پوچھا کیا آپ کو خود بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ مجھ کو زہر دیا گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: مجھے اسی وقت علم ہو گیا تھا جب یہ زہر میرے پیٹ میں گیا۔ طبیب نے کہا: آپ اس کا علاج کر لیجئے ورنہ آپ کی جان چلی جائے گی۔ فرمانے لگے: (جس کے پاس جائے گی یعنی میرا رب) وہ ان سب میں بہترین ہے جن کے پاس کوئی جائے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میرے کان کے پاس کوئی چیز ایسی رکھی ہے جس میں میری شفا ہے تو میں وہاں تک بھی ہاتھ نہ بڑھاؤں۔ پھر کہا: اے اللہ! عمر کو اپنی ملاقات کے لئے پسند کر لے اس کے چند ہی روز بعد آپ انتقال ہو گیا۔

کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کہوں؟

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں کثرت سے موت کی دعا کیا کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا ایسا نہ کیجئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے بہت سی سنتیں (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندہ کر رکھی ہیں اور بہت سی بدعتیں (جو شروع ہو گئی تھیں) دبا رکھی ہیں۔ فرمانے لگے: کیا میں صالح بندے (حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کی طرح نہ بنوں جنہوں نے یہ دعا کی تھی: توفنی مسلما والحقنی بالصالحین (سورۂ یوسف ع۱۱) اے اللہ! مجھے اسلام کی حالت میں موت عطا فرما دے اور صالحین کے ساتھ ملا دے۔ انتقال کے قریب مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ نے جو کفن کے لئے دام دیئے ہیں ان کا بہت معمولی کپڑا آیا ہے۔ اس پر کچھ اضافہ کی اجازت فرما دیں۔ ارشاد فرمایا: وہ میرے پاس لاؤ۔

تھوڑی دیر اس کپڑے کو دیکھا پھر فرمایا: اگر میرا رب مجھ سے راضی ہے تب تو اس سے بہتر کفن مجھے فوراً مل جائے گا اور اگر میرا رب مجھ سے ناراض ہے تو جو کفن بھی ہوگا وہ زور سے ہٹا دیا جائے گا اور اس کے بدلے جہنم کی آگ کا کفن ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا: مجھے بٹھاؤ' بیٹھ کر فرمایا: یا اللہ تو نے مجھے (جن چیزوں کے کرنے کا) حکم دیا مجھ سے تعمیل نہ ہو سکی اور تو نے جن (کاموں) سے منع فرمایا: مجھ سے ان میں نافرمانی ہوئی لیکن لا الہ الا اللہ اس کے بعد انتقال فرمایا۔ اسی دوران میں یہ بھی فرمایا کہ میں ایک جماعت کو دیکھ رہا ہوں نہ تو وہ آدمی ہیں نہ جن ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انتقال کے قریب سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور فرمایا: یہاں کوئی نہ رہے سب باہر چلے گئے اور درزوں میں سے دیکھنے لگے تو وہ فرما رہے تھے بہت مبارک ہے۔ ایسے لوگوں کی آمد جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ اس کے بعد سورۂ قصص کے آخری رکوع کی یہ آیت شریفہ پڑھی۔ تلك الدار الاخرة۔ الآیۃ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے کرتے ہیں جو نہ تو دنیا میں بڑائی چاہتے ہیں نہ فساد''۔ (اتحاف)

قبر والوں کا حال

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے قبرستان والوں کا حال دکھا دے۔ میں نے ایک رات کو دیکھا گیا گویا قیامت قائم ہو گئی اور لوگ اپنی قبروں سے نکلنے لگے۔ ان کو میں نے دیکھا کہ کوئی تو سندس پر (جو ایک خاص اعلیٰ قسم کا ریشم ہے) سو رہا ہے کوئی ریشم پر ہے کوئی اونچے تخت پر ہے کوئی پھولوں پر ہے۔ کوئی ہنس رہا ہے۔ کوئی رو رہا ہے۔ میں نے کہا: یا اللہ اگر یہ سب ایک ہی حال میں ہوتے تو کیسا اچھا تھا۔ ایک شخص نے ان مردوں میں سے کہا: یہ اعمال کے تفاوت کی وجہ سے ہے' سندس والے تو اچھی عادتوں والے ہیں اور ریشم والے شہداء ہیں اور پھولوں والے کثرت سے روزہ رکھنے والے ہیں اور ہنسنے والے توبہ کرنیوالے ہیں اور رونے والے گنہگار ہیں اور اعلیٰ مراتب والے (یہ غالباً اونچے تخت والے ہیں) وہ لوگ ہیں

جواللہ تعالیٰ کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے“۔ (روض الریاحین)

ایک کفن چور کا واقعہ

ایک کفن چور تھا جو قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا۔ اس نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک شخص اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھے۔ قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا ہے اور وہ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے۔ اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا۔ تین دن بعد ہوش آیا۔ لوگوں نے قصہ پوچھا۔ اس نے سارا حال سنایا۔ بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی۔ اس سے پوچھا کہ قبر بتادے اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں۔ رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا جو کہہ رہے ہیں اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کریگا۔ اس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا۔ (ایضا)

میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے

شیخ ابو یعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مر جاؤنگا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا: مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔ کہنے لگا: میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔ (ایضا)

☆ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا: میرا انگوٹھا چھوڑ دے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے میں انتقال ہے۔ اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ شیخ ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کے لئے تختہ پر رکھا گیا تو وہ ہنسنے لگے۔ نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے کسی کی

ہمت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا۔ (ایضا)

صاحب روض نے بہت سے واقعات ان مرمٹوں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کا مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا‘ ہنسنا‘ مزاح فرمانا‘ لطف اڑانا معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے بعض واقعات حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے استیعاب میں بھی ذکر کئے ہیں۔ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف نہیں ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کرام سے بھی نقل کیا ہے۔

☆ ابوعبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نزع کی حالت میں تھا‘ وہ کہہ رہے تھے: اے اللہ! میں ظاہر میں لوگوں کو نصیحت کرتا رہا اور باطن میں اپنے نفس کے ساتھ کھوٹا پن کرتا رہا۔ میں نے اپنے نفس کے ساتھ جو کھوٹ کیا اس کو اس کے بدلہ میں کہ تیری مخلوق کو نصیحت کرتا رہا معاف کر دے۔ یہی کہتے کہتے جان نکل گئی۔ رحمهم الله تعالٰی رحمة واسعة

(یاد موت بحوالہ اتحاف)

ذائقہ اس کا نہ بھولے گا کبھی — جنتی ہو آدمی کیا دوزخی
برچھیاں رگ رگ میں اتریں موت کی — چپ چپاتے آہ بس جھیلیں سبھی
زندگی میں کوئی دکھ ایسا نہیں — موت کی تلخی جو ہے اے ہمنشیں
کاش اس موقع سے عبرت ہو ہمیں — کاش اس دنیا سے نفرت ہو ہمیں

اولاد کی وفات پر مشاہیر کے صابرانہ جملے

☆ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک فرزند وفات پا گیا تو آپ کو بے حد غم ہوا‘ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! تم اس بچے کو بچانے کے لئے کتنا فدیہ دے سکتے تھے؟ آپ نے عرض کیا: زمین بھر کر سونا‘ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! تم کو اتنا ہی بڑا

ثواب ملے گا۔ (احیاء العلوم ج۴ ص۴۱۵)

☆ حضرت محمد بن سلیمان علیہ الرحمۃ ایک مشہور و نامور تابعی محدث ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند کی قبر پر اس طرح دعا مانگی: یا اللہ! میں اس فرزند کے بارے میں تجھ سے کچھ امیدیں رکھتا ہوں اور کچھ تیرا خوف بھی رکھتا ہوں۔ اے اللہ! تو میری امیدوں کو پوری فرمادے اور مجھے خوف سے اپنے امن میں رکھ لے۔ (احیاء العلوم ج۴ ص۴۱۵)

☆ حضرت ابوسنان علیہ الرحمۃ نے اپنے بیٹے کی قبر پر یوں دعا مانگی' اے اللہ! میرے بیٹے پر کچھ میرے حقوق تھے اور کچھ تیرے حقوق تھے تو میں نے اپنے تمام حقوق کو معاف کر دیا ہے۔ لہٰذا تو بھی اپنے حقوق کو معاف فرمادے کیونکہ تو مجھ سے بہت زیادہ سخی اور بہت زیادہ کریم ہے۔ (احیاء العلوم ج۴ ص۴۱۵)

☆ حضرت عمر بن ذر علیہ الرحمہ نے اپنے فرزند کو قبر میں اتار کر یوں دعاء کی' اے ذر بن عمر! خدا تجھ پر رحمت کرے مجھے اس کی امید ہے اور خدا تجھ کو عذاب سے بچائے مجھے اس کا اندیشہ ہے۔ کاش مجھے خبر ہو جاتی کہ تو نے خدا سے کیا کہا اور خدا نے تجھ سے کیا فرمایا۔ اے اللہ! میرا بیٹا ذر' تو نے اس سے مجھے فائدہ مند فرمایا تھا اور تو نے اس کی روزی اور عمر پوری کر دی اور یقیناً تو نے کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ اے اللہ! میں نے اس پر اپنی اور تیری اطاعت لازم کر دی تھی اور اے اللہ! تو نے میری مصیبت پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے تو مجھے اجر عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا لے۔ اس دعا کی وجہ سے حاضرین پر رقت طاری ہو گئی اور سب لوگ رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ذر! تیرے بعد اب میرا کوئی خاص باقی نہیں رہ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی انسان کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اے بیٹا! اب ہم تجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں اور اگر ہم یہاں ٹھہریں بھی تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔

یاد رہے: حضرت عمر کے باپ کا نام بھی ذر تھا اور ان کے بیٹے کا نام بھی ذر تھا۔

(احیاء العلوم ج۴ ص۴۱۵)

ایک ہی دن میں دو بیٹوں اور شوہر کی موت پہ صبر کرنیوالی عورت

بصرہ کی ایک عورت کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا: تیرے چہرے پر عجیب رونق ہے' شاید تجھے کوئی غم نہیں پہنچا ہے؟ عورت نے کہا: غم تو مجھے ایسا پہنچا ہے کہ شاید بہت ہی کم لوگوں کو ایسا غم پہنچا ہوگا۔ سنو! میرے دو بچے نہایت ہی خوبصورت تھے جو ہر وقت میرے سامنے کھیلتے رہتے تھے۔ بقرعید کے دن میرے شوہر نے ایک بکری کی قربانی کی جس کو میرے بڑے لڑکے نے دیکھ لیا تھا تو اس نے میرے چھوٹے لڑکے سے کہا: آؤ میں تجھے دکھلا دوں کہ کس طرح میرے باپ نے بکری ذبح کی تھی۔ یہ کہا اور چھری لے کر اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر دیا۔ پھر وہ ڈر سے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ پھر میرا شوہر اس بچے کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھا تو وہ پیاس سے مر گیا۔ اے شخص ایک ہی دن دونوں بیٹے اور شوہر کی موت کا غم مجھ پر پڑ گیا۔ اب میں دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ میں نے کبھی اس اپنی مصیبت کا رو رو کر غم منایا نہ کوئی ناشکری کا لفظ زبان سے نکالا۔

(احیاء العلوم ج۴ ص۴۱۵)

۔ تنگی و ترشی سے گھبرانا نہیں — ہے اسی میں فضل رب العالمیں
کتنے ہی بیمار ہو جاؤ اگر — رحمت منان سمجھو سر بسر
جس قدر تکلیف ہوگی دوستو — پاک ہو جاؤ گے اس کو سن رکھو
جتنی ہوگی سخت بیماری تمہیں — آ ملے گی رحمت باری تمہیں
جس قدر ہو گئے خوش مولا سے تم — جاؤ گے خوشنود بس دنیا سے تم
زندگی میں تم اگر راضی رہے — نزع میں اس کی رضا تم کو ملے
بعد ہر تکلیف کے راحت ضرور — دینے والا ہے میرا رب غفور

موت مومن کے لئے تحفہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تحفة المومن الموت (ابن ابی الدرداء، والطبرانی والحاکم)

مومن کے لئے موت ایک تحفہ ہے کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا دروازہ کھلتا ہے اور آخرت کی ہر نعمت نصیب ہوتی ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وفیھا ماتشتھیه الانفس و تلذ الاعین وانتم فیھا خالدون (زخرف ۷۱) اس (جنت) میں وہ سب کچھ ملے گا جو ان کے دل چاہیں گے اور جس سے آنکھوں کو لذت نصیب ہوگی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

ملیں گے اہل جنت کو وہ انعامات جنت میں
نہ آنکھوں نے انہیں دیکھا نہ کانوں نے سنا ہوگا

جبکہ کافر کے لئے اس دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کی نعمتیں ہیں اور آخرت میں اس کے لئے سزا ہی سزا ہے اس لیے فرمایا گیا: الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر (مسلم عن ابی ہریرہ) دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

ایک روایت جو حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے ہے' اس میں فرمایا گیا:

الدنیا سجن المومن و سنته فاذا فارق الدنیا فارق السجن و السنة (طبرانی)

دنیا بندۂ مومن کے لئے قید خانہ اور قحط کی جگہ ہے۔ مومن جب دنیا کو چھوڑ دیتا ہے تو گویا قید خانے اور مقام قحط کو چھوڑ دیتا ہے۔

یہ قید خانہ ہے مومن کے واسطے دنیا
سکوں ہے کب کسی قیدی کو قید خانے میں

اور آخرت میں اہل ایمان کو نہ صرف نعمتیں عطا کی جائیں گی بلکہ قرآن پاک میں بار باران کو جنت کا وارث بنا دیے جانے کی بات کی ہے۔

اورثتموھا بما کنتم تعملون (الاعراف ۴۳) تلك الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا (مریم ۶۳) لہٰذا موت کے تحفہ ہونے کی حقیقت جاننے کے لئے

ان شہیدانِ وفا کی بات کر

ان شہیدان وفا کی بات کر
پی گئے جو بادۂ گلفام موت

الطبقات الکبریٰ للشعرانی ص ۱۴۰ پر ایک خاتون (عبیدہ بنت ابی کلاب) کا ذکر ہے۔ اور لوگ اس کو رابعہ بصریہ پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ حضرت مالک بن دینار کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ایک دفعہ اس نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ متقی اس وقت تک تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اللہ کی ملاقات نہ ہو جائے تو یہ خاتون غش کھا کر گر پڑی اور کہنے لگی اس کی مجھے پرواہ نہیں کہ میری کس حال میں صبح ہوئی اور کس حال میں شام۔

☆ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: بہت انتظار کے بعد محبوب آیا ہے۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے ملک الموت آیا تو آپ نے اس کو فرمایا: کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے کی جان لیتے دیکھا۔ ملک الموت نے اللہ کی بارگاہ میں جا کر ابراہیم علیہ السلام کا پیغام پہنچایا تو اللہ نے فرمایا: میرے ابراہیم سے جا کر کہہ دو کبھی آپ نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات سے گریزاں پایا؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا: ابھی میری روح قبض کرو (اور دوست کو دوست سے ملا دو)۔

موت کے بغیر نہ وصال یار ہے نہ جنت کی بہار

جلوۂ محبوب ہے انعام موت
کس قدر محبوب ہے انجام موت

Scanned with CamScanner

☆ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محبت کا مقام شوق سے ارفع واعلیٰ ہے جو اس مقام تک پہنچنا چاہتا ہے وہ موت میں تاخیر کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ لقاءِ محبوب کا ہمہ وقت متمنی اور اس کے دیدار کا ہر لحظہ منتظر رہتا ہے اور موت ہی اسے اس آرزو سے ہمکنار کر سکتی ہے۔

؎ موت آئے گی تو اس سے بھی ملیں گے ہنس کر
عمر بے سود پہ ہم نوحہ کناں بھی ہوں گے

☆ ابن عبدربہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مکحول سے کہا: کیا آپ کے دل میں جنت کی آرزو ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جنت کی تمنا کسے نہیں؟ یہ سن کر ابن عبدربہ نے کہا: پھر موت سے محبت کرو' کیونکہ جنت میں بغیر موت کے داخل نہیں ہو سکتے۔

☆ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی زکریا کہتے تھے اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے قبضۂ قدرت میں موت اور زندگی کر دی ہے تو میں آج ہی مرنے کو تیار ہوں تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر سکوں۔ (شرح الصدور لابن الجوزی' ۲۲-۲۳)

؎ زندگی کیا ہے؟ غم کا افسانہ
موت باب جحیم وجنت ہے

موت کو آتا دیکھ کر اہل اللہ کیا کہتے رہے؟

حالت نزع میں انسان کی زبان سے نکلنے والے کلمات بڑے معتبر ہوتے ہیں' لوگ سالوں تک ان الفاظ کو یاد رکھتے اور بیان کرتے رہتے ہیں کہ فلاں نے موت کے وقت یہ کہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندے کا آخری کلام اس کے اعتقادات و خیالات بلکہ عمل و کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے اور لوگوں کے لئے ان میں عبرتیں اور نصیحتیں ہوتی ہیں۔ ہم یہاں چند نامور ہستیوں کا ذکر کر رہے ہیں اور دم آخر ان کی زبان سے نکلنے والے کلمات کو لکھ رہے ہیں۔ شاید کسی کو پڑھ کر ہدایت اور فکر آخرت نصیب ہو

جائے۔

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بوقت جانکنی شدت تکلیف کی وجہ سے بہت بے قراری ظاہر ہوئی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی جان! آپ اس قدر گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت علی وحضرت فاطمہ وحضرت خدیجہ وحضرت حمزہ وحضرت جعفر وغیرہ رضی اللہ عنہم سے بہت جلد ملاقات کرنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا:

"اے میرے بھائی! میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے امر میں داخل ہو رہا ہوں کہ میں کبھی اس میں داخل نہیں ہوا تھا اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کے مثل کو کبھی میں نے دیکھا نہیں تھا"۔

یہ الفاظ مبارک نکلے اور ۵ ربیع الاول ۴۹ھ کو آپ نے وفات پائی۔
(تاریخ الخلفاء' ص ۱۳۱)

☆ امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں اپنی شہادت سے تھوڑی دیر پہلے اپنے اصحاب کے مجمع میں ایک خطبہ پڑھا جس میں حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

قد نزل من الامر ما ترون وان الدنيا قد تغيرت وتنكرت وادبار معروفها وانشمرت حتى لم يبق منها الا كصبابة الاناء حسبي من عيشي كالمرعي الوبيل الا ترون الحق لا يعمل به والباطل لا يتناهي عنه ليرغب المؤمن في لقاء الله تعالى واني لا ارى الموت الا سعادة والحيوة مع الظالمين الا جرمًا

یقیناً مجھ پر وہ معاملہ اتر پڑا ہے جس کو تم لوگ دیکھ رہے ہو بلاشبہ دنیا بدل گئی اور اجنبی ہوگئی۔ دنیا کی شرعی باتوں نے پیٹھ پھیر لی اور دنیا کپڑے سمیٹ کر بھاگ نکلی۔ اور دنیا نہیں باقی رہ گئی مگر اتنی ہی جیسے کہ برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا

Scanned with CamScanner

پانی۔ بس میری زندگی کا سازوسامان چراگاہ جیسا رہ گیا ہے۔ کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے باز نہیں آ رہے لہٰذا اب ہر مومن کو خدا سے ملاقات کی رغبت ہونی چاہئے اور میں تو موت کو بہت بڑی سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہوں۔

حق کی صداقتوں کی نشانی حسین ہے — دنیا میں انقلاب کا بانی حسین ہے
صحرا میں اس کے صبر کی تحریر میں پڑھوں — دریا کی موج پیاس ہے پانی حسین ہے

حضور علیہ السلام کے تبرکات کفن میں رکھنے کی خواہش و وصیت

رجب ٦٠ھ میں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لقوہ کی بیماری میں وفات کے قریب ہو گئے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: مجھے بٹھاؤ' لوگوں نے مسند کے سہارے آپ کو بٹھایا اور آپ دیر تک سبحان اللہ' سبحان اللہ پڑھتے رہے اور زار زار روتے رہے۔ پھر یہ دعا مانگی۔

یارب ارحم الشیخ العاصی وذاالقلب القاسی اللهم اقل العثرة واغفر الزلة وعد بحلمك على من لم يرج غيرك ولم يبق باحد سواك.

اے میرے رب! گناہگار اور سخت دل بوڑھے پر رحم فرما۔ گناہوں کو معاف فرما دے اور لغزشوں کو بخش دے۔ اپنے حلم کے ساتھ اس شخص سے برتاؤ فرما جس نے تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھی' نہ تیرے سوا کسی دوسرے پر کوئی بھروسہ کیا۔

پھر فرمایا: مجھے غسل دینے کے بعد شاہی خزانہ سے وہ رومال نکالنا جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک ملبوس اور آپ کے مقدس بالوں اور ناخنوں کے تراشے محفوظ ہیں۔ ان مقدس بالوں اور ناخنوں کو میری آنکھوں' میرے منہ اور ناک اور کانوں پہ رکھ دینا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک لباس میرے بدن پر کفن کے

نیچے رکھ دینا اور پھر مجھ کو قبر میں لٹا کر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

محمد بن عقبہ کا بیان ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وقت وفات آ پہنچا تو آپ نے بڑی حسرت کے ساتھ یہ فرمایا:

یالیتنی کنت رجلا من قریش بذی طوی وانی لم ال من هذا الامر شیئا. اے کاش میں قریش کا ایک مرد ہوتا جو مقام ذی طویٰ میں رہ جاتا اور سلطنت کے معاملے میں کسی چیز کا میں والی نہ بنا ہوتا۔

اس کے بعد آپ کی مقدس روح عالم بالا کو پرواز کر گئی اور آپ مسلمانوں کے قبرستان جَنۃُ البَقِیع میں مدفون ہوئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف اسی یا بیاسی برس کی تھی۔ ١٨ ذوالحجہ ٣٥ھ جمعہ کے دن آپ کی شہادت ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ٦٠٢ و احیاء العلوم ج ٤ ص ٣٠٧)

اے اللہ! میرے دل میں تیری محبت ہے

حضرت معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مرض الموت میں سخت علیل ہوئے تو یہ دعا بار بار مانگنے لگے:

اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں دنیا اور لمبی عمر سے اس لیے محبت نہیں کرتا تھا کہ بہت زیادہ نہریں بنواؤں اور بہت سے باغ لگاؤں بلکہ میں تو اس لیے لمبی عمر کا طلبگار تھا کہ میں (روزہ رکھ کر) سخت پیاس کی مشقت برداشت کروں اور مصیبت جھیلتا رہوں اور ذکر کے حلقوں میں علماء کی مجلسوں کے اندر مجمعوں میں بیٹھا کروں۔

پھر جب ان پر جانکنی کا عالم طاری ہوا اور نزع کے عالم میں ان پر شدید کرب و بے چینی نمودار ہوئی تو ان کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے:

رب ما اخنقنی خنقك فو عزتك انك تعلم ان قلبی یحبك .

اے میرے رب! تیری طرح تو کسی نے بھی میرا گلا نہیں گھونٹا تھا لیکن میں تیری

عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں تجھے خوب معلوم ہے کہ میرا دل تجھ سے محبت رکھتا ہے۔

زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے اور آپ کی مقدس روح عالم بالا میں پہنچ گئی۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

میں کتنا خوش ہوں کہ کل محبوب خدا سے ملاقات ہوگی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر جب نزع کا عالم طاری ہوا تو ان کی بیوی نے بے قرار ہوکر یہ کہا ہائے رے مصیبت! تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول دیں اور تڑپ کر فرمایا "واطرباہ" واہ رے میری خوشی! آخری کلمات جو آپ کی زبان مبارک سے نکلے یہ تھے۔

غدا نلقی الاحبة محمدا وصحبه (احیاء العلوم، ج ۴، ص ۴۰۹)

کل ہم تمام دوستوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ سے ملاقات کریں گے۔

لو بس اب جانے دو مجھ کو دوستو — رشتۂ الفت دلوں سے توڑ دو
تم سے میں روٹھا خفا تم سے ہوا — اور اپنا میں نے بس رستہ لیا
اب تمہارا میں نہ تم میرے رفیق — اب تو بس مجھ کو یہی سوجھا طریق
منہ چھپا کے تم سے غائب ہو رہوں — قبر میں سکھ نیند جا کر سو رہوں
دیر سے ہے منتظر تربت مری — بس اٹھاؤ زود تر میت مری
لے چلو دولہا بنا کر لے چلو — لے چلو بس آخری گھر لے چلو
غل ہوا کہرام وہ گھر میں مچا — ہو گیا گویا وہاں محشر بپا

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور جان دے دی

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بڑے جانثار انصاری صحابی ہیں۔ آپ جنگ خندق میں زخمی ہوگئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد

نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا، یہاں تک کہ ان کا زخم بھرنے لگا لیکن انہوں نے شوق شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

یا اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے کسی قوم سے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفار قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما دے۔ خدا کی شان کہ آپ کی دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک، آپ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔

(بخاری ج ۲ ص ۵۹۱ باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرہانے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے جانکنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمال نبوت کا دیدار کیا اور نہایت جوش محبت اور جذبۂ عقیدت سے والہانہ انداز میں یہ کہا:

اے اللہ کے رسول میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق پورا پورا ادا فرمایا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸۱)

اس کے بعد فوراً ہی آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ کا سال وفات ۵ ھ ہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر شریف ۳۷ برس کی تھی۔ (اکمال ص ۵۹۶ و اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۸)

کاش ان صندوقوں میں اشرفیوں کی جگہ مینگنیاں ہوتیں

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ برسوں تک مصر کے گورنر رہے ان کی دانائی اور بہادری کے واقعات سے تاریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ انہوں

Scanned with CamScanner

نے اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر اپنے بیٹوں کے صندوقوں کی طرف حقارت کے ساتھ دیکھا جو اشرفیوں سے بھرے ہوئے تھے اور فرمایا:

''کون ہے جو ان صندوقوں کو لے گا؟ کاش ان صندوقوں میں اشرفیوں کی جگہ جانوروں کی مینگنیاں بھری ہوتیں''۔

اتنا کہا اور فوراً آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آخری سانس تک آپ کے ہوش و حواس قائم رہے اور آپ گفتگو کرتے رہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۰۹)

ہم اپنے آقا علیہ السلام کو کبھی دشمن کے حوالے نہ کریں گے

۲ھ جنگ بدر میں حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کے بھائی شیبہ کافر سے دست بدست جنگ کی۔ شیبہ نے حضرت عبیدہ کو اس طرح زخمی کر دیا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کافر کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے' ان کی پنڈلی چور چور ہو گئی تھی اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا۔ اس حالت میں انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں' ہرگز نہیں بلکہ تم شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اگر آج میرے اور آپ کے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے شعر کا مصداق میں کیوں ہوں۔

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ   وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَاءِنَا وَالْحَلَائِلِ

یعنی ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس وقت دشمنوں کے حوالے کریں گے جب ہم لڑ لڑ کر ان کے گرد پچھاڑ دیئے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔

آپ نے یہ کہا اور فوراً ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶۱ و زرقانی علی المواہب ج ا ص ۴۱۸)

اسلامی فوج کو شہید کا پیغام محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احد کے میدان میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے میں حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلا تو میں نے ان کو سکرات کے عالم میں پایا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

''تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرا سلام کہہ دینا اور اپنی قوم (انصار) سے بعد سلام میرا یہ پیغام سنا دینا کہ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہے' اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کفار پہنچ گئے تو خدا کے دربار میں تمہارا کوئی عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا۔'' آپ نے یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت زید بن ثابت نے بارگاہ رسالت میں آ کر ان کا سلام عرض کیا اور انصار کو ان کا پیغام سنا دیا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۴۸)

حضور علیہ السلام کو میرا سلام کہنا اور دعا کی درخواست کرنا' شہید کی وصیت

حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی فوج کا افسر بنا کر ''اوطاس'' کی طرف روانہ فرما دیا وہاں درید بن الصمہ کافر کئی ہزار کی فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لیے میدان میں نکل پڑا اور درید بن الصمہ کے بیٹے نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر مارا جو ان کے گھٹنے پر لگا اور یہ زخمی ہو کر زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ کر آئے اور کہا: چچا جان! مجھے جلد بتایئے آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارے سے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا کے قاتل پر جوش میں بھرے ہوئے دوڑ پڑے تو وہ بھاگنے لگا مگر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو برابر دوڑاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ پھر اپنے چچا حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر یہ خوشخبری سنائی کہ چچا جان! خدا نے آپ کے قاتل کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر دیا ہے۔ پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا حضرت ابو عامر اشعری

Scanned with CamScanner

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو سے وہ تیر کھینچ کر نکالا تو وہ چونکہ زہر میں بجھا ہوا تھا اس لیے زخم سے بجائے خون کے پانی بہنے لگا اور وہ نڈھال ہونے لگے پھر انہوں نے اپنے بھتیجے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنی فوج کا افسر بنایا اور یہ وصیت فرمائی:

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام عرض کرنا اور میرے لیے دعا کی درخواست کرنا۔

یہ وصیت کی اور اس کے بعد ہی فوراً ان کی وفات ہو گئی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب جنگ سے فارغ ہو کر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنے مرحوم چچا کا سلام اور پیغام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھایا کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور آپ نے اس طرح دعا مانگی:

یا اللہ! تو ابو عامر کو قیامت کے دن بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ بنا دے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرم دیکھ کر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرما دیجئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

یا اللہ! تو عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) کے گناہوں کو بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت والی جگہ میں داخل فرما۔

(بخاری ج ۲ ص ۶۱۹ غزوۂ اوطاس)

اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا

غزوہ تبوک ۹ ھ میں حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا نہ کسی صحابی کی شہادت ہوئی نہ وفات ہوئی۔ حضرت ذوالبجادین ایک غریب مہاجر تھے اور اصحاب صفہ میں

سے تھے، یہ غزوہ تبوک میں شامل ہوئے اور ان کو بخار آ گیا، بوقت وفات ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے بڑی حسرت سے یہ کہا:

یارسول اللہ! میرا مقصد شہادت ہی ہے اور حضور نے میرے لیے دعا فرما دی ہے کہ اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کر دیا ہے تو کیا میں شہادت سے محروم رہوں گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جہاد کے لیے نکلے ہو تو اگر بخار میں بھی مرو گے جب بھی تم شہید ہی ہو گے۔

اس کے بعد بخار میں ہی حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی نعش کو لحد میں سلایا اور خود ہی قبر کو کچی اینٹوں سے بند فرمایا اور پھر یہ دعا مانگی: ''اے اللہ میں ذوالبجادین سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا''۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳۵۰ و ص ۳۵۱)

عمل کم کیا اجر بہت زیادہ مل گیا

حضرت اسود راعی رضی اللہ عنہ ایک حبشی تھے جو خیبر کے کسی یہودی کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر میں فوج لے کر داخل ہوئے تو یہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ کس دین کی دعوت دیتے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا: اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے خداوند تعالیٰ کی طرف سے کیا اجر وثواب ملے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم کو جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی۔ انہوں نے فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد یہ خوش نصیب ہتھیار پہن کر مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑا ہو گیا اور انتہائی جوش وخروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا: اس شخص نے بہت ہی کم عمل کیا اور بہت زیادہ اجر دیا گیا۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نعش کو خیمہ میں لانے کا حکم دیا اور ان کی نعش

Scanned with CamScanner

کے سرہانے کھڑے ہو کر آپ نے یہ بشارت سنائی:

اللہ تعالیٰ نے اس کے کالے چہرے کو حسین بنا دیا اور اس کے بدن کو خوشبودار بنا دیا اور دو حوریں اس کو جنت میں ملیں۔ اس شخص نے ایمان اور جہاد کے سوا کوئی دوسرا عمل خیر نہیں کیا نہ ایک وقت کی نماز پڑھی، نہ ایک روزہ رکھا نہ حج و زکوٰۃ کا موقعہ پایا مگر ایمان و جہاد کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۴۰)

چوک مرگ آید تبسم برلب اوست

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بہت ہی جلیل القدر تابعی ہیں بلکہ بعض محدثین نے آپ کو خیر التابعین (تمام تابعین میں بہترین) لکھا ہے۔ آپ بصرہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی خلاف شرع باتوں پر روک ٹوک کرتے رہتے تھے اس لیے اس ظالم نے آپ کو قتل کرا دیا۔ آپ کی شہادت کا واقعہ بڑا ہی عجیب و غریب ہے۔ حجاج نے پوچھا: سعید بن جبیر! بولو میں کس طریقے سے تمہیں قتل کروں؟ آپ نے فرمایا: جس طرح تو مجھے قتل کرے گا قیامت کے دن اسی طریقے سے تمہیں قتل کروں گا۔ حجاج نے کہا: تم مجھ سے معافی مانگ لو میں تجھ کو چھوڑ دوں گا آپ نے فرمایا: میں خدا کے سوا کسی دوسرے سے معافی نہیں مانگ سکتا۔ حجاج نے جھلا کر کہا: اے جلاد! ان کو قتل کر دو۔ آپ یہ سن کر ہنسنے لگے حجاج نے تعجب سے پوچھا: آپ اس وقت کس بات پر ہنس پڑے؟ آپ نے فرمایا: خدا کے روبرو تمہاری جرات پر مجھے تعجب ہوا اور ہنسی آگئی! آپ جلاد کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین. پڑھنے لگے حجاج نے کہا: اے جلاد! ان کا منہ قبلہ سے پھیر دے۔ تو آپ نے پڑھا اَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ. حجاج نے کہا: اے جلاد! ان کو منہ کے بل زمین پر لٹا کر قتل کر ڈال۔ جب جلاد نے آپ کو منہ کے بل بحالت سجدہ لٹایا تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

منها خلقنکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارۃ اخری جب جلاد نے خنجر اٹھایا تو آپ نے بلند آواز سے لا الـه الا اللہ وحدہ لا شریک له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله . پڑھا اور یہ دعا مانگی: "یا اللہ! میرے قتل کے بعد حجاج کو کسی مسلمان پر قابو نہ دے۔"

آپ کی یہ دعا مقبول ہوگئی کہ آپ کی شہادت کے بعد صرف پندرہ رات حجاج زندہ رہا اور کسی مسلمان کو قتل نہ کر سکا۔ اس کے پیٹ میں کینسر ہو گیا تھا۔ طبیب بدبودار گوشت کی بوٹی کو دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق میں ڈالتا تھا اور وہ اس کو گھونٹ جاتا تھا۔ پھر اس کو نکالتا تھا تو وہ بوٹی خون میں لپٹی ہوئی نکلتی تھی اور ان پندرہ راتوں میں حجاج کبھی سو نہیں سکا کیونکہ آنکھ لگتے ہی وہ خواب دیکھتا کہ حضرت سعید بن جبیر اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ رہے ہیں؛ بس آنکھ کھل جاتی۔

یہ بھی منقول ہے کہ قتل کے بعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے اس قدر خون نکلا کہ حجاج اور حاضرین حیران رہ گئے۔ جب طبیب سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ قتل ہونے والوں کا خون خوف سے سوکھ جاتا ہے مگر حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بالکل بے خوف تھے اس لیے ان کا خون بالکل خشک نہیں ہوا اور اس قدر زیادہ خون نکلا کہ سارا دربار خون سے بھر گیا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۸ و طبقات شعرانی و تہذیب التہذیب)

مرحبا، خوش آمدید ان چہروں کے لئے جو نہ انسان ہیں نہ جن

حضرت عمر بن عبدالعزیز بنو امیہ کی فہرست میں خلیفۂ عادل کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ روزانہ یہ دعا مانگا کرتے "اے اللہ! میری موت کو مجھ پر آسان کر دے" چنانچہ ان کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کا بیان ہے کہ ان کی وفات کے وقت میں ان کے خیمہ سے نکل کر مکان میں بیٹھ گئی تو میں نے ان کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوًا فی الارض ولا

Scanned with CamScanner

فسادًا والعاقبة للمتقین (پ-۲۰ عنکبوت-آیت-۳۸)

یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے اور آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

اس کے بعد وہ بالکل ہی پرسکون ہو گئے، نہ کچھ بولے، نہ کوئی حرکت کی، میں نے لونڈی سے کہا: دیکھ تو خلیفہ کا کیا حال ہے؟ وہ دوڑ کر گئی تو آپ وفات پا چکے تھے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عین وفات کے وقت آپ نے فرمایا: مجھے بٹھا دو جب لوگوں نے انہیں بٹھایا تو بیٹھ کر انہوں نے یہ کہا:

یا اللہ! تو نے مجھے کچھ باتوں کا حکم فرمایا تو میں نے کوتاہی کی اور تو نے مجھے کچھ باتوں سے منع فرمایا تو میں نے نافرمانی کی تین مرتبہ یہی کہا پھر کلمہ طیبہ پڑھا اور نظر جما کر دیکھا، تو لوگوں نے کہا: آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں کچھ سبز پوش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن، یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۸ و ص ۴۰۹)

☆ عبید بن حسان کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت بالکل ہی قریب آن پہنچا تو انہوں نے ہر شخص کو گھر میں سے نکل جانے کا حکم دیا تو مسلمہ اور ان کی بیوی فاطمہ دروازے پر بیٹھ گئے تو انہوں نے سنا کہ آپ بلند آواز سے کہہ رہے ہیں مرحبا۔ خوش آمدید ہے ان چہروں کے لیے جو نہ آدمی ہیں نہ جن پھر یہ آیت پڑھی۔

تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادًا ط والعاقبة للمتقین۔

پھر لوگوں نے گھر میں داخل ہو کر دیکھا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۶۶)

مسلماں کب پیام موت سے ڈرتا ہے اے انساں
مسلماں کی اجل اس کے گناہوں کا کفارہ ہے

الموت کفارة لکل مسلم (ابونعیم) الموت ریحانة المؤمن الموت تحفة المؤمن والدرهم والدینار ربیع المنافق

اجل ہے مرد مومن کے لئے اک تحفۂ خوش تر
منافق کی بہار زندگی ہے دولت دنیا

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کیا کرتے تھے:

اللھم ھون علی الموت۔ اے اللہ! موت کو میرے لیے آسان کردے۔

(کتاب الزہد ص ۲۹۱)

اس عمر میں اس قدر محنت کیوں؟

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بڑھاپے میں پہنچے تو نیک اعمال کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ ان کے احباب کہتے کہ اس عمر میں اس درجہ محنت کیوں فرماتے ہیں اپنے نفس پہ نرمی کیجیے۔ آپ ان کو جواب دیتے کہ گھوڑ دوڑ میں سمجھدار گھوڑا جب منزل مقصود کے قریب پہنچتا ہے تو وہ اپنے حریف سے پہلے منزل پہ پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا میری منزل (موت) بھی قریب ہے میں بھی اس کے لئے تگ و دو کر رہا ہوں۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۶۰)

امور آخرت میں سبقت و عجلت عبادت ہے
مگر دنیا کے کام انجام دو فہم و تأخر سے

ایک مسئلہ جس سے اصلاح ہو جائے سو حج اور سو جہاد سے بہتر ہے

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ نے بوقت وفات اپنے شاگرد خاص یحییٰ بن یحییٰ کو مخاطب کر کے فرمایا سنو!

الحمد للہ الذی اضحك وابکی و امات واحیٰ۔

یعنی اس خدا کے لیے حمد ہے جس نے ہمیں کبھی خوشی دے کر ہنسایا اور کبھی غم دے کر رلایا۔ ہم اسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے ہیں۔

یاد رکھو! میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا یا کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کر لینا ایک سو حج اور ایک سو جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد آپ کی آواز بالکل دھیمی پڑ گئی اور پھر آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا سال پیدائش ۹۳ھ اور وفات کا سال ۱۷۹ھ ہے اور قبر شریف جنۃ البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔ (اکمال وطبقات شعرانی۔ دبستان المحدثین)

کاش میں غریبی کی حالت میں مرتا اور قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کرتا

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ کے جلیل القدر شاگرد اور خلیفہ ہارون الرشید عباسی کی حکومت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) رہے، آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔ عین وفات کے وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے گئے:

کاش میں اپنی اسی غریبی کی حالت میں مرتا جو شروع میں میری حالت تھی اور میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ قبول نہ کرتا۔ الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی جان بوجھ کر کوئی حرام کام نہیں کیا اور نہ کبھی کوئی درہم حرام کھایا۔

عین وفات کے وقت یہ کہہ کر آپ کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی آواز نہ سنی گئی۔ وفات سے پہلے آپ نے یہ وصیت فرمائی: میرے مال میں سے چار لاکھ درہم مکہ ومدینہ وکوفہ وبغداد کے محتاجوں کو دے دیا جائے۔

(شذرات الذہب لابن عماد وسیرۃ النعمان وغیرہ)

میں اللہ کے قاصد کی انتظار میں ہوں......

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ کے دادا استاذ اور کوفہ کے استاذ الفقہاء ہیں۔ عبادت، ریاضت اور خوفِ الٰہی میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے۔ یہ اپنی وفات کے وقت رونے لگے، کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ

نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کے قاصد کی انتظار کر رہا ہوں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری سناتا ہے یا جہنم کی وعید سناتا ہے۔

یہ کلمات زبان مبارک سے نکلے اور آپ کا وصال ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے

جمع زر کرتا ہوں کلفت سے بچنے کے لیے
جمع زر سے اور کلفت میں گھرا جاتا ہوں میں

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ بہت ہی عظیم الشان محدث اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے بہت ہی محبوب اور محبّ شاگرد رشید ہیں۔ عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں آپ کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ ان کو ان کے والد کی میراث سے بہت کثیر دولت ملی تھی اور ہمیشہ بہت ناز ونعمت کی زندگی بسر کی تھی اور بہت ہی نفاست پسند امیر کبیر تھے۔

بوقت وفات انہوں نے اپنے غلام ''نصر'' سے کہا کہ تم مجھے بستر سے اٹھا کر زمین پر رکھ دو اور میرے سر پر خاک ڈال دو تو ''نصر'' رو پڑا۔ آپ نے فرمایا: تم رو کیوں رہے ہو؟ ''نصر'' نے عرض کیا: اے میرے مولیٰ! میں نے تمام عمر آپ کو ناز ونعمت میں زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور موت کے وقت آپ ایک مسکین پردیسی کی طرح مرنے کا خیال رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میں نے خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ تو مجھے اغنیاء کی زندگی اور فقراء کی موت عطا فرما۔ پھر آپ نے فرمایا: تم صرف ایک مرتبہ مجھ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا اور پھر جب تک میں کوئی دوسری بات نہ بولوں دوبارہ مجھے تلقین نہ کرنا، چنانچہ ''نصر'' نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مبارک نے آنکھ کھولی اور ہنسے اور یہ آیت تلاوت کی لمثل ھٰذا فلیعمل العملون۔ یعنی ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔ پھر ایک دم ان کا طائر

Scanned with CamScanner

روح عالم بالا کی طرف پرواز کر گیا۔ (احیاء العلوم جلد ۴، ص ۴۰۹)

☆ ایسا ہی واقعہ حضرت عمر بن حسین جحمی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ یہ محدث کبیر ہیں اور مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہ چکے ہیں۔ حضرت امام مالک کا قول ہے کہ یہ بہت ہی عبادت گزار تھے اور ایک قرآن مجید روزانہ پڑھا کرتے تھے ان کی وفات کے وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ نزع روح کے وقت ان کی زبان سے یہ آیت سنی گئی لمثل هذا فليعمل العملون. ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ جیسے ہی اس آیت کو انہوں نے پڑھا فوراً ہی آپ کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ) (تہذیب التہذیب)

☆ حضرت زرارہ بن ابی اوفیٰ علیہ الرحمۃ بصرہ کے رہنے والے تابعی اور بہت بلند مرتبہ محدث ہیں، آپ بصرہ کے قاضی بھی تھے اور قبیلہ بنی قشیر کی مسجد میں لوجہ اللہ امامت بھی فرماتے تھے۔ حضرت بہز بن حکیم محدث کا بیان ہے کہ ایک دن فجر کی نماز میں آپ نے فاذا نقر فی الناقور فذالك يومئذ يوم عسير (پ۲۹۔ المدثر۔ آیت ۹) کی آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دن صور پھونکا جائے گا وہ دن بہت سخت ہوگا۔ یہ آیت پڑھتے ہی آپ لرزتے اور کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ بہز بن حکیم محدث کہتے ہیں کہ میں بھی ان کی نعش مبارک کو مسجد سے ان کے گھر تک اٹھا کر لے جانے والوں میں شامل تھا۔ یہ واقعہ ۹۲ ھ میں ہوا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۱ و اکمال و ترمذی شریف)

میں اللہ کی پکڑ سے ڈرتا ہوں

حضرت محمد بن منکدر علیہ الرحمۃ بڑے بڑے بلند پایہ محدثین کے شاگرد اور مشہور ائمہ حدیث کے مقتدی اور استاد ہیں۔ عبادت کی کثرت اور زہد و تقویٰ میں بھی آپ اپنے زمانے کے بہت مشہور و ممتاز عابد و زاہد ہیں۔ بوقت وفات جانکنی کے عالم میں آپ بلبلا کر رونے لگے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کے رونے کی کیا

وجہ ہے؟ تو آپ نے آنسو پونچھتے ہوئے بھرائی آواز میں فرمایا:

میں اپنے کسی گناہ یا اور کسی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ صرف اس خیال سے مجھے رونا آ گیا کہ میں نے بہت سی باتوں کو معمولی اور حقیر سمجھا تھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی باتیں تھیں تو میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں ان باتوں پر میری پکڑ نہ ہو جائے، بس اتنا کہا اور فوراً ہی ان کی وفات ہو گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴، ص ۴۰۹)

میرے گناہ تیرے عفو کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کی علمی جلالت شان محتاج بیاں نہیں، آپ کے فضائل و کمالات کے ذکر خیر سے تاریخ کے صفحات مال مال ہیں۔

امام مزنی کا بیان ہے کہ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے مزنی! سنو میرا اس وقت یہ حال ہے:

"میں دنیا سے جا رہا ہوں اور دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں اور اپنے برے اعمال سے ملاقات کرنے والا ہوں اور موت کا پیالہ پینے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جانے والی ہے تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں یا جہنم میں جانے والی ہے تاکہ میں اس کی تعزیت کروں۔"

پھر آپ ان اشعار کو نہایت ہی لرزہ خیز اور پردرد آواز میں پڑھنے لگے۔

وَلَمَّا قَسٰی قَلْبِیْ وَضَاقَتْ مَذَاهِبِیْ — جَعَلْتُ رِجَائِیْ نَحْوَ عَفْوِكَ سُلَّمَا

اور جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے — تو میں نے اپنی امید کو تیرے عفو کی جانب سیڑھی بنا لیا

تَعَاظَمَنِیْ ذَنْبِیْ فَلَمَّا قَرَنْتُهٗ — بِعَفْوِكَ رَبِّیْ كَانَ عَفْوُكَ اَعْظَمَا

مجھے اپنا گناہ بڑا معلوم ہوا لیکن جب میں نے — تیرے عفو سے اس کا موازنہ کیا تو تیرا عفو بڑا نکلا

Scanned with CamScanner

فَمَازِلْتَ ذَاعَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ   تَجُوْدُ وَ تَعْفُوْ مِنَّةً وَ تَكَرُّمَا

تو ہمیشہ گناہوں کو معاف کرنے والا رہا اور تو ہمیشہ ہی سخاوت کرتا رہا اور معافی دیتا رہا اپنے ہی احسان وکرم سے۔

مذکورہ بالا تقریر واشعار کے بعد ہی آپ کا انتقالِ پرملال ہوگیا۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۱)

تیس برس سے روزانہ ایک قرآن مجید پورا پڑھنے والا محدث

حضرت ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمۃ بڑے پائے کے محدث اور بے حد مشہور وممتاز عابد وزاہد تھے اور بادشاہ وقت اور اس کے گورنروں کو نصیحت کرنے میں بڑے بے خوف اور نڈر تھے' اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی اور لڑکے سے فرمایا:

میری پیاری بیٹی! تم کیوں ڈرتی ہو؟ کیا تم اس لیے روتی ہو کہ تمہارے باپ کو عذاب دیا جائے گا؟ اے نورِ نظر! تم کو کیا خبر میں نے اپنے مکان کے اس ایک کونے میں ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ونووی)

بیٹا ابراہیم! تمہارے باپ نے زندگی بھر کوئی بے حیائی کا کام نہیں کیا ہے اور تیس برس سے مسلسل میں ایک قرآن مجید پڑھتا رہا ہوں۔ خبردار! اس بالا خانے پر ہرگز تم گناہ کا کام مت کرنا کیونکہ اس بالا خانے میں میں نے بارہ ہزار مرتبہ پورا قرآن مجید پڑھا ہے۔

یہ تقریر ختم کرتے ہی جمادی الاولیٰ ۱۹۲ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔

(نووی علی المسلم)

عظیم محدث کے آخری الفاظ

حضرت ابوزرعہ علیہ الرحمۃ علم حدیث کے مشہور امام اور اس فن میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مرتبہ مانے گئے ہیں۔ ایک بار حضرت امام احمد بن حنبل علیہ

الرحمۃ نے فرمایا: میرے علم میں صحیح حدیثوں کی تعداد سات لاکھ ہے اور ابوزرعہ جوانی ہی میں چھ لاکھ حدیثوں کے حافظ ہو چکے تھے۔ آپ کے مرض الموت میں سکرات موت اور جانکنی کے عالم میں بہت سے محدثین حاضر تھے۔ لوگوں کو خیال آیا کہ آپ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہئے مگر حضرت ابوزرعہ کی جلالتِ شان کے آگے کسی کو ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آخر سب لوگوں نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین والی حدیث کا تذکرہ کرنا چاہئے تاکہ ان کو کلمہ یاد آجائے چنانچہ محمد بن مسلم محدث نے ابتدا کی اور یہ سند پڑھی حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمید بن جعفر اتنا پڑھ کر رعب سے ان کی زبان بند ہوگئی اس پر ابوزرعہ نے جانکنی کے عالم میں روایت شروع کر دی حدثنا بندار حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح عن کثیر بن مرۃ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ۔ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی پوری حدیث یوں ہے: من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی جس کی زبان سے مرتے وقت آخری کلام لا الہ الا اللہ...... نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۲۶۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (تذکرۃ الحفاظ وتہذیب التہذیب وغیرہ)

میرے پاؤں زندگی بھر کسی گناہ کی طرف چل کر نہیں گئے

حضرت ہشیم بن جمیل علیہ الرحمۃ علم حدیث میں امام مالک وغیرہ محدثین کرام کے نامور شاگردوں میں سے ہیں۔ نہایت متقی اور اعلیٰ درجہ کے عابد وزاہد تھے۔ حضرت سفیان بن محمد مصیصی کا بیان ہے کہ میں ان کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھا' آپ سکرات الموت میں قبلہ رو ہو کر لیٹے ہوئے تھے کہ لوگوں نے آپ پر چادر اوڑھا دی اور دم نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ اسی حالت میں ان کی باندی نے ان کا پاؤں اپنے ہاتھ سے دبایا تو آپ نے فرمایا: اے میری باندی ان پاؤں کو اچھی طرح دبا۔ اللہ جانتا ہے کہ میرے یہ دونوں پاؤں زندگی بھر کسی گناہ کی طرف نہیں چلے ہیں۔ بس یہ الفاظ

Scanned with CamScanner

نکلنے کی دیر تھی کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ سن وفات ۲۱۳ھ ہے۔ (تہذیب التہذیب)

موت ایک کٹھن اور سنگین مرحلہ ہے

حضرت بشر بن حارث علیہ الرحمۃ' یہ وہی مشہور صاحب ولایت و باکرامت بزرگ ہیں جو عام طور پر ''بشر حافی'' کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ اتنے بلند مرتبہ محدث اور مفتی اعظم ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل ان کی درسگاہ کے ایک طالب علم ہیں۔ آخری عمر میں درس حدیث اور مجالس فتویٰ ختم کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے۔ بوقت وفات جانکنی کے عالم میں ان پر بہت زیادہ مشقت اور بے قراری ظاہر ہوئی تو کسی نے پوچھا: کیوں' کیا بات ہے کیا آپ کو زندگی سے محبت ہے اور موت ناگوار ہے؟ آپ نے فرمایا:

بھائی! اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا بہت دشوار معاملہ ہے اسے آسان نہ سمجھو، میں اسی لیے بے قراری میں پیچ و تاب کھا رہا ہوں کہ یہ بہت ہی سنگین اور کٹھن مرحلہ ہے' بس یہ کہا اور ان کا وصال ہو گیا۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

کاش میں حکمران کی بجائے ایک غسال ہوتا

عبدالملک بن مروان خلفاء بنوامیہ میں بڑے کروفر کا بادشاہ گزرا ہے' بہت زیادہ صاحب علم اور خلیفہ ہونے سے پہلے بہت عبادت گزار بھی تھا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو اس نے ایک غسال کو دمشق کے دروازے پر دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر ایک مردہ نہلانے جا رہا تھا' خلیفہ عبدالمالک نے کہا: کاش میں بھی ایک غسال ہوتا اور اپنے ہاتھ ہی کی کمائی روزانہ کھاتا اور میں حکومت دنیا کے کسی معاملہ کا والی نہ بنتا۔ جب صوفی ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ عبدالملک کے اس مقولہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: الحمد للہ! جب ان بادشاہوں کی موت کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ ہمارے حال کی تمنا کرتے ہیں اور جب ہم لوگوں کی موت کا وقت آتا ہے تو ہم لوگ

ان بادشاہوں کے حال کی تمنا نہیں کرتے۔

☆ عین جانکنی کے عالم میں کسی نے خلیفہ عبدالملک بن مروان سے پوچھا: اس وقت آپ اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہیں؟ تو اس نے کہا: میں اپنے آپ کو بالکل ویسا ہی پا رہا ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولقد جئتمونا فرادی کما خلقنکم اول مرۃ و ترکتم ماخولنکم وراء ظهورکم (انعام:۹۴) اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا' یہ آیت تلاوت کی اور دم نکل گیا۔ (احیاء ج ۴ ص ۴۰۸)

دیگر عباسی خلفاء کا حال

☆ خلفائے بنو العباس میں خلیفہ ہارون الرشید جس شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کا بادشاہ گزرا ہے تاریخ داں حضرات پر پوشیدہ نہیں' وہ موت کے وقت اپنے کفن کو الٹ پلٹ کر بار بار دیکھتا تھا اور یہ آیت پڑھتا تھا:

ما اغنی عنی ما لیه . هلك عنی سلطانیه . میرے مال نے مجھے کوئی نفع نہیں دیا میری بادشاہی ہلاک ہوگئی

اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے اس کی جان نکل گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

☆ خلیفہ مامون رشید بہت ہی علم والا اور نہایت ہی رعب و دبدبہ والا اور بہادر تھا' اس نے موت کے وقت راکھ بچھائی اور اسی پر چت لیٹ کر لوٹتا تھا اور گڑگڑا کر یہ دعا مانگتا تھا۔

یامن لایزول ملکه ارحم علی من قد زال ملکه . اے وہ ذات جس کی بادشاہی کبھی زائل نہ ہوگی اس شخص پر رحم فرما جس کی بادشاہی زائل ہوگئی

یہی دعا مانگتے ہوئے اس کی روح پرواز کر گئی۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹ و تاریخ الخلفاء ص ۲۱۴)

Scanned with CamScanner

☆ خلیفہ معتصم باللہ عباسی خلفاء میں بڑا سنگدل اور ظالم حکمران تھا۔ اپنی موت کے وقت نہایت افسوس کے ساتھ بستر پر تڑپتا اور لوٹتا تھا اور یہی لگا تار کہتا تھا: ہائے افسوس۔

لو علمت ان عمری هکذا قصیر ما فعلت۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری عمر اتنی کم ہے تو میں بادشاہی نہ کرتا۔

یہی کلمات اس کی زبان پر تھے کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

☆ خلیفہ منتصر باللہ نزع کے عالم میں بیقرار ہو کر بستر پر لوٹنے لگا تو خوشامدی لوگوں نے کہا: امیر المومنین آپ پر کوئی حرج نہیں۔ آپ تو بہت اچھے ہیں' یہ سن کر خلیفہ منتصر باللہ نے کہا:

کوئی حرج تو نہیں مگر یہ کیا کم ہے کہ دنیا جاتی رہی اور آخرت میرے سامنے کھڑی ہے۔ ہائے میں نے اپنے باپ کو قتل کر کے جلدی خلافت پر قبضہ جمالیا تو مجھ سے بھی جلد ہی خلافت چھین لی گئی۔

یہی الفاظ اس کی زبان پر تھے کہ اس کا دم نکل گیا۔ اس کی بادشاہی صرف چھ مہینے رہی۔ ابن طیفور ترکی طبیب نے زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کھولی اور یہی اس کی موت کا سبب بنا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹ تاریخ الخلفاء ص ۲۴۴)

ہائے رے یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں

حضرت عامر بن عبدالقیس علیہ الرحمۃ بہت ہی مشہور عابد و زاہد بلکہ صاحب کرامت بلند مرتبہ اولیاء میں سے تھے' اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر زار و زار رونے لگے۔ جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں بلکہ میں اس خیال سے رو رہا ہوں کہ میں اب مر رہا ہوں تو اب گرمیوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس اور جاڑوں کی لمبی راتوں میں قیام اللیل (نوافل تہجد) کی

لذت مجھے کہاں اور کیسے نصیب ہوا کرے گی؟ ہائے رے یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں! یہی کہتے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

موت کی تکلیف

ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا: ابا جان! آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقلمند انسان مجھے حالت نزع میں مل جائے تو میں اس سے موت کے حالات معلوم کروں۔ آپ سے زیادہ عقلمند کون ہوگا' آپ ہی موت کے حالات بتا دیں۔ فرمایا: بخدا اے بیٹے! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹے دار شاخ میرے قدم کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جا رہی ہے۔ (شرح الصدور' ص ۳۶)

☆ حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے موت کا حال بتاؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! وہ ایک پرخار درخت کی طرح ہے جو مسلمان کے اندر ہو اور اس کی رگ و پے میں سرایت کر چکا ہو اور ایک قوی الجثہ انسان اسے کھینچ رہا ہو۔

(حلیۃ الاولیاء)

☆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ موت دنیا و آخرت کی ہولناکیوں میں سب سے زیادہ ہولناک ہے۔ یہ آروں کے چیرنے سے' قینچیوں کے کاٹنے سے' ہانڈیوں کے ابالنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اگر مردہ زندہ ہو کر شدائد موت سے لوگوں کو مطلع کر دے تو لوگوں کا عیش اور نیند ختم ہو جائے۔ (ابن ابی الدنیا)

☆ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرنے والوں کو کلمۂ توحید کی تلقین کرو اور جنت کی خوشخبری دو کیونکہ اس

Scanned with CamScanner

وقت بڑے بڑے نیک مرد اور عورتیں پریشان ہوتے ہیں اور اس وقت شیطان انسان کے بہت قریب ہوتا ہے (جو کہ اسے ایمان سے بہکاتا ہے) بخدا ملک الموت کی زیارت تلوار کی ایک ہزار ضرب سے کہیں زیادہ ہے۔ بخدا جب انسان مرتا ہے تو اس کی رگ رگ انفرادی طور پر تکلیف برداشت کرتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء)

☆ امام قشیری نے اپنے ''رسالہ'' میں ابوالفضل طوسی نے ''عیون الاخبار'' میں اور دیلمی نے اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان پر جب عالم سکرات طاری ہوتا ہے اور میت بے چین ہوتی ہے تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔

السلام علیك تفارقنی وافارقك الی یوم القیامة

تم پر سلامتی ہو تم مجھ سے جدا ہو رہے ہو اور میں تم سے قیامت تک کے لئے جدا ہو رہا ہوں۔

بیماری کا شکوہ کیوں کروں یہ تو میرے طبیب ہی کی طرف سے ہے

حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ سلسلہ قادریہ میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمتہ کے پیر ہیں۔ بزرگ ترین اولیاء میں آپ کا شمار ہے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمتہ بیان فرماتے ہیں: میں ان کے مرض وفات میں ان کی عیادت کے لیے گیا اور حال و مزاج پوچھا تو انہوں نے نہایت ہی پُردرد لہجے میں یہ شعر پڑھا:

كَيْفَ اَشْكُوْ اِلٰى طَبِيْبِىْ مَابِىْ   وَالَّذِىْ اَصَابَنِىْ مِنْ طَبِيْبِىْ

میں کس طرح اپنے طبیب سے اپنی بیماری کی شکایت کروں جبکہ میری بیماری میرے طبیب ہی کی طرف سے مجھے پہنچی ہے۔

پھر میں نے پنکھے سے ہوا دینی شروع کی تو انہوں نے فرمایا: پنکھے کی ہوا اس شخص کو کیسے لگے گی جو عشق الٰہی کی گرمی سے جل رہا ہو؟ اس کے بعد فوراً ہی آپ کا وصال

ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۴۱۰)

جانکنی کا وقت ہی تو دراصل تلاوت کا وقت ہے

جریری محدث کا بیان ہے کہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی جانکنی کے وقت جب کہ وہ سکرات کے عالم میں تھے حاضر ہوا تو وہ تلاوت کر رہے تھے۔ جمعہ کا دن تھا، جب وہ تلاوت ختم کر چکے تو میں نے عرض کیا: اس وقت میں بھی آپ تلاوت کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

مجھ سے زیادہ تلاوت کا حقدار دوسرا کون ہوگا دیکھ نہیں رہے ہو کہ میری زندگی کا نامۂ اعمال لپیٹا جا رہا ہے۔

پھر کسی نے آپ سے کلمہ پڑھنے کے لیے کہا تو تڑپ کر آپ نے فرمایا: میں اس کلمہ کو تو زندگی میں کبھی بھولا ہی نہیں جو تم مجھے اس وقت یاد دلا رہے ہو۔

ابو العباس بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نزع کے عالم میں حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا اور فرمایا: مجھے معذور سمجھو میں اس وقت وظیفہ میں مشغول تھا۔ پھر اپنا چہرہ انہوں نے قبلہ کی طرف کر لیا۔ نعرۂ تکبیر لگایا اور روح پرواز کر گئی۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹ تا ۴۱۰)

میری یہی تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بڑے بڑے اولیاء کرام کی فہرست میں آپ کا نام بہت مشہور اور ممتاز ہے۔ وفات کے وقت لوگوں نے پوچھا: اس وقت آپ کو کس چیز کی خواہش و تمنا ہے؟ آپ نے فرمایا:

بس میری ایک ہی خواہش اور بہت بڑی تمنا یہی ہے کہ مرنے سے پہلے ایک ہی لحظہ کے لیے مجھے خداوند قدوس کی معرفت حاصل ہو جائے۔

یہ فرمانے کے بعد فوراً ہی آپ کی روح پاک عالم آخرت کو روانہ ہو گئی اور لوگ

Scanned with CamScanner

ان کا منہ تکتے رہ گئے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۰۹)

کیا اندھیری قبر روشن ہو گئی   کیسی اس پر رحمت باری ہوئی
نیکیاں جس کے لئے کی تھیں یہاں   قبر میں جا کر ہوئیں وہ سب عیاں
کس اڑی مشکل میں وہ آئی ہیں کام   آگ کی چڑھنے کو تھی منہ پر لگام
کھڑکیاں دوزخ کی کھل جاتیں ابھی   وہ تو یوں کہیے کہ رحمت ہو گئی
نیکیاں بندے کے آگے آ گئیں   اس پہ بس چاروں طرف سے چھا گئیں

ایک درویش کی موت کا حال

ایک شخص سے منقول ہے کہ میں حضرت ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک درویش آئے اور سلام کر کے پوچھا: یہاں کوئی ایسی صاف ستھری جگہ ہے جہاں ایک انسان کے لیے مرنا آسان ہو؟ لوگوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر دیا جہاں پانی کا چشمہ تھا' اس درویش نے وضو کیا اور کچھ نماز میں پڑھتا رہا۔ پھر پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا اور اس کی وفات ہوگئی۔ بعض مشائخ کے حوالے سے پیچھے گزر چکا کہ حضرت ممشاد دینوری کے پاس عالم سکرات میں آئے اور دعائیں کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ نعمت دے وہ نعمت دے' تو آپ نے ہنس کر فرمایا:

آپ لوگ میرے لیے کیا کیا دعائیں مانگ رہے ہیں تیس برس سے برابر میرے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے مگر میں نے تو ایک مرتبہ نگاہ اٹھا کر اس کو دیکھا تک نہیں۔ یہ فرمایا اور روح پرواز کر گئی (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

تیرے حق کی قسم! میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں

حضرت ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ بزرگ ترین اولیاء اللہ میں سے ہیں' ان کی بہن کا بیان ہے کہ میں نزع کے عالم میں ان کے سر کو اپنی گود میں لیے بیٹھی تھی کہ ایک دم انہوں نے آنکھ کھول دی اور فرمایا:

دیکھو یہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور یہ جنت کے پھاٹک مزین کیے

ہوئے ہیں اور یہ (کوثر و سلسبیل) کے برتن رکھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے بوعلی! ہم نے تمہیں بڑے مراتب پر پہنچا دیا ہے۔ حالانکہ تم اس کے طلبگار نہیں تھے۔ پھر آپ یہ شعر بار بار پڑھنے لگے

بِحَقِّكَ لَانَظَرْتُ اِلٰى سِوَاكَا
بِعَيْنِ مُوَدَّةٍ حَتّٰى اَرَاكَا

تیرے حق کی قسم میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں تجھے دیکھ لوں۔

یہی فرماتے ہوئے انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ان کی پاک باز روح عالم قدس کو روانہ ہوگئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

☆ حضرت ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ مشہور اولیاء کبار میں سے ہیں۔ ان کی وفات کے وقت بہت سارے لوگ حاضر تھے' آپ کی بے چینی و بے قراری کو دیکھ کر کسی نے کہا: ابشر فانك تقدم علی رب غفور رحیم۔ خوش ہو جائیے کیونکہ آپ اس کے دربار میں جا رہے ہیں جو بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ فرمایا: یوں کیوں نہیں کہتے: احذر فانك تقدم علی رب یحاسبك بالصغیر و یعاقبك بالکبیر ڈر جا کیونکہ تو اس کے دربار میں جا رہا ہے جو چھوٹے گناہوں کا حساب لے گا اور بڑے گناہوں پہ سزا دے گا۔ یہ فرمایا اور جان جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

(احیاء العلوم' ج ۴' ص ۴۱۰)

عاشقان اوزخوباں خوب تر

☆ حضرت معتمر محدث فرماتے ہیں: میں احمد بن عبدالملک کے پاس ان کی نزع روح کی حالت میں گیا اور دعائیں کرنے لگا یا اللہ! ان پر سکرات موت کو آسان فرما دے کیونکہ یہ تو ایسے تھے یہ تو ایسے تھے چند تعریفی کلمات میں نے کہے تو انہوں نے تڑپ کر کہا: یہ بولنے والا کون ہے؟ تو میں نے کہا: میں معتمر ہوں، یہ سن کر انہوں نے

Scanned with CamScanner

فرمایا: ملک الموت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میں ہر سخی مومن کے ساتھ نزع روح میں نرمی برتتا ہوں۔ یہ فرما کر پھر ایک دم وہ بجھ گئے۔ یعنی ان کی وفات ہوگئی۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۰)

☆ حضرت احمد بن حضرویہ علیہ الرحمۃ بہت بلند درجے کے ولی کامل ہیں۔ آپ کی وفات کے وقت کسی نے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے:

اے میرے پیارے بیٹے! میں ایک دروازہ جس کو پچانوے برس سے کھٹکھٹاتا رہا ہوں وہ آج اس وقت کھل رہا ہے لیکن میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ دروازہ سعادت کے ساتھ کھلے گا یا شقاوت کے ساتھ کھلے گا تو ایسی حالت میں میرے لیے کسی مسئلہ کے جواب کا بھلا کہاں موقع ہے۔

آپ نے یہ فرمایا اور بالکل خاموش ہوگئے، جب لوگوں نے انہیں غور سے دیکھا تو وہ وفات پا چکے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۱)

ماں کے گستاخ کی زبان پہ کلمہ جاری نہیں ہو رہا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی: یہاں ایک لڑکا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے اور اس میں کلمہ پڑھنے کی بھی سکت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ زندگی میں یہ کلمہ نہ پڑھتا تھا؟ اس نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں تو پڑھتا تھا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ساتھ اس لڑکے کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ اس نے کہا: مجھ میں اتنی بھی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیوں؟ اس نے جواب دیا: میں اپنی والدہ کی نافرمانی کیا کرتا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا وہ زندہ ہے؟ لڑکے نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ اس کی والدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس

نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اگر ایک بڑی آگ جلائی جائے اور تم سے کہا جائے کہ ہم تمہارے لڑکے کو آگ میں ڈال رہے ہیں ورنہ تم اسے معاف کردو تو کیا تم معاف کردو گی؟

وہ کہنے لگی: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ہمیں خدا کو گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس سے راضی ہوگئی۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا کہ میں راضی ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا: اب کلمہ پڑھو چنانچہ وہ کلمہ پڑھنے لگا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی انقذہ بی من النار (شرح الصدور، ص ۴۱)

اس خدا کا شکر ہے جس نے میری وجہ سے اسے جہنم کے عذاب سے نجات دلائی۔

ے رحم مردوں پر کرو اے مومنو ۔۔۔ ساتھ زندوں کے۔ نہ تم ان کو "پنو"
ان کو بس جنت میں تم داخل کرو ۔۔۔ دین و ایماں اپنا تم کامل کرو
مرنے والے کی مذمت ظلم ہے ۔۔۔ اہل عقبیٰ کی حقارت ظلم ہے
مرنے والے آہ تیری عاجزی ۔۔۔ بیکسی تجھ پر برستی ہے بڑی
حسرتیں روتی ہیں تیرے ڈھیر پر ۔۔۔ خاک نے تجھ کو کیا زیر و زبر
ریزہ ریزہ ہو گیا تربت میں تو ۔۔۔ ہو گئی سب خاک تیری آرزو
تجھ پہ کیا گزری خدا جانے وہاں ۔۔۔ کیونکر آیا پیش رب دو جہاں
کیسی دیکھی اس کی پیشی اے غریب ۔۔۔ کیسے واں جا کر کھلے تیرے نصیب
کچھ تو کہہ کیا کیا ہوئے تجھ سے سوال ۔۔۔ کیا بنی واں اور ہوا کیا تیرا حال

ایک عاشق صادق کی موت کا حال

لغت کے امام اصمعی کا بیان ہے کہ میں نے ایک سنسان جگہ میں ایک پتھر پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا:

Scanned with CamScanner

اَیَا مَعْشَرَ الْعُشَّاقِ بِاللّٰہِ خَبِّرُوْا
اِذَا حَلَّ عِشْقٌ بِالْفَتٰی کَیْفَ یَصْنَعُ

اے عاشقوں کی جماعت! تم لوگ مجھے خبر دو میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب عشق کسی جوان پر اتر پڑے تو وہ کیا کرے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا:

یُدَارِیْ ھَوَاہُ ثُمَّ یَکْتُمُ سِرَّہٗ
وَیَخْشَعُ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ وَیَخْضَعُ

اپنے عشق کے ساتھ نرمی برتے، پھر اپنے راز کو چھپائے رکھے اور تمام کاموں میں عاجزی وانکساری رکھے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک دوسرا شعر اسی پتھر پر لکھا ہوا ہے:

وَکَیْفَ یُدَارِیْ وَالْھَوٰی قَاتِلُ الْفَتٰی
وَفِیْ کُلِّ یَوْمٍ قَلْبُہٗ یَتَقَطَّعُ

عاشق کیسے نرمی برتے؟ حالت تو یہ ہے کہ عشق جوان کو قتل کیے جا رہا ہے اور روزانہ اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا:

اِذَا لَمْ یَجِدْ صَبْرًا لِکِتْمَانِ سِرِّہٖ
فَلَیْسَ لَہٗ شَیْئٌ سِوَی الْمَوْتِ یَنْفَعُ

جب عاشق اپنے راز کو چھپانے کے لیے صبر نہیں کر پاتا تو اس کو موت کے سوا کوئی دوسری چیز فائدہ نہیں دے سکتی۔

اصمعی کہتے ہیں کہ پھر میں تیسرے دن وہاں گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک جوان کی لاش وہاں پڑی ہوئی ہے اور یہ دو شعر اس پتھر پر لکھا ہوا ہے:

سَمِعْنَا اَطَعْنَا ثُمَّ مُتْنَا فَبَلِّغُوْا   سَلَامِیْ عَلٰی مَنْ کَانَ لِلْوَصْلِ یَمْنَعُ

ھَنِیْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُھُمْ   وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْکِیْنِ مَا یَتَجَرَّعُ

ہم نے سن لیا اور آپ کی بات مان لی پھر ہم مر گئے تو ہمارا سلام اس شخص کو پہنچا دو جو وصال سے ہمیں روکتا تھا۔

نعمت والوں کو ان کی نعمت مبارک ہو اور عاشق مسکین کو عشق کا کڑوا گھونٹ مبارک ہو جس کو وہ گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے۔

امام اصمعی کا بیان ہے کہ میں اس میت کے لئے دعائے خیر کرتے ہوئے وہاں سے چل دیا۔ (تحفۃ الیمن)

کاش فسق و فجور چھوڑیں ہم   اور معاصی سے منہ موڑیں ہم
رشتۂ معصیت کو توڑیں ہم   کاش مولیٰ سے ربط جوڑیں ہم
کاش عقبیٰ کی لو لگے ہم کو   کاش دنیا سے ہم کو نفرت ہو

کشتگانِ خنجر تسلیم را

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کے بڑے بلند مرتبہ خلیفہ ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت غرق رہا کرتے تھے۔ ایک دن قوال نے شیخ احمد جام علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھ دیا۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را   ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

تسلیم و رضا کے خنجر سے قتل کیے ہوئے شخص کو ہر زمانے میں غیب سے ایک دوسری جان ملتی رہتی ہے۔

آپ یہ شعر سن کر تین شب و روز حیرت کے عالم میں رہے اور کچھ بھی نہیں بولے اور پانچویں رات آپ کا وصال ہو گیا۔ خواجہ میر حسین دہلوی نے اسی زمین میں چار مصرعے کہہ کر اس کی تضمین کی ہے جن میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔

جاں بیک بیت دادہ است آں بزرگ   آرے ایں گوہر زکانے دیگر است
کشتگانِ خنجر تسلیم را   ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس ایک شعر پر ان بزرگ نے جان دیدی — ہاں یہ گوہر کسی دوسری کان سے نکلا ہوا ہے

تسلیم ورضا کے خنجر سے قتل کیے ہوئے شخص کو — ہر زمانے میں غیب سے ایک دوسری جان ملا کرتی ہے

(اخبار الاخیار شیخ محقق ص ۳۲)

ایسے خوش نصیبوں کو ہی قبر جنت کا باغ بن کر لوگوں کو بتاتی ہے۔

ے کیوں نہ ہوجاؤں میں باغ اس کے لئے — خلد کے بس ہیں چراغ اس کے لئے
نیک دنیا میں جو رہا بندا — اس کو رحمت کا یہاں نہیں مندا
نور ہوتا ہے پھر بدن اس کا — روح ہوتی ہے آسماں کو ہوا

شاید اللہ اس کو بھی بخش دے

حجاج بن یوسف خلفائے بنوامیہ کا انتہائی سفاک وخونخوار و ظالم گورنر تھا۔ اس نے ایک لاکھ انسانوں کو اپنی تلوار سے قتل کیا اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کو تو کوئی گن ہی نہیں سکا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین کو اس نے قتل کیا یا قید و بند رکھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اگر ساری امتیں اپنے اپنے منافقوں کو قیامت کے دن لے کر آئیں اور ہم اپنے ایک منافق حجاج بن یوسف ثقفی کو پیش کردیں تو ہمارا ہی پلہ بھاری رہے گا۔ یہ حجاج بن یوسف جب کینسر کی بیماری میں مرنے لگا تو اس کی زبان پر یہ دعا جاری ہوگئی اور یہی دعا مانگتے مانگتے اس کا دم نکل گیا۔

اللھم اغفرلی فان الناس یقولون انك لا تغفرلی ۔

اے میرے اللہ! تو مجھے بخش دے کیونکہ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا

خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمتہ کو حجاج بن یوسف ثقفی کی زبان سے مرتے وقت کی یہ دعا بہت اچھی لگی اور ان کو حجاج کی موت پر رشک ہونے لگا اور

جب حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ سے لوگوں نے حجاج کی اس دعا کا ذکر کیا تو آپ نے تعجب سے فرمایا: کیا واقعی حجاج نے یہ دعا مانگی تھی؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں اس نے یہ دعا مانگی تھی تو آپ نے فرمایا: شاید (خدا اس کو بخش دے)

(احیاء العلوم جلد ۴، ص ۴۰۹)

ے موت اس سے بھی ملاقات کرے گی ایک دن — موت کا نام بھی سننے کو جو تیار نہیں

انسان موت سے کیوں ڈرتا ہے؟

عن عآئشة رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من احب لقآء اللہ احب اللہ لقآء ہ ومن کرہ لقآء اللہ کرہ اللہ لقآء ہ قالت عآئشة انا لنکرہ الموت. قال لیس ذلك ولکن المومن اذا حضرہ الموت بشر برضوان اللہ وکرامته فلیس شیء احب الیه مما امامه فاحب لقآء اللہ فاحب اللہ لقآء ہ واما الکافر اذا حضرہ الموت بشر بعذاب اللہ و عقوبته فلیس شی ء اکرہ الیه مما امامه فکرہ لقآء اللہ فکرہ اللہ لقاء ہ (کنز العمال ج ۱۵، ص ۵۶۵-۵۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم موت کو پسند نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب مومن کے پاس پیغام موت آتا ہے تو

اسے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس وقت اس کے نزدیک کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ بجز اس کے جو اس کے سامنے ہے (یعنی آخرت کے انعامات) تو وہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے بے تاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کا خواہش مند ہوتا ہے اور جس وقت کافر کے پاس موت کا پیام آتا ہے اور اسے اللہ کے عذاب وعتاب کی خبر دی جاتی ہے تو اسے اس سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہوتی جو موت کے بعد پیش آنے والی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں چاہتا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات نہیں چاہتا۔

؎ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شائق
خود موت کے ساغر کو لگا لیتا ہے لب سے

☆ حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ کا قول ہے موت کی تمنا تین شخص ہی کر سکتے ہیں۔ ایک وہ جسے موت کے بعد کے حالات کا علم نہ ہو۔ دوسرا خدا کی مقررہ تقدیر سے راہ فرار اختیار کرنیوالا۔ تیسرا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا مشتاق۔

؎ موت ہے گھات میں تری انساں
اور تو ہے کہ محو غفلت ہے

مومن وکافر کی موت کا مفصل حال

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے: میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ کیونکہ میں نے اس کا خوشی اور غم دونوں طرح امتحان لے لیا وہ ایسا ہی نکلا جیسا کہ میں چاہتا تھا۔ اس کو لے آؤ تا کہ دنیا کی مشقتوں سے اس کو راحت مل جائے۔ ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں' ان کے

ہاتھوں میں ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک میں بیس رنگ ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں نئی خوشبو ہوتی ہے اور ایک سفید ریشمی رومال میں مہکتا ہوا مشک ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور باقی تمام فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اس کے ہر عضو پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور یہ مشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا دروازہ اس کی نگاہ کے سامنے کھول دیتے ہیں اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بہلایا جاتا ہے جیسا کہ بچے کے رونے کے وقت اس کے گھر والے مختلف چیزوں سے اس کا دل بہلاتے ہیں کبھی اس کی حوریں اس کے سامنے کر دی جاتی ہیں کبھی وہاں کے پھل کبھی عمدہ عمدہ لباس۔ غرضیکہ مختلف چیزیں اس کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اس کی حوریں (بیویاں) خوشی میں کودنے لگتی ہیں۔ ان سب منظروں کو دیکھ کر اس کی روح بدن میں پھڑکنے لگتی ہے (جیسا کہ پنجرہ میں جانور نکلنے کو پھڑکتا ہے) اور ملک الموت اس سے کہتا ہے اے مبارک روح چل ایسی بیریونکی طرف جس میں کانٹا نہیں ہے اور ایسے کیلوں کی طرف جو تو بتو لگے ہوئے ہیں اور ایسے سایہ کی طرف جو نہایت گہرا وسیع ہے اور پانی بہہ رہے ہیں (یہ چند منظروں کی طرف اشارہ ہے جو قرآن پاک میں سورہ واقعہ کی ان آیات شریفہ میں ذکر کیے گئے۔ فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب اور ملک الموت ایسی نرمی سے بات کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے بچے سے کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ بات اس کو معلوم ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب ہے۔ وہ اس روح کے ساتھ لطف سے پیش آتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے خوش ہو۔ وہ روح بدن میں سے اسی طرح سہولت سے نکلتی ہے جیسا کہ آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

جب مومن کی روح بدن سے نکلتی ہے

تو سب فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت

دیتے ہیں جس کو قرآن پاک الذین تتو فھم الملئکۃ طیبین (الآیۃ نحل ع۴) میں ذکر فرمایا ہے اور اگر وہ مقرب بندوں میں ہوتا ہے تو سورہ واقعہ میں اس کے متعلق ارشاد ہے: فروح و ریحان و جنت نعیم (ع۳) پس جس وقت روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت میں جلدی کرنیوالا تھا۔ اس کی نافرمانی میں سستی کرنے والا تھا۔ تجھے آج کا دن مبارک ہو تو نے خود بھی عذاب سے نجات پائی اور مجھے بھی نجات دی اور یہی مضمون بدن رخصت کی وقت روح سے کہتا ہے۔ اس کی جدائی پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر وہ اکثر عبادت کیا کرتا تھا۔ آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال اوپر جایا کرتے تھے اور جن سے اس کا رزق اترا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور جب نہلانے والے اس کو کروٹ دیتے ہیں تو وہ فرشتے فوراً اس کو کروٹ دینے لگتے ہیں اور جب وہ کفن پہناتے ہیں تو اس سے پہلے وہ فوراً اپنا لایا ہوا کفن پہنا دیتے ہیں۔ جب وہ خوشبو ملتے ہیں تو وہ فرشتے اس سے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبو مل دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس کے دروازہ سے قبر تک دونوں جانب قطار لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے جنازہ کا دعا اور استغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

یہ سارے مناظر دیکھ کر شیطان اس قدر زور سے روتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور اپنے لشکروں سے کہتا ہے تمہارا ناس ہو جائے۔ یہ تم سے کس طرح چھوٹ گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ معصوم (گناہوں سے بچایا گیا) تھا۔

عالم بالا میں پاکیزہ روح کا استقبال

اس کے بعد جب حضرت ملک الموت اس کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ فرشتے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب ملک

الموت علیہ السلام اس کو عرش تک لے جاتے ہیں تو وہاں پہنچ کر وہ روح سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو سدر مخضود و طلح منضود میں پہنچا دو جب اس کی نعش قبر میں رکھی جاتی ہے تو اس کی نماز اس کے دائیں طرف آ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ روزہ بائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سر کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور جماعت کی نماز کو جو قدم چلے ہیں وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور (مصائب پر اور گناہوں سے) صبر قبر کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد عذاب اس قبر میں اپنی گردن نکالتا ہے اور مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے لیکن وہ اگر دائیں جانب سے آتا ہے تو نماز اس کو کہتی ہے "پرے ہٹ یہ شخص خدا کی قسم دنیا میں ہمیشہ مشقت اٹھاتا رہا ابھی ذرا راحت سے سویا ہے"۔ پھر وہ بائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ پھر وہ سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت اور ذکر اس کو روک دیتے ہیں کہ ادھر کو تیرا راستہ نہیں ہے۔ الغرض! وہ جس جانب سے جانا چاہتا ہے اس کو راستہ نہیں ملتا اس لئے کہ اللہ کے ولی کو ہر جانب سے عبادتوں نے گھیر رکھا ہے۔ وہ عذاب عاجز ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد صبر جو ایک کونہ میں کھڑا تھا ان عبادتوں سے کہتا ہے کہ میں اس انتظار میں تھا کہ اگر کسی جانب (عبادت کی کسی قسم کی کمزوری سے) کچھ ضعف ہو تو میں اس جانب مزاحمت کرونگا مگر الحمد للہ! تم نے مل کر اس کو دفع کر دیا۔ اب میں ترازو (پر اعمال تلنے) کے وقت اس کے کام آؤں گا۔

قبر میں منکر نکیر کی آمد

اس کے بعد دو فرشتے اس مردہ کے پاس آتے ہیں جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور آواز بادلوں کی زوردار گرج کی طرح ہوتی ہے ان کے دانتوں کی کچلیاں گائے کے سینگوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ان کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ کی لپٹیں نکلتی ہیں۔ بال اتنے بڑے کہ پاؤں تک لٹکتے ہوئے ان کے ایک مونڈھے سے

Scanned with CamScanner

دوسرے مونڈھے تک اتنا فاصلہ کہ کئی دن میں چل کر پورا ہو۔ مہربانی اور نرمی گویا ان کے پاس سے بھی نہیں گزری (البتہ سختی کا معاملہ مومنوں کے ساتھ نہیں کرتے لیکن ہیبت ہی کیا کم ہے) ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک اتنا بڑا اور بھاری ہتھوڑا ہوتا ہے کہ اگر ساری دنیا کے انسان اور جنات مل کر اٹھائیں تو ان سے اٹھ نہ سکے۔ وہ آ کر مردہ سے کہتے ہیں بیٹھ جا مردہ ایک دم بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کے سر سے نیچے سرین تک آ جاتا ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کا کیا نام ہے؟ مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ جل شانہ ہے جو وحدہ لاشریک لہ ہے (وہ تن تنہا مالک ہے کوئی اس کا شریک نہیں) میرا دین اسلام ہے۔ میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں تو نے صحیح کہا ہے اس کے بعد وہ قبر کی دیواروں کو سب طرف سے ہٹا دیتے ہیں جس سے وہ اوپر سے اور چاروں جانب دائیں بائیں سرہانے پائیتی سے بہت زیادہ وسیع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اوپر سر اٹھاؤ۔ مردہ جب سر اٹھاتا ہے تو اس کو ایک دروازہ نظر آتا ہے جس میں سے جنت نظر آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! وہ جگہ تمہارے رہنے کی ہے اس وجہ سے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے: اس کو اس وقت ایسی خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی۔ اس کے بعد وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھو وہ دیکھتا ہے تو جہنم کا ایک دروازہ نظر آتا ہے (جس سے اس کی حالت نظر آتی ہے) وہ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تو نے اس دروازہ سے نجات پالی۔ اس وقت بھی مردہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی۔ اس کے بعد اس قبر میں ستر دروازے جنت کی طرف کھل جاتے ہیں جن میں سے وہاں کی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور قیامت تک یہی منظر رہے گا۔

ملک الموت کی خدا کے دشمن کے پاس آمد

اللہ تعالیٰ عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے ”میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کی جان نکال لاؤ۔ میں نے اس پر ہر قسم کی فراخی رکھی۔ اپنی نعمتیں (دنیا میں چاروں طرف سے) اس پر لا دیں مگر وہ میری نافرمانی سے باز نہیں آیا لاؤ آج اس کو سزا دوں“۔ ملک الموت نہایت تکلیف دہ صورت میں اس کے پاس آتے ہیں۔ اس صورت سے کہ بارہ آنکھیں ان میں ہوتی ہیں۔ ان کے پاس ایک گرز (لوہے کا موٹا سا ڈنڈا) جہنم کی آگ کا بنا ہوا ہوتا ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ پانچ سو فرشتے جن کے ساتھ تانبہ کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے اور ہاتھوں میں جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگارے اور آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو دہکتے ہوئے ہوتے ہیں۔ ملک الموت آتے ہی وہ گرز اس پر مارتے ہیں جس کے کانٹے اس کے ہر رگ و پے میں گھس جاتے ہیں پھر وہ اس کو کھینچتے ہیں اور باقی فرشتے ان کوڑوں سے اس کے منہ کو اور سرین کو مارنا شروع کر دیتے ہیں جس سے وہ مردہ غش کھانے لگتا ہے وہ اس کی روح کو پاؤں کی انگلیوں سے نکال کر ایڑیوں میں روک دیتے ہیں اور پٹائی کرتے رہتے ہیں پھر ایڑیوں سے نکال کر گھٹنوں میں روک دیتے ہیں۔ پھر وہاں سے نکال کر (اور جگہ جگہ اس لئے روکتے ہیں تاکہ دیر تک تکلیف پہنچائی جائے) پیٹ میں روک دیتے ہیں پھر وہاں سے کھینچ کر سینے میں روک دیتے ہیں پھر فرشتے اس تانبہ کو اور جہنم کے انگاروں کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور ملک الموت علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے ملعون روح نکل اور اس جہنم کی طرف چل جس کی صفت فی سموم وحمیم ...... ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھویں کے سایہ میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ فرحت بخش ہوگا (بلکہ نہایت تکلیف دینے والا ہوگا) پھر جب اس کی روح بدن سے رخصت ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے برا بدلہ دے تو مجھے اللہ کی نافرمانی میں جلدی سے لے

Scanned with CamScanner

جاتا تھا اور اس کی اطاعت میں سستی کرتا تھا تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا اور یہی مضمون بدن روح سے کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ گناہ کیا کرتا تھا اس پر لعنت کرتے ہیں اور شیطان کے لشکر دوڑے ہوئے اپنے سردار ابلیس کے پاس جا کر خوشخبری سناتے ہیں کہ ایک آدمی کو جہنم تک پہنچا دیا۔

دشمنِ خدا کی قبر میں حالتِ زار

پھر جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں پھر اس پر کالے سانپ مسلط ہو جاتے ہیں جو اس کی ناک اور پاؤں کے انگوٹھے سے کاٹنا شروع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ درمیان میں دونوں جانب کے سانپ آ کر مل جاتے ہیں۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر جن کی ہیبت ابھی گزر چکی ہے) آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ وہ ہر سوال کے جواب میں لاعلمی ظاہر کرتا ہے اور اس کے جواب پر اس کو گرز سے اس قدر زور سے مارتے ہیں کہ اس گرز کی چنگاریاں قبر میں پھیل جاتی ہیں اس کے بعد اس کو کہتے ہیں کہ اوپر دیکھ وہ اوپر کی جانب جنت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے (اس کی باغ و بہار وہاں سے نظر آتی ہے) وہ فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو یہ تیرا ٹھکانا ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے: اس کو اس وقت ایسی حسرت ہوتی ہے کہ ایسی حسرت کبھی نہ ہوگی۔ پھر دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن اب تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔ اس لئے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس کے بعد ستتر دروازے جہنم کے اس کی قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں۔ جن میں سے قیامت تک گرم ہوائیں اور دھواں وغیرہ آتا رہتا ہے۔ محدثین رحمھم اللہ اس حدیث پر سند کے اعتبار سے کچھ کلام کرتے ہیں لیکن اس کے مضامین کی تائید بہت سی روایات سے ہوتی ہے۔

(اتحاف) بالخصوص حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتیں جو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الجنائز میں اور باب اثبات عذاب القبر میں ہیں۔ اگر کوئی ان کا ترجمہ دیکھنا چاہے تو مظاہر حق میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ منظر بہت زیادہ نگاہ میں رکھنے کے قابل ہے کیوں کہ بہت سخت منظر ہے۔ بہت کثرت سے احادیث میں اس کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ اختصار کی وجہ سے ایک ہی حدیث کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ (ماخوذ از موت کی یاد)

حساب اس کا بھی دینا ہے بروز حشر اے انساں
کسی سے جو سنا ہوگا، کسی سے جو کہا ہوگا

ایک ہاشمی شہزادے کا نیک انجام

بنو امیہ کا ایک حسین و جمیل نوجوان موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے عیش و عشرت، تن پروری، خوش لباسی اور خوبصورت کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں سرمستی حیات کا عادی تھا۔ انواع واقسام کے لذائذ سے اس کا دسترخوان ہمہ وقت لبریز رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا مجلس طرب سجائے، رات کی رات غم و آلام دنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔ ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی اور یہ ساری کی ساری دولت وہ اپنی عیاشیوں پر قربان کر دیتا۔ شارع عام پر نہایت بلند و بالا خوبصورت مکان بنا رکھا تھا جس کا گیٹ نہایت شاندار تھا۔ اپنے محل میں بیٹھا کبھی وسیع گزرگاہ کی رونقوں سے محظوظ ہوتا۔ عقبی جانب نہایت شاندار باغ لہلہا رہا تھا جس میں حسین و جمیل پھولوں کی کیاریاں قرینے سے آراستہ رہتیں۔ کبھی اس میں مجلس طرب سجاتا۔ موسیٰ کے محل میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک قبہ تھا جس کی چاندی کی میخیں تھیں اور جس کے بعض حصوں پر سنہرا جڑاؤ تھا۔ قبہ کے عین بیچوں بیچ تخت خاص شہزادہ کے جلوس کے واسطے بنایا گیا تھا۔ جسم پر قیمتی لباس اور جڑاؤ عمامہ پہن کر موسیٰ اس پر بیٹھتا۔ اردگرد دوست واحباب کی نشستیں ہوتیں۔ پشت پر خدام وغلام ایستادہ ہوتے قبے کے باہر

Scanned with CamScanner

مطربوں کے بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی جہاں بیٹھ کر وہ اپنے نغمہ وسرور سے موسیٰ اور اس کے ہم مشربوں کا جی بہلاتے۔ مہ جمال گانے والیاں بھی کبھی رونق مجلس بڑھاتیں' ان میں اور مردانہ نشست گاہ میں ایک باریک پردہ حائل رہتا۔ جسے حسب خواہش کبھی ہٹا دیا جاتا۔ پردہ کو جنبش دینا اس بات کا اشارہ تھا کہ فوارۂ نغمات کا ابال شروع ہوا اور جب گانا بند کروانا چاہتا تو اس وقت بھی محض اشارہ کر دیتا۔

رات ڈھلے عیش وعشرت سے تھک کر ماہ وش کنیزوں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا شب باشی کرتا۔ دن کو شطرنج ونرد کی بساطیں جمتیں۔ کبھی بھولے سے بھی اس کی مجلس پر موت یا کسی غم واندوہ کے تذکرے کا سایہ نہ پڑتا۔ اسی عالم سرمستی وشباب میں ستائیس سال گزر گئے۔

نوجوان کی چیخ نے شہزادے کی کایا پلٹ دی

ایک رات کی بات ہے موسیٰ اپنی مجلس طرب سجائے' زغۂ احباب میں لباس مرصع سے آراستہ' خوشبوئیات کی جھرمٹ میں محو عیش تھا۔ محل کے باہر دور دور تک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یک بیک ایک دردناک چیخ ابھری جو مطربوں کی آواز سے مشابہ تھی۔ آواز کا کانوں سے ٹکرانا تھا کہ محفل میں سناٹا چھا گیا۔ موسیٰ نے قبے سے باہر سر نکالا اور آواز کا تعاقب کرنے لگا۔ شراب وشباب کا یہ رسیا اس کربناک آواز کی تلخی کو برداشت نہ کر سکا اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس مظلوم کو تلاش کرو اور میرے پاس لاؤ۔

خدام وغلام محل سرا کے باہر اس کی تلاش میں نکلے تو انہیں پاس کی مسجد میں ایک کمزور' لاغر اور نحیف ونزار نوجوان ملا۔ جس کا جسم ہڈیوں کا پنجر تھا اور گویا کھال ہڈیوں پر منڈھ گئی تھی۔ رنگ زرد' لب خشک' بال پریشان' دو پھٹی پرانی چادروں میں لپٹا ہوا رب کائنات کے حضور مناجات کر رہا تھا۔

غلاموں نے اس نوجوان کو ہاتھ پاؤں سے پکڑا اور موسیٰ کے سامنے حاضر کر دیا۔ شہزادے نے پوچھا: آخر وہ کون سی تکلیف تھی جس نے تجھے اس طرح چیخنے پر مجبور

کیا۔ نوجوان نے کہا: میں مسجد میں تھا اور قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت میں ایسا مقام آیا جس نے مجھے بے حال کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: ذرا میں بھی تو سنوں۔ نوجوان نے تعوذ وتسمیہ کے بعد سورۂ مطففین کی یہ آیات تلاوت کیں:

ان الابرار لفی نعیم علی الارآئك ینظرون۔ تعرف فی وجوھھم نضرة النعیم۔ یسقون من رحیق مختوم ختامه مسك وفی ذلك فلیتنافس المتنافسون۔ ومزاجهٗ من تسنیم۔ عینا یشرب بها المقربون (المطففین: ۲۲ تا ۲۸)

بیشک نیکی کرنے والے ضرور راحت میں (عزت کے بلند) تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے۔ آپ پہچانیں گے ان کے چہرہ میں راحت کی تازگی۔ انہیں صاف وشفاف شراب پلائی جائے گی جو مہر کی ہوئی ہے جس کی مہر مشک ہے اور رغبت کرنے والوں کو اسی میں رغبت کرنی چاہئے اور اس کی آمیزش سے چشمۂ تسنیم کا پانی ہے جس سے اللہ کے مقرب بندے پئیں گے۔

نوجوان نے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کرنے کے بعد شہزادے سے مخاطب ہو کر کہا: اے فریب خوردہ! بھلا وہ نعمتیں کہاں اور تیری یہ مجلس کہاں؟

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بہشتی تخت کچھ اور ہی ہوگا اس پر نرم ونازک بستر ہوں گے جن کے استر استبرق کے ہوں گے اور سبز قالینوں اور بستروں پر آراستہ تکیوں سے ٹیک لگائے لوگ آرام کرتے ہوں گے۔ وہاں دو نہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں۔ وہاں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں وہاں کے میوے نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان سے جنتیوں کو کوئی روکنے والا ہوگا۔ اہل جنت جنت کے پسندیدہ عیش میں رہیں گے وہاں انہیں کوئی ناگوار بات بھی نہ سنائی دے گی وہاں اونچے اونچے تختوں کے اردگرد چمکدار آبخورے سلیقے سے قطار میں رکھے

Scanned with CamScanner

ہوں گے۔ یہ تمام نعمتیں تو اللہ کے متقی بندوں کے لئے ہوں گی اور کافروں کے لئے کیا ہوگا؟ ان کے لئے تو آگ ہی آگ ہے اور آگ بھی ایسی جو کبھی سرد نہ ہونے والی' کافر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی ان کا عذاب موقوف نہیں ہوگا۔ وہ اس میں اوندھے منہ پڑے ہوں گے اور جب سر کے بل گھسیٹا جائے گا تو کہا جائے گا لو یہ عذاب چکھو۔

ہاشمی شہزادہ بے اختیار ہو کر چیخنے لگا

ہاشمی شہزادے موسیٰ نے اس نوجوان کی یہ باتیں سنیں تو خود بھی چیخ مار کر رو پڑا بے اختیاری میں تخت سے اترا اور اس نوجوان سے لپٹ کر رونے لگا اور پھر عیش و عشرت کے ہم نشینوں اور مصاحبوں نیز خادموں سے کہنے لگا: چلے جاؤ تم سب لوگ یہاں سے۔ نوجوان کو اپنے جسم سے لپٹائے گھر کے اندرونی حصہ میں داخل ہوا اور ایک بوریہ پر جا بیٹھا اور اپنی جوانی ضائع ہونے پر خود کو ملامت کرنے لگا۔ صالح نوجوان اس کو دلاسا دیتا رہا اور رحمٰن ورحیم پروردگار کی ستاری وغفاری یاد دلاتا رہا۔ اسی عالم میں پوری شب گزر گئی۔ اس طرح سپیدۂ سحر کی نمود کے ساتھ اس شہزادۂ عیش پسند نے اپنی توبۂ خالص کے پانی سے غسل کیا۔ نوجوان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا۔ عبادت الٰہیہ کو اپنا مقصد بنایا۔ تمام مال و دولت سونا چاندی کپڑے صدقہ کر دیئے۔ کچھ غلاموں' کنیزوں کو فروخت اور کچھ کو آزاد کر دیا۔ تمام لوگوں کے حقوق شمار کر کے ادا کر ڈالے۔ موٹا لباس زیب تن کیا۔ شب بیداری کو شعار بنایا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور روتا' گڑگڑاتا' مجاہدہ وریاضت میں اتنا مشغول ہوا کہ دیکھنے والوں کو اس پر رحم آنے لگا۔ بڑے بڑے صلحاء اور زہاد اس کی زیارت کو آتے اور اتنی ریاضت شاقہ سے اسے روکتے۔ وہ جب یہ نصیحتیں سنتا تو اپنے گزرے ہوئے غفلت کے ایام یاد کر کے خوب روتا۔ بالآخر وہ دن بھی آیا: ب پیادہ پا ننگے قدم ایک معمولی سا لباس جسم پر ڈالے۔ حج بیت اللہ کے ارادے سے نکلا' ساتھ ایک پیالہ اور

ایک توشہ دان ہی اس کا زادِ سفر تھا۔ اس پاک سرزمین پر پہنچا تو اس کے دل کی کیفیت اور دگرگوں ہوگئی۔ اکثر حجر اسود کے پاس زار وقطار روتا ہوا ملتا اور کہتا:

ہاشمی شہزادے کی دعا

''اے مالک بے نیاز سینکڑوں خلوتیں غفلت میں گزر گئیں اور عمر کے کتنے ہی سال صرف گناہوں میں ضائع ہو گئے۔ نیکیاں تو جاتی رہیں بس حسرت وندامت پاس رہ گئی جس روز تیری بارگاہ میں حاضری ہوگی کیا منہ دکھاؤں گا۔ اے میرے رب! میں اب تیرے سوا کس سے اپنا دکھ روؤں' کس سے التجا کروں' کس کی جانب دوڑوں' کس پر اعتماد کروں! میرے رب کریم! میں اس لائق نہیں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں' میں تو بس تیرے جودونوال سے محض اتنے کرم کا متمنی ہوں کہ میری مغفرت فرما دے''۔

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حج کے بعد اس شہزادۂ ہاشمی نے وہیں پاک اور مقدس سرزمین پر اقامت اختیار کر لی اور اطاعت وانابت' توبہ واستغفار اور مناجات کرتے ہوئے اللہ کی رحمت کو پہنچا۔ (روض الریاحین)

ایک نوجوان کو موت کے بعد جنتی محل ملنے کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ گھومتے پھرتے بصرہ کے ایک محلّہ میں ایک عالیشان محل کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان رعنا' مزدوروں' مستریوں اور کام کرنے والوں کو بڑے انہماک اور توجہ سے ہر کام کی ہدایت دے رہا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفیق جعفر بن سلیمان سے فرمایا: دیکھتے ہیں یہ جوان محل کی تعمیر وتزئین کے معاملہ میں کتنی دلچسپی رکھتا ہے۔ مجھے تو اس کے حال پر رحم آ رہا ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا کروں کہ اسے اس حال سے نجات دے۔ کیا عجب کہ یہ نوجوانانِ جنت میں سے ہو

Scanned with CamScanner

جائے۔ پھر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جعفر بن سلیمان کے ساتھ اس کے پاس گئے۔ سلام کیا۔ اس نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پہچانا۔ جب تعارف ہوا تو عزت و توقیر کی کسر نہ رکھی اور عرض کیا: حضرت کیسے تشریف آوری ہوئی؟ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تو نے اس عالیشان مکان پر کتنی دولت خرچ کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک لاکھ درہم۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ اتنی بڑی رقم اگر تم مجھے دے دو تو میں تمہارے لیے ایک ایسے عالیشان محل کی ضمانت لے لوں جو اس سے زیادہ پائیدار، خوبصورت اور دیرپا ہے جس کی مٹی مشک وزعفران کی ہوگی۔ وہ کبھی منہدم نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ خادم، خادمائیں اور سرخ یاقوت کے قبے، نہایت شاندار اور حسین خیمے وغیرہ محل کے ساتھ ہوں گے اور اس محل کو معمار نہیں بنائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے امر کن سے تیار ہو جائے گا۔

نوجوان نے ایک رات کی مہلت مانگ لی

اس نوجوان نے کہا: مجھے سوچنے کے لئے آج رات کی مہلت دیجئے کل صبح آپ تشریف لائیں تو میں اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ واپس چلے آئے اور رات بھر اس نوجوان کی فکر اور سوچ میں رہے۔ آخر شب میں اس کے لئے بہت عاجزی سے دعا کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم دونوں اس کے مکان پر گئے۔ وہ نوجوان دروازہ سے باہر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہاری کل کی بات میں کیا رائے ہے؟ اس نوجوان نے کہا: آپ اس چیز کو پورا کریں گے جس کا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ضرور۔ اس نے دراہم کے توڑے سامنے لاکر رکھ دیے اور دوات و قلم بھی لاکر رکھ دیا۔

اس کے بعد مالک رحمۃ اللہ علیہ بن دینار نے کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اس

مضمون کا بیع نامہ تحریر فرمایا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یہ تحریر اس غرض کے لئے ہے کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فلاں بن فلاں کے لئے اس کے اس مکان کے عوض اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا شاندار محل دلانے کا ضمانتدار ہے اور اگر اس محل میں مزید کچھ اور ہو تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس ایک لاکھ درہم کے بدلے میں، میں نے جنت کا ایک محل فلاں بن فلاں کے لئے خرید لیا ہے جو اس کے محل سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے اور وہ محل قرب الٰہی کے سائے میں ہے فقط''

اور کاغذ نوجوان کے حوالے کر کے ساری دولت شام سے پہلے پہلے فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے ہیں۔ اس عظیم عہد نامے کو لکھے ہوئے ابھی چالیس روز بھی نہیں گزرے تھے کہ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ محراب مسجد پہ پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ نوجوان کے لئے لکھا ہوا وہی کاغذ رکھا ہے اور اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے ''عزیز و حکیم اللہ کی جانب سے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ پروانہ براءت ہے کہ تم نے جس محل کے لئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس جوان کو عطا فرما دیا بلکہ اس سے ستر گنا زیادہ نوازا''۔

اس تحریر کو لے کر حضرت مالک بن دینار دوڑے ہوئے نوجوان کے گھر کی جانب تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ ماتم گسار ہے اور اندر سے نالہ وشیون کی آواز آ رہی ہے، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ نوجوان کل خدا کو پیارا ہو گیا۔ نوجوان کے جنازہ کو غسل دینے والے شخص نے بتایا کہ اس نے مجھے بلوایا اور وصیت کی کہ میرے جنازہ کو غسل و کفن تم دینا اور کاغذ کا ایک ورق مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی چنانچہ میں نے اس کی وصیت پر عمل کر کے اس کی تدفین کر دی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے محراب سے ملا ہوا کاغذ غسال کو دکھایا تو وہ چیخ پڑا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر ایک

شخص نے مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دو لاکھ درہم کی پیشکش پر ضمانت نامہ لکھنے کی التجا کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو ہونا تھا ہو چکا اللہ جس کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت اسے یاد کر کے بہت روئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(روض الریاحین)

ایک گروہ جنت میں ہوگا اور دوسرا دوزخ میں

قرآن مجید کی سورۂ شوریٰ میں فرمایا گیا: فريق فى الجنة و فريق فى السعير۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو ان کی تمام اولاد ان کی پشت سے پیدا کی اور وہ میدان میں پھیل گئی تو اسے (اپنی شان کے مطابق) اپنی دونوں مٹھیوں میں لے لیا اور فرمایا: ایک حصہ نیکوکاروں کا اور دوسرا بدکاروں کا۔ پھر انہیں پھیلا دیا دوبارہ انہیں سمیٹ لیا اور اسی طرح اپنی مٹھیوں میں لے کر فرمایا: ایک حصہ جنتی اور دوسرا جہنمی ہے۔

(ابن کثیر مع البغوی جز ۷ ص ۳۵۴)

؎ قلب انسان خود پرکھتا ہے   یہ برائی ہے یہ بھلائی ہے

☆ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو عبداللہ نامی صحابی علیل ہوئے۔ ہم لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی مونچھوں کو کم کرو (کیونکہ ان کی مونچھوں کے بال لمبے اور غیر شرعی تھے) یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔ اس پر صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے لیکن مجھے تو ایک حدیث رلا رہی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دائیں مٹھی میں مخلوق لی اور اسی طرح بائیں ہاتھ کی مٹھی میں مخلوق لی اور فرمایا: یہ لوگ اس کے لئے ہیں یعنی جنت کے لئے اور یہ اس کے لئے ہیں یعنی جہنم کے لئے

اور مجھے کچھ پرواہ نہیں لہٰذا مجھے خبر نہیں کہ میں خدا کی کس مٹھی میں تھا۔

(ابن کثیر مع البغوی جز ۷ ص ۳۵۴)

قرار دل کو ہو کیوں کر کہ اس کا علم نہیں
میرے نصیب میں جنت ہے یا جہنم ہے

خیر سے خالی لوگ ہی دوزخ میں جائیں گے

ابن جریر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تو نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا پھر تو ان میں سے کچھ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا اور کچھ لوگوں کو جہنم میں۔ کیا اچھا ہوتا کہ تمام مخلوق جنت میں چلی جاتی۔ جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ اپنا پیرہن (قمیص) اونچا کرو۔ آپ نے اونچا کرلیا۔ پھر فرمایا اور اونچا کرو۔ آپ نے اور اونچا کرلیا۔ پھر فرمایا اور اوپر اٹھاؤ' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: خدایا اب تو جسم سے اونچا کرلیا ہے۔ بجز اس جگہ کے جس کے اوپر سے ہٹانے میں خیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بس اسی طرح میں بھی اپنی مخلوق کو جنت میں داخل کروں گا بجز ان کے جو بالکل ہی خیر سے خالی ہیں۔

(ابن کثیر مع البغوی الجزء السابع' صفحہ ۳۵۵)

؎ عبث ہیں ساری عذاب و ثواب کی باتیں
اگر بشر کا ہر اک فعل اضطراری ہے

موت انسان کا تعاقب کر رہی ہے

عن معاوية بن قرة قال قال ابوالدرداء اضحكني ثلاث وابكاني ثلاث اضحكني مؤمل دنيا والموت يطلبه و غافل وليس بمغفول عنه وضاحك بملء فيه ولا يدرى ارضى الله ام اسخطه وابكاني فراق الاحبة محمد وحزبه وهول المطلع عند غمرات الموت والوقوف بين يدى الله عزوجل يوم

Scanned with CamScanner

تبدو السریرة علانیة ثم لآ ادری الی الجنة ام الی النار

(کتاب الزہد لابن المبارک ۸۴)

معاویہ بن قرہ سے روایت ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین آدمیوں پر مجھے ہنسی آتی ہے اور تین پر رونا۔ مجھے اس شخص پر ہنسی آتی ہے جو دنیا پر امید لگائے ہوئے ہے اور موت اس کے تعاقب میں ہے اور وہ شخص جو غافل ہے اور اسے غفلت میں نہیں رہنے دیا جائے گا اور جو زور سے ہنستا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہے یا راضی۔ مجھے دوستوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا فراق اور موت کی ہولناکیوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا غم گھلائے جا رہا ہے جس دن کہ تمام راز فاش ہو جائیں گے اور معلوم نہیں کہ میرا ٹھکانہ جنت میں ہوگا یا دوزخ میں۔

؎ اک تو کہ تمناؤں کی تکمیل میں سرشار
اک موت کہ ہر وقت تیرے سر پہ کھڑی ہے

تم موت کے لئے پیدا کیے گئے اور ویرانی کے لئے تعمیر کرتے ہو

کتاب الزہد لابن المبارک' ص ۸۸ پر حضرت ابوذر یا ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تم موت کے لئے پیدا ہوئے ہو اور ویرانی کے لئے تعمیر کرتے ہو جو چیز فنا ہونے والی ہے اس پہ حریص ہو اور باقی رہنے والی چیز کو چھوڑ رہے ہو تین چیزیں انسان کی ناپسندیدہ ہیں لیکن درحقیقت وہی اچھی ہیں بیماری موت اور فقر۔

؎ سمجھتا ہے جسے تعمیر راسخ
تیرے اس گھر کی پانی پہ بنا ہے

☆ یحییٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ ما امتلأت دار حبرة الا امتلات عبرة. وما کانت فرحة الا تبعتها ترحة (کتاب الزہد لابن مبارک ۸۹)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی گھر زینت سے نہیں بھرتا مگر وہ آنسوؤں سے پُر ہوگا اور ہر خوشی کے بعد غم ہے۔

انجام تبسم ہے یہاں چاک قبائی
دیتی ہے سحر گل کو یہ پیغام ہمیشہ

☆ قال ثابت البنانی اللیل والنھار اربع وعشرون ساعة لیس فیھا ساعة تاتی علی ذی روح الا وملك الموت علیھا قائم فان امر بقبضھا قبضھا والا ذھب (حلیة الاولیاء ج۲، ص ۳۲۶)

ثابت بنانی فرماتے ہیں، دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں ان میں کوئی پل کسی بھی جاندار پر ایسا نہیں آتا جس میں کہ ملک الموت اس پر (یعنی اس کی تاک میں) نہ کھڑا ہو اگر اسے اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو قبض کر لیتا ہے ورنہ چلا جاتا ہے۔

فرشتۂ موت ہے مسلط
ہر آن و ہر لحظہ ہر بشر پر

جو بویا ہے وہی کاٹنا ہوگا

؎ از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اپنے دوستوں میں بیٹھتے تو یوں فرمایا کرتے: ''تم گردش لیل ونہار کی زد میں ہو، ہر لحظہ تمہارے لمحات زندگی تمہیں زندگی سے دور اور موت کے قریب لا رہے ہیں۔ تمہارے اعمال محفوظ ہو رہے ہیں اور موت کبھی اچانک بھی آ جاتی ہے۔ جو شخص نیکی کا بیج بوتا ہے امید ہے کہ اس کا دامن خوشہ مسرت سے بھر جائے اور جو شخص بدی کا بیج بوتا ہے یقیناً اس کو ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہر بونے والے کے لئے وہی ہے جو اس نے بویا یعنی جیسا بوئے گا ویسا ہی کاٹے گا۔ (کتاب الزہد لابن حنبل، ص ۱۶۱)

Scanned with CamScanner

ے اخیر وقت میں دیکھا ہجوم یاس و الم
کیے کا پھل ہے یہ قسمت پہ بدگمانی کیوں

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ پکار رہا ہے یہ کس کا جنازہ ہے؟ حضرت ابودرداء نے فرمایا: تیرا ہے تیرا ہے۔

یقول اللہ عزوجل انک میت وانھم میتون (الزمر ۳۰)

اور اس موقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: انک میت وانھم میتون (تو بھی مرنے والا ہے اور یہ سب لوگ بھی مرنے والے ہیں)

جنازہ تیرا بھی اٹھے گا اک دن!
جنازے تو نے اوروں کے اٹھائے

دنیا کی محبت میں جو جتنا پھنسا ہوگا......

قال ابوالدرداء لوتعلمون ماراء ون بعد الموت ماأکلتم طعاما بشھوۃ ولا شربتم شرابا علی شھوۃ ولا دخلتم بیتا تستظلون فیہ ولحرصتم علی الصعید تضربون صدورکم وتبکون علی انفسکم ولوددت انی شجرۃ تعضد ثم توکل

(کتاب الزہد لابن حنبل، ص ۱۳۸)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم پر یہ انکشاف ہو جائے کہ موت کے بعد کیا پیش آنے والا ہے تو تم حسب منشاء کھانا اور حسب خواہش پانی نہ پی سکو اور نہ دھوپ سے بچنے اور سایہ کے لئے گھر میں داخل ہوسکو بلکہ تم خوف سے سینہ کوبی کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل بھاگو اور اپنی حالت زار پر آنسو بہانے لگو (اس کے بعد حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے) کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا پھر کھالیا جاتا۔

ے دنیا کی محبت میں جو جتنا پھنسا ہوگا
روئے گا وہ اتنا ہی جب اس سے جدا ہوگا

☆ ابوعامر الخزاز سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن سے سنا وہ فرماتے تھے: یاابن ادم تموت وحدك وتدخل القبر وحدك و تبعث وحدك و تحاسب وحدك.

(ایضاً، ص ۱۷۳)

اے ابن آدم! تو اکیلا ہی فوت ہوگا اور اکیلا ہی قبر میں داخل ہوگا اور اکیلا ہی قبر سے اٹھے گا اور تجھی سے ہی تیرے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

ے اس راہ کے لئے کر لے سامان فراہم تو
جس راہ میں کوئی انساں ساتھی نہ تیرا ہوگا

موت کی یاد پہ تین انعامات اور اس کو بھلانے پہ تین مصائب

قال اللفاف من اکثر ذکر الموت اکرم بثلاثة اشیاء تعجیل التوبة وقناعة القلب و نشاط العبادة ومن نسی الموت عوقب بثلاثة اشیاء تسویف التوبة والحرص علی الدنیا والتکاسل فی العبادة (مجالس الابرار، ص ۳۶۳)

حضرت لفاف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو موت کو یاد رکھتا ہے اسے تین انعامات سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ توبہ میں عجلت، اطمینان قلب، عبادت میں سرور اور جو موت کو بھلا دیتا ہے اس پر تین مصیبتیں نازل ہوتی ہیں توبہ میں تاخیر تمنائے جمع دنیا اور عبادت میں کسلمندی۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موت کو پسند نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے پاس مال

ہے؟اس نے کہا: ہاں۔آپ نے فرمایا: پہلے اسے ختم کر ڈالو (یعنی راہ خدا میں صرف کر دو) کیونکہ انسان کا دل مال کا دلدادہ ہے اگر وہ اسے ختم کر دے (یعنی اللہ کے پاس بھیج دے) تو اس کا دل بھی اس کے پیچھے لگ جائے گا ورنہ وہ اس کے ہمراہ رہے گا۔

☆ حضرت ضحاک نے کسی کے ہاتھ میں درہم دیکھا تو آپ نے اس سے پوچھا: یہ درہم کس کا ہے وہ کہنے لگا: میرا' آپ نے فرمایا:

انت للمال اذا امسكته والمال لك اذا انفقته

جب تک مال تیرے قبضہ میں ہے تو مال کا قیدی ہے اور جب تو نے مال (راہ خدا میں) خرچ کر دیا تو مال تیرے قبضہ میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وہی مال انسان کا ہے جو اس نے فی سبیل اللہ صرف کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں جمع کر دیا۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۴ طبع مصر)

دین کی حفاظت کے لئے موت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مومن کے دین کی حفاظت کے لئے موت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے مالک بن مغول سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلی خوش کن چیز جو مومن کو حاصل ہوگی وہ موت ہے کیونکہ اس میں وہ اللہ کا انعام اور اس کا اکرام دیکھتا ہے۔موت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات کا امکان نہیں (جو کہ اس کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے) (شرح الصدور لابن الجوزی۔۱۷۔۲۱)

ے ہے جام شہادت ترے پینے کی فقط دیر
وہ سامنے آنکھوں کے درِ باغِ جناں دیکھ

☆ حضرت جعفر احمد فرماتے ہیں: جس کے لئے موت میں بہتری نہیں اس کے لئے زندگی میں بھی بہتری نہیں ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

ے موت سے بھاگتا ہے تو انساں
موت سے موت کو فرار نہیں

موت کے بعد کی تکلیف موت کی تکلیف سے زیادہ ہے

ان المومن تخرج نفسه من بين جنبيه وهو يحمدالله عن ابن عباس)

تحقیق مومن کی روح اس کے دونوں پہلوؤں سے نکلتی ہے اور وہ اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

☆ ادنى جبذات الموت بمنزلة مائة ضربة بالسيف (ابن ابی الدنيا في ذكر الموت)

موت کے جھٹکے کی کم از کم تکلیف سو مرتبہ تلوار کی ضرب کے برابر ہے۔

☆ لم يلق ابن ادم شيئا قط منذ خلقه الله اشد عليه من الموت ثم ان الموت لاهون مما بعده (عن انس رضی الله عنه)

جب سے اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو پیدا کیا ہے اس نے موت سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں پائی۔ پھر یہ (موت کی) تکلیف موت کے بعد کی تکلیف سے ہلکی ہے۔

☆ ماشبهت خروج المومن من الدنيا الا مثل خروج الصبي من بطن امه من ذلك الغم والظلمت الى روح الدنيا (عن انس رضی الله عنه)

دنیا سے مومن کے خروج کی مثال اس بچے کی سی ہے جو شکم مادر کی تکلیف اور تاریکی سے نکل کر دنیا میں آرام و راحت کی طرف آتا ہے۔

☆ ماالموت فيما بعده الا كنطحة عنز (عن ابی هريرة

Scanned with CamScanner

رضی اللہ عنہ)

کلفت موت کی مثال اس کے بعد پیش آنے والی تکلیف کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے بکری کے سینگ مارنے کی تکلیف ہے۔

☆ لمعالجة ملك الموت اشد من الف ضربة بالسيف (عن انس رضي الله عنه)

جان کنی کی تکلیف تلوار کی ایک ہزار ضرب سے زیادہ ہے۔

(کنز العمال ج ۱۵، ص ۵۶۹۔۵۷۰)

؎ آتے رہتے ہیں پیش نظر دن رات جنازوں کے منظر
حیرت ہے کہ پھر کیوں اپنی اجل ہم دل سے بھلائے بیٹھے ہیں

اللہ تعالیٰ کے حلم سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے

؎ تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیر دسخت گیر دمرترا

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: افحسبتم انما خلقناكم عبثا وانكم الينا لا ترجعون (المومن ۱۱۵) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس نہیں آؤ گے۔

؎ بڑا کمبخت ہے جس نے کبھی یہ بھی نہیں سوچا
کہاں سے آئے کیوں آئے کہاں جائیں گے کیا ہوگا

☆ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم واحذروا التسويف فان الموت ياتي بغتة ولا يغترن احد كم بحلم الله عزوجل (الترغيب ج ۴، ص ۹۶)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (توبہ میں تاخیر نہ کرو اس لیے کہ بعض مرتبہ) موت اچانک آ جاتی ہے

اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بردباری پر مغرور نہ ہو (اللہ کی پکڑ بھی بڑی سخت ہے) لہٰذا اس کی نافرمانی کی جرأت نہ کرے۔

ارے دیکھ! کہیں آ جائے نہ وقت اچانک
جس وقت کہ توبہ کی بھی مہلت نہیں رہتی

عمل کا سلسلہ موت پہ ختم ہو جاتا ہے

ينبغي للانسان ان يعرف شرف زمانه وقدر وقته فلا يضيع منه لحظة في غير قربته وقد كان جماعة من السلف يبادرون اللحظات.

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے وقت کی قدر و قیمت پہچانے، حصول قرب الٰہی کے سوا وہ لمحہ بھر ضائع نہ کرے اور ہمارے اکابر کا یہ دستور تھا کہ وہ لمحات حیات کو ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔

فاذا علم الانسان وان بالغ في الجد بان الموت يقطعه عن العمل عمل في حياته ما يدوم له اجره بعد موته.

جب انسان کو علم ہو جائے کہ خواہ وہ کتنی ہی کوشش کرے بالآخر موت اس کے تمام کاروبار ختم کر دے گی تو وہ زندگی بھر وہی کام کرے گا جس کا اجر موت کے بعد بھی اسے ملتا رہے۔

فان كان له شيء من الدنيا وقف وقفا و غرس غرسا واجرى نهرا ويسعى في تحصيل ذرية تذكر الله بعده فيكون الاجر له او ان يصنف كتابا من العلم فان تصنيف العالم ولده المخلد وان يكون عاملا بالخير عالما فيه فينقل من فعله ما يقتدى الخير به فذلك الذي لم يمت قد مات القوم وهم في الناس احياء (صيد البحر لابن الجوزي، ص ۲۰)

اور اگر اس کے پاس دنیا کے مال و متاع میں سے کچھ ہے تو وہ اللہ کی راہ میں وقف کر دے اور کوئی درخت لگائے (جس کے پھل اور سائے سے لوگ فائدہ اٹھائیں) یا نہر جاری کرے اور ایسی اولاد حاصل کرنے کا ارادہ (یعنی نیت) کرے جو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کا اجر اسے (یعنی والد کو) ملے یا کوئی علمی کتاب تصنیف کر جائے کیونکہ عالم کی تصنیف ہمیشہ زندہ رہنے والی نرینہ اولاد ہے۔ ممکن ہے اس کی کتاب کے مطالعہ سے کوئی نیک اعمال بجا لائے اور اس کی دوسرے لوگ اقتداء کریں ایسا عالم نہیں مرتا بلکہ مر کر بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتا ہے۔

؎ مر جاتا ہے جو علم کی تحصیل میں عالم اللہ سے پاتا ہے مقامات شہادت

موت کی یاد نیکی کی علامت ہے

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص فوت ہو گیا تو لوگ اس کی تعریف کرنے لگے اور اس کی عبادت کا تذکرہ کرنے لگے۔ حضور علیہ السلام خاموشی کے ساتھ سنتے رہے، جب وہ چپ ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

کان یکثر ذکر الموت ؟ قالو الاقال فھل کان یدع کثیرا مما یشتھی ؟ قالو الا۔ قال ما بلغ صاحبکم کثیرا مما تذھبون الیه

کیا وہ موت کو کثرت سے یاد کرتا تھا؟ عرض کیا: نہیں! پھر آپ نے فرمایا: کیا وہ ترک خواہشات کثیرہ پر بھی عمل پیرا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا ساتھی اس مقام پر فائز نہیں جس پر تمہارا خیال ہے۔

موت کی یاد غیر ضروری خواہشات کو ختم کر دیتی ہے اور انسان کو بے ضرر اور فرشتہ صفت بنا دیتی ہے جس کو موت یاد ہے وہ کسی کا حق نہیں دبائے گا

بلکہ اپنا حق وصول کرنا بھی بھول جائے گا۔

؎ ہم کو اے انساں غم عقبیٰ سے فرصت ہے کہاں
عشرت دنیا پہ مائل اور ہوں گے ہم نہیں

موت اس سے بھی جلدی آ سکتی ہے

روی عن ابی سعید ؓ الخدری قال اشتری اسامة بن زید ولیدة بمائة دینار الی شھر فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول الاتعجبون من اسامة المشتری الی شھران اسامة لطویل الامل والذی نفسی بیدہ ما طرفت عینای الا ظننت شفتی لا یلتقیان حتی یقبض اللہ روحی ولا رفعت قدحا الی فی فظننت انی واضعه حتی اقبض و لالقمت لقمة الا ظننت انی لا اسیغھا حتی اغض بھا من الموت والذی نفسی بیدہ انما توعدون لات وما انتم بمعجزین

(الترغیب ج ۴، ص ۲۴۲ وحلیۃ الاولیاء)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ایک ماہ ادھار پر سو دینار میں ایک لونڈی خریدی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ (اس موقع پر) فرما رہے تھے: تم تعجب کرتے ہو کہ اسامہ (رضی اللہ عنہ) نے ایک ماہ ادھار پر (لونڈی) خریدی ہے۔ بیشک اسامہ رضی اللہ عنہ (اپنی زندگی کی) لمبی امید رکھتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری دونوں پلکیں جھپکنے اور دونوں ہونٹ آپس میں ملنے سے پہلے اللہ تعالیٰ میری روح قبض کر سکتا ہے اور ابھی پیالہ منہ تک پہنچا ہو (پانی پینے کے لئے) اور واپس زمین پر نہ رکھا ہو کہ میری روح قبض ہو

Scanned with CamScanner

سکتی ہے اور میں نے لقمہ منہ میں ڈالا ہوا بھی وہ حلق سے نیچے نہ اترا ہو کہ موت آ جائے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم سے جو (قیامت کا) وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اور تم بھاگ نہیں سکتے۔

لہٰذا بلا ضرورت قرض لینے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ انسان پہ اس حال میں موت آنی چاہئے کہ کسی کا ایک پیسہ بھی اس کے ذمے نہ ہو۔

قرض کہتے ہیں جس کو اے انساں
رات کا غم ہے دن کی ذلت ہے

قبر و آخرت کو یاد رکھنے کے لئے اہل اللہ کیا کرتے تھے؟

☆ حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر قبرستانوں میں بیٹھا کرتے تھے تو لوگوں نے اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا کہ آپ قبرستان میں اکثر اوقات کیوں بیٹھے رہا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ایسی قوم کے پاس بیٹھتا ہوں جو مجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور جب میں ان لوگوں سے غائب ہو جاتا ہوں تو یہ لوگ میری غیبت نہیں کرتے! (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۲)

☆ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو قبرستانوں میں تشریف لے جایا کرتے اور فرماتے: اے قبر والو! کیا بات ہے میں تم لوگوں کو پکارتا ہوں تو تم لوگ کوئی جواب نہیں دیتے ہو؟ پھر آپ فرماتے افسوس! میرے اور تمہارے درمیان ایسا حجاب ہو گیا ہے' لیکن آئندہ میں بھی تمہارے ہی جیسا ہو جانے والا ہوں۔ آپ یہی کلمات فرماتے رہتے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی تو آپ نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۳)

☆ مشہور محدث حضرت یزید رقاشی علیہ الرحمۃ قبروں کے پاس جا کر فرمایا کرتے کہ اے قبر کے گڑھے میں دفن ہو جانے والو' اور اے تنہائی میں رہنے والو' اور

اے زمین کے اندرونی حصہ میں اُنسیت رکھنے والو! کاش مجھے خبر ہو جاتی کہ میں تمہارے کون سے اعمال پر خوشخبری حاصل کروں؟ اور میں تم میں سے کون سے بھائی پر رشک کروں؟ یہ فرما کر پھر آپ اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپ کا عمامہ بھیگ جاتا اور آپ جب بھی کسی قبر کو دیکھ لیتے تو اتنے زور زور سے رونے کی آواز نکالتے تھے جیسے بیل چیختا کرتا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

☆ مشہور محدث اور فقیہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور کوفہ کے باشندہ تھے فرمایا کرتے تھے: جو مسلمان بکثرت قبروں کا تذکرہ کرتا رہے گا وہ اپنی قبر کو جنت کا باغ پائے گا اور جو قبروں کے ذکر اور ان کی یاد سے غافل رہے گا وہ اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا پائے گا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

☆ حضرت ربیع بن خثیم علیہ الرحمۃ نہایت بلند مرتبہ محدث اور مشہور ولی کامل ہیں۔ آپ نے اپنے گھر کے اندر ایک قبر بنا رکھی تھی' جب بھی آپ محسوس فرماتے کہ غفلت کی وجہ سے میرا دل کچھ سخت پڑ گیا ہے تو آپ اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ جاتے اور جب تک خدا کو منظور ہوتا اس میں لیٹے رہتے پھر کہتے: اے میرے رب مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں کوئی نیک عمل کروں۔ پھر خود ہی اپنے نفس کو جواب دیتے کہ اے ربیع! ہم نے تجھے واپس لوٹا دیا۔ اب تو کوئی نیک عمل کر۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۳)

☆ حضرت صالح مری علیہ الرحمۃ بہت ہی جلیل القدر محدث اور نامور محدثین کے شاگرد ہیں اور بڑے بڑے باکمال محدثین ان کی درسگاہ حدیث کے طالب علم ہیں۔ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کا عجیب عالم تھا کہ اگر آپ کبھی کسی قبر کو دیکھ لیتے تھے تو دو دن تک مبہوت و حیران رہتے' کھانا پینا چھوڑ دیتے اور بالکل خاموش رہا کرتے تھے آپ کی ایک بڑی خاص کرامت یہ تھی کہ آپ قبرستان کے مردوں کی گفتگو سن لیتے تھے اور خود بھی مردوں سے گفتگو اور سوال

Scanned with CamScanner

و جواب کرتے تھے۔ خلیفہ نے آپ کی وفات کا سال ۱۷۲ھ لکھا ہے اور امام بخاری علیہ الرحمتہ نے فرمایا: آپ نے ۱۷۶ھ میں وفات پائی۔

(نووی وتہذیب التہذیب وطبقات شعرانی)

ہمسائیگی کا حق ادا کر دیا

حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ بزرگانِ سلف میں بڑے پائے کے بزرگ ہیں۔ منقول ہے کہ ان کا ایک پڑوسی جو بہت ہی بدکار اور نہایت ہی گناہ گار تھا' اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے فسق و بدکاری کی وجہ سے تمام اہل محلہ نے اس کے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا اور گھنٹوں اس کا جنازہ پڑا رہا کوئی اس کو اٹھانے کے لیے نہیں آیا۔ جب حضرت عمر بن ذر علیہ الرحمتہ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے آ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کو دفن کیا پھر اس کی قبر پر کچھ دیر ٹھہر کر فرمایا: اے ابوفلاں! خداوند کریم تجھ پر رحمت فرمائے تو عمر بھر عقیدۂ توحید و رسالت پر قائم رہا اور ہمیشہ تو خداوند قدوس کو سجدہ کرتا رہا' آج لوگوں نے تجھے بدکار و گناہ گار کہہ کر تیرے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا۔ افسوس آج ہم میں کون ایسا ہے جو گناہ گار نہیں ہے؟ پھر آپ نے اس گناہ گار میت کے لیے دیر تک دعائے مغفرت فرمائی اور روتے رہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۲)

ایک عبادت گزار غلام کی موت کا واقعہ جس کی دعا سے بارش ہونے لگی

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حجاز میں قحط پڑ گیا' مکہ معظمہ میں چھوٹے بڑے' پیرو جوان' صلوٰۃ استسقاء پڑھنے کے لئے گھر سے باہر نکل آئے تھے۔ مسجد حرام لوگوں سے بھر گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی باب بنی شیبہ کے قریب ایک مقام پر موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اچانک ایک حبشی غلام وہاں آیا جس کے جسم پر معمولی لنگی اور چادر تھی' ایک پوشیدہ جگہ پر بیٹھا اور آہستہ سے دعا کرنے لگا:

''رب ذوالجلال! کثرت معاصی اور شامت اعمال سے لوگوں کی صورتیں فرسودہ ہو گئی ہیں اور تو نے ہم سے بارش روک دی ہے تا کہ خلق خدا اس

سے سبق لے اور آگاہ ہو۔ اے حلم و بردباری والے مولا! اے وہ کریم جس کے بندوں کو اس کے احسان و کرم ہی سے آشنائی ہے۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ ابھی پانی برسا دے اپنے بندوں کو ابھی سیراب کر دے''۔

وہ جوان دعا کے یہی الفاظ بار بار کہتا رہا حتیٰ کہ جھوم کر گھٹا اٹھی اور مکہ معظمہ جل تھل ہو گیا اور وہ اپنی جگہ بیٹھا ذکر و تسبیح میں مصروف رہا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حبشی غلام کا یہ سوز دل دیکھ کر روتے رہے۔ وہ چلا تو اس کے پیچھے پیچھے ہو گئے اور اس کی رہائشگاہ دیکھ کر آ گئے۔ پھر ملول خاطر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے آ کر سارا ماجرا کہہ دیا۔ شیخ فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے جوان صالح کا حال سن کر چیخ ماری اور کہا: مجھے جلد اس جوان باخدا کے پاس لے چلو۔ رات زیادہ گزر گئی تھی اس لیے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جانا مناسب نہیں سمجھا۔

صبح ہوئی تو اس کی تلاش میں حضرت ابن مبارک نے اس کے مکان پر دستک دی' وہاں ایک ضعیف مرد سے ملاقات ہوئی جس نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا اور آنے کی غرض و غایت پوچھی۔ انہوں نے کہا: مجھے ایک سیاہ فام غلام چاہئے' اس کے پاس کئی اور بھی غلام تھے' ایک ایک کر کے ضعیف مرد نے اپنے سب غلاموں کو بلوایا۔ جب وہ غلام سامنے آیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے اور اسے خریدنا چاہا مگر ضعیف مرد نے اولاً تو انکار کیا مگر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش جان کر مجبوراً فروخت کر دیا۔ ضعیف مرد نے کہا:

''اس غلام سے میرے گھر میں برکت ہے اس پر میرا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ یہ خود رسی بٹتا ہے کم و بیش نصف دانگ روز کماتا ہے۔ یہی اس کی روزی ہے میرے اور غلام کہتے ہیں یہ رات بھر نہیں سوتا' تنہا رہتا ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسے لے کر حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف چلے' راستہ میں غلام نے کہا: اے میرے آقا! حضرت عبداللہ نے کہا: لبیک! اس نے کہا: اے میرے آقا آپ لبیک نہ فرمائیں۔ لبیک تو مجھے آپ کے بلانے پر کہنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم میرے غلام نہیں دوست ہو۔ میں نے تمہیں اپنی خدمت کے لئے نہیں خریدا۔ میں تمہارے لیے ایک مکان خریدوں گا۔ تمہارا نکاح کروں گا اور خود تمہاری خدمت کرونگا۔ وہ رونے لگا اور بولا: ضرور آپ کو میرے رب تعالیٰ سے تعلقات کی خبر ہوگئی ہے ورنہ ان غلاموں کو چھوڑ کر آپ مجھے پسند نہ کرتے۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سچ ہے میں نے تمہاری دعا قبول ہوتے دیکھی ہے۔ پھر اس نے کہا: کیا یہ ہوسکتا ہے کہ کچھ دیر مجھے موقع دیں تا کہ میں رات کی کچھ بقیہ رکعتیں ادا کرلوں؟ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہاں سے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ دور نہیں ہے وہاں چلتے ہیں اور تم وہاں جا کر نوافل پڑھ لینا مگر غلام نے کہا: اے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ! نہیں! میں یہیں پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ خدا کے کام میں تاخیر مناسب نہیں۔ اس کے بعد ایک مسجد میں گیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فارغ ہوکر پوچھا: اے میرے آقا! کیا آپ کو کوئی کام ہے؟ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: اے نیک بندے! تم اس طرح کیوں کہہ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں اب اس دنیا سے کوچ کر جانا چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ایسا نہ کرو میں تمہاری زندگی سے اپنی مسرت چاہتا ہوں۔ اس پر غلام نے عرض کی: میں پھر کیا کروں؟ جب تک میرا اور رب کائنات کا معاملہ مخفی تھا زندگی اچھی تھی اب تمہیں معلوم ہوگیا تم سے اور لوگوں کو معلوم ہوگا مجھے ایسی زندگی کی تمنا نہیں۔ غلام یہ کہہ کر سجدے میں گرا اور عرض گزار ہوا یاالٰہی! مجھے اپنے پاس بلالے۔ غلام کی دعا اسی وقت قبول ہوگئی اور اس کے جسم سے روح پرواز کرگئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اس کے قریب پہنچے تو وہ واصل بحق ہو چکا تھا۔

فرماتے ہیں: واللہ العظیم! میں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں تو میرا غم بڑھ جاتا ہے اور دنیا میری نظر میں خوار بن جاتی ہے۔ (روض الریاحین)

ایک درویش کی رب سے ملاقات

ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مریدین نے جنگل میں ایک قبر پر حاضرین کے دوران کافی دیر تک روتے ہوئے دیکھا تو متعجب ہوئے اور سبب دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شہر میں مجھے ایک شخص سے کچھ کام تھا جس کے لئے میں سفر کر رہا تھا' راستے میں ایک جگہ مغرب کی نماز کے لئے مسجد میں گیا وہاں ایک فقیر نماز پڑھا رہے تھے میں بھی جماعت میں شامل ہوگیا۔ قرات میں ان سے کچھ غلطی ہوئی جسے سن کر میں نماز ہی میں سوچنے لگا کہ جس کام کے لئے جا رہا ہوں اس سے رک جاؤں اور انہیں کچھ قرات کی تعلیم دے دوں یا پہلے جا کر اپنا کام کرلوں؟ حتیٰ کہ میں اسی کشمکش میں رہا اور نماز ختم ہوگئی۔ آخر سلام پھیرنے کے بعد امامت کرنے والے درویش مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: شیخ عبدالعزیز! آپ اپنے کام کے لئے تشریف لے جائیں میری قراءت کی غلطی ضرر رساں نہیں ہے اور آپ جس کے پاس جا رہے ہیں وہ شخص پا بہ رکاب ہے' مجھے تعلیم دینے کی فکر نہ کریں۔

فقیر کی یہ باتیں سن کر میں ان کے کشف پر حیران رہ گیا اور ان کے کہنے کے بموجب اپنے کام میں جلد چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو واقعی وہ شخص سفر کے لئے سواری پر بیٹھ چکا تھا' مجھے دیکھ کر ٹھہر گیا اور میرا کام کر دیا۔ اگر میں مزید تھوڑی دیر کرتا تو مقصود فوت ہو جاتا۔ اس بات نے مجھے مزید حیرت میں ڈالا اور اس درویش کی محبت میرے قلب میں مزید بڑھ گئی۔ میں نے ارادہ کیا کہ حاضر ہوکر ان کی خدمت کروں اور کچھ برکت حاصل کروں۔ میں نے چند روز ہی ان کی خدمت کا شرف پایا تھا کہ وہ واصل بحق ہوئے اور یہ قبر انہی مرد درویش کی ہے۔ (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

بزرگی کا حق ادا کر دیا

منقول ہے کہ ایک شرابی اور بڑا ہی پاپی بدکار بصرہ کے اطراف میں رہتا تھا۔ اس کا انتقال ہوا تو چونکہ پورا گاؤں اس سے ناراض و بیزار تھا کوئی شخص اس کا جنازہ اٹھانے اور نماز جنازہ پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہوا مجبوراً اس کی بیوی نے دو مزدوروں سے جنازہ اٹھوا کر قبرستان تک پہنچایا اور گاؤں کا ایک آدمی قبرستان تک نہیں آیا۔ اس گاؤں کے قریب ایک پہاڑ پر ایک بڑے بزرگ زاہد و عابد عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے اور یہ بزرگ تمام گاؤں والوں کے پیرومرشد تھے۔ اس بزرگ نے پہاڑ کے اوپر سے دیکھا کہ ایک عورت جنازہ کے پاس ہے اور کوئی جنازہ پڑھنے والا نہیں ہے تو یہ بزرگ جو کبھی پہاڑ سے نہیں اترتے تھے پہاڑ سے اتر پڑے جب گاؤں والوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیرومرشد اس بدکار کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے پہاڑ سے اتر پڑے ہیں تو سارا گاؤں قبرستان میں پہنچ گیا پھر اس بزرگ اور تمام گاؤں والوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کیا۔

پھر اس بزرگ نے فرمایا: میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جنازہ لیے بیٹھی ہے اور کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہیں ہے تو خواب ہی میں کسی نے مجھ سے کہا: تم پہاڑ سے اتر کر اس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤ کیونکہ اس میت کی مغفرت ہو چکی ہے اس خواب کو سن کر لوگ تعجب سے سر دھننے لگے۔ پھر اس بزرگ نے اس عورت سے اس کے شوہر کا حال پوچھا تو اس عورت نے بتایا کہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ میرا شوہر بہت بدکار اور بڑا گناہگار تھا۔ واقعی وہ دن بھر شراب خانہ ہی میں رہتا تھا۔ پھر بزرگ نے دریافت کیا کہ تم نے اس کا کوئی نیک عمل بھی دیکھا ہے تو عورت نے کہا: ہاں وہ گناہ گار ہونے کے باوجود تین اچھی باتوں کا پابند تھا۔ ایک تو یہ کہ وہ رات بھر شراب خانہ میں شراب پیتا تھا مگر جب صبح کو اس کا نشہ اتر جاتا تھا تو وہ غسل و وضو کر کے کپڑے بدلتا اور نماز فجر جماعت سے پڑھا کرتا تھا۔ پھر وہ شراب خانہ میں جا

کر فسق و فجور میں پڑ جاتا تھا۔ دوسری اچھی بات یہ تھی کہ وہ ہمیشہ ایک یا دو یتیم بچوں کو اپنے گھر میں رکھتا تھا اور ان یتیموں کے ساتھ اپنے بچوں سے بڑھ کر اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ تیسری اچھی بات یہ ہے کہ رات میں جب کبھی اس کا نشہ اترتا تھا تو وہ اکیلا زار و زار روتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ اے میرے رب تو جہنم کے کون سے گوشہ میں مجھ خبیث کو ڈالے گا۔ یہ سن کر بزرگ اس کی مغفرت کا راز سمجھ گئے۔ پھر وہ اس میت کے لیے دعائیں کرتے ہوئے پہاڑ پہ چڑھ گئے۔ (احیاء العلوم، ج ۴، ص ۴۱۲)

قبر پر سال بھر خیمہ لگائے رکھا

حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ جو فاطمہ صغری کے لقب سے مشہور تھیں، جب ان کے شوہر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جن کا نام بھی حسن تھا کا انتقال ہوا تو انہوں نے اپنے شوہر کا جنازہ دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

وَكَانُوْا رِجَاءً ثُمَّ اَمْسُوْا رَزِيَّةً
لَقَدْ عَظُمَتْ تِلْكَ الرَّزَايَا وَجَلَّتِ

یہ لوگ امید تھے پھر شام کو مصیبت بن گئے تو یہ مصیبتیں بہت زیادہ اور بڑی شاندار ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اپنے شوہر کی قبر کے پاس ایک خیمہ گاڑھا اور مسلسل ایک سال تک وہ اسی خیمہ میں رہیں۔ سال بھر کے بعد خیمہ اکھاڑ کر جب وہ اپنے مکان پر جانے لگیں تو مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع کی ایک جانب سے ایک غیبی آواز آئی: الاھل وجدوا ما فقدوا (خبردار کیا ان لوگوں نے اس چیز کو پالیا جس کو کھو دیا تھا) تو دوسرے کنارے سے یہ آواز آئی: بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا نہیں بلکہ ناامید ہو گئے لہٰذا پلٹ کر اپنے گھر چلے گئے۔ ان دونوں آوازوں کو سب لوگوں نے سنا مگر آواز دینے والوں کو کسی نے نہ دیکھا۔

(مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۵۲ و احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۳)

Scanned with CamScanner

اپنی بیوی کے غم میں شاعر اہل بیت فرزدق کے اشعار

سارے فکروں سے ہے بہتر فکر موت
اور نشاں اس فکر کا ہے ذکر موت

فرزدق بہت ہی مشہور شاعر ہے جو اہل بیت کا بہت ہی محبّ و مداح تھا۔ جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو بصرہ کے تمام شرفاء و رؤساء جنازہ میں شامل ہوئے۔ قبرستان میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرزوق سے پوچھا: کیوں فروزق! تم نے اس دن کے لیے کون سی تیاری کر رکھی ہے؟ فرزوق نے جواب دیا: میری بس یہی تیاری ہے کہ ساٹھ برس سے کلمہ پڑھتا رہا ہوں۔ پھر فرزوق اپنی بیوی کی قبر کے پاس دردناک لہجے میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اَخَافُ وَرَاءَ الْقَبْرِ اِنْ لَّمْ تُعَافِنِیْ   اَشَدَّ مِنَ الْقَبْرِ الْتِهَابًا وَّاَضْیَقَا

(اے اللہ) اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو قبر کے علاوہ قبر سے زیادہ تنگ جگہ اور بھڑکنے والی آگ کا مجھے خوف ہے۔

اِذْ جَاءَنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَائِدٌ
عَنِیْفٌ وَّسَوَّاقٌ یَسُوْقُ الْفَرَزْدَقَا

قیامت کے دن کے جب ایک بہت ہی سخت مزاج کھینچنے والا اور ہانکنے والا فرزوق کو لے چلے گا۔

لَقَدْ خَابَ مِنْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مَنْ مَّشٰی
اِلَی النَّارِ مَغْلُوْلَ الْقِلَادَةِ اَزْرَقَا

اولاد آدم میں سے جو شخص جہنم کی طرف گردن میں طوق پہنے ہوئے روسیاہ ہو کر جائے گا وہ بہت ہی نامراد ہوگا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۲۱۳)

خلیفہ ہارون الرشید کے جوان بیٹے کی موت کا طویل واقعہ

ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی وہ بہت کثرت سے

زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا اور وہاں جا کر کہتا: تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے۔ دنیا کے مالک تھے لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال و جواب ہوئے ہیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا۔

تُرَوِّعُنِیْ الْجَنَائِزُ کُلَّ یَوْمٍ   وَیَحْزُنُنِیْ بُکَاءُ النَّائِحَاتِ

مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں۔ ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا جس کے پاس وزراء و امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المومنین کو بھی دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا۔ اگر امیر المومنین ان کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آ جائے۔ امیر المومنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا: بیٹا تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے اس نے یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا: اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا۔ وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر کہا: اب اپنی جگہ چلا جا' وہ ہاتھ پر سے اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا: ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں اس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے۔ اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کر لوں یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا' چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دیدی (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا۔ ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا اور ایک درم اور ایک رونق (یعنی درم کا

چھٹا حصہ) مزدوری لیتا اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا۔ ایک وانق روزانہ خرچ کرتا۔

ابو عامر بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی اس کو بنوانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے۔ ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کروگے؟ کہنے لگا: کیوں نہیں کریں گے مزدوری کے لئے ہی تو پیدا ہوئے ہیں۔ آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے۔ میں نے کہا: گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا ہے۔ اس نے کہا: ایک درم اور ایک وانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کرونگا۔ مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی دونوں شرطیں منظور کرلیں اور اس کو لاکر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کی بقدر کام کیا میں نے اس کو مزدوری میں دو درم دیئے۔ اس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کردیا اور ایک درم اور ایک وانق لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا؟

تیرا بھی ایک دن جنازہ اُٹھایا جائے گا

لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر کچھ ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن تک اپنی تعمیر بند کردی اور شنبہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں۔ میں نے منظور کرلیں وہ میرے ساتھ آکر کام میں لگ گیا۔ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے شنبہ کو اس اکیلے نے دس آدمیوں کا کام کس طرح کرلیا اس لئے اس مرتبہ میں نے ایسی طرح چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے اس کے کام کرنے کا

طریقہ دیکھا تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہی ہے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درم دینا چاہے اس نے لینے سے انکار کردیا کہ میں اتنے درم کیا کرونگا اور ایک درم اور ایک وانق لے کر چلا گیا۔ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے شنبہ کو پھر میں اس کی تلاش میں نکلا مگر وہ مجھے نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کی تو ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے فلاں ویرانہ جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے وہ مجھے ساتھ لے کر اس جنگل ویران میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ بیہوش پڑا ہے۔ آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب نہ دیا میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھ کھولی اور) مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس نے سر ہٹا لیا اور چند شعر پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں۔

يَا صَاحِبِي لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ　　فَالْعُمْرُ يَنْفَدُ وَالنَّعِيْمُ يَزُوْلُ
وَاِذَا حَمَلْتَ عَلَى الْقُبُوْرِ جَنَازَةً　　فَاعْلَمْ بِاَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلُ

میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ میں نہ پڑ، عمر ختم ہوتی جارہی ہے اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی۔ جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا رہ کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا: ابو عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دیدینا۔ میں نے کہا: میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے نئے کپڑے لے آؤں۔ اس نے جواب دیا: نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ کفن تو (پرانا ہو یا نیا بہر حال) بوسیدہ ہو

Scanned with CamScanner

جائے گا۔ آدمی کے ساتھ تو صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے اور یہ میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دیدینا اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارون رشید تک پہنچا دینا اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہہ کر دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آجائے۔ یہ کہہ کر اس کی روح نکل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دیدیں اور قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا جب قصر شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اول ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اس کے بعد اسی طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے۔ ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے دسویں جتھے میں خود امیر المومنین بھی تھے۔ میں نے زور سے آواز دے کر کہا: اے امیر المومنین! آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت رشتہ داری کا واسطہ ذرا سا توقف کر لیجئے میری آواز پر اس نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا: میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا۔ اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے کہا: اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو جب میں واپسی پر بلاؤں تو میرے پاس پہنچا دینا۔ جب وہ واپسی پر مکان پر پہنچا تو محل کے پردے گروا کر دربان سے کہا: اس شخص کو بلا کر لاؤ اگرچہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ ہی پر اکتفا کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا۔ اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔ مجھ سے فرمایا: میرے قریب آجاؤ۔ میں قریب جا

کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں میں ان کو جانتا ہوں۔ کہنے لگے کہ وہ کیا کام کرتا تھا؟ میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔ کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا ہے؟ میں نے کہا: کرایا ہے۔ کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی (کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں) میں نے کہا: امیر المومنین پہلے اللہ جل شانہ سے معذرت چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہیں؟ مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا۔ کہنے لگے: تم نے اپنے ہاتھ سے اس کو غسل دیا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ کہنے لگے: اپنا ہاتھ لاؤ۔ میرا ہاتھ لے کر اپنے سینہ پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دور ہے لیکن اس کا غم میرے قریب ہے۔ بیشک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔ وہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا (یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی۔

بادشاہ کی بیٹے کی قبر پہ حاضری

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر ساتھ تھے اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا‘ موت نے کم عمری کے ہی زمانہ میں اس کو جلدی سے اچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لئے انس اور دل کا چین تھا۔ لمبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی۔ تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پیئے گا۔ بلکہ دنیا کا ہر آدمی اس کو پیئے

Scanned with CamScanner

گا۔ چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو۔ پس سب تعریفیں اسی وحدہ لاشریک لہ کے لئے ہیں جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں۔ ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو رات آئی تو جب میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا جس کے اوپر ابر کی طرح نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے ابر میں سے اس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا: ابو عامر تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کی) میں نے اس سے پوچھا: میرے پیارے تیرا کیا حال گزرا؟ کہنے لگا کہ میں ایسے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے۔ مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سُنیں، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ اس کے بعد اس لڑکے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے قسمیہ فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسے میں نکل آیا اس کے لئے یہی اعزاز و اکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے''۔

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ مجھے اور طریقہ سے بھی پہنچا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بہت اچھی تربیت پائی تھی۔ قرآن پاک بھی پڑھا تھا اور علوم بھی پڑھے تھے جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ میری دنیا سے اس نے کوئی راحت نہ اٹھائی۔ چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دیدے اس انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا مگر یہ اس کو بھی کام میں نہ لایا۔ مرتے وقت واپس کر گیا یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔ (روض الریاحین)

حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے بارے میں نصیحت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام منبر پر

خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جبکہ لوگ آپ کے گرد جمع تھے۔ آپ نے فرمایا:

ایھا الناس اسحیوا من اللہ حق الحیاء۔ اے لوگو! اللہ سے حیاء کرو جیسے اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انا نستحبی من اللہ تعالیٰ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حیاء تو کرتے ہیں۔ فرمایا: من کان منکم مستحییا فلا یبیتن لیلۃ الا واجلہ بین عینیہ۔ جو تم میں سے حیاء کرنے والا ہے وہ ایک رات بھی نہ گزارے مگر موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہو۔

(الترغیب ج۴، ص۲۳۹)

حدیث کا اگلا حصہ یہ ہے ولیحفظ البطن وماوعی والراس وما حری ولیذ الموت والبلی ولیترک زینۃ الدنیا۔ وہ اپنے پیٹ کی (حرام غذا سے) حفاظت کرے اور اپنی شرمگاہ کی اور سر (کے حصے میں آنکھ ناک کان اور زبان وغیرہ) کی (اللہ کی نافرمانی سے) اور وہ موت اور (قبر میں صبح کی) بوسیدگی کو یاد رکھتا ہے اور دنیا کی ناجائز زیب و زینت سے گریزاں ہوتا ہے۔

قلزم ہستی کی گہرائی میں انساں ڈوب کر
موت سے تو کر رہا ہے اکتساب زندگی

کیونکہ موت انسان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ انسان لمبے لمبے منصوبے بنانے میں لگا رہتا ہے جبکہ موت اسے اچانک اچک لے جاتی ہے اور اس کے تمام کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں مگر افسوس کہ انسان اس حقیقت سے غافل ہو کر اس کو نظر انداز کئے ہوئے ہے۔ اس بارے میں حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو۔

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے؟

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں ایک قبرستان میں زیارت و نصیحت اور موت کے متعلق غور و فکر اور عبرت حاصل کرنے کی خاطر آیا۔ میں

نے تمنا کی کہ کوئی شخص مجھے ان کے متعلق کچھ بتائے یا ان کا کوئی عبرت ناک واقعہ بیان کرے۔ چنانچہ میں نے ایسی غم بھری آواز میں درج ذیل شعر پڑھا کہ جس نے غور وفکر سے میرے غموں کے چقماق کو آگ لگا دی (چقماق ایک مخصوص پتھر ہے، جس کو رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے)

اَتَیْتُ الْقُبُوْرَ فَنَادَیْتُھَا — فَاَیْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُحْتَقَرْ
وَاَیْنَ الْمُذِلُّ بِسُلْطَانِہٖ — وَاَیْنَ الْعَزِیْزُ اِذَا مَا افْتَخَرْ

(۱)...... میں قبروں کے پاس آیا اور انہیں پکار کر کہا: کہاں ہیں وہ لوگ، دنیا میں جن کی عزت کی جاتی تھی اور وہ جن کو حقیر سمجھا جاتا تھا؟

(۲)...... اور کہاں ہیں وہ جنہیں اپنی سلطنت پر بہت بھروسہ تھا؟ کہاں ہیں وہ عزت دار جو فخر کیا کرتے تھے؟

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں وجد سے بے ہوش تھا کہ مجھے ایک قبر سے جواب ملا جس کا مفہوم یہ ہے:

''وہ سب فنا ہو گئے، اب ان کی خبر دینے والا بھی کوئی نہیں، وہ سب مر کر عبرت کا نشان بن گئے اور بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہو گئے۔ اے گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں مجھ سے پوچھنے والے! کیا تیرے پاس ان گزرے ہوؤں کی عبرت والی کوئی بات نہیں''۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار فرماتے ہیں'' جب میں واپس آیا تو مسلسل آنسو بہا رہا تھا اور مجھے اس سے بہت عبرت حاصل ہوئی۔

ایک مردِ صالح کا سبق آموز واقعہ

ایک مردِ صالح فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے قبروں کی زیارت کی تو میرے دل میں نارِ جہنم کے خوف کا شعلہ بھڑک اٹھا، میں ایک لمحہ کے لئے قبروں کے پاس ٹھہر گیا اور نگاہِ عبرت سے ان کو دیکھنے لگا اور اس کے بعد صبح وشام کے دونوں کناروں میں اہلِ قبور سے سرگوشیاں کرتا اور بیٹھا رہتا۔ پس میری سوچ غور وفکر اور عبرت کے میدان میں گھومنے لگی تو

میں نے ان کو مخاطب کر کے کچھ باتیں کی جنہیں میں نے پیارے پیارے اشعار کی لڑی میں اس طرح پرو دیا''۔

اَحْبَابُنَا فَارَقْتُمُوْنَا فَاَوْحَشَتْ — قُلُوْبٌ لَّنَا مِنْ بَعْدِکُمْ وَدِیَارُ
فَکَمْ قَدْ تَذَاکَرْنَا مَحَاسِنَ مَنْ مَّضٰی — فَجَآءَتْ دُمُوْعٌ لِّلْفِرَاقِ غِزَارُ
قَضَوْا وَقَضَیْتُمْ ثُمَّ نَقْضِیْ فَلَا بَقَا — لِحَیٍّ وَّکَاسَاتُ الْمَنُوْنِ تَدَارُ
وَکُنَّا وَاِیَّاکُمْ نَزُوْرُ مَقَابِرًا — وَمُتُّمْ فَزُرْنَاکُمْ وَسَوْفَ نَزَارُ
سَقَتْ دِیْمَۃُ الرِّضْوَانِ رِیًّا ثَرَاکُمُوْ — وَسَحَّتْ لَھَا فِیْ سَاحَتَیْہِ بِحَارُ

(۱)...... اے ہمارے عزیزو! تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تمہارے بعد ہمارے دل اور گھر ویران ہو گئے۔

(۲)...... جتنی مرتبہ بھی ہم نے چلے جانے والوں کی خوبیاں یاد کیں تو ان دوستوں کی جدائی کی وجہ سے ہمارے آنسو کثرت سے بہنے لگے۔

(۳)...... تم سے پہلے لوگوں کو بھی موت نے آلیا تم بھی چل بسے اور ہم بھی فنا کے گھاٹ میں اتر جائیں گے۔ پس کسی بھی زندہ کے لئے بقاء نہیں کیونکہ موت کے پیالے گھومتے رہتے ہیں۔

(۴)...... ہم اور تم قبرستان کی زیارت کرتے تھے پس تم مر گئے تو ہم تمہاری (قبروں کی) زیارت کر رہے ہیں عنقریب (ہم بھی مر جائیں گے اور) لوگ ہماری (قبروں کی) زیارت کریں گے۔

(۶)...... تم پر بخشش کی بارش ہمیشہ ہمیشہ برستی رہے اس طرح کہ اس میں سمندر سما جائیں۔

وہ صالح بزرگ فرماتے ہیں:

''پس اسی وقت زبانِ حال نے جواب دیا جن کو میں اشعار میں بیان کرتا ہوں:

یَقُوْلُ لِسَانُ الْحَالِ اِذَا اَخْرَسَ الرَّدٰی — لِسَانًا لَّھُمْ مِّنْہُ الْفَصِیْحُ یُغَارُ
شَرِبْنَا بِکَاْسٍ اَسْکَرَتْنَا مَرِیْرَۃً — اَلَا رُبَّ سُکْرٍ مَّا حَوَاہُ عُقَارُ

Scanned with CamScanner

فَلَا يَغْتَرِرْ بِاللّٰهِ مَنْ عَاشَ بَعْدَنَا   بِعَيْشٍ فَاَيَّامُ الْحَيَاةِ قِصَارُ
وَاِنَّا وَجَدْنَا خَيْرَ اَزْوَادِنَا التُّقٰى   هُوَالرِّبْحُ حَقًّا مَّا عَدَاهُ خَسَارُ
وَمَا الْعَيْشُ اِلَّا زَوْرَةُ الطَّيْفِ فِي الْكَرٰى   وَمَا هٰذِهِ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةُ دَارُ

ترجمہ:

(۱)......جب موت نے ان کی زبان کو بند کر دیا تو اس کی طرف سے فصیح زبان حال جواب دیتی ہے کہ،

(۲)......ہم نے ایک پیالہ پیا جس نے ہمیں زبردست نشہ دیا، خبردار! کتنے ہی نشے ایسے ہیں، جن کو شراب نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے

(۳)...... ہمارے بعد زندہ رہنے والا زندگی کے عیش وعشرت کی وجہ سے اللہ عزوجل سے غفلت نہ برتے پس زندگی کے دن بہت ہی کم ہیں۔

(۴)......اور ہم نے اپنے زادِراہ میں سے تقویٰ کو سب سے بہتر پایا یہی حقیقی نفع ہے، اس کے علاوہ سب کچھ خسارہ ہے

(۵)......اور زندگی تو صرف نیند میں آنے والے خواب کی طرح ہے اور یہ ذلیل دنیا (مستقل) گھر نہیں۔

موت کا شیر عنقریب حملہ آور ہونے والا ہے

اے دنیا میں رہنے والے! موت کے شیر سے ڈر، بے شک یہ حملہ آور ہوگا، پھر یہ لذات کی طرف مائل ہونا کیسا؟ اور تحقیق موت تیری تلاش میں ہے، اے شخص! ان ہلاک ہونے والے پہلوانوں سے عبرت پکڑ پس ان میں غور کرنے والے کے لئے نصیحتیں ہیں۔

لَقَدْ زُرْتُ اَقْوَامًا كِرَامًا اُحِبُّهُمْ   وَهُمْ تَحْتَ اَطْبَاقِ الثَّرٰى فِيْهِ اَمْوَاتٌ
وَوَاصَلْتُهُمْ مِنْ بَعْدِ بَيْنٍ وَّفُرْقَةٍ   فَكَانَ لَنَا فِيْهِمْ عِظَاتٌ وَّاِنْصَاتٌ
وَاَعْجَبُ شَيْءٍ فِي الْوُجُوْدِ اِجْتِمَاعُنَا   وَنَحْنُ عَلٰى ذَاكَ التَّوَاصُلِ اَشْتَاتٌ

(۱)......بے شک میں بہت سے معزز لوگوں سے ملا جن سے مجھے محبت تھی اور اب وہ

مٹی کے ڈھیر تلے مردہ پڑے ہیں۔

(۲)......کچھ عرصہ بعد میں بھی ان سے جاملوں گا، پس ان میں ہمارے لئے نصیحتیں اور غور سے سننے الی باتیں ہیں۔

(۳)......اور موت انتہائی تعجب خیز چیز ہے کہ مرنے میں تو ہم سب اکٹھے ہیں مگر اسے پانے میں (وقت کے اعتبار سے) ہم سب مختلف ہیں۔ منقول ہے کہ اسی صالح بزرگ نے ایک قبر پر اس طرح لکھا ہوا پایا:

اِصْبِرْ لِدَهْرٍ نَالَ مِنْكَ   فَهٰكَذَا مَضَتِ الدُّهُوْرُ
فَرَحًا وَّحُزْنًا مَّرَّةً   لَا الْحُزْنُ دَامَ وَلَا السُّرُوْرُ

(۱)......اس زمانے پر صبر کر جس نے تجھے رسوا کیا، اسی طرح بہت سارے زمانے گزر چکے ہیں۔

(۲)......خوشی اور غمی ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے، نہ غمی ہمیشہ رہتی ہے، نہ ہی خوشی۔

عبرت انگیز عربی اشعار بمعہ ترجمہ

حضرتِ سیدنا اصمعی فرماتے ہیں: ''میں حیرت انگیز امور اور حشر ونشر میں بڑا غور وفکر کیا کرتا تھا اور میں قبروں پر لکھا ہوا پڑھ کر سکون حاصل کرتا تھا پس اس دوران میں نے تین قبریں دیکھیں ان پر تختیاں تھیں جن پر یہ لکھا ہوا تھا:

اَلَا قُلْ لِمَاشٍ عَلٰى قَبْرِنَا   غُفُوْلٌ لِاَشْيَاءَ حُلَّتْ بِنَا
سَيَنْدَمُ يَوْمًا لِتَفْرِيْطِهٖ   كَمَا قَدْ نَدِمْنَا لِتَفْرِيْطِنَا

ترجمہ: (۱)......سن لو! ہماری قبر کے پاس سے گزرنے والے کے لئے کم مدت ہے، وہ ان چیزوں سے بہت زیادہ غافل ہے جو ہمیں پہنائی گئی ہیں۔

(۲)......عنقریب ایک دن وہ اپنی غفلت کی وجہ سے شرمسار ہوگا جیسا کہ ہم اپنی غفلت کی وجہ سے شرمندہ ہوئے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اسی طرح میں نے قبر پر لگے ہوئے ایک

Scanned with CamScanner

پتھر پر یہ بھی لکھا ہوا پایا:

وَقَفْتُ عَلَى الْاَحِبَّةِ حِيْنَ صَفَّتْ ۔۔۔ قُبُوْرُ هُمُوْ كَاَفْرَاسِ الرِّهَانِ
فَلَمَّا اَنْ بَكَيْتُ وَفَاضَ دَمْعِيْ ۔۔۔ رَاَتْ عَيْنَايَ بَيْنَهُمُوْ مَكَانِيْ

(۱)...... میں دوستوں کے پاس رکا، ان کی قبریں دوڑ لگانے والے گھڑ سواروں کی طرف صف بستہ تھیں۔

(۲)...... پس جب میں رویا اور میرے آنسو بہنے لگے تو میری آنکھوں نے ان کے درمیان میرا مکان دیکھ لیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: ''اسی طرح میں تھوڑا سا چلا میرے آنسو بہہ رہے تھے اور میرا دل فراقِ احباب سے چھلنی تھا، میں نے ایک قبر پر لگی تختی پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے۔

يَآاَيُّهَا النَّاسُ كَانَ لِيْ اَمَلٌ ۔۔۔ قَصَّرَبِيْ عَنْ بُلُوْغِهِ الْاَجَلُ
فَلْيَتَّقِ اللّٰهُ رَبُّهُ رَجُلَ ۔۔۔ اَمْكَنَهُ فِيْ حَيَاتِهِ الْعَمَلُ
مَا اَنَا وَحْدِيْ جُعِلْتُ حَيْثُ تَرٰى ۔۔۔ كَلِّ اِلٰى مَا نُقِلْتُ يَنْتَقِلُ

(۱)...... اے لوگو! میری بہت سی امیدیں تھیں میرے مرجانے سے وہ نامکمل رہ گئیں۔

(۲)...... پس اللہ عزوجل جس شخص پر رحم فرماتا ہے اسے دنیاوی زندگی میں عمل کا موقع عطا فرما دیتا ہے۔

(۳)...... صرف مجھے ہی یہاں نہیں رکھا گیا بلکہ تو دیکھے گا کہ جدھر مجھے بھیجا گیا ہر ایک ادھر ہی منتقل ہوگا۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اسی طرح میں نے ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا:

قِفْ وَاعْتَبِرْ فَقَرِيْبًا ۔۔۔ تَحِلُّ هٰذَا الْمَحَلَّا
هٰذَا مَكَانٌ يُّسَاوِيْ ۔۔۔ فِيْهِ الْاَعَزُّ الْاَذَلَّا

ترجمہ:

(۱)...... (اے گزرنے والے) ذرا ٹھہر جا! اور عبرت حاصل کر، عنقریب تجھے بھی اس مکان میں اترنا ہے۔

(۲)...... یہ ایسا مکان ہے جس میں عزت و ذلت والے سب برابر ہیں۔

اور فرماتے ہیں: ''میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بیٹے کی قبر پر رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

بِاللّٰهِ يَاقَبْرَ هَلْ زَالَتْ مَحَاسِنُهُ ۔۔۔ وَهَلْ تَغَيَّرَ ذَاكَ الْمَنْظَرُ النَّضِرُ
يَا قَبْرُ مَا اَنتِ لَا رَوْضٌ وَّلَا فَلَكٌ ۔۔۔ فَكَيْفَ يَجْمَعُ فِيْكِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

(۱)...... اللہ عزوجل کی قسم اے قبر! کیا اس کے خوبصورت اعضاء برباد ہوگئے؟ اور کیا اس کا پرکشش اور تروتازہ (چہرہ) تبدیل ہوگیا؟

(۲)...... اے قبر! تو کیا ہے؟ تو باغ ہے، نہ آسمان پھر کیسے تجھ میں چاند سورج (جیسے لوگ) جمع ہو جاتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں: ''اسی طرح ایک دن میں کچھ ایسی قبروں کے پاس سے گزرا جن کو میں پہچانتا تھا۔ اور وہ سب ایسے تھے جنہوں نے بہت خوش و خرم، عیش و عشرت اور لذات و شہوات میں زندگی گزاری۔ میں نے ان قبروں کی ایک تختی پر یہ اشعار لکھے ہوئے پائے:

اَيُّهَا الْمَاشِيْ بَيْنَ هٰذِى الْقُبُوْرِ ۔۔۔ غَافِلًا عَنْ مُعَقَّبَاتِ الْاُمُوْرِ
اُدْنُ مِنِّيْ اُنْبِيْكَ عَنِّيْ وَلَا يُنْ ۔۔۔ بِيْكَ عَنِّيْ يَا صَاحِ مِثْلَ خَبِيْرٍ
اَنَا مَيِّتٌ كَمَا تَرَانِيْ طَرِيْحٌ ۔۔۔ بَيْنَ اَطْبَاقِ جُنْدَلٍ وَّصُخُوْرٍ
اَنَا فِيْ بَيْتِ غُرْبَةٍ وَّانْفِرَادٍ ۔۔۔ مَعَ قُرْبِيْ مِنْ جِيْرَتِيْ وَ عَشِيْرِيْ
لَيْسَ لِيْ فِيْهِ مُؤْنِسٌ غَيْرَ سَعْيِ ۔۔۔ مِنْ صَلَاحٍ سَعَيْتُهُ اَوْ فُجُوْرٍ
فَكَذَا اَنْتَ فَاعْتَبِرْ بِيْ وَاِلَّا ۔۔۔ صِرْتَ مِثْلِيْ رَهِيْنٌ يَّوْمَ النُّشُوْرِ

(۱)...... اے امور آخرت سے غافل ہو کر ان قبروں کے درمیان چلنے والے!

(۲)...... میرے قریب آ تا کہ میں تجھے اپنے حالات سے باخبر کروں، !اے محترم! جاننے والے کی طرح تجھے کوئی نہیں بتائے گا۔

(۳)...... میں مردہ ہوں جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے بنجر اور چٹیل میدان میں ڈال دیا گیا ہے۔

(۴)...... اپنے پڑوسیوں اور گھر والوں کے باوجود میں اس ویران گھر میں اکیلا ہوں۔

(۵)...... نیکیوں اور گناہوں کے علاوہ قبر میں میرے ساتھ کوئی نہیں۔

(۶)...... اسی طرح تجھے بھی یوم قیامت کے لئے یہاں گروی رکھا جائے گا، لہٰذا مجھ سے عبرت حاصل کر، ورنہ تیرا بھی میرے جیسا حال ہوگا۔

میت قبر پر آنے والے کو دیکھتی ہے:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ سے منقول ہے، بعض نے کہا ہے کہ ابن موفق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں اپنے والد صاحب کی قبر کی اکثر زیارت کیا کرتا تھا، ایک دن میں ایک جنازہ کے ہمراہ اس قبرستان کی طرف گیا جس میں میرے والد مدفون تھے، مجھے کوئی کام تھا جس کی وجہ سے میں نے واپسی میں جلدی کی اور اپنے والد کی قبر کی زیارت نہ کر سکا، رات خواب میں والد صاحب کو دیکھا، انہوں نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! کل تو قبرستان آیا تھا لیکن میرے پاس نہ آیا۔'' میں نے کہا: ''ابا جان! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا تھا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''جی ہاں! اللہ عزوجل کی قسم! تو میرے پاس آتا ہے تو میں تجھے لگاتار دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پل پار کر کے میرے پاس پہنچتا ہے اور میرے پاس بیٹھتا ہے، پھر کھڑا ہوتا ہے تو واپسی میں بھی میں تمہیں دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پل پار کر جاتا ہے۔

ایک عقل مندی کی بات

منقول ہے کہ'' ایک گھڑ سوار ایک لڑکے کے قریب سے گزرا تو اس سے پوچھا: ''اے لڑکے! آبادی کہاں ہے؟ لڑکے نے کہا: ''اس گھاٹی پر چڑھ جائیں۔''

جب وہ گھاٹی پر چڑھا تو اسے ایک قبرستان نظر آیا، کہنے لگا: یقیناً یہ لڑکا یا تو جاہل ہے یا پھر کوئی دانا و عقلمند۔ وہ اس کی طرف واپس آیا اور کہا: ''میں نے تجھ سے آبادی کے متعلق پوچھا تھا لیکن تو نے مجھے قبرستان والوں کا راستہ دکھایا''۔ تو اس لڑکے نے کہا: ''میں نے اس طرف کے افراد کو ادھر جاتے تو دیکھا ہے لیکن ادھر والوں کو اس طرف آتے کبھی نہیں دیکھا بلکہ یہ ویرانہ (یعنی قبرستان) تو اب آبادی میں بدل چکا ہے اگر آپ مجھ سے پوچھتے کہ مجھے اور میرے جانور کو ٹھکانا کہاں مل سکتا ہے تو میں آپ کو اس آبادی کا پتہ بتاتا۔'' پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

نَفْسُ زُوْرِی الْقُبُوْرَ وَاعْتَبِرِیْهَا ... حَیْثُ فِیْهَا لِمَنْ یَّزُوْرُ عِظَاتٌ
وَانْظُرِیْ کَیْفَ حَالُ مَنْ حَلَّ فِیْهَا ... بَعْدَ عِزِّهِمْ بِهَا اَمْوَاتٌ
حَرَصُوْا اَمَلُوْا کَحِرْصِكَ یَا نَفْسُ ... وَوَافَاهُمُ الْحِمَامُ فَمَاتُوْا
فَالسُّرَاةُ الْعِظَامُ مِنْهُمْ عِظَامٌ ... فِیْ بُطُوْنِ الثَّرٰی حِطَامٌ رُّفَاتٌ
فَکَاَنَّ قَدْ حَلَلْتَ فِیْ مَصْرَعِ الْقَوْ ... مِ وَ حُلَّتْ بِجِسْمِكَ الْمُثْلَاتُ

(۱)...... اے نفس! قبروں کی زیارت کر کے عبرت حاصل کیا کر کیونکہ ان میں زیارت کرنے والے کے لئے بہت نصیحتیں ہیں۔

(۲)...... اور دیکھ کہ ان میں اترنے والے عزت کے بعد کیسی ذلت میں ہیں اور وہ اس میں مردہ پڑے ہیں۔

(۳)...... اے نفس! وہ بھی تیری طرح لمبی لمبی امیدوں والے اور حریص تھے لیکن موت نے ان کے دن پورے کر دیئے پس وہ مر گئے۔

(۴)...... بہت شاندار اور مضبوط جسم والوں کی ہڈیاں مٹی کے پیٹ میں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔

(۵)...... گویا تو لوگوں کے میدان کارزار میں آچکا ہے اور تیرے جسم کا مثلہ کر دیا گیا (یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ کر شکل بگاڑ دی گئی) ہے۔

Scanned with CamScanner

ملک الموت کا اعلان:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار والا تبار ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دوعالم کے مالک ومختار باذن پروردگار عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں ملک الموت قبرستان میں یہ اعلان نہ کرتا ہو: ''اے قبروالو! آج تمہیں کن لوگوں پر رشک ہے؟'' تو وہ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''ہمیں مسجد والوں پر رشک ہے کہ وہ مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور ہم نماز نہیں پڑھ سکتے۔ وہ روزے رکھتے ہیں اور ہم نہیں رکھ سکتے۔ وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں اور ہم نہیں کرسکتے''۔ پھر اہل قبر اپنے گذشتہ زمانے پر نادم (یعنی شرمسار) ہوتے ہیں''۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق)

وہ ''راز'' اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال خط النبی صلی الله علیه وسلم خطا مربعا و خط خطا فی الوسط خارجا منه و خط خطوطا صغارا الی هذا الذی فی الوسط من جانبه الذی فی الوسط فقال هذا الانسان وهذا اجله محیط به اوقد احاط به وهذا الذی هو خارج امله وهذه الخطط الصغار الاعراض، فان اخطاه هذا! نهشه هذا وان اخطاه هذا نهشه هذا (بخاری والترمذی والنسائی و ابن ماجه والترغیب)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع (چارکونہ) خط کھینچا اور ایک خط درمیان کھینچا جس کا ایک سرا اس مربع خط سے باہر نکال دیا اور درمیانی خط کے ایک طرف چھوٹے چھوٹے خط کھینچے۔ پھر فرمایا: درمیان کا خط (مثال کے طور پر) انسان ہے

اور یہ (مربع خط) جو اسے گھیرے ہوئے ہے یہ اس کی اجل (موت) ہے اور یہ (اس مربع خط سے) باہر نکلا ہوا اس کی امید ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط حوادث ہیں (تفکرات وغم والم وغیرہ) اگر ایک حادثہ سے جان چھوٹتی ہے تو دوسرا حملہ کر دیتا ہے اور اس سے چھٹکارا ملتا ہے تو تیسرا دبالیتا ہے (اسی حال میں موت آجاتی ہے)

کیسے روداد غم اپنا سنائیں — جہاں میں کون ہے جو شادماں ہے
جہاں بھر کی جسے نعمتیں میسر تھیں — اسے ملے تو ہمیں وہ بھی شادماں نہ ملا

☆ (کنز العمال ج ۱۵، ص ۵۴۷، ۵۵۲) یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کا فرمان مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفی بالدهر واعظا وبالموت مفرقا۔ زمانہ (یعنی اس کے انقلابات وحوادثات) نصیحت کے لئے کافی ہے اور موت (اعزہ واقرباء کے درمیان) جدائی ڈالنے والی ہے۔

موت سے بڑھ کر کوئی ناصح نہیں
موت کافی ہے نصیحت کے لئے

جس کی موت جہاں لکھی ہوگی وہ کہیں بھی ہوگا تو اس جگہ ضرور پہنچے گا

عن شهر بن حوشب قال دخل ملك الموت علی سلیمان علیه السلام فجعل ینظر الی رجل من جلسائه یدیم النظر الیه فلما خرج قال الرجل من هذا؟ قال هذا ملك الموت علیه السلام قال لقدرایته ینظر الی کانه یرید نی قال فما ترید؟ قال ارید ان تحملنی الریح فتلقینی بالهند قال فدعا بالریح فحمله علیها فالقته بالهند ثم اتی ملك الموت سلیمان علیه السلام فقال انك کنت تدیم النظر الی رجل من جلسائی قال کنت اعجب منه انی امرت ان اقبض

Scanned with CamScanner

روحه بالهند وهو عندك (كتاب الزهد لابن حنبل' ص ٤)

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس فرشتۂ موت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آئے تو وہاں بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص کی طرف نہایت غور سے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو اس شخص نے پوچھا: یہ کون تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: یہ ملک الموت (عزرائیل) تھے۔ وہ شخص کہنے لگا یہ مجھے اس طرح دیکھ رہے تھے گویا کہ مجھے پکڑنا چاہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟ وہ شخص کہنے لگا: آپ ہوا کو حکم دیں وہ مجھے اٹھا کر ہندوستان لے جائے۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا اس نے اس آدمی کو اٹھایا اور ہندوستان میں لے گئی (ملک الموت نے وہاں اس کی روح قبض کر لی) اس کے بعد عزرائیل علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا: آپ نے میرے ہمنشینوں میں سے فلاں شخص پر گہری نظر کیوں جمائی ہوئی تھی؟ عزرائیل نے جواب دیا: میں اس بات پہ حیران تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کی روح ہندوستان سے قبض کروں لیکن وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔

کسی انسان کا جب وقت اجل آتا ہے
موت کے پاس بشر آپ پہنچ جاتا ہے

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
اذا اراد اللّٰہ قبض عبد بارض جعل له بها حاجة (کنز العمال ج ۱۵' ص ۶۸۱) اللہ تعالیٰ جس بندے کی روح جس زمین پہ قبض کرنا چاہتا ہے تو اس بندے کے ساتھ اس جگہ کے بارے میں کوئی حاجت متعلق کر دی جاتی ہے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
اذا كان اجل احد كم بارض اتى له اليها حاجة (ایضاً' ص ۶۸۳)
زمین کے جس حصے پہ جس کی موت مقدر ہوتی ہے اس جگہ کے ساتھ مرنے والے کی کوئی ضرورت وابستہ کر دی جاتی ہے۔ وہ زندگی میں جہاں بھی رہے گا مرے گا وہیں آ کر۔

اجل اپنے معین وقت پر جس وقت آتی ہے
کوئی پھر بچ نہیں سکتا تدبر سے تفکر سے

موت کی یاد کا عملی مظاہرہ کیا جائے نہ کہ زبانی دعویٰ

حضرت حسن فرماتے ہیں جو شخص موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے اس کے عمل سے معلوم ہو جاتا ہے اور جو شخص (زندگی کی) لمبی امید رکھتا ہے تو اس کے اعمال بد سے بدترین ہو جاتے ہیں (کتاب الزہد لابن حنبل' ص ۲۶۹) الغرض! موت کی یاد نیکیوں کا سرچشمہ ہے اور اس سے غفلت برائیوں کا مصدر ہے۔

ارتکاب معصیت ہوتا ہے تب
موت کو انساں بھلا دیتا ہے جب

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: موت کا کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو کیونکہ اس سے گناہ مٹتے ہیں اور انسان دنیا میں زاہد بن جاتا ہے۔ اگر تم اسے مالداری کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ امارت کے غرور کو مٹا دے گا اور اگر مفلسی میں یاد کرو گے تو وہ تمہیں تمہاری حالت میں راضی کر دے گا۔

رہ وفا میں وہ دو گام چل کے بیٹھ گئے
بسر حیات ہوئی جن کی عیش و عشرت میں

☆ عن انس رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم افضل الزهد فی الدنیا ذکر الموت وافضل العبادة

Scanned with CamScanner

التفکر فمن اثقله وجد قبره روضة من ریاض الجنة۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں بہترین زہد موت کی یاد ہے اور افضل ترین عبادت (امور دنیا و آخرت میں) تفکر ہے جسے موت کا ذکر اس کی فکر پیدا کر دے وہ اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا۔

نعمت زہد و قناعت کی تمنا ہے اگر
موت کا ذکر ہو پھر تیری زباں پر اکثر

☆ عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثروا ذکر الموت فما من عبد اکثر ذکره الا احی الله قلبه وھون علیه الموت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کیا کرو جو شخص موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دل زندہ کر دیتا ہے اور اس پر موت آسان کر دیتا ہے۔

نہ جانے بجھ کے رہ جائے یہ کس دم
چراغ زندگی بھڑکا ہوا ہے

عن انس رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اصلحوا الدنیا واعملوا لاخرتکم کانکم تموتون غدا

(کنز العمال، ج ۱۵، ص ۵۴۷۔۵۵۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی دنیا بھی سنوارو اور آخرت کے لئے اس طرح عمل کرو گویا کہ تم کل مرنے والے ہو۔

اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: او صنی۔ حضور مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: اعبدالله کانك تراه واعدد نفسك فی الموتی واذکر الله عندکل حجر و عندکل شجر واذا عملت سیئة فاعمل بجنبها حسنة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة۔ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر پتھر اور ہر درخت کے پاس (ہر جگہ، ہر وقت) کر اور اگر تجھ سے کوئی برائی ہو جائے تو فوراً نیکی کر (تا کہ برائی کا اثر ختم ہو جائے) اگر برائی خفیہ کی ہے تو نیکی بھی خفیہ کر اور اگر کھلے بندوں گناہ کیا ہے تو نیکی بھی کھلے طور پر کر۔

عیش و عشرت کے جہاں مٹ جائیں گے سارے نقوش
کر وہاں کی فکر اے خانہ خراب زندگی

ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر ادا کر

عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قال جآء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله اوصنی قال علیك بالایاس ممافی ایدی الناس وایاك والطمع فانه الفقر الحاضر وصل صلاتك وانت مودع وایاك وما یعتذر منه۔

(رواہ الحاکم والبیہقی، فی الزہد والترغیب، ج ۴، ص ۲۴۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و زر وغیرہ) تو اس سے ناامید ہو جا (یعنی اس کی حرص نہ

Scanned with CamScanner

کر) خبردار طمع مفلسی ہے (یعنی حریص آدمی ہمیشہ فقیر رہتا ہے) اور تو نماز اس طرح ادا کر (اس کے بعد) تو دنیا سے رحلت کرنے والا ہے اور خبردار کوئی ایسا عمل نہ کر کہ اس بارے کے میں پھر معذرت کرنی پڑے۔

یہ بھی کوئی زندگی ہے جسے موت کا عفریت نگل جائے گا۔ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جہاں موت کا نام ونشان نہیں لہٰذا جب بھی انسان نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنی آخری نماز تصور کرے۔ ایسی نماز کس قدر پُرخلوص اور کس درجہ پر لطف ہوگی؟

اس حیاتِ چند روزہ کا بھرم کھل جائے گا
نزع میں جس وقت اُٹھے گا نقابِ زندگی
کل شیء ھالك پیغام ہے تقدیر کا
ٹوٹ کر رہ جائے گا اِک اِک حباب زندگی

زاہد کون ہے اور زہد فی الدنیا کیا ہے؟

حضرت ضحاک فرماتے ہیں: ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور! زاہد کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قبر اور اس میں بوسیدگی کو نہیں بھولتا اور دنیا کی بے معنی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور باقی رہنے والی (آخرت) کو فنا ہو جانیوالی (دنیا) پہ ترجیح دیتا ہے۔ ولم یعد غدا من ایامه وعدنفسه من الموتی۔ اور آنے والے کل کے دن کو اپنی زندگی کے دنوں میں شمار نہیں کرتا اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرتا ہے۔ (ترغیب ج۴ ص۲۴۰)

قلب کی بیماریوں کا ہے یہ اے انساں علاج
ہر گھڑی ہو موت کا منظر نظر کے سامنے
ٹوٹ جاتا ہے طلسم زندگانی کا غرور
توڑتا ہے دم بشر جس دم بشر کے سامنے

موت پر یقین اور پھر ہنسنا؟

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کانت صحف موسی علیہ السلام قال کانت عبرا کلھا عجبت لمن ایقن بالموت ثم ھو یفرح عجبت لمن ایقن بالنار ثم ھو یضحك عجبت لمن ایقن بالقدر ثم ھو ینصب عجبت لمن رای الدنیا وتقلبھا باھلھا ثم اطمأن الیھا وعجبت لمن ایقن بالحساب غدا ثم لایعمل

(الترغیب ج۴ ص۲۳۷، بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے کیا تھے (ان میں کیا تعلیم تھی) آپ نے فرمایا: وہ سب کے سب سراپا عبرت تھے یعنی پند ونصیحت سے پُر تھے (ان میں لکھا تھا) کہ میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر (وہ اپنی زندگی اور فانی مال و دولت پر) خوش ہے اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو نار جہنم پر ایمان رکھتا ہے پھر (وہ کھل کھلا کر) ہنستا ہے اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے۔ پھر وہ (معاش کے بارے میں) سخت محنت کرتا ہے اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو دنیا کو دیکھتا ہے اور دنیا سے محبت کرنے والوں کا انجام اس کے سامنے ہے لیکن (بایں حال) وہ اس کے ساتھ مطمئن ہے (اس سے پیار کرتا ہے) اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جسے یقین ہے کہ کل (قیامت کے دن) اس (کی زندگی) کا حساب ہونے والا ہے وہ (پھر بھی) عمل نہیں کرتا۔

کس طرح تو ہنستا ہے جب علم نہیں تجھ کو
آئے گی اجل کیسے اور قبر میں کیا ہوگا

Scanned with CamScanner

فتنے کے وقت زندگی سے موت بہتر ہے مگر اس کی تمنا نہ کی جائے

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جنہیں انسان پسند نہیں کرتا (حالانکہ ان میں اس کے لئے بہتری ہوتی ہے)

(۱) یکرہ الموت والموت خیر للمومن من الفتنة۔ موت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ موت اس کے لئے فتنے (میں مبتلا ہونے) سے بہتر ہے (کیونکہ فتنہ میں کبھی ایمان کے ضیاع کا خطرہ ہوتا ہے)۔

(۲) یکرہ قلة المال و قلة المال اقل للحساب۔ تھوڑے مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی قیامت کے دن حساب کی کمی کا ذریعہ ہے۔

(مسند احمد والترغیب، ج۴)

ہے مال وہی تیرا جو کھا لیا خود تو نے
یا راہ خدا میں جو خود تو نے دیا ہوگا

نیک اعمال والی لمبی عمر نیک بختی ہے

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتتمنوا الموت فان هول المطلع شدید وان من السعادة ان یطول عمر العبد و یرزقه الله الانابة

(مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کی تمنا نہ کرو اس لیے کہ قیامت کا معاملہ بڑا سخت ہے، یہ نیک بختی کی علامت ہے کہ انسان کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ وعن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لایتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعله

یزداد واما مسیئا فلعله یستعتب (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی موت کی خواہش نہ کرے اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکیوں میں اور اضافہ کر لے اور اگر وہ بد ہے تو شاید بدی سے توبہ کر لے۔

کاش انساں: زندگی کٹتی خدا کی یاد میں
اب ہے کیا حاصل دمِ رحلت جو پچھتاتا ہوں میں

☆ شدت تکلیف میں بھی موت کی دعا مانگنے کی بجائے یہ دعا پڑھنے کا حکم ہے۔

اللهم احيني ما كانت الحيوة خير الي وتوفني اذا كانت الوفاة خير الي۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد) اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے اور اس وقت مجھے موت دے جس وقت موت میرے لیے مفید ہو۔ اگرچہ موت کی شدت کا یہ عالم ہے کہ

عن ابی سعید ن الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لوعلمت البهائم من الموت ما علم ابن ادم ما اکلوا منها لحما سمینا۔ (کنز ج۱۵ ص۵۵۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (شدت) موت کا چوپایوں کو علم ہو جائے جس طرح کہ ابن آدم کو علم ہے تو لوگ ان کا چربی والا گوشت نہ کھائیں (یعنی انہیں ذبح کرنے پر ان کے گوشت کے ساتھ چربی حاصل نہ ہو بلکہ موت کے خوف سے سوکھ کر ہڈیوں کے ڈھانچے بن جائیں)

شدت موت کا احساس نہیں ہے ان کو
جانور اس لیے یہ فربہ نظر آتے ہیں

Scanned with CamScanner

مجھے اپنی ملاقات سے محروم نہ فرمائیں

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں اپنے زمانے کے عظیم خطیب، شیخ ابو عامر واعظ علیہ الرحمۃ مصروف عبادت تھے، ان کے پاس ایک سیاہ فام غلام آیا جس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جو انہیں دیا، رقعہ کا مفہوم یہ تھا:

"پیارے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کو دولت فکر سے نوازے، عبرت پذیری سے مانوس کرے، حُبِّ خلوت دے، غفلت سے جگائے، میں آپ کا برادر طریقت ہوں، آپ کی آمد کی خبر سنی تو میں خوش ہو گیا اور زیارت و ہمکلامی کا ایسا شوق ہوا کہ اگر وہ مجسم ہو کر بلند ہو تو سائبان بن جائے اور نیچے ہو تو مجھے اٹھا لے۔ تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے شرف لقاء سے محروم نہ فرمائیے"۔ والسلام!

اولیاء اللہ کا وصال باغیان حق جیسا نہیں

خط پڑھ کر ابو عامر قاصد کے ہمراہ چلے اور وہ انہیں قبا کے علاقے میں لے گیا جہاں ایک شکستہ مکان کے اندر جس میں کھجور کی لکڑی کا دروازہ تھا ایک سن رسیدہ نابینا، معذور، نقیہ و کمزور بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ ابو عامر نے سلام کیا تو وہ کہنے لگے میں آپ کی زیارت کا مشتاق تھا اور آپ کی باتیں سننے کا متمنی، جس سے میرے دل کا گھاؤ بھرے۔ میرا مرض اتنا شدید ہے کہ تمام اطباء اس کے علاج سے عاجز ہیں۔ ممکن ہے آپ کا وعظ میرے درد کی دوا ثابت ہو جائے۔ اس عارف حق کی باتیں سننے کے بعد انہیں بزرگ کی دقیق باتوں کی تہ تک رسائی ہوئی اور ابو عامر سکتے میں آ گئے۔ شیخ ابو عامر نے اس کے بعد اس بزرگ سے مخاطب ہو کر کہا: ذرا آپ اپنی قلبی نگاہ کو عالم ملکوت کی جانب اٹھائیے۔ کانوں کو اس طرف لگائیے اور حقیقت ایمان کو جنت ماویٰ کی سمت متوجہ فرمائیے تو رب ذوالجلال والاکرام نے جو بے بہا نعمتیں اپنے دوستوں کیلئے تیار فرمائی ہیں آپ کے سامنے ہوں گی۔ اس کے بعد آتش دوزخ کی طرف

خیال کیجئے جہاں رب تعالیٰ نے باغیوں کے لئے عذاب تیار کئے ہیں، اس کے بعد آپ پر منکشف ہو جائے گا کہ مکان ثواب (جنت) اور مکان عذاب (جہنم) میں کتنا عظیم فرق ہے اور اولیاء اللہ کا انتقال باغیان خدا کے مرنے جیسا نہیں ہے۔

بزرگ کی گریہ وزاری

شیخ ابو عامر کا خطبہ سن کر بزرگ پر گریہ وزاری طاری ہوئی۔ آہ سرد کھینچی اور اضطراب و بیقراری میں بل کھانے لگے۔ اور کہا اے ابو عامر! آپ کی دوا مفید ثابت ہوئی اور مجھے اس سے شفاء کی پوری امید ہے خدا آپ پر رحم فرمائے۔ یہ سن کر حضرت ابو عامر واعظ سے کہنے لگے: اے شیخ محترم! رب تعالیٰ آپ کا محرم اسرار ہے، آپ کی خلوت و جلوت سے واقف ہے اور دنیا سے کنارہ کش ہو کر آپ کے بیٹھنے کو جانتا ہے۔ اس پر اس بزرگ کے دل میں جوش آ گیا اور کہنے لگے: اللہ ہی کی ذات اقدس ہے جو میرے فقر کو مٹائے۔ میرے فاقہ کو ختم کرے۔ جو میری خطاؤں سے درگزر کرے۔ اے میرے مالک و مولیٰ صرف تو ہی میرا حقیقی حاجت روا ہے اور میرا ماویٰ و ملجا اور ٹھکانا اور آسرا ہے۔

بزرگ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

یہ کہتے کہتے بزرگ گر پڑے۔ شیخ ابو عامر نے اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ عشق حقیقی کا مسافر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا ہے۔ بزرگ کے واصل بحق ہونے کے بعد ایک کمرے سے ایک نوجوان لڑکی نکل کر آئی جو صوف کا جبہ اور اوڑھنی پہنے ہوئے تھی۔ پیشانی پر نشان سجدہ منور تھا۔ ریاضت شاقہ اور عبادت نے اسے زرد کر دیا تھا۔ اس نے کہا: اے ابو عامر، اے عارفوں کے دل کا چین! سبحان اللہ! آپ نے بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آپ کا یہ عمل قبول بارگاہ حق ہو۔ یہ میرے باپ ہیں۔ بیس سال سے ان کا یہی حال تھا۔ ریاضت و عبادت کرتے کرتے معذور ہو گئے اور روتے روتے آنکھوں کی بینائی ختم کر لی۔ آپ سے ملنے کی ہمیشہ تمنا کیا کرتے تھے اور کہتے شیخ

Scanned with CamScanner

ابو عامر کی مجلس میں ایک بار کی حاضری نے مجھے نئی زندگی سے نوازا ہے اور خواب غفلت سے بیدار کیا۔ اگر ایک بار اور میں ان کی باتیں سنوں تو امید ہے کہ ان کا کلام مجھے زندہ نہ رہنے دے۔

بیٹی اپنے باپ کی نعش پر

اس کے بعد باپ کی لاش کے پاس آ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ان کی خوبیاں بیان کر کے رونے لگی اور بلند آواز سے کہنے لگی ''اے میرے والد گرامی! آپ کتنے اچھے تھے! گناہوں کے خوف سے گریہ وزاری نے آپ کو نابینا بنا دیا اور مالک ذوالجلال کی وعید نے آپ کو مار ہی ڈالا۔

اس پر ابو عامر کہنے لگے: ''اے لڑکی! تو اس قدر بیقراری سے کیوں روتی ہے انہیں تو دارالجزاء میں جگہ ملی۔ وہ آغوشِ رحمت میں جا پہنچے' شیخ ابو عامر کی یہ بات سن کر لڑکی نے بھی اپنے باپ ہی کی طرح ایک لرزہ خیز چیخ ماری اور اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ اس طرح دونوں باپ بیٹی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بعدازاں شیخ ابو عامر نے ان دونوں کی تجہیز و تکفین کی۔ وہ حسینی سید تھے۔ شیخ نے خواب میں ان دونوں کو سبز بہشتی حلوں میں جنت کے اندر دیکھا۔ (روض الریاحین)

یہ خدا کے دوست کی قبر ہے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک سال میں حج کو گیا' راستہ میں یکایک میرے دل میں خیال گزرا کہ تو سب سے علیحدہ ہو کر شارع عام چھوڑ کر چل۔ میں عام راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پہ چلنے لگا۔ میں تین دن رات برابر چلا گیا تو نہ مجھے کھانے کا خیال آیا نہ پینے کا نہ کوئی دوسری حاجت پیش آئی۔ آخر کار ایک ہرے بھرے باغ سے گزر ہوا۔ جس میں میوے دار درخت اور خوشبو دار پھول تھے اور وہاں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو جنت ہے اور میں سخت تعجب میں تھا' اسی حال میں متفکر تھا کہ لوگوں کی ایک جماعت آتی نظر پڑی کہ ان کا

چہرہ آدمیوں جیسا تھا' نفیس پوشاک' خوبصورت پٹکوں سے آراستہ' آتے ہی ان لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور سب نے سلام کیا' میں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہا پھر میرے دل میں خیال گزرا کہ شاید یہ لوگ جن ہیں اور یہ عجیب وغریب قوم ہے۔

اتنے میں ایک شخص ان میں سے بولا ہم لوگوں کو ایک مسئلہ درپیش ہے اور باہم اختلاف ہے اور ہم لوگ قوم جن ہیں۔ ہم نے خدائے بزرگ کا کلام جناب رسالت مآب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر لیلۃ العقبہ میں شرف حضوری حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک نے ہمارے تمام دنیا کے کام ہم سے لے لیے اور خداوند تعالیٰ نے یہ مقام اس جنگل میں ہمارے واسطے مقرر فرما دیا ہے۔ میں نے دریافت کیا: جس مقام پر میرے ہمراہی ہیں یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے؟ یہ سن کر ایک ان میں سے مسکرا دیا اور کہا: اے ابو اسحاق! خداوند عالم کے اسرار و عجائب میں یہ مقام جہاں اس وقت تو ہے بجز ایک انسان کے آج تک کوئی نہیں آیا اور وہ انسان تیرے ساتھیوں میں سے تھا۔ اس نے یہیں وفات پائی اور دیکھو وہ اس کی قبر ہے اور اس کی قبر کی جانب اشارہ کیا' وہ قبر تالاب کے کنارے تھی' اس کے گرد باغیچہ تھا جس میں پھول کھلے ہوئے تھے ایسے پھول اور خوشنما باغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا پھر اس جن نے کہا: تیرے ساتھیوں اور تیرے درمیان اس قدر مہینوں یا برسوں کا فاصلہ ہے۔ خدا جانے ابراہیم نے کیا ذکر کیا۔ مہینے کہے یا سال ابراہیم کہتے ہیں میں نے ان جنوں سے کہا اس جوان کا ذکر کرو۔ ایک ان میں سے بولا: ہم یہاں تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے محبت کا ذکر کر رہے تھے اور اس میں گفتگو ہو رہی تھی کہ ناگاہ ایک شخص پہنچا اور ہمیں سلام کیا۔ ہم نے جواب دیا اور دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہا نیشاپور سے۔ ہم نے کہا: کب چلے تھے؟ کہا سات دن ہوئے۔ پھر ہم نے کہا گھر سے نکلنے کی وجہ؟ کہا میں نے خدا کا یہ کلام وانیبوا الی ربکم الخ (اور

اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہوگی) سنا۔ ہم نے کہا انابت، تسلیم اور عذاب کے کیا معنی؟ جواب دیا: انابت یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اس کا ہو رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اصل قصہ میں تسلیم کا ذکر نہیں۔ شاید تسلیم کے معنی یہ ہیں کہ اپنی جان اس کے سپرد کردے اور یہ جانے کہ خدا میری نسبت اس کا زیادہ مالک و مستحق ہے۔ پھر کہا اور عذاب! اور ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ ہم لوگوں نے اسے یہاں دفن کر دیا اور یہی اس کی قبر ہے۔ خدا اس سے راضی ہو۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے ان کے بیان اوصاف سے تعجب آیا۔ پھر میں قبر کے پاس گیا تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی کہ یہ خدا کے دوست کی قبر ہے اسے غیرت نے مارا ہے اور ایک ورق پر انابت کے معنی لکھے تھے۔ کہتے ہیں جو کچھ لکھا تھا میں نے پڑھا۔ قوم جن نے بھی اس کے معلوم کرنے کی درخواست کی۔ میں نے بیان کیا تو بڑے خوش ہوئے اور کہا ہمیں ہمارے مسئلہ کا جواب مل گیا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر میں سو گیا اور مجھے ہوش نہ آیا اور نیند سے بیدار ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسجد کے پاس اپنے آپ کو دیکھا۔ میرے پاس پھولوں کی پنکھڑیاں تھیں جن کی خوشبو سال بھر تک رہی پھر وہ خود بخود گم ہوگئیں۔ (روض الریاحین)

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا انوکھا طریقہ:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''ایک دن میں ایک بازار سے گزرا تو میں نے چار آدمیوں کے کندھوں پر ایک جنازہ دیکھا، ان کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں ان کا پانچواں رفیق بن کر ضرور اجر و ثواب حاصل کروں گا۔'' جب وہ قبرستان پہنچے تو میں نے کہا: ''اے لوگو! اس شخص کا ولی کہاں ہے؟ جو کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھے۔'' انہوں نے جواب دیا: ''اے محترم بزرگ! ہم میں

سے کوئی اس کو نہیں جانتا۔'' پھر میں آگے بڑھا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ہم نے اسے لحد میں اتار کر اس پر مٹی ڈال دی، جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: ''اس میت کا کیا معاملہ ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے، ہاں! ایک عورت نے اس کو یہاں تک پہنچانے کے لئے ہمیں کرائے پر لیا اور وہ اب آنے ہی والی ہے۔ اتنے میں وہ عورت آ گئی جب وہ روتے ہوئے اور پریشان دل کے ساتھ قبر کے قریب رکی تو اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا، بال پھیلائے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے گریہ وزاری کرنے لگی پھر اس نے دعا مانگی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو ہنسنے لگی۔

میں نے اس سے پوچھا: ''مجھے اپنے اور اس میت کے متعلق بتایئے! اتنا شدید رونے کے بعد یہ ہنسنا کیسا؟'' تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: ذوالنون۔'' وہ کہنے لگی'' اللہ کی قسم! اگر آپ صالحین میں سے نہ ہوتے تو میں آپ کو کبھی نہ بتاتی، یہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ اپنی جوانی کو ضائع کرتا اور فخر یہ لباس پہنا کرتا، کوئی برائی ایسی نہیں جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو اور کوئی گناہ ایسا نہیں جسے کرنے کی اس نے کوشش نہ کی ہو۔ اس کے گناہوں کو جاننے والے مولیٰ نے اسے گناہوں کی سزا یہ دی کہ ایک دن اسے شدید درد ہوا، جو تین دن رہا، جب اس کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو کہنے لگا: ''اے میری ماں! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں میری وصیت قبول کرنا، جب میں مر جاؤں تو میری موت کی خبر میرے دوستوں، بھائیوں، گھر والوں اور پڑوسیوں میں سے کسی کو نہ دینا کیونکہ وہ میرے برے افعال، گناہوں کی کثرت، اور جہالت کی وجہ سے مجھ پر رحم نہیں کریں گے۔ پھر اس نے روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

لِیْ ذُنُوْبٌ شَغَلَتْنِیْ   عَنْ صِیَامِیْ وَصَلَاتِیْ
تَرَکْتُ جِسْمِیْ عَلِیْلًا   مَاتَ مِنْ قَبْلِ وَفَاتِیْ

Scanned with CamScanner

لَيْتَنِىْ تُبْتُ لِرَبِّىْ مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ
اَنَـا عَبْدٌ يَّـا اِلٰهِىْ! هَآئِمٌ فِى الْفَلَوَاتِ
بَحَتْ جَهْرًا بِعُيُوْبِىْ وَذُنُوْبِىْ قَاتِلَاتِىْ
قَدْ تَوَالَتْ سَيِّئَاتِىْ وَتَلَاشَتْ حَسَنَاتِىْ

(۱)......میرے گناہوں نے مجھے نماز روزے سے غافل کر دیا۔

(۲)......میں نے اپنے جسم کو اتنا علیل و کمزور کر دیا کہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکا ہے

(۳)......کاش! میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔

(۴)......اے میرے معبود عزوجل! وسیع بیابان میں تیرا یہ بندہ حیرت زدہ ہے۔

(۵)......میرے عیوب سب پر ظاہر ہو گئے گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی۔

(۶)......میری برائیاں بہت زیادہ ہو چکی ہیں اور نیکیاں برباد ہو چکی ہیں۔

پھر وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میری ماں! افسوس ہے اس پر کہ میں اللہ کے نافرمانوں میں حد سے بڑھ گیا افسوس اس دل پر جسے میں سخت کرتا رہا، اے میری ماں! تجھے اللہ کی قسم! جب میں مر جاؤں تو میرے رخسار کو زمین اور مٹی پر رکھ کر میرے دوسرے رخسار پر اپنا قدم رکھ دینا اور کہنا یہ جزا ہے اس بندے کی جس نے اپنے مولیٰ کی نافرمانی و مخالفت کی، اس کے حکم کو ترک کیا، اپنی خواہش کے پیچھے چلا، جب آپ مجھے دفن کر لیں تو اپنے ہاتھوں کو اللہ عزوجل کی جناب میں بلند کر کے کہنا: ''اللھم انی رضیت عنه فارض عنه'' اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔'' جب یہ مرا تو میں نے اس کی تمام وصیتوں کو پورا کیا۔ اب جب میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک آواز سنائی دی: ''اے میری ماں! اب لوٹ جا، میں اپنے رب کے حضور اس حال میں آیا کہ وہ مجھ سے ناراض نہیں تھا۔'' جب میں نے یہ آواز سنی تو مسکرانے لگی۔''

مرنے والے میں کیا کس کے لیے ہے

حضور سیدنا منصور بن عمار فرماتے ہیں: ''جب بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے:

(۱)......مال وارث کے لئے

(۲)......روح ملک الموت علیہ السلام کے لئے

(۳)......گوشت کیڑوں کے لئے

(۴)......ہڈیاں مٹی کے لئے

(۵)......نیکیاں خصوم یعنی قیامت کے دن اپنے حق کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: ''وارث مال لے جائے تو قابل برداشت ہے، اسی طرح ملک الموت علیہ السلام روح لے جائیں تو بھی درست ہے مگر اے کاش! موت کے وقت شیطان ایمان نہ لے جائے ورنہ اللہ عزوجل سے جدائی ہو جائے گی، ہم اس سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرتے ہیں، کیونکہ اگر سب فراق ایک طرف جمع ہو جائیں اور رب عزوجل کا فراق ایک طرف ہو تو یہ تمام فراقوں سے زیادہ بھاری ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ (الروض الفائق)

حضرت سیدنا محمد بن نعیم علیہ الرحمۃ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''جبرائیل (علیہ السلام) جب بھی میرے پاس حاضر ہوتے تو وہ اللہ عزوجل کے خوف سے کانپ رہے ہوتے، جب شیطان کی مخالفت ظاہر ہوئی اور قرب، بلند مرتبہ اور عبادت کے بعد اس دھتکارا گیا تو جبرئیل و میکائیل (علیہما السلام) دونوں رونے لگے، اللہ عزوجل نے ان سے استفسار فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا؟ کیوں روتے ہو؟ حالانکہ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے ہمارے رب ہم تیری خفیہ تدبیر یعنی تیری قضا، تیرے قرب کے بعد دوری اور سعادت

Scanned with CamScanner

مندی کے بعد شقاوت سے خوف زدہ ہیں۔تو اللہ نے ان سے ارشاد فرمایا: اسی طرح میری خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو۔''

(العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، ذکر میکائل علیہ السلام، الحدیث ۳۸۵، ص ۱۳۶ مختصر)

جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی

کنز العمال ج ۱۵ ص ۵۴۸ پہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اکثروا ذکر الموت فانکم ان ذکرتموہ فی غنی کدرہ وان ذکرتموہ فی ضیق وسعہ علیکم الموت القیامۃ اذا مات احدکم فقد قامت قیامتہ.

موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اگر تم اسے خوشحالی میں یاد کرو گے تو وہ اسے بےلطف کر دے گی اور اگر تم اسے تنگدستی میں یاد کرو گے تو کشادگی کا مزہ پاؤ گے۔موت قیامت ہے۔تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے (یعنی اس کے ساتھ آخرت کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے)

اکثروا ذکر الموت فان ذلک تمحیص للذنوب وتزھید فی الدنیا الموت القیامۃ الموت القیامۃ

موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ اس کی یاد گناہوں کو مٹانے والی اور دنیا میں زہد کا سبق سکھانے والی ہے۔موت قیامت ہے موت قیامت ہے۔

لگا دے جان کی بازی حصول عقبیٰ میں ۔ یہ چند روز کی مہلت بڑی غنیمت ہے

موت کی سختیاں:

حدیث پاک میں ہے: ''نیک بندہ جب موت کی سختیوں سے دوچار ہوتا ہے تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں ''السلام علیک'' تجھ پر سلامتی ہو۔''

(تفسیر القرطبی، سورہ ق، تحت الآیۃ: ۱۹، الجزء السابع عشر، ج ۹ ص ۱۱)

حضرت سیدنا حسان بن ابی سنان علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا: ''اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟'' تو آپ نے فرمایا ''اگر میں جہنم سے نجات پا جاؤں تو خیرت ہے۔'' پھر عرض کی گئی: ''آپ کی خواہش کیا ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ایک طویل رات کی خواہش ہے کہ جس میں ساری رات نماز ادا کرتا رہوں۔''

(حلیۃ الاولیاء حسان بن ابی سنان، الحدیث ۳۴۶۷، ج ۳ ص ۱۳۹ بتغیر قلیل)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے ایک مریض کی عیادت کی۔ جب میں اس کے پاس بیٹھا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟'' تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے:

خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَقَامَتْ قِيَامَتِيْ ۔ غَدَاةَ اَقَلَّ الْحَامِلُوْنَ جَنَازَتِيْ
وَعَجَّلَ اَهْلِيْ حَفْرَ قَبْرِيْ وَصَيَّرُوْا ۔ خُرُوْجِيْ وَتَعْجِيْلِيْ اِلَيْهِ كَرَامَتِيْ
كَاَنَّهُمُوْ لَمْ يَعْرِفُوْا قَطُّ صُحْبَتِيْ ۔ غَدَاةَ اَتٰى يَوْمِيْ عَلَيْهِ وَسَاعَتِيْ

(۱)......میرے کوچ کا وقت آ گیا اور میں دنیا سے نکل کھڑا ہوا۔کل تھوڑے سے لوگ میرے جنازے کی چارپائی اٹھائے ہوں گے۔

(۲)......میرے گھر والے جلدی میری قبر کھدوائیں گے پھر میری تعظیم کرتے ہوئے جلدی جلدی مجھے قبر کی طرف لے جائیں گے۔

(۳)......جس صبح میری موت کی گھڑی آئی تو ایسا لگا جیسے میری صحبت کو وہ کبھی پہچانتے ہی نہ تھے۔

حضرت سیدنا مزنی علیہ الرحمہ نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمہ کے مرض الموت میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے ابو عبداللہ! آپ کی حالت کیسی ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں دنیا سے کوچ کرنے والا، بھائیوں سے جدا ہونے والا، اپنے برے اعمال کی سزا پانے والا، موت کا پیالہ پینے والا اور رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری

Scanned with CamScanner

روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم میں جائے گی کہ اس سے تعزیت کروں۔"

(الزهد الكبير للبيهقي فصل آخر في الامل والمبادرة ...... الخ ، الحديث ۵۷۵،ص،۲۲۲)

بنی اسرائیل کا ایک شخص موت کی شدت کو بیان کرتا ہے

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حد ثواعن بني اسرآئيل ولاحرج فانه كانت فيهم الا عاجيب خرجت طائفة منهم فاتوا مقبرة من مقابرهم وقالوا صلينا ركعتين فدعونا الله عزو جل يخرج لنا بعض الاموات يخبرنا عن الموت ففعلوا فبينما هم كذالك اذ اطلع رجل راسه من قبربين عينيه اثر السجود فقال يا هولآء ما اردتم الى فوالله لقد مت منذ مائة سنة فما سكنت عني حرارة الموت حتى كان الان فادعوا الله ان يعيدني كما كنت (کنز ج ۱۵، ص ۶۸۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی طرف سے بیان کیا کرو کوئی حرج نہیں ان میں بڑے عجائبات ہیں۔ ایک مرتبہ ان میں سے کچھ لوگ قبرستان میں آئے اور ایک قبر پر کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے کچھ مردوں کو (قبروں سے) نکالے تا کہ وہ ہمیں موت کے بارے میں کچھ معلومات بہم پہنچائیں۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی۔ وہ اسی حال میں تھے کہ ایک قبر میں سے ایک آدمی کا سر باہر نکلا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کے نشان تھے۔ وہ کہنے لگا: یہاں آنے والو! تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

سنو! خدا کی قسم مجھے سو سال ہوئے فوت ہوئے موت کی گرمی (یعنی تکلیف) اب تک سرد نہیں ہوئی۔ پس تم دعا کرو اللہ مجھے اسی حالت میں لوٹا دے میں جس میں تھا۔

شدت موت سے جو ڈرتا ہے
معصیت کس طرح وہ کرتا ہے؟

اے موت کو بھول کر محل تعمیر کرنے والے

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کسی ملک کا بادشاہ بڑا عابد تھا دن رات اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا تھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس کی طبیعت میں دنیوی عیش وعشرت کا میلان بھڑک اٹھا اور وہ دنیا کے شوق میں مبتلا ہو گیا۔ ایک عالیشان محل تعمیر کرایا اس میں قیمتی قالین بچھوائے اور اسے ہر طرح آراستہ پیراستہ کر کے دعوت کا اہتمام کیا۔ جو بھی وہاں آتا انواع واقسام کے کھانے کھاتا اور محل کی خوبصورتی' نوادرات وعجائبات دیکھتا اور تعریف کرتا ہوا جاتا' یہ سلسلہ کئی روز تک چلتا رہا۔

بادشاہ نے ایک روز اپنے مصاحبین سے کہا: اس مکان کی خوبصورتی تم لوگوں نے دیکھ لی' میں چاہتا ہوں کہ ایسے ہی مکانات اپنے لڑکوں کے لئے تعمیر کراؤں۔ تم لوگ مجھے اس بارے میں مشورہ دو۔ ایک روز سب اسی کی باتیں کر رہے تھے کہ مکان کے ایک خالی گوشے سے کسی نے موت کی یاد دلانے والے اشعار پڑھے۔ جن میں سے ایک یہ ہے:

يَآيُّهَا الْبَانِي النَّاسِيْ مَنِيَّتَهٗ لَا تَأْمَنَنَّ فَاِنَّ الْمَوْتَ مَكْتُوْبٌ

(اے موت کو بھول کر مکان کی تعمیر کرنے والے بے خوف نہ ہو کیونکہ موت تو قسمت میں لکھی ہوئی ہے)

یہ سن کر بادشاہ اور حاضرین پر خوف طاری ہو گیا' بادشاہ نے پوچھا: کیا تم لوگوں نے بھی کچھ سنا؟ سب نے کہا ہاں! ہم نے بھی سنا۔ بادشاہ نے کہا: اس آواز نے

میرے دل کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ لگتا ہے یہ موت کی آہٹ ہے۔ مصاحبین نے تسلی دی مگر بادشاہ کی کیفیت بدل چکی تھی۔ اس نے شراب گرا دی۔ مزامیر تڑوا دیے اور فوراً صدق دل سے توبہ کی اور ''الموت! الموت!'' اس کی زبان پر جاری تھا۔ اسی حالت میں اس کی روح نکل گئی۔

اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ موت یکدم آ جاتی ہے اس لیے موت کے آنے سے پہلے ہی انسان کو راہ راست اختیار کر لینا چاہیے کیونکہ اسی میں انسان کی بھلائی ہے۔ (روض الریاحین)

اے بشر پہچان اس اللہ کو — سب سے بڑھ کر مان اس اللہ کو
آپ اپنے کو سمجھنا چھوڑ دے — عقل کے تاروں کو اپنے توڑ دے
دیکھ اس کی پرورش اس کی عطا — اے بشر اللہ پر ایمان لا

اے ابراہیم! تو نے موت کو کیسا پایا؟

حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ موت کا وقت آیا تو بعداز وصال اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: یا ابراھیم کیف وجدت الموت؟ اے ابراہیم! تو نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: یارب وجدت نفسی تنزع بالبلاء۔ اے میرے پروردگار! میری روح شدید کرب کے ساتھ نکالی گئی' اس پر آپ کو کہا گیا فقد ھون علیك۔ آپ پر تو بہت تخفیف کی گئی ہے (کتاب الزہد لابن حنبل' ص ۷۸)

حال کیا ہوگا بتا اے مطرب ہستی تیرا — جب اچانک ٹوٹ جائے گا رباب زندگی

اچانک کی موت مومن کے لئے رحمت اور فاجر کے لئے زحمت ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

موت الفجاء راحة للمومن واخذه اسف للفاجر

اچانک آنے والی موت مومن کے لئے راحت و سکون ہے اور فاجر و نافرمان کے لئے حسرت و افسوس کا سبب ہے۔ (کنز ج ۱۵' ص ۶۷۸)

کیونکہ اچانک موت سے ایماندار شخص بیماری کی تکلیف سے بچ جاتا ہے اور فاسق و فاجر کو توبہ کی مہلت نہیں ملتی۔

مَنَازِلُ دُنْیَایَ عَمَّرْتُهَا — وَخَرَّبْتُ دَارِیْ فِی الْاٰخِرَةِ
اَصْبَحْتُ اَنْكَرُ دَارِیَ الْخَرَابَ — وَاَرْغَبْتُ فِیْ دَارِیَ الْعَامِرَةِ

میں نے اپنی دنیا کے گھروں کو آباد کیا اور آخرت کو ویران کر دیا۔ اب میں اپنے ویران گھر کو ناپسند کرنے لگا ہوں۔ (الروض)

ایک عورت کی اپنے باپ کی قبر کے پاس فریاد

حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے باپ کی قبر کے پاس بیٹھی رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

عَدِمْتَ الْحَیَاةَ فَلَا نِلْتَهَا — اِذْ اَنْتَ فِی الْقَبْرِ قَدْ اَوْسَدُوْكَا
وَكَیْفَ اَلَذُّ بِطُعْمِ الْكَرٰی — وَهَا اَنْتَ فِی الْقَبْرِ قَدْ اَفْرَدُوْكَا

تیری زندگی ختم ہوگئی اب تو اس کو نہ پا سکے گا جبکہ تو قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے یہاں پہنچانے میں جلدی کی۔

اور میں کیونکر سکون کی نیند سے لطف اندوز ہو سکتی ہوں اب جبکہ تو اپنی قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا۔ (ایضاً)

موت ہے گھات میں تری انساں — ایک تو ہے کہ محو غفلت ہے

یاد رہے! کسی کے نیک عمل پہ متعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ فیصلہ خاتمہ پر ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لاتعجبوا بعمل عامل حتی تنظر وابما یختم له (کنز ج ۱۵' ص ۶۸۱) کسی کے نیک عمل پہ تعجب نہ کرو یہاں تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ اس کا خاتمہ کیسا ہوا

Scanned with CamScanner

ہے۔

؎ جانے والا یہاں سے وقت سفر   حسرت و غم سے ہاتھ ملتا ہے

پھر یہ بھی یاد رہے کہ جو شخص جس حال پہ فوت ہوتا ہے قیامت کے دن اس کو اسی حال میں اٹھایا جائے گا جیسا کہ حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: من مات علی شیء بعثه الله علیه (کنز ج ۱۵، ص ۶۸۱) اسی طرح مسلم شریف کتاب الجنہ میں حضرت جابر سے ہی مروی ہے۔ یبعث کل عبد علی ما مات علیہ۔ اس کا ترجمہ وہی ہے جو گزر چکا اور شعر میں یوں کہہ سکتے ہیں۔

؎ جس حال پہ ہوتا ہے کوئی فوت جہاں میں
اٹھے گا اسی حال میں وہ روز قیامت

فوت ہونے والوں کی زندوں کیساتھ خواب میں ملاقات کے واقعات

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شیشی میں خون لیے فرما رہے ہیں: یہ میرے فرزند حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں خداوند قدوس کے دربار میں پیش کرنے کے لیے لے جا رہا ہوں، چنانچہ اس کے بعد چودھویں دن یہ خبر آگئی کہ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید کر دیے گئے۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تشریف فرما دیکھا تو میں نے سلام کیا اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لایا گیا اور

ایک گھر میں دونوں کو داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ پھر بہت جلد حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ رب کعبہ کی قسم میرا فیصلہ ہوگیا۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے نکلے کہ رب کعبہ کی قسم میری مغفرت ہوگئی اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہوگیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

☆ حضرت ابو یعقوب قاری دقیقی نے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک بہت لمبے آدمی ہیں جن کا رنگ گندمی ہے اور بہت سے لوگ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ کسی نے بتایا کہ یہ اویس قرنی ہیں تو میں نے ان کے سامنے آکر عرض کیا: آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا: تم خدا کی محبت کے وقت اس کی رحمت کا دھیان رکھو اور گناہ کرتے وقت اس کے عذاب کو یاد رکھو اور تم کسی حال میں بھی خدا سے اپنی امیدواری کو مت کاٹو۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۳)

؎ مرنا جینا ہو سب اس کے واسطے   فرض یہ انسان ادا کرتا رہے
ہو فقط پوجا اسی کی اے بشر   اور ڈر ہو تو فقط مولا کا ڈر
جس نے بھیجا ہے اسی کے واسطے   آدمی اللہ سے ڈرتا رہے

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بغداد کے کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امام آپ کے ساتھ خدا کا کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: الحمد للہ! میری مغفرت ہوگئی۔ بزرگ نے کہا: غالباً آپ کی علمی و دینی خدمتوں کی بنا پر مغفرت ہوئی ہوگی؟ آپ نے جواب دیا: نہیں مجھے تو ارحم الراحمین نے صرف اتنی بات پر بخش دیا ہے کہ میرے مخالفین میرے بارے میں ایسی افواہیں اور تہمتیں پھیلایا کرتے تھے جو کہ مجھ میں نہ تھیں اور میں ہمیشہ ان کی ایذاء رسانیوں پہ صبر کیا کرتا تھا (اولیاء رجال الغیب، ص ۳۰)

ہائے میں ان کی نماز جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوا

بغداد کے مشہور بزرگ حضرت معروف کرخی نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ تم

Scanned with CamScanner

مجھے امام ابو یوسف کی وفات کی خبر دینا۔ رفیق کا بیان ہے کہ میں بغداد کے ایک دروازے پر پہنچا تو امام ابو یوسف کا جنازہ جا رہا تھا میں نے سوچا کہ اگر حضرت معروف کرخی کو خبر دینے جاتا ہوں تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی اس لیے میں نماز جنازہ پڑھ کر ان کے پاس گیا اور ان کو خبر سنائی تو ان کو بے حد صدمہ ہوا بار بار انا للہ پڑھتے رہے اور افسوس کرتے رہے کہ ہائے میں ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا پھر فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا وہاں دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ محل امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے لیے بنا ہے ان کی اچھی تعلیم اور تعلیم دین کے شوق کے صلہ میں' اور انہوں نے لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کیا اس کے اجر میں خدا نے ان کو یہ بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ کو ان کی وفات ہوئی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔ (اولیاء رجال الحدیث و احیاء العلوم ج ۴)

☆ حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: کون سے عمل پر آپ کی مغفرت ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: میرا تو ایک ہی کلمہ اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا اور اسی پر میری مغفرت ہوگئی اور وہ کلمہ وہی ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جنازہ دیکھ کر پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ۔ (پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے ہے اور اس کے لیے کبھی موت نہیں ہے۔)

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

☆ حضرت ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ارحم الراحمین نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر میرے اوپر تازہ چمکدار موتیوں کو نثار فرمایا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

☆ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک نے اس رات خواب دیکھا جس رات میں خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا کہ ایک

منادی یہ اعلان کر رہا ہے ان اللّٰہ اصطفیٰ اٰدم ونوحا واٰل ابراھیم واٰل عمران علی العلمین واصطفی الحسن البصری علی اھل زمانہٖ (یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کی اولاد اور حضرت عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنا لیا ہے اور حضرت حسن بصری کو ان کے زمانے والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنا لیا ہے۔)

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۳)

ایک قدم پلصراط پہ اور دوسرا جنت میں

استاذ المحدثین حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کا کیا انجام ہوا؟ آپ نے فرمایا: میں نے ایک قدم پل صراط اور دوسرا قدم جنت میں رکھا اور حضرت ابن عیینہ سے یہ بھی منقول ہے کہ میں نے خواب میں حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کو دیکھا کہ وہ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ کر آتے جاتے رہتے ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں: لمثل ھٰذا فلیعمل العٰملون۔ (ان نعمتوں جیسی نعمت کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔)

پھر میں نے عرض کیا: آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو فرمایا: تم دنیا کے لوگوں سے جان پہچان اور میل ملاپ کم رکھو اور قبیصہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے یہ تین اشعار پڑھے:

نَظَرْتُ اِلٰی رَبِّیْ کَفَاحًا فَقَالَ لِیْ!!
ھَنِیْئًا رِّضَائِیْ عَنْكَ یَابْنَ سَعِیْدٍ

میں نے اپنے رب کا آمنے سامنے دیدار کیا تو اس نے مجھ سے فرمایا: اے سعید کے فرزند! میری رضا و خوشنودی تجھے مبارک ہو۔

قَدْ كُنْتُ قَوَّامًا اِذَا اَظْلَمَ الدُّجٰى

بِعَبْرَةِ مُشْتَاقٍ وَّقَلْبِ عَنِيْدٍ !

بے شک اندھیری راتوں میں تم بہت زیادہ قیام اللیل کرتے تھے مشتاق آنسو اور عاشق دل کے ساتھ۔

فَدُوْنَكَ فَاخْتَرْ اَیَّ قَصْرٍ اَرَدْتَّهٗ

وَزُرْنِیْ فَاِنِّیْ مِنْكَ غَیْرُ بَعِیْدٍ!!

تو تم جو محل چاہو اپنے لیے چن لو اور تم میری زیارت کرتے رہو کیونکہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۲)

مرنے کے بعد سیاہ چہرہ روشن اور منور ہو گیا

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کبار اولیاء کرام میں سے گزرے ہیں فرماتے ہیں: میں نے دوران حج ایک شخص کو دیکھا جو اٹھتے بیٹھتے اور ہر حرکت وسکون میں درود شریف ہی پڑھتا رہتا ہے' دوسری کوئی دعا کسی موقع پر بھی میں نے اس کی زبان سے نہ سنی۔ میں نے اس سے اس کا راز پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں پہلی مرتبہ اپنے والد کو ہمراہ لے کر حج کے لئے گیا تو واپسی پر ایک منزل میں مجھے نیند آ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے: اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا ہے تو میں گھبرا کر اٹھا اور اپنے باپ کے سر سے چادر ہٹائی تو وہ واقعی مردہ پڑے ہوئے تھے اور ان کا چہرہ کالا ہو گیا تھا۔ میں بے حد ڈرا اور نہایت ہی رنجیدہ اور غمگین ہو گیا اور اسی فکر وغم میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ چار حبشی لوہے کے چار ستون لیے میرے باپ کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اچانک یہ نظر آیا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت آدمی سبز لباس میں آ گیا اور مجھ سے کہا: اٹھ تیرے باپ کا چہرہ گورا اور خوب روشن ہو گیا ہے' میں نے دریافت کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں تمہارا نبی ہوں۔ میں فوراً ہی جاگ گیا اور اپنے باپ کے سر سے چادر

ہٹا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا چہرہ خوب روشن اور نہایت گورا ہو گیا تھا اس واقعہ کے بعد سے کبھی اور کسی حال میں بھی میں نے درود شریف کا پڑھنا نہیں چھوڑا۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

خلوصِ نیت اور چار کلمات کی وجہ سے بخشش ہو گئی

حضرت ابراہیم بن اسحاق حربی علیہ الرحمۃ ایک بلند مرتبہ عالم دین اور بزرگ ترین اولیاء میں سے ہیں' انہوں نے فرمایا: میں نے خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کہو تم پر کیا گزری؟ تو اس نے کہا: میری مغفرت ہو گئی۔ میں نے کہا: شاید ان اخراجات کی وجہ سے جو تم نے مکہ مکرمہ کے راستے میں نہر نکالنے پر خرچ کیے ہیں تمہاری بخشش ہو گئی؟ اس نے کہا: ان اخراجات کا ثواب تو ان مالوں کے مالکوں کو مل گیا جن کی رقمیں شاہی خزانہ میں تھیں اور ان سے میں نے نہر بنوائی تھی' میری مغفرت تو میری اچھی نیت کی بدولت ہوئی اور یہ بھی منقول ہے کہ زبیدہ خاتون نے خواب میں بتایا کہ میں ان چار کلمات کی وجہ سے بخش دی گئی جن کو زندگی میں بطور وظیفہ روزانہ پڑھا کرتی تھی اور وہ یہ ہیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَفْنِیْ بِهَا عُمْرِیْ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَدْخُلُ بِهَا قَبْرِیْ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَخْلُوْبِهَا وَحْدِیْ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْقٰی بِهَا رَبِّیْ۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

مغفرت وبخشش کے واقعات بمع وجوہات

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی بلند مرتبہ محدث ہیں آپ نے ایک بہت ہی گناہ گار آدمی کے جنازہ کو دیکھا تو گھر کے اندر چلے گئے تاکہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھانی پڑے۔ کسی نے اس گناہ گار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم پر کیا گزری تو اس نے کہا: میرے رب نے جو غفور ورحیم ہے مجھے بخش دیا اور تم ایوب محدث کو قرآن مجید کی یہ آیت سنا دینا: لو انتم تملكون خزائن رحمة ربی اذا لامسكتم

خشية الانفاق۔ یعنی اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہو جاتے تو اس وقت تم خرچ ہو جانے کے ڈر سے بخیل ہو جاتے۔ (احیاء العلوم ج۴ ص۴۳۳)

☆ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر شاگرد اور مشہور تارک الدنیا عبادت گزار بزرگ ہیں جس رات ان کی وفات ہوئی بہت سے مشائخ نے اس رات میں یہ خواب دیکھا کہ جنت میں خوب زینت کی جا رہی ہے اور ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ مشائخ نے خواب ہی میں پوچھا کہ یہ کون سی رات ہے؟ آواز آئی کہ اس رات میں حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ کی وفات ہوگئی ہے' ہر طرف فرشتوں کا ہجوم' یہ آرائش اور چہل پہل ان کی روح کی آمد آمد کے لیے ہے۔ (احیاء العلوم ج۴ ص۴۳۳)

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے بڑے محبّ ومحبوب شاگرد اور رئیس الفقہاء استاذ المحدثین ہیں۔ علامہ ابن راشد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن مبارک کا خواب میں دیدار ہوا تو میں نے کہا: آپ تو وفات پا گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پھر میں نے عرض کیا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ گزرا؟ فرمایا: میری مغفرت ہوگئی! پھر میں نے حضرت سفیان ثوری کا حال دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: واہ واہ وہ تو مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهدآء والصلحين وحسن اولئك رفيقا (ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا کا انعام ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہیں اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں)۔

(احیاء العلوم ج۴ ص۴۳۳)

☆ بعض مشائخ نے حضرت متمم دورقی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا اور یہ اپنے دور کے مشہور وممتاز اولیاء میں سے ہیں' ان سے لوگوں نے خواب ہی میں پوچھا کہ آپ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے جنت

میں بھیج دیا پھر مجھے بلا کر پوچھا: تمہیں جنت کی کوئی چیز اچھی لگی؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ ارشاد فرمایا: اگر تمہیں جنت کی کوئی چیز پسند آ گئی ہوتی تو میں تم کو جنت ہی کے سپرد کر دیتا اور تم کو میرا وصال نصیب نہ ہوتا۔ (احیاء العلوم جلد۴ ص۴۳۱)

☆ ابوبکر بن ابومریم محدث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ورقاء بن بشر حضرمی علیہ الرحمۃ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا کے ساتھ ان کا معاملہ کیا اور کیسا رہا؟ انہوں نے فرمایا: بڑی مشقتوں کے بعد میری نجات ہوگئی۔ میں نے دریافت کیا: کون سے عمل کو آپ نے سب سے افضل پایا؟ انہوں نے کہا: ''دن رات خدا کے خوف سے رونا''۔ (احیاء العلوم جلد۴ ص۴۳۳)

موت کے ہاتھوں نہ کوئی بچ سکا ہر کوئی دنیا سے رخصت ہو گیا
عقل والے لے سبق تو بھی ذرا سامنے رکھ تو بھی نقشہ موت کا

اہل اللہ کی وصال کے بعد ملاقاتیں

☆ حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام جرح وتعدیل اور حدیثوں کو پرکھنے کے بادشاہ ہیں۔ جیش بن مبشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: میری مغفرت ہوگئی اور اللہ نے دو مرتبہ مجھ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان کی وفات کے بعد بغداد کے ایک بزرگ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں اور دریافت کرنے پر فرمایا: یحییٰ بن معین کی نماز جنازہ میں جا رہا ہوں' یہ وہ شخص تھا کہ میری حدیثوں سے جھوٹ کو دفع کیا کرتا تھا۔ (تہذیب التہذیب وغیرہ)

اپنے مستقبل کو تم روشن کرو

حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ صوفیہ میں بہت ہی نامور بزرگ ہیں یہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ کبھی اتنا خوبصورت جوان میری

Scanned with CamScanner

نظروں کے سامنے نہیں آیا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میرا نام ''تقویٰ'' ہے میں نے کہا: تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا: ہر غمگین دل میں۔ پھر وہ مڑا تو ایک بدشکل اور بہت کالی عورت نظر آئی۔ میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: بدکاری۔ میں نے کہا: تم کہاں رہتی ہو؟ تو اس نے کہا: ہر خوشی منانے والے اترانے والے کے دل میں۔ ابوبکر کتانی کہتے ہیں کہ خواب دیکھ کر میں جاگ گیا اور میں نے خدا سے یہ عہد کرلیا کہ اب زندگی بھر میں سوائے اختیاری ہنسی کے کبھی نہیں ہنسوں گا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۲)

بے بسی بے چارگی و عاجزی ـــ موت سے ہارا ہے آ کر آدمی
شاہ ہفت اقلیم ہے وہ بھی منا ـــ ہے گدا تو وہ بھی ہے اس خاک کا
اس سے پھر غفلت ہے کیوں انسان کو ـــ کیوں یہ بھولے اپنے رب رحمان کو
بعد مردن جس سے ہوگا سابقہ ـــ سب سے چھٹ کر جس سے ہوگا واسطہ
واسطہ پیدا کرو اس سے یہیں ـــ واسطے اللہ کے اے ہم نشیں
ہے اسی میں بہتری انجام کی ـــ ہے سمجھداری اسی میں اے اخی
اپنا مستقبل سنواریں کاش ہم ـــ ہوں نہ غافل اس خدا سے ایک دم
سابقہ جس سے رہے گا بس مدام ـــ اس کی خوشنودی کا بس ہو اہتمام
عقل کے معنی ہی ہیں دوستو ـــ اپنے مستقبل کو تم روشن کرو

شیطان کو بھگانے کے لئے دل میں ایمان کا نور چاہئے

حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمۃ جو کہ اکابر اولیاء میں سے ہیں' فرماتے ہیں: میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا تو اس کو مارنے کے لئے اپنی لاٹھی اٹھائی مگر وہ بالکل خوف زدہ نہ ہوا تو اس وقت ایک غیبی آواز آئی کہ اے ابوسعید خراز! یہ ابلیس ہے یہ لاٹھی ڈنڈے سے نہیں ڈرتا ہے یہ تو بس اس شخص سے کانپتا اور لرزتا ہے جس کے قلب میں ایمان کا نور ہوتا ہے اور ابوسعید خراز نے یہ بھی فرمایا کہ میں دمشق میں تھا تو میں نے

یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کاندھوں پر ٹیک لگائے تشریف لائے اور میں اس وقت کوئی راگ گا رہا تھا اور سینہ کوٹ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوسعید اس کا شر اس کی خیر سے بڑھ کر ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۲)

اللہ والے کے آنسوؤں سے لونڈی کا چہرہ چمکنے لگا

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ بڑے پائے کے اولیائے کاملین میں سے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں اپنی ایک لونڈی کو دیکھا جس کا چہرہ چمک رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے چہرے پر اتنی چمک کیسے پیدا ہوگئی؟ اس نے کہا: آپ کو یاد نہیں ایک رات آپ خوف خدا سے زار وزار رو رہے تھے اور آپ کے آنسو بہہ رہے تھے تو کمال محبت سے میں نے آپ کے آنسوؤں کو اپنے چہرے پر مل لیا تھا۔ یہ چمک انہی آنسو کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

پوچھا اتنی چمک کیسے پیدا ہوگئی؟ اس نے کہا: آپ کو یاد نہیں ایک رات آپ خوف خدا سے زار وزار رو رہے تھے اور آپ کے آنسو بہہ رہے تھے تو کمال محبت سے میں نے آپ کے آنسوؤں کو اپنے چہرے پر مل لیا تھا۔ یہ چمک اسی آنسو کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۲)

☆ زبیر بن نعیم بابی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ یحییٰ بن سعید قطان محدث کے بدن پر ایک کرتا ہے جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کتاب من اللہ العزیز الحکیم براءۃ لحیی بن سعید ن القطان من النار ط یعنی خدا کی طرف سے یہ لکھی ہوئی تحریر ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان کے لیے جہنم سے نجات ہے۔ (تہذیب التہذیب)

☆ حضرت خطیب بغدادی کی عظمت اور ان کی جلالت شان کا کیا کہنا ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: انا فی

Scanned with CamScanner

روح وریحان وجنة نعیم۔ یعنی میں آرام اور راحت اور خوشبو اور نعمتوں کی جنت میں ہوں۔ (بستان المحدثین)

☆ حضرت منصور بن اسماعیل علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بزار محدث علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا: جن جن گناہوں کا میں نے اقرار کرلیا ان سب گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا لیکن ایک گناہ کا شرم کی وجہ سے میں اقرار نہ کرسکا تو خداوند کریم نے مجھے پسینہ کی حالت میں کھڑا رکھا' یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشت گل کر گر پڑا! میں نے پوچھا: وہ کون سا گناہ تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک مرتبہ ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تو وہ مجھے بہت اچھا لگا تھا میں نے اللہ تعالیٰ سے شرم کے باعث اپنے اس گناہ کا اقرار نہیں کیا۔ (احیاء العلوم ج ۴' ص ۴۳۱)

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واقعات

حضرت ابوجعفر صیدلانی فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ آپ فقراء کی ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں' میں بھی اس مجلس میں بیٹھ گیا' پھر آسمان پھٹا اور دو فرشتے اترے' ایک کے ہاتھ میں لوٹا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت تھا۔ پہلے ان فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دھلائے پھر آپ کے حکم سے دوسرے لوگوں کے' جب میری باری آئی تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ آپ کی حدیث شریف نہیں ہے: المرء مع من احب (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے) آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا: آقا: میں بھی آپ سے اور ان فقراء سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کے بھی ہاتھ دھلاؤ یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴' ص ۴۳۱)

☆ حضرت محمد بن فضاء نے فرمایا: میں خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

زیارت سے مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم لوگ عبداللہ بن عون خزار کی ہمیشہ زیارت کرتے رہو کیونکہ وہ محبوب الٰہی ہے۔

(تہذیب التہذیب)

☆ حضرت صالح بن مبشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عطاء سلمی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو ان سے کہا: دنیا میں تو آپ بہت غمگین رہا کرتے تھے اب کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہاں آ کر مجھے بڑی راحت اور دائمی خوشی نصیب ہوئی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: آپ کس درجے میں ہیں؟ فرمایا: مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین۔ (یعنی میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں شہیدوں اور صالحین کے ساتھ) حضرت عطا سلمی بلند مرتبہ محدث اور بہت نامور اولیاء کرام میں سے ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱ و ۴۳۲)

حضرت یزید بن مذعور علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں نے امام اوزاعی محدث شام کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں خدا کا مقرب بن جاؤں۔ آپ نے فرمایا: میں نے علماء کرام اور غمگین رہنے والوں سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں دیکھا۔ یزید بن مذعور بہت عمر دراز اور بہت ہی بوڑھے تھے۔ وہ ہر وقت خوف خدا سے رویا کرتے تھے یہاں تک کہ روتے روتے وہ نابینا ہوگئے تھے۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

یاد رہے! مومن کے اچھے خوابوں کی بہت اہمیت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او ترٰی لہ

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۹۴ بحوالہ بخاری)

نبوت میں سے مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: مبشرات کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اچھے اچھے خواب جو مسلمان اپنے لیے دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے لیے دیکھے۔

ہے تار نفس سے ثبوت حیات سکوت نفس ہے وقوع ممات

☆ ان ارواح المومنین تعرج عند النوم فی السماء فمن کان منھم طاھرا اذن لہ فی السجود فمن لم یکن منھم طاھرا لم یؤذن لہ (مدارک ج۴) بے شک اہل ایمان کی ارواح خواب کی حالت میں جب آسماں پہ سیر کرتی ہیں تو ان میں سے جو پاک ہوتی ہیں انہیں سجدہ کی اجازت دی جاتی ہے اور جو پاک نہیں ہوتیں انہیں اجازت نہیں دی جاتی۔

خواب میں روح مسلمان کی یہ عزت یہ شرف
اذن سجدہ اسے ملتا ہے دم سیر فلک

نیند کی حالت میں ارواح کی آپس میں ملاقات

ان ارواح الاحیآء والاموات تلتقی فی المنام فتتعارف ماشآء اللہ تعالی فاذا ارادت الرجوع الی اجسادھا امسک اللہ تعالیٰ ارواح الاموات عندہ وارسل ارواح الاحیآء الی اجسادھا الی حین انقضآء مدۃ اجالھا. (تفسیر خازن جلد۴ صفحہ۶۰)

زندوں اور مردوں کی روحیں خواب میں ملتی ہیں تو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں' باتیں کرتی ہیں جب تک اللہ چاہتا ہے پھر جب اپنے جسموں کی طرف لوٹنے کا ارادہ کرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس روک لیتا ہے جن کی موت کا وقت آ جاتا ہے اور ایسے زندوں کی ارواح کو ان کے جسموں کی طرف بھیج دیتا ہے جن کی مدت حیات ابھی باقی ہے۔

☆ عن علی رضی اللہ عنہ مارات نفس النائم فی السماء فھی الرؤیا الصادقۃ ومارات بعد الارسال فلیقنھا الشیطن فھی کاذبۃ (مدارک جلد۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نیند کی حالت میں نفس جو کچھ آسمان پر دیکھتا ہے وہ سچا خواب ہوتا ہے اور جو کچھ وہاں سے لوٹ آنے کے بعد دیکھتا ہے اس میں شیطان کی ملاوٹ ہوتی ہے وہ خواب جھوٹا ہوتا ہے۔

فی الحقیقت بالیقین وہ صدق ہے وہ سچ ہے
روحِ طاہر دیکھتی ہے جو فلک پر خواب میں

نیند موت کی بہن ہے اسی لیے جنت میں نیند نہ ہوگی

مقام فردوس میں کسی کو نہ نیند ہوگی نہ موت ہوگی

قال ابن زید النوم وفات والموت وفات (قرطبی) نیند بھی وفات ہے اور موت بھی وفات۔ وقال عمر النوم اخو الموت (قرطبی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نیند موت کی بہن ہے۔

☆ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کما تنامون فکذالک تموتون وکما توقظون فکذالک تبعثون (قرطبی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس طرح تم سوتے ہو اسی طرح مرو گے اور جس طرح تم جاگ اٹھتے ہو اسی طرح (قبروں سے) اٹھائے جاؤ گے۔

نیند آ جاتی ہے جیسے موت آئے گی یونہی
قبر سے اٹھیں گے جیسے نیند سے اٹھتے ہیں ہم

☆ عن جابر بن عبد اللہ قیل یارسول اللہ اینام اھل

الجنة قال لا النوم اخو الموت والجنة لا موت فيها۔ (قرطبی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' کیا اہل جنت سوتے بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں' نیند تو موت کی بہن ہے اور جنت میں موت نہیں ہے۔

ہر اک تعریف کے لائق وہی ذات مقدس سے
کیا بیدار جس نے نیند یعنی موت سے ہم کو

موت کے وقت مومن کو اعزاز کی خوشخبری اور کافر کو عذاب کی اطلاع

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب لقآء الله احب الله لقآءه ومن كره لقآء الله كره الله لقآءه فقالت عآئشة رضى الله عنها انا لنكره الموت قال ليس ذالك ولكن المومن اذا حضره الموت بشر برضوان الله وكرامته فليس شىء احب اليه مما امامه فاحب لقاء الله واحب الله لقاءه وان الكافر اذا حضره الموت بشر بعذاب الله وعقوبته فليس شىء اكره اليه مما امامه فكره لقآء الله وكره الله لقآءه. (بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو کوئی اللہ سے ملنا پسند نہیں کرتا اللہ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم موت کو تو پسند نہیں کرتے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات نہیں بلکہ جب مومن کو موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے الطاف و اکرام کی بشارت دی جاتی ہے تو اسے کوئی چیز

محبوب نہیں رہتی اس سے جو کہ اس کے آگے ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو (اس وقت) زیادہ پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات چاہتا ہے اور جب کافر کے پاس موت آتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سختی کی خبر دی جاتی ہے تو اس کے نزدیک اس سے زیادہ مکروہ (اس وقت) کوئی چیز نہیں ہوتی جو کہ اس کے آگے ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔

جیسا کوئی بوئے گا ویسا ہی وہ کاٹے گا
اللہ کسی پر بھی کچھ ظلم نہیں کرتا

مومن کے مرنے پہ زمین کا رونا

حضرت عطا خراسانی فرماتے ہیں:

مامن عبد يسجد لله سجدة فى بقعة من بقاع الارض الا شهدت له يوم القيمة وبكت عليه يوم يموت (ابونعیم)

جو شخص زمین کے کسی ٹکڑے پہ سجدہ کرتا ہے وہ ٹکڑا قیامت کے دن (اس کے ایمان کی) گواہی دے گا اور اس کے مرنے کے دن اس پہ روتا ہے۔

☆ حضرت ابوعبید سے روایت ہے کہ جب مومن مرجاتا ہے تو زمین کا وہ خطہ (جس پر وہ چلتا پھرتا تھا) پکار اٹھتا ہے مات عبدالله المؤمن اللہ کا مومن بندہ فوت ہو گیا۔ فتبکی علیه السماء والارض۔ پھر اس پر زمین و آسمان روتے ہیں تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مایبکیکما علی عبدی تمہیں میرے بندے پر کس نے رلایا ہے؟ فیقولان یاربنالم یمش علی ناحیة مناقط الاوھو یذکرک۔ دونوں عرض کرتے ہیں: یااللہ! یہ ہر جگہ تیرا ذکر کیا کرتا تھا۔

(کتاب الزہد لابن المبارک' ص ۴۱)

Scanned with CamScanner

ے مومن کے لئے موت ہے اک تحفۂ خوش تر
اور قبر ہے راحت کدہ بستاں سے زیادہ

☆ شرح الصدور میں حضرت ابن عباس سے ہے ان الارض لتبکی علی المومن اربعین صباحا۔ مومن (کے مرنے پر) زمین چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔

☆ ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہرانسان کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک دروازے سے اس کے اعمال چڑھتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے فاذا مات العبد المومن بکیا علیہ۔ جب بندۂ مومن مرتا ہے تو وہ دونوں دروازے اس پہ روتے ہیں۔

☆ عن ابن عمر رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المومن اذا مات تجملت المقابر بموته فلیس منه بقعة الا وهی تتمنی ان یدفن فیها (ابن عساکر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن جب مرتا ہے تو تمام مواقع قبر اس کے لئے آرائش کرتے ہیں ان میں سے کوئی حصۂ زمین ایسا نہیں جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ وہ اس میں مدفون ہو۔

ے ذرا دیکھیں تو آ کر اہل دنیا عظمت مومن
زمین سجدۂ مومن ہے گریاں موت مومن پر

ایک شبہ کا ازالہ

ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی مومن پر موت کے وقت ایسی سختی ہوتی ہے جو کافر پہ نہیں ہوتی تو اس کی حکمت حضور علیہ السلام کی طرف سے یوں بیان کی ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم ان المومن لیعمل الخطیئة فیشدد بها علیه عندالموت لیکفر بها وان الکافر لیعمل الحسنة فیسهل علیه عندالموت لیجزی بها (طبرانی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بعض اوقات) مومن سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس کے کفارہ میں موت کے وقت اس پر شدت کی جاتی ہے (اور بعض اوقات) کافر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے صلہ میں موت کے وقت اس پر نرمی کی جاتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا! موت کے وقت نہ درد وکرب علامت مذمومہ ہے اور نہ سکون وسہولت علامت محمودہ ہے۔ سکرات موت کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ پاس بیٹھنے والوں اور دیکھنے والوں کو حقیقت حال کا علم نہیں ہو سکتا مگر مومن پر ہمیشہ نیک گمان رکھنے کا حکم ہے۔

پاس بیٹھا ہوا سمجھ نہ سکا
نزع میں مبتلا پہ کیا گزری

مومن کو موت کے وقت اللہ کا سلام

حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب کسی نیک آدمی کے سانس ختم ہو جاتے ہیں تو ملک الموت اس کے پاس آ کر کہتے ہیں:

السلام علیك ولی اللہ۔ اللہ یقرأ علیك السلام ثم نزع بهذه الآیة الذین تتوفهم الملئکة طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنة (کتاب الزہد لابن المبارک صفحہ ۱۴۹)

سلام ہو تم پر اے اللہ تعالیٰ کے ولی! اللہ تمہیں سلام کہتا ہے پھر یہ آیت پڑھ کر اس کی روح قبض کر لیتا ہے "وہ لوگ جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے

ہیں اس حال میں کہ وہ پاکیزہ ہوتے ہیں کہتے ہیں: سلام ہو تم پر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

موت کے وقت نیک لوگوں کو
خود فرشتے سلام کہتے ہیں

مومن کے پاس قبر میں ایک حسین چہرے والے کا آنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

یاتیه رجل حسن الوجه حسن الثیاب طیب الریح فیقول ابشر بالذی یسرك هذا یومك الذی کنت توعد فیقول له من انت فوجهك الوجه یجیء بالخیر فیقول انا عملك الصالح فیقول رب اقم الساعة رب اقم الساعة حتی ارجع الی اهلی ومالی. (مشکوۃ باب مایقال عندمن حضرہ الموت)

مومن میت کے پاس قبر میں ایک انسان آتا ہے جس کا چہرہ بھی نہایت خوبصورت ہوتا ہے اور اس کا لباس بھی بہترین' وہ اسے خوشخبری دیتا ہے کہ تو آج خوش ہو جا اس بات سے کہ یہ وہ دن آ گیا ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے' یہ سن کر وہ مومن کہتا ہے کہ تو کون ہے تیرا چہرہ بڑا شکیل وجمیل ہے' ایسا چہرہ تو خوشخبری ہی لے کر آتا ہے۔ وہ آنے والا انسان جواب دیتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں (مومن یہ سن کر) کہتا ہے اے اللہ! قیامت جلد قائم کر اے اللہ قیامت جلد قائم کر تاکہ میں اپنے اہل وعیال سے ملاقات کروں۔

کافر کے ساتھ موت کے بعد کیا معاملہ ہوتا ہے؟

واذا فنیت ایام الدنیا عن العبد الکافر بعث الی نفسه من

یتوفاها' فیقول صاحباه اللذان کان یحفظان علیه عمله ان هذا کان لنا صاحبا وقدحان منه فراق فائذ نوالنا اودعونا نثنی علی صاحبنا فیقول اثنیا علیه فیقولان لعنة الله و غضبه علیه ولا غفرله و ادخله النار فبئس الصاحب ماکان اشد مؤنته وماکان یعین علی نفسه ان کان خطایاه وذنوبه لتمنعنا ان نصعد الی ربنا فنسبح لاه وتقدس له فیقول الذی یتوفی نفسه اخرج ایها الروح الخبیث الی شریوم مرعلیك فبئس ماقدمت لنفسك اخرج الی الحمیم و تصلیة الجحیم ورب علیك غضبان

(کتاب الزہد لابن المبارک' ص ۱۴۱)

اور جب کافر کی زندگی کے دن دنیا میں ختم ہوتے ہیں تو اس کے پاس ان دو فرشتوں کو بھیجا جاتا ہے جو اس کی روح قبض کرتے ہیں اور جو دنیا میں اس کے عمل کی نگہبانی کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں یہ ہمارا ساتھی تھا اور اب اس سے جدائی کا وقت آ گیا ہے پھر وہ اجازت طلب کرتے ہیں کہ ہم اپنے اس ساتھی کی تعریف کریں تو ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس کی تعریف کرو۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اس کا غضب ہو اور وہ اس کی مغفرت نہ کرے اور اسے دوزخ میں داخل کرے۔ پس برا ہے ساتھی' کتنی سخت محنت کیا کرتا تھا اور نیک کام کر کے اپنی آپ مدد نہیں کیا کرتا تھا۔ بلاشبہ اس کے گناہ اس بات سے روکتے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار کے پاس جائیں اور اس کی تسبیح وتقدیس کریں۔ پھر وہ فرشتہ جو اس کی روح قبض کرتا ہے کہتا ہے اے خبیث روح اب تو (جسم سے) نکل بدترین دن کے لئے جواب تجھ پہ گزرے گا بہت برا ہے جو تو نے

اپنے لیے آگے بھیجا اب تو نکل جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کی طرف اور دوزخ میں داخل ہونے کے لئے اب تیرا رب تجھ سے ناراض ہے۔

؎ کوئی دیکھے تو حال قبض روح کا فرو مشرک
فرشتوں کا جھڑکا ڈانٹنا اور مارنا ان کو

قبر میں نیک اعمال بندۂ مؤمن کا دفاع کریں گے

حضرت کعب علیہ الرحمتہ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وحشتوں کا منظر دیکھتا ہے تو بہت گھبراتا ہے اس وقت اس کے اعمال صالحہ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد اور صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: قبر میں جب عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آ کر کھڑی ہو جاتی ہے کہ ہٹو تم کچھ نہیں کر سکتے اس نے نمازوں میں بہت لمبا لمبا قیام کیا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں تو روزہ کھڑا ہو کر کہتا ہے! ہٹو تمہیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا کے لیے بہت زیادہ پیاس برداشت کی تھی۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دائیں بائیں سے آنا چاہتے ہیں تو حج و جہاد راستہ روک لیتے ہیں کہ اس نے خدا کے لیے اپنے بدن کو بڑی تھکن میں ڈالا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رحمت کے فرشتے آجاتے ہیں اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے چوڑی کر دی جاتی ہے اور اس کی قبر میں ایک قندیل جلا دی جاتی ہے جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔

(احیاء العلوم جلد ۴، ص ۴۲۳ و ۴۲۴)

موت کے خطرے سے غافل کس قدر انسان ہے

؎ موت کے خطرے سے غافل کس قدر انسان ہے
کیسا عاقل کیسا دانا اور کیا نادان ہے
کون پوچھے اس سے کہ اے ہشیار تجھ کو کیا ہوا
آنے والی موت سے کیوں لاغرض تو ہو گیا
تیرے اس گھر بار کی تیاریاں دیکھے کوئی
اور تیاری وہاں کی یہ بتا کیا تو نے کی
تا ابد رہنا ہے تجھ کو جس جگہ اے عقلمند
ہوش والے کر وہاں کا دیکھ دروازہ نہ بند
کچھ تو تیاری وہاں کی بھی تو کر اے ذی شعور
اور فراست آدمیت کا دکھا کچھ تو ظہور
کیسا منہ ڈھانکے ہوئے یہ جا رہا ہے آدمی
ہائے کیسی بے کسی اس پر برستی ہے پڑی
چار کے کندھے پہ ہے تو اے بشر اے باکمال
زندگی میں اس لدائی کا کبھی آیا خیال
ایک دنیا ایک عقبیٰ دو ہی گھر ہیں اے بشر
ایک کا کچھ بھی نہیں اور ایک کا یہ کروفر
ساتھ اپنے کچھ بھی ساماں تو وہاں کا لے چلا
یا کہ خالی ہاتھ اس دنیا سے تو رخصت ہوا
خواب میں بھی جس کی پیشی کا نہیں آیا خیال
آج اے انساں تو ہے اور رب ذوالجلال

Scanned with CamScanner

کون ہے مالک تیرا اور کون ہے خالق تیرا
کس سے آزادی کا تو نے زندگی میں دم بھرا
چار کے کندھے پہ جانا یاد کر اے ہوش مند
اک اندھیری گور میں جب تجھ کو سب کر دیں گے بند
تجھ سے پھر پوچھے گا وہ رب العلا خالق تیرا
زندگی میں یاد رکھا مجھ کو یا بھولا رہا
تجھ کو بھیجا تھا فقط اپنی عبادت کے لئے
یا کہ بھیجا تھا گناہوں اور غفلت کے لئے
عقل والے یہ بتا کیا اس کو تو دے گا جواب
جبکہ وہ خالق ترا پوچھے گا سب تجھ سے حساب
اپنا مرنا یاد رکھ اسحاقؔ اے غفلت بھرے
زندگی میں تاکہ تو اللہ سے ڈرتا رہے

عذاب قبر کے بارے میں احادیث مبارکہ

قبر کا عذاب حق ہے اور قرآن پاک کی متعدد آیات اور کثرت کے ساتھ احادیث اس پہ شاہد عادل ہیں انہی میں سے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک خچر پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں گزر رہے اور ہم لوگ ہمراہ تھے تو ناگہاں خچر اس طرح بدک گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دینے کے قریب ہو گیا۔ اچانک وہاں چھ یا پانچ قبریں نظر آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ ایک صحابی نے کہا: جی ہاں مجھے معلوم ہے یہ ان مشرکین کی قبریں ہیں جو شرک کی حالت میں مر گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان قبر والوں کی جماعت اپنی قبروں کے اندر عذاب میں مبتلا ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم

لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تم لوگوں کو وہ عذاب سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کی طرف سے اپنا چہرہ انور کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا: سب لوگ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔ ہم لوگوں نے کہا: ہم جہنم سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سب لوگ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو تو سب نے کہا: ہم عذاب قبر سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سب لوگ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو تو سب نے کہا ہم عذاب قبر سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سب لوگ ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگو۔ تو سب نے کہا: ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سب لوگ فتنہء دجال سے پناہ مانگو تو سب لوگوں نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ (مشکوۃ ج ا ص ۵۶ بحوالہ مسلم)

مومن و کافر کا قبر میں حال

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں دو فرشتے (منکر ونکیر) آتے ہیں اور میت کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر دوسرا سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے تو مومن کہہ دیتا ہے کہ یہ رسول اللہ ہیں۔ پھر آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے لہٰذا اس کو جنتی بچھونے پر سلاؤ اور اس کو بہشتی لباس پہناؤ اور اس کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دو تو اس دروازے سے قبر میں جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی نظر کی درازی بھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

اور کافر سے جب منکر ونکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں تو کچھ جانتا ہی نہیں، پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے

Scanned with CamScanner

ہائے ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا، پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں تو کچھ بھی نہیں جانتا تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کے لیے جہنم کا بستر بچھاؤ اور اس کو جہنمی لباس پہناؤ اور اس کی طرف سے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تو اس دروازے سے جہنم کی گرمی اور گرم ہوا اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہے اور اس کی قبر اس قدر تنگ کردی جاتی ہے کہ میت کی داہنی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں داہنی طرف ہو جاتی ہیں اور اس کے اوپر ایک اندھا بہرا فرشتہ عذاب کا لوہے کے ایک ایسے گرز کے ساتھ مسلط کردیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس گرز سے پہاڑ کو مارے تو پہاڑ' مٹی ہو کر بکھر جائے۔ اسی گرز سے وہ فرشتۂ عذاب اس مردہ کو ایسی مار مارتا ہے کہ مشرق و مغرب کی ہر مخلوق سوائے انسانوں اور جنوں کے سب اس مار کو سنتے ہیں۔

(مشکوۃ جلد اص ۲۵ وص ۲۶ بحوالہ ابوداؤد)

کافر پہ قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کردیے جاتے ہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کردیئے جاتے ہیں جو اس کو کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور وہ اتنے زہریلے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک اژدھا ایک مرتبہ زمین پر پھونک مار دے تو زمین کبھی سبزہ نہ اگائے گی۔ (مشکوۃ ج اص ۲۲)

پہلی سیڑھی ہے سوالات قبور — سہل فرمائے جنہیں رب غفور
کامیابی اس میں جس کو ہو گئی — اس کو پھر عقبیٰ میں کا ہے کی کمی
اور جو کوئی بھی ان میں رہ گیا — اس پہ بس پھر حشر برپا ہو گیا
رکھ ہمیں ثابت قدم اے کبریا — قبر میں گھبرا نہ جائیں ہم ذرا
ہیں تیرے پیارے کے ہم بھی امتی — لاج رکھنا اس کی مولائے غنی

عاجز و لاچار ہیں مجبور ہیں — اور جہالت کے سبب معذور ہیں
شوق دے اور ذوق دے تو علم کا — اپنی مرضی کا ہمیں رستہ بتا
اے خدا آسان کر آسان کر — فضل اپنا ہم پہ اے رحمان کر

جنت میں عموماً مساکین اور دوزخ میں عورتیں دیکھی گئیں

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں عموماً داخل ہونیوالے مسکین تھے اور مالدار (میدان حساب میں) ٹھہرائے ہوئے تھے (کیونکہ ابھی حساب نہیں ہوا تھا) ہاں دوزخ والے دوزخ میں بھیج دیئے گئے اور میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں۔

(بخاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین شخص آئے اور انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم ذرا سی چیز کا بھی مقدور نہیں رکھتے' نہ ہمارے پاس کوئی خرچ نہ کوئی سواری نہ کچھ سامان ہے لہٰذا ہماری کچھ مدد فرمایئے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تم کو دوں اب تم جو چاہو اختیار کرلو' چاہو تو ہمارے پاس پھر آ جانا اللہ جو کچھ ہم کو دے گا ہم تمہیں بھی دے دیں گے اور اگر چاہو تو ہم بادشاہ سے تمہارا تذکرہ کر دیں' وہاں سے تم کو کچھ مل جائے گا اور چاہو تو کسی سے امید مت رکھو بس صبر کرلو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فقراء' مہاجرین قیامت کے روز مالداروں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے یہ سن کر ان تینوں نے کہا: ہم صبر کرتے ہیں کسی سے کچھ سوال نہیں کرتے۔

(مسلم)

Scanned with CamScanner

قیامت کے دن سب سے زیادہ کون لوگ بھوکے ہوں گے؟

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گوشت میں روٹی کے ٹکڑے پکے ہوئے کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی مجلس میں مجھے ڈکاریں آنے لگیں (جن کو سُن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا ھذا کف من جشائك (ارے میاں اپنی ڈکار بند کرو) کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھرنے والے قیامت کے روز سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے۔

(حاکم و بزار)

یاد رہے! حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد عمر بھر کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور کم کھانے پر بھی یہ حال تھا کہ صرف ایک وقت کھایا کرتے تھے، صبح کو کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور شام کو کھا لیتے تو صبح کو نہ کھاتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے خود اپنے متعلق فرمایا: فما ملات بطنی منذ ثلاثین سنة یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر میں نے تیس برس تک اپنا پیٹ نہیں بھرا۔ (ترغیب)

امت پر سب سے پہلی مصیبت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلی مصیبت اس امت میں یہ پیدا ہوئی کہ لوگ پیٹ بھر کر کھانے لگے اور پیٹ بھرنا اس لیے مصیبت ہے کہ جب پیٹ بھرنے والے کا پیٹ موٹا ہو جائے گا تو دل کمزور ہو جائے گا اور اس کی نفسانی خواہشات زور پکڑ لیں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن بھوک لگی تو آپ نے ایک پتھر پیٹ مبارک پہ رکھ کر فرمایا: ''خبردار بہت سے لوگ جو دنیا میں کھانے والے اور نعمتوں میں زندگی گزارنے والے ہیں قیامت کے دن ننگے اور بھوکے ہوں گے۔ خبردار بہت سے لوگ

دنیا میں اپنی عزت کروا رہے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنے آپ کو ذلیل کر رہے ہیں (یعنی اس عمل سے وہ آخرت میں ذلیل ہوں گے) الادب مهين لنفسه وهولها مكرم۔ خبردار بہت سے لوگ دنیا میں اپنے آپ کو بے عزت کر رہے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنے آپ کو باعزت کر رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس عمل کی وجہ سے ان کو آخرت میں عزت ملے گی۔ (ابن ابی الدنیا) اور دوسری طرف یہ حال ہوگا کہ

غریق معصیت، بے دین ملحد فاسق و فاجر
سکون ہر دو عالم سے سدا محروم رہتا ہے

ایک درویش کی موت کا واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند فقیر ''ایلہ'' کے ساحل سے گزر رہے تھے کہ آبادی کے کنارے ایک فوجی کا مکان تھا اور فوجی نشاط وطرب میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی مغنیہ کنیز خوش آوازی سے یہ عشقیہ اشعار بربط کے سروں سے ملا کر گا رہی تھی۔

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وُدٌّ　　كَانَ مِنِّیْ لَكَ یُبْذَلُ
كُلَّ یَوْمٍ تَتَلَوَّنَ　　غَیْرُ هٰذَا بِكَ اَجْمَلُ

''خدا کی راہ میں میری جانب سے محبت کا ایک تحفہ تیرے لیے ہے مگر روزانہ تیرا معاملہ بدلتا رہتا ہے جبکہ بہتر کچھ اور تھا''۔

مکان کے باہر دیواروں کے سائے تلے ایک کمبل پوش فقیر لیٹا ہوا تھا، یہ اشعار سن کر اس نے چیخ ماری اور آواز دی ''پھر یہی گاؤ۔ بخدا اے باندی! میرے پروردگار کے ساتھ میرا بالکل یہی معاملہ ہے'' باندی کے مالک نے اسے حکم دیا کہ عود و بربط چھوڑ اور صرف شعر سنا، یہ فقیر صوفی معلوم ہوتا ہے، باندی انہی دو شعروں کو متواتر دہراتی رہی، حتیٰ کہ فقیر پر حال طاری ہوا۔ اسی کیفیت میں عشق الٰہی کے غلبے کی وجہ سے اس کے منہ سے ایک بلند آواز نکلی اور وہ بے خود ہو کر زمین پر گر پڑا، لوگوں نے سنبھالا دیا مگر وہ جاں بحق ہو چکا تھا۔

Scanned with CamScanner

گزرگاہ سے جاتے ہوئے بزرگ وہیں رک گئے۔ فوجی نے فقیر کی لاش اپنے مکان میں اٹھوالی اور اپنے گھر کے تمام سامان لہو ولعب توڑ توڑ کر باہر پھینکنے لگا۔ رات زیادہ ہوگئی تھی' شہر ایلہ میں داخل ہوکر ان بزرگوں نے قیام کیا اور لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی۔ صبح کے وقت مسافر بزرگوں نے پھر فوجی کے مکان کی جانب رخ کیا' وہاں دیکھا کہ ہر طرف سے جوق در جوق لوگ جنازے میں شریک ہونے کے لئے چلے آ رہے ہیں جیسے کسی نے نہایت اہتمام سے منادی کرائی ہو۔ بصرہ کے عمائدین اور شرفاء بھی شریک جنازہ ہوئے۔ قاضی شہر نے نماز پڑھائی۔ فوجی کو لوگوں نے دیکھا کہ جنازہ کے پیچھے برہنہ سر چل رہا تھا۔ نماز جنازہ اور تجہیز وتکفین کے بعد فوجی نے سب کو گواہ بنا کر اپنی سب باندیوں اور غلاموں کو خدا کی راہ میں آزاد کر دیا اور تمام مال واسباب' جائیداد اور چار ہزار دینار خیرات کر ڈالے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر لوگ زاروقطار روتے تھے۔ بس ایک تہبند' ایک چادر' جسم پر ڈالے اس نے فقر کی راہ اختیار کی۔

(روض الریاحین)

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

اگر غور سے سنا جائے تو گھڑیال کی یہی آواز ہے گھٹا دی' گھٹا دی' گھٹا دی۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے۔

متکبر جنت میں نہ جاسکے گا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے صحابی ہیں' پہلے یہودی تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ فرماتے تھے کہ میری نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ آپ نبی ہیں اور میں نے آپ کو دیکھتے ہی یقین کرلیا کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

انہی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ایک قصہ طبرانی نے نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے

کہ ایک مرتبہ آپ اپنی کمر پر لکڑیوں کا گٹھا رکھ کر بازار میں سے گزرے۔ لوگوں نے کہا: آپ کو اس تکلیف کے اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے' یہ گٹھا مزدوری پر بھی آپ اٹھوا سکتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اس طریقے سے میں اپنے اندر سے تکبر کو توڑتا ہوں۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ (ترغیب)

طمطراق شہ اورنگرنگ نشیں کچھ بھی نہیں
کیا خبر ایسے یہاں کتنے سلیماں گزرے

☆ ایک حدیث میں حضور علیہ السلام کا فرمان ہے تکبر کرنیوالے قیامت کے دن انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کے برابر میدان محشر میں لائے جائیں گے۔ ہر طرف سے ان پر ذلت چھائی ہوگی جہنم کے قید خانے بولس کی طرف ہنکائے جائیں گے۔ ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی' ان کو دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں۔ (ترمذی)

ایک عورت دوزخ کا ذکر سن کر کانپ اٹھی اور......

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کی موٹی موٹی چوڑیاں تھیں ان سے آپ نے فرمایا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ ان (چوڑیوں) کے بدلے خدا تم کو قیامت کے دن آگ کی چوڑیاں پہنائے؟ یہ سنتے ہی وہ کانپ اٹھیں اور اسی وقت وہ دونوں چوڑیاں اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں اور عرض کیا: ھما للہ ولرسولہ۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

(جمع الفوائد)

Scanned with CamScanner

☆ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک انصاری نوجوان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر بیٹھ گیا۔ جب ان کے سامنے دوزخ کا ذکر ہوتا تھا تو روتے روتے ڈھیر ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے گھر سے نکلنا بھی چھوڑ دیا۔ ان کا یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے تو وہ نوجوان آپ سے لپٹ گئے اور اسی وقت ان کی روح پرواز کر گئی اور زمین پر گر پڑے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کو کفناؤ' دفناؤ اللہ تعالیٰ کے خوف نے اس کے جگر کے ٹکڑے کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے اچانک موت آ گئی۔

(حاکم وقال صحیح الاسناد)

ایک نوجوان ولی اللہ کی موت کا واقعہ

بغداد شریف کی جامع مسجد میں حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کا وعظ ہو رہا تھا' ایک خوشحال' خوش پوشاک جوان اپنے دوستوں کے ساتھ آیا اور وعظ سننے لگا۔ دوران وعظ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے'' یہ سننا تھا کہ جوان کا رنگ فق ہو گیا اور وہ چلا گیا۔ دوسرے دن جب سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر تشریف فرما ہوئے' جوان پھر آیا' سلام کیا' دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا: کل میں نے آپ سے یہ جملہ سنا تھا ''حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے'' ذرا اس کا مطلب مجھے بتائیں۔ فرمایا: مولا سے زیادہ قوی کوئی نہیں اور بندے سے زیادہ کمزور کوئی نہیں' پھر بھی بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے' یہ سن کر وہ چلا گیا۔

اگلے دن پھر حاضر ہوا تو اب اس کے جسم پر صرف دو سفید کپڑے تھے اور اس کے ساتھ اس کا کوئی دوست نہ تھا۔ عرض کیا: خدا ترسی کی راہ سے مجھے باخبر فرمائیں۔ فرمایا: اگر عبادت کرنا چاہتے تو دن کو روزہ رکھو' رات کو نوافل میں مشغول

رہو اور اگر اللہ عزوجل کے طالب ہو تو ہر ماسوی اللہ کو ترک کر دو' اسے پالو گے اور رہنے کے لئے مسجدوں' ویرانوں اور قبرستانوں کو اختیار کرو وہ یہ سن کر اس نے کہا: خدا کی قسم! میں تو وہی راہ اختیار کروں گا جو سب سے مشکل اور دشوار ہے یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

حضرت سری سطی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد میرے پاس کچھ لڑکے آئے اور انہوں نے پوچھا: حضرت! احمد یزید کاتب کا کیا بنا؟ اس پر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا البتہ ایسی ایسی عادت وصورت کا ایک آدمی یہاں آیا تھا اور اس نے مجھ سے یہ یہ باتیں دریافت کیں پھر چلا گیا' مجھے معلوم نہیں اب وہ کہاں ہے؟ اس پر ان لڑکوں نے کہا: یا حضرت! جب وہ شخص آپ کے پاس آئے تو ہمیں خبر کر دیں۔ پھر اس نوجوان کا سال بھر تک کوئی سراغ نہ ملا۔ آخر ایک روز عشاء کے بعد شیخ اپنے حجرے میں تھے کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شیخ نے اندر آنے کی اجازت دی تو وہی نوجوان اندر آیا۔ اس نے شیخ کی پیشانی چوم کر کہا: یا شیخ! آپ نے جس طرح مجھے دنیا کی غلامی سے آزاد فرمایا ہے اسی طرح اللہ آپ کو آتش دوزخ سے آزاد کرے۔ بظاہر یہ جملہ بڑا حیران کن تھا مگر شیخ نے نوجوان کے آنے پر ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس کے گھر جا کر خبر کر دے۔ تھوڑی دیر بعد ایک عورت بچوں کو لیے ہوئے آ پہنچی' اس کا ایک بچہ زیور اور کپڑوں سے آراستہ تھا۔ عورت نے اسے شوہر کی گود میں ڈال دیا اور کہا: آپ نے تو اپنے جیتے جی مجھے بیوہ بنا دیا اور اپنے بچوں کو داغ یتیمی دے دیا۔ نوجوان نے شیخ سری کی طرف مخاطب ہو کر کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟

اس کے بعد اپنے بیوی بچوں سے کہا: بخدا تم لوگ مجھے دل سے محبوب اور پیارے ہو۔ میری اولاد مجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ عزیز ہے مگر کیا کروں' انہوں (یعنی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ) نے ہی مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا

Scanned with CamScanner

چاہو تو ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرو۔ پھر بچے کے زیور کو اتار دیا اور بیوی سے کہا: زیور غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دو اور میرے کمبل کا ایک ٹکڑا اس کو پہنا دو۔ بیوی نے کہا :واللہ! میں اپنے بچے کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی اور بچے کو چھین لیا۔ بیوی کو کشیدہ دیکھ کر نوجوان کھڑا ہو گیا اور بولا آج شب تو نے مجھے اپنے رب کی یاد سے بھی غافل کر دیا اور وہاں سے چلا گیا اس کے جاتے ہی اس کے گھر والے سب رونے لگے۔

اس کی بیوی نے جاتے ہوئے پھر شیخ سری سے عرض کی: اب اگر وہ پھر آئے تو مجھے ضرور خبر فرمائیں۔ شیخ نے انشاء اللہ فرمایا۔ بعدازاں ایک عرصہ گزر گیا مگر اس نوجوان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

ایک روز ایک بوڑھی خاتون شیخ سری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پیغام دیا کہ مقام شونیزیہ میں ایک لڑکا آپ کو یاد کر رہا تھا۔ شیخ شونیزیہ گئے تو وہی احمد یزید کاتب زمین پر پڑا تھا۔ زیر سر ایک اینٹ رکھی تھی۔ شیخ کا سلام سن کر آنکھیں کھولیں اور کہا: یا شیخ! کیا خیال ہے رب تعالیٰ کے حضور میری غلطیاں معاف ہو جائیں گی؟ اس پر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ غفور رحیم ہے' وہ معاف فرمائے گا۔ احمد یزید نے حضرت کے جواب میں کہا: مجھ سے حقوق العباد کی تلفی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک طرح کا گناہ ہی ہے۔ یہ سن کر حضرت سری سقطی نے فرمایا: حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے توبہ کر لی بروز حشر اسے اور اس کے حقداروں کو بلایا جائے گا اور انہیں یہ حکم ہوگا کہ تم اسے معاف کر دو اور اس کی جانب سے اللہ اجر عطا فرمائے گا۔ آخر نوجوان احمد یزید کاتب نے کہا: میرے پاس گٹھلیوں کی فروخت کے لئے چند درہم ہیں۔ میں مر جاؤں تو اسی سے ہی کفن اور ضرورت کی چیزیں خرید یئے گا میرے اہل خانہ کو نہ بتایئے گا ورنہ وہ حرام کمائی سے میرا کفن تبدیل کر دیں گے۔

شیخ سری فرماتے ہیں: میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا اس کی آنکھیں کھلی رہیں۔ اس کے بعد اس نے پڑھا لمثل هذا فليعمل العملون (عمل کرنے والوں

کو ایسے ہی اجر کے لئے عمل کرنا چاہئے) اور انتقال کر گیا میں نے کفن خریدنے کے لئے بازار کا رخ کیا۔ واپس ہونے لگا تو میں نے دیکھا لوگ بے تحاشا اسی جانب چلے آرہے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ ایک ولی اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم اس کی نماز جنازہ کے لئے دوڑے جا رہے ہیں۔ اس طرح ہم لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔

کچھ دنوں بعد اس کے اہلخانہ اس کی خبر گیری کرنے آئے تو میں نے انہیں بتا دیا کہ احمد یزید کا انتقال ہو چکا ہے۔ بیوی نے جب یہ سنا تو رونے پیٹنے لگی پھر اس کی قبر کا پتہ دریافت کیا۔ عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں دو باندیوں کو آزاد کر دیا اور ساری زمینیں اور جائیداد اللہ کے نام پر وقف کر دی۔ مال و دولت خیرات کر دی اور عمر بھر کے لئے شوہر کی قبر کے پاس بیٹھ رہی۔ بالآخر وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

(روض الریاحین)

جس کے دل میں خوف خدا ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں اپنے بندے پر نہ دو خوف جمع کروں گا نہ دو اطمینان۔ جو مجھ سے دنیا میں ڈرتا رہا میں اس کو آخرت میں اطمینان سے رکھوں گا اور جو مجھ سے دنیا میں بے خوف رہا تو آخرت میں اسے ڈراؤں گا (ابن حبان)

☆ ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: دوزخ سے اسے نکال لو جس نے مجھے کسی روز یاد کیا یا مجھ سے کسی دن ڈرا

(ترمذی، بیہقی)

خوشنودیٔ خالق کے لئے جس کا عمل ہو
انسان سے وہ اجر کا خواہاں نہیں ہوتا

Scanned with CamScanner

اہل ایمان کے لئے نکیرین کی آواز کتنی عمدہ ہوگی؟

حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا: یارسول اللہ! جب سے آپ نے نکیرین کی (کرخت) آواز اور قبر کے دبانے کا تذکرہ فرمایا ہے مجھے کسی چیز سے بھی تسلی نہیں ہو رہی اور قبر کا دھیان مجھے گھلاتا رہتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عائشہ نکیرین کی آواز مومنوں کے کانوں کو ایسی اچھی لگے گی جیسے آنکھوں میں سرمہ اچھا لگتا ہے اور مومنوں کو قبر کا دبوچنا ایسے (آرام دہ) ہوگا۔ جیسے شفقت والی ماں سے بیٹا دردسر کی شکایت کرے اور ماں آہستہ آہستہ دبائے لیکن اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں شک کرنے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے۔ جانتی ہو وہ قبروں میں کیسے دبوچے جائیں گے؟ پھر خود ہی فرمایا: اسی طرح دبوچے جائیں گے جیسے بہت بڑا پتھر انڈے کو کچل ڈالے۔ (بیہقی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت آہ وزاری

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت (مزاج پرسی) کے لئے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی موجودگی میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ان کا رونا دیکھ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کیوں روتے ہیں؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی ہی دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور آپ حوض کوثر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے اور اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ لہٰذا موت تو اچھی چیز ہے۔ اس سے گھبرانا مناسب نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں موت کے خوف سے اور دنیا چھوٹ جانے کے ڈر سے اور آخرت کی کراہت کے باعث نہیں رو رہا ہوں۔ میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ بس اتنا سامان

اپنے پاس رکھنا جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس عہد پر قائم نہیں رہا اور اس سے آگے بڑھ گیا ہوں کیونکہ میرے پاس یہ سانپ موجود ہیں۔ اب مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اس حال میں دنیا سے رخصت ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کس منہ سے پیش ہوں گا اور دنیا سے مال والا بن کر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟

راوی کہتے ہیں کہ اس قدر ڈر رہے تھے اور کانپ رہے تھے کہ میں نے دنیا جمع کر لی حالانکہ ان کے پاس ایک ٹب اور ایک بڑا سا پیالہ اور ایک وضو کرنے کا برتن تھا۔ انہی چیزوں کو سانپ فرما رہے تھے کیونکہ ان کی موجودگی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سمجھ رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا ہمیں کچھ نصیحت کرو تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے سعد رضی اللہ عنہ! جب تم فیصلہ کرو اور جب مال تقسیم کرو اور جب کوئی رنج پیش آئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرو" دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرو"۔ (ابن ماجہ)

ابن حبان اور طبرانی میں ہے کہ جب حضرت سلمان کی وفات کے بعد ان کے مال کا حساب لگایا گیا تو سارے مال کی قیمت پندرہ درہم (پونے چار روپے) یا چودہ درہم (ساڑھے تین روپے) بنی۔

(اس سے پہلے بھی ضمناً یہ واقعہ گزر چکا ہے)

کاش مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور اب جبکہ ہو چکی تو......

جس حال میں تو خوش ہے اس حال میں خوش ہوں
میری بھی رضا ہے وہی جو تیری رضا ہے

عن بکار بن عبداللہ عن وھب قال قرات فی بعض الکتب
ان منادیا ینادی من السمآء الرابعة کل صباح ابناء الا ربعین

Scanned with CamScanner

زرع قددنا حصاده' ابناء الخمسين ماذا قدمتم وما اخرتم ؟ ابناء الستين لاعذر لكم ليت الخلق لم يخلقوا واذا خلقوا علموا لماذا خلقوا قد اتتكم الساعة فخذوا حذركم.

(صفۃ الصفوۃ' ج۲' ص۲۹۳)

بکار بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت وہب نے فرمایا: میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ چوتھے آسمان پر (ایک فرشتہ) ہر صبح پکارتا ہے کہ چالیس سال کی عمر کے لوگوں کی مثال ایسی کھیتی ہے جس کی فصل کاٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پچاس سال کی عمر کے لوگو! تم سوچو کہ تم نے آگے کیا بھیجا (آخرت کے لئے) اور پیچھے (دنیا میں) کیا چھوڑا؟ ساٹھ سال کی عمر میں قدم رکھنے والو! تمہارے لیے اب کوئی عذر نہیں (تم اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر اپنی غفلت کے بارے میں کوئی بہانہ پیش نہ کر سکو گے تمہیں طویل زندگی عطا کی گئی لیکن تم نے اس سے استفادہ نہ کیا اور آخرت کے لئے نیک اعمال نہ کیے) کاش کہ خلقت پیدا ہی نہ ہوتی اور جبکہ پیدا ہو چکی تو اسے غور وفکر کرنا چاہئے کہ کس لیے پیدا کی گئی ہے۔ خبردار قیامت تمہارے قریب آ گئی ہے وہاں کام آنے والا سامان تیار کرلو۔

ہیں سامنے جن کے رہِ عقبیٰ کے مناظر

عن عمران الخياط قال دخلنا على ابراهيم النخعي نعوده وهو يبكي فقلنا له ما يبكيك ابا عمران قال انتظر ملك الموت لا ادري يبشرني بالجنة امْ بالنار. (صفۃ الصفوۃ' ج۳ ص۸۸)

حضرت عمران خیاط (درزی) بیان کرتے ہیں: ہم ابراہیم نخعی کے پاس ان کی علالت میں عیادت کے لئے گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ ہم

نے پوچھا آپ اس وقت رو کیوں رہے ہیں؟ فرمایا: میں ملک الموت کی انتظار میں ہوں مجھے کچھ خبر نہیں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں یا جہنم کی (اس لیے رو رہا ہوں)

ہیں سامنے جن کے رہِ عقبیٰ کے مناظر
وہ رونق آفاق پہ مائل نہیں ہوتے

الدنیا دار لمن لا دار له۔ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں۔ فرمان نبوت

(الترغیب' ج۴)

☆ اسلام کے لئے بڑی تکالیف برداشت کرنے والے حضرت خباب' جن کو انگاروں پہ لٹایا جاتا اور ان کی کھال جل جاتی' گوشت' خون اور چربی نکل آئی جب بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کرنے والوں نے خوشخبری دی کہ آپ حضور علیہ السلام کے پاس حوض کوثر پہ پہنچیں گے۔ یہ سن کر آپ نے اپنے گھر کی چھت اور زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس کا جواب بھی تو دینا ہے میں اس گھر میں رہتا ہوں حالانکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے لیے اتنا سا سامان کافی ہے جتنا ایک مسافر ضرورت کے لئے لیکر جاتا ہے۔ اب میں اتنے بڑے گھر میں رہتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے باوجود آپ کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا۔ (ابویعلیٰ' طبرانی)

منڈلا رہا ہے سر پہ تیرے طائرِ اجل

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اذا ذکرت الموتٰی فعد نفسک کاحدھم۔ جب تو مردوں کا ذکر کرے تو اپنے آپ کو بھی انہی میں سے ایک شمار کر۔

(احیاء العلوم' ج۴' ص۴۵۲)

☆ قال کعب من عرف الموت ھانت علیه مصائب الدنیا وھمومھا۔ حضرت کعب فرماتے ہیں: جس نے موت کو پہچان لیا اس پر دنیا کے مصائب آسان ہو گئے۔ (ایضاً' ص۴۵۱)

Scanned with CamScanner

☆ کان عیسیٰ علیہ السلام اذا ذکر الموت عندہ یقطر جلدہ دما (احیاء العلوم ج ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب موت کا ذکر ہوتا تو آپ کے جسم اطہر سے خون ٹپکنے لگ جاتا۔

رضائے حق محمد کی اطاعت سے عبادت ہے
سمجھ لے اس حقیقت کو تو اے امت محمد کی

☆ قال ابراھیم التیمی شیئان قطعا عنی لذۃ الدنیا ذکر الموت والوقوف بین یدی اللہ عزوجل

ابراہیم تیمی فرماتے ہیں: دو چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے میری دنیا کی لذت چھین لی۔ ایک موت کی یاد دوسری اللہ کے سامنے قیامت کا خوف۔

نکل جاتے ہیں ہر اک مرحلے سے سرخرو ہو کر
مدد کرتا ہے خود اللہ اپنے نیک بندوں کی

☆ قالت صفیۃ رضی اللّٰہ عنہا ان امراۃ اشتکت الی عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قساوۃ قلبھا فقالت اکثری ذکر الموت یرق قلبک ففعلت فرق قلبھا فجآء ت تشکر عآئشۃ رضی اللّٰہ عنہا (احیاء العلوم ج ۴)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کیا کر اس سے تیرا دل نرم ہو جائے گا اس نے اس پر عمل کیا تو اس کا دل نرم ہو گیا وہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔

منڈلا رہا ہے سر پہ تیرے طائر اجل
پھر بھی لحد کی فکر قیامت کا غم نہیں

خطرات جن کے دل میں ہیں روزِ شمار کے

وقفِ الم ہے ان کا ہر اک لمحۂ حیات
خطرات جن کے دل میں ہیں روزِ شمار کے

حضرت ابو ہاشم بیمار ہوئے تو ان کے بھانجے حضرت معاویہ عیادت کے لئے ان کے پاس آئے دیکھا کہ ماموں جان اپنے مرض میں رو رہے ہیں۔ حضرت معاویہ نے عرض کیا: اے ماموں! کیوں روتے ہو کیا درد کی آپ کو بہت تکلیف ہے یا دنیا کی حرص رلا رہی ہے؟ حضرت ابو ہاشم نے جواب دیا: ہرگز نہیں بلکہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا جس پر میں قائم نہیں رہا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کیا عہد ہے؟

حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ ایک خادم ہو اور ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانے کے لئے سواری ہو۔ اب میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس عہد کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا ہوں اور زیادہ مال جمع کر لیا ہے۔ (ترمذی ونسائی)

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو انکا مال جمع کر کے قیمت لگائی گئی تو تیس درہم (یعنی ساڑھے سات روپے) کی قیمت کا سامان نکلا اور ایک پیالہ بھی تھا جس میں وہ آٹا گوندھا کرتے تھے اور اسی میں کھا لیا کرتے تھے۔ (رزین)

اترا نہ اپنی زندگی پُر بہار پر
اس زندگی کا موت بالآخر مآل ہے

فکرِ آخرت رکھنے والا عظیم حکمران

نگاہ اپنے گریباں پہ جب اٹھی میری
وفورِ شرم سے چہرہ چھپا لیا میں نے

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عاصم کے نواسہ تھے۔ بڑے ہی خدا ترس اور آخرت کے فکر مند تھے۔ سلیمان بن عبدالملک کے بعد آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو اور بھی زیادہ حساب وکتاب سے ڈرنے لگے تھے۔ سیرت کی کتابوں میں ان کے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں۔ جب خلافت آپ کے سپرد کی گئی تو رونے لگے اور کہنے لگے کہ مجھے اپنے متعلق آخرت کا بڑا ہی خوف لگا ہوا ہے۔ آپ کی بیوی کا بیان ہے کہ لوگوں سے خلافت پر بیعت لینے کے بعد جب آپ گھر میں آئے تو آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو رہی تھی۔ میں نے گھبرا کر پوچھا: خیر تو ہے؟ فرمایا: خیر کہاں؟ میری گردن پہ ساری امت کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ اس لیے ڈر رہا ہوں کہ کہیں قیامت میں مجھ سے باز پرس نہ ہو جائے جس کا جواب نہ دے سکوں (تاریخ الخلفاء) آپ کے سامنے جب موت کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا جوڑ جوڑ کانپ جاتا۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں: آپ روزانہ رات کو بڑے بڑے علماء کو جمع کرتے اور موت و قیامت کا ذکر کر کے اس قدر رویا کرتے کہ جیسے کوئی جنازہ سامنے رکھا ہو۔

باز آ معصیت سے اے ناداں　معصیت کا مآل حسرت ہے
کیا خبر پھر نہ اُٹھ سکے پردہ　دیکھ اے دل یہ دم غنیمت ہے

کان عمر بن عبدالعزیز یجمع کل لیلة الفقهآء فیتذاکرون الموت والقیامة والاخرة ثم یبکون حتی کان بین ایدیهم جنازة (احیاء العلوم جلد ۴، صفحہ ۴۵۱)

ہے نزع و قبر و قیامت کا سامنا جن کو
میرے عزیز تو ان کے تفکرات نہ پوچھ

آپ پہلے بادشاہ ہیں جو مرنے والے ہیں

آپ نے کسی عالم سے فرمایا: مجھے نصیحت کیجئے۔ انہوں نے کہا: لیست اول خلیفة تموت. آپ پہلے خلیفہ نہیں جو فوت ہوں گے۔ فرمایا: مزید نصیحت کیجئے۔ انہوں نے کہا: لیس من اباء ك احدالی ادم الاذاق الموت وقد جاء ت نوبتك. آپ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے موت کا ذائقہ نہ چکھا ہو۔ اب آپ کی باری ہے۔ فبکی عمر لذلك. حضرت عمر یہ سن کر بے اختیار رو دیے۔ (احیاء العلوم ج ۴، ص ۴۵۱)

خانۂ دل میں ہے روشن تیری الفت کا چراغ
اب یہاں ہر روشنی کا داخلہ ممنوع ہے

☆ خلیفہ بننے سے پہلے آپ بہت صحت مند تھے لیکن بعد میں فکرِ آخرت کی وجہ سے گھل گھل کر اتنے لاغر ہو گئے کہ جسم کی ایک ایک ہڈی دور سے گنی جا سکتی تھی۔ ایک دن آپ کے غلام نے آپ کی بیوی سے شکایت کی کہ روزانہ دال کھاتے کھاتے اکتا گیا ہوں تو آپ کی اہلیہ نے جواب دیا: امیر المومنین بھی وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو (ایضاً)

☆ ایک بار زمانہ خلافت میں آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا: انگور کھانے کو جی چاہ رہا ہے کوئی انتظام ہو سکتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ایک کوڑی بھی نہیں ہے میں کہاں سے انگور خرید کر دوں؟ آپ امیر المومنین ہیں کیا آپ کے پاس اتنا پیسہ بھی نہیں کہ انگور ہی خرید کر کھا سکیں؟ فرمایا: میں دل میں انگوروں کی تمنا لے کر جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ اس سے بہتر ہے کہ (بیت المال کے پیسے سے انگور کھا کر مروں جس میں ہر مسلمان کا حق ہے) کل کو دوزخ کی زنجیروں میں جکڑا جاؤں۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

☆ ولید بن سائب کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے بڑھ کر کسی شخص کے دل میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ آپ کی بیوی فرماتی تھیں کہ زمانہ خلافت میں آپ کی یہ حالت تھی کہ باہر سے آ کر سجدہ میں سر رکھ دیتے اور روتے روتے اسی حالت میں سو جاتے۔ آنکھ کھلتی تو پھر رونے لگتے۔ (ایضا)

موت کا وقت معین ہے مگر
کیا خبر کیسے کب آ جائے

بیت المال قوم کی امانت ہے

آپ بیت المال کے مال میں بہت ہی زیادہ احتیاط برتتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام کو پانی گرم کرنے کا حکم دیا تو وہ بیت المال کی لکڑیوں سے پانی گرم کر لایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے ایک درہم کی لکڑیاں منگوا کر اس کے عوض بیت المال میں جمع کرا دیں۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کو جب تک آپ کے پاس لوگ بیٹھے رہتے اور حکومت کے معاملات میں مشورہ ہوتا رہتا اس وقت تک بیت المال کا چراغ جلائے رکھتے تھے اور جب لوگ اٹھ کر چلے جاتے تو بیت المال کا چراغ گل کر کے اپنا چراغ جلا لیتے تھے۔

☆ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جب اپنی بیوی کا خرچ کم کر دیا تو انہوں نے اس کی شکایت کی۔ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے اتنا مقدور نہیں ہے کہ تم کو وہی خرچہ دے سکوں جو پہلے دیتا تھا۔ رہا بیت المال کا مال تو اس میں تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا ایک دیہات کے مسلمان کا حق ہے۔ (ایضا)

تو اس دارالعمل سے گر تہی دامن چلا انساں
تری جانب پھر اے بے ساز و سامان کون دیکھے گا

ہدیۃً بھیجا ہوا سیب اپنے لیے رشوت سمجھا

حضرت عمر بن مہاجر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دل سیب کھانے کو چاہا تو آپ کے ایک چچازاد بھائی نے آپ کی خدمت میں ہدیۃً ایک سیب بھیج دیا۔ آپ نے اس کو لے لیا اور اس کی خوشبو کی بہت تعریف فرمائی اور اپنے غلام کو فرمایا: جن صاحب نے یہ بھیجا ہے ان کے پاس لے جاؤ اور ان کو میرا اسلام پہنچا کر کہہ دو کہ تمہارا ہدیہ پہنچ گیا ہے جسے ہم نے بہت پسند کیا (اب ہم اس کو آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیج رہے ہیں) یہ سن کر غلام نے کہا: یا امیر المومنین اس کے لینے میں کیا مضائقہ ہے؟ آپ کے چچازاد بھائی نے بھیجا ہے اور ہدیہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبول فرما لیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ تھا مگر ہمارے لیے رشوت ہے (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ صرف ہدیہ ہی کی نیت سے دیا کرتے تھے اور ہم کو اس نیت سے دیتے ہیں کہ ہم سے کچھ کام نکالیں گے۔) (ایضا)

میرے عزیز تو ان کے تفکرات نہ پوچھ

حضرت ابوسلام حبشی نے بواسطہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض اتنا بڑا ہے کہ جتنا عدن سے لے کر عمان البلقاء (ایک شہر جو عدن سے بہت ہی دور ہے) کا فاصلہ ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہیں جو کوئی اس میں سے ایک بار پی لے گا، کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔ سب سے پہلے اس پر وہ مہاجر فقراء آئیں گے جن کے (دنیا میں) بال بکھرے ہوئے اور کپڑے میلے تھے جن کے نکاح میں عمدہ عورتیں نہیں دی جاتی تھیں اور جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر

Scanned with CamScanner

بن عبدالعزیز بہت متفکر ہوئے اور فرمایا (بھلا میں حوض کوثر پر دوسروں سے پہلے کیسے جا سکوں گا حالانکہ) میرے نکاح میں شہزادی فاطمہ عبدالملک بادشاہ کی بیٹی ہے اور میرے لیے ہر محفل اور ہر مجلس میں جانے کو دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا اب تو یہی کروں گا کہ جب تک بال نہ بکھر جایا کریں گے سر نہ دھویا کروں گا اور جب تک میرے بدن کا کپڑا میلا نہیں ہو جایا کریگا اسے نہ دھویا کروں گا۔

(الترغیب والترہیب)

ابا جان کیا آپ اس حقیقت سے بے خوف ہو گئے......

حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک دن لوگوں کے فیصلے کے لئے (تخت عدالت پہ) بیٹھے جب دن آدھا رہ گیا تو آپ تھک کر چور چور ہو گئے۔ تب آپؒ نے لوگوں سے فرمایا: اپنی جگہ بیٹھے رہو۔

ودخل ليستريح ساعة فجآء اليه ابنه عبد الملك فسال عنه فقالوا دخل فاستاذن عليه فاذن له فلما دخل قال ياامير المومنين ما ادخلك؟ قال اردت ان استريح ساعة قال اوامنت الموت ان ياتيك ورعيتك على بابك ينتظرونك وانت محتجب عنهم؟ فقام عمر فخرج الى الناس

(صفۃ الصفوۃ' ج۲' ص۱۲۹)

یہاں تک کہ میں واپس آ جاؤں۔ پھر آپ اپنے مکان میں داخل ہوئے تا کہ تھوڑی دیر آرام کرلیں' ان کا لڑکا عبدالملک آیا اور لوگوں سے اپنے والد کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے کہا وہ اپنے کمرے میں ذرا آرام کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ لڑکے نے اپنے والد سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ والد صاحب نے اجازت دے دی۔ لڑکا والد صاحب کے پاس پہنچ کر کہتا ہے اے امیرالمومنین آپ کو کس چیز نے یہاں داخل

کیا ہے (عمر بن عبدالعزیز) نے فرمایا: میں تھک گیا ہوں خیال کیا کہ ذرا سکون حاصل کرلوں۔ بیٹا (عبدالملک) کہنے لگا: ابا جان کیا آپ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ آپ کے پاس موت اچانک آ جائے اور آپ کی رعیت آپ کے دروازے پر آپ کی انتظار کر رہی ہو اور آپ ان سے پوشیدہ ہوں (یہ سن کر) حضرت عمر بغیر استراحت کے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔

گزارتا ہے وہ کس طرح عمر غفلت میں
کہ جس کے سامنے موت و مزار و محشر ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک خطبہ

آپ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں: لوگو سن لو ہر سفر کے لئے زادراہ کی ضرورت ہے اور سفر آخرت کا توشہ تقویٰ ہے۔ اپنی حالت ایسی بنا لو گویا کہ تم آخرت کے ثواب و عذاب کو اپنی نگاہوں سے اس دنیا میں دیکھ رہے ہو ثواب کو دیکھ کر اس کی طرف رغبت پیدا کرو اور عذاب کو دیکھ کر خوف کھاؤ۔ حرص حیات زیادہ نہ بڑھاؤ ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم پر تمہارا دشمن غالب آ جائے گا جو صبح سے شام تک زندہ رہنے کی امید نہیں رکھتا اور شام سے صبح تک اپنی عمر مستعار کا اعتبار نہیں کرتا۔ وہ اپنا دامن امید نہیں پھیلاتا اور لمبے لمبے منصوبے نہیں بناتا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو اپنی زندگی پر مغرور تھے کس طرح موت کی آغوش میں چلے گئے؟ لوگو! جان لو کہ بہشت اور دوزخ میں سے ایک مقام میں ہر انسان نے داخل ہونا ہے۔

(احیاء العلوم' ج۴' ص۴۵۰)

مر رہے ہیں سامنے انسان ترے
تو بھی ہے انساں یونہی مر جائے گا

Scanned with CamScanner

شہزادے کی موت کے منظر نے حضرت حسن بصری کی کایا پلٹ دی

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جوانی کے عالم میں موتیوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ جواہرات لے کر شاہ روم کے پاس گئے۔ پہلے وزیر سے ملے اور اسے کہا کہ میں سوداگر ہوں اور جواہرات کے سلسلے میں بادشاہ سے ملنے کا خواہشمند ہوں۔ وزیر نے کہا: کل تو بادشاہ ایک ضروری کام کے لئے شہر سے باہر جائے گا اور ملاقات کی صرف یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تم میرے ساتھ چلے چلو۔ جب بادشاہ اپنے کام سے فارغ ہوگا تو تجھے ملا دوں گا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ چنانچہ دوسرے روز ایک گھوڑا زین سے آراستہ خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے لئے منگوایا گیا۔ جب مطلوبہ مقام پر پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک دیبائے رومی کا خیمہ ایک میدان میں ایستادہ ہے اس کی طنابیں ریشم کی ہیں اور جن کیلوں سے بندھی ہوئی ہیں وہ سونے کی ہیں۔ ایک فوج کا بڑا دستہ اسلحہ سے لیس خیمہ کا طواف کر رہا ہے۔ فوجیوں کے طواف کے بعد اہل جاہ وحشم نے خیمہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد حکماء فلاسفروں اور دبیر و منشی حضرات نے خیمہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد کوئی دوسو کے قریب کنیزیں اور لونڈیاں جن کے حسن قیامت خیز تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں زروجواہر کا ایک تھال تھا۔ انہوں نے بھی اپنے پیشروؤں کی طرح خیمہ کا طواف کیا۔ پھر قیصر اور وزراء کی باری آئی۔ انہوں نے خیمے کے اندر کچھ دیر قیام کیا اور پھر چل دیئے۔

یہ ساری کیفیت دیکھ کر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے اور جو وزیران کا ہمرکاب تھا' اس سے پوچھا یہ مختلف انواع کے لوگوں کا طواف اور یہ شان و شوکت والا خیمہ یہ سب کچھ کیا ہے اور خیمہ کے اندر کون ہے؟ جس کو یہ اعزاز و مراتب دیے جا رہے ہیں؟ وزیر عرض گزار ہوا: قیصر روم کا بیٹا جو کہ صاحب جمال بھی تھا اور صاحب علم بھی تھا اس کو نہ صرف جنگ کے جملہ امور میں دسترس تھی بلکہ وہ بہترین سپہ

سالار تھا اس کا باپ اس سے بہت پیار کرتا تھا کچھ عرصہ پہلے وہ بیمار پڑ گیا۔ بڑے بڑے طبیب اور وید اس کے علاج کو آئے مگر کوئی حاذق اس کے لئے تریاق حیات مہیا نہ کر سکا۔ آخر کار وہ مر گیا اس کو اسی خیمہ میں دفن کیا گیا ہے اور ہر سال ایک بار اس کی زیارت کو تمام لوگ آتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: یہ طواف کا طریقہ کار جو مختلف اوقات میں مختلف طبقے کرتے ہیں اس کی وجہ میں جاننا چاہتا ہوں۔ عرض کی: فوج کے لوگ اس وجہ سے طواف کرتے ہیں کہ اگر شہزادہ کسی ایسی مہم یا مصیبت سے دوچار ہوتا تو ساری فوج اپنی جان قربان کر کے شہزادے کی نجات کا سامان مہیا کرتی اور اس کو کوئی آنچ نہ آنے دیتی دانشور' فلسفی اور حکماء اس وجہ سے طواف کرتے ہیں کہ اگر حکمت و دانش اور خردشناسی شہزادے کی بلا کو دفع کر سکتے تو ہم اپنی ساری مساعی اس بات پر صرف کر دیتے کہ شہزادے کی بلا دفع ہو جائے۔ خوبصورت لڑکیوں اور مال و زر کا یہ مطلب ہے کہ یہ مال و زر اور جسم و جاں اگر شہزادے کی صحت یابی میں مدد دے سکتے تو ان سب کو قربان کر دیا جاتا۔

شہزادے کا والد اور وزراء کہتے ہیں کہ اے جان پدر اور معزز شہزادے! ہم نے تو فوج' حکماء' بزرگوں' شفیقوں اور مدبروں کی تجاویز حاصل کیں مگر یہ سب کارگر اس لیے نہیں ہوئیں کہ اس بات پر کسی کا کوئی بس نہیں تھا۔ موت کے آگے سب بے بس ہیں۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ باتیں سنیں اور ساری صورتحال دیکھی تو اس دن سے اپنے آپ کو عبادت میں اس قدر مصروف کیا کہ ستر برس کی عمر میں کبھی بے وضو نہ رہے۔ گوشۂ تنہائی کو اپنا مسکن بنایا اور قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں کبھی نہیں ہنسوں گا بلکہ آخرت کی فکر میں ہمیشہ روتا رہوں گا اور یوں آپ نے اولیاء رحمۃ اللہ علیہم میں وہ مقام پایا جس پر آج بھی انہیں یاد کیا جاتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

Scanned with CamScanner

آتش پرست کو ہدایت مل گئی

شمعون نامی مشہور آتش پرست خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی تھا۔ وہ ستر برس تک آتش پرستی کرتا رہا۔ آخری عمر میں وہ بیمار پڑ گیا۔ کئی روز گزر گئے۔ عمدہ علاج اور تدابیر بھی اسے صحت یاب نہ کرسکیں تو ایک روز خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کی عیادت کو گئے۔ عیادت کے بعد آپ نے اس کو نصیحت کی کہ تم نے ایک عمر کفر و شرک میں گزار دی ہے۔ اب تم اپنے انجام کو پہنچنے والے ہو تو اسلام لے آؤ شاید خدا تم پر مہربان ہو جائے۔

شمعون نے جواب دیا: خواجہ صاحب! مجھے مسلمانوں کی تین عادات سخت ناپسند ہیں۔ ان کی بدولت میں اسلام سے دور رہا ہوں اور اب بھی مجھے اس میں کوئی کشش نہیں محسوس ہوتی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو بیان کر وہ کون سی ناپسندیدہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے تو اسلام کا منکر ہے؟ اس نے جوابدیا: اول یہ کہ مسلمان دنیا کو برا کہتے ہیں جبکہ شب و روز دنیا کے متلاشی اور متوالے ہیں۔ دوم موت پر یقین کامل رکھتے ہوئے بھی موت کے لئے کوئی عملی سامان تیار نہیں کرتے۔ سوم یہ کہ خدا کے دیدار اور خدا کو حاصل کرنے کے بھی متمنی رہتے ہیں اور ہر وہ کام بھی کرتے ہیں جو خدا کو پسند نہیں۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا! تمہاری گفتگو بڑی اچھی ہے اس میں حق شناسی کی دلیلیں ہیں مگر یہ بتا کہ تو نے صرف ان باتوں کی وجہ سے ستر برس آتش پرستی میں برباد کر دیے جبکہ ایک مسلمان اور کچھ نہ کرے کم از کم خدا کی وحدانیت پر یقین تو رکھتا ہے اور اس بات سے اس کو خدا کا قرب تو ملے گا۔ تیرا خیال کیا ہے تو نے آتش کو پوجا ہے تو آگے جا کر آگ سے محفوظ رہے گا اور ہم لوگوں نے آتش پرستی نہیں کی تو ہمیں آگ جلا دیگی؟ یہ کہہ کر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک آگ جلائی جائے میں اور شمعون دونوں اپنا ہاتھ آگ میں رکھ دیں گے۔ دیکھتے ہیں آگ

آتش پرست کو جلاتی ہے یا خدا پرست کو؟ یہ کہہ کر جلتی آگ میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا مگر خدا کے فضل سے آگ نے آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔

شمعون نے یہ روح پرور منظر دیکھا تو اس کا دل ہدایت الٰہی سے منور ہو گیا اور فوراً خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولا: حضرت! اسی وقت کلمہ پڑھائیے۔ کفر و شرک میں ایک عمر بسر کی ہے چند سانس باقی ہیں۔ کیا خبر یہ گھڑی پھر نصیب ہو کہ نہ ہو۔ اس کے ساتھ یہ مطالبہ کیا کہ اگر میں خدا پر ایمان لے آؤں تو کیا آپ مجھے گارنٹی دے سکتے ہیں کہ میں عذاب الٰہی سے بچ جاؤں گا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیوں نہیں میں تمہیں لکھ کر دیتا ہوں کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو خدا تمہیں ضرور بخش دے گا۔ چنانچہ ایک اقرار نامہ تیار کیا گیا جس پر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عادل حضرات کے دستخط بطور گواہ کے رقم کیے گیے۔ پھر شمعون نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ ادھر وہ مسلمان ہوا ادھر اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو غسل دیا، کفنایا اور وہ عہد نامہ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور اس کو اپنے ہاتھوں قبر میں اتار دیا۔ رات کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک پل کے لیے بھی نیند نہ آئی۔ ساری رات نوافل میں ادا کی اور خدا کے آگے عرض کرتے رہے۔ اے رب کریم! میں خود ایک گنہگار آدمی ہوں۔ میں کسی کی بخشش کی کیا ضمانت دے سکتا ہوں؟ میں نے ایک دعویٰ کر دیا ہے اب تو میری لاج رکھنے والا ہے ورنہ قیامت کے روز میں اس شخص کو کیا منہ دکھاؤں گا جس نے میری ضمانت پر کلمہ پڑھا۔ اسی بے کلی میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون کے سر پر تاج ہے اور وہ پرتکلف لباس میں ملبوس جنت کے باغات میں سیر کر رہا ہے۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے شمعون! سنا تیرا کیا حال ہے؟ شمعون

Scanned with CamScanner

بولا: اے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ! میں بتانے کے لئے وہ زبان اور الفاظ نہیں رکھتا کہ خدا نے مجھ پر کیا کیا مہربانیاں کی ہیں۔ مجھے میرے گناہوں کی معافی دی۔ مجھے جنت کے محلات میں اتارا مجھے اپنا دیدار کروایا اور وہ انعامات دیے کہ بس میں کچھ بھی بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ پھر اس نے وہ عہد نامہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کر دیا اور کہا اب آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں' آپ ہر ضمانت سے سبکدوش ہیں۔

جب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھلی تو حیران رہ گئے کہ وہ اقرار نامہ آپ کے ہاتھ میں تھا جو آپ نے شمعون کو دے کر قبر میں اتار آئے تھے۔ آپ فوراً سجدے میں گر گئے اور عرض کی: اے مالک کون و مکان! تیری ذات کتنی مہربان اور غفور و رحیم ہے۔ ایک آتش پرست کو جس نے ستر سال تیری نافرمانی کی اور فقط ایک مرتبہ کلمہ پڑھا۔ تو نے اتنی نافرمانیوں کو بے معنی کر دیا اور اس کو نہ صرف بخش دیا بلکہ اس کو بلند و بالا درجات بھی عطا فرمائے۔

آواز آئی' حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ! تو نے ہمارے بھروسے پر وعدہ کیا اور ایک گمراہ کو سیدھی راہ پر لایا۔ پھر ہم تمہیں کیونکر رسوا کرتے۔ ہمیں تو تمہارا بھرم رکھنا منظور تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جم گئے

ان پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں۔ (ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا......) یہ فرشتے رحمت اور بشارت کے ہیں اور ان کا نزول موت کے وقت ہوگا۔ پھر قبر میں پھر بعثت کے وقت۔ عند الموت وفی القبر و عند البعث الی القیامۃ (تفسیر کبیر) جو انہیں کہتے ہیں کسی عذاب کا اندیشہ نہ کرو نہ قبر میں نہ آخرت میں اور اس جنت پہ خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس میں تمہاری ہر چاہت کو پورا کیا جائے گا۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کسی پرندے کو اڑتا ہوا

دیکھ کر تمہارے دل میں اس کا گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوگی تو وہ اسی وقت بھنا بھنایا تمہارے سامنے آ گرے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ نہ آگ سے مس ہوگا نہ دھوئیں سے' خود بخود پک کر سامنے آ جائے گا۔

(رواہ البزار والبیہقی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ' مظہری)

کس درجہ دل پذیر ہیں جنت کی نعمتیں
بے مثل و بے نظیر ہیں جنت کی نعمتیں

موت کے وقت ایماندار کو ان الفاظ سے بشارت سنائی جاتی ہے۔

یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (الفجر' ۲۷)

اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل خوشی ہوتی ہوئی اور خوش کرتی ہوئی۔ پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں جا داخل ہو۔

؎ ذرا بھی ڈر کسی بھی شی کا اب دل میں نہیں میرے
ہوئی حاصل مجھے یہ شی مرے مولا تیرے در سے

ایماندار لوگوں کو فرشتوں کا سلام

ایماندار لوگوں کو موت کے وقت فرشتے خود سلام کہتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

الذین تتوفھم الملئکۃ طیبین یقولون سلم علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون (النحل ۲۳)

(یعنی وہ لوگ) جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے ہیں (فرشتے) کہتے جاتے ہیں تم پر سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب سے

Scanned with CamScanner

احسن التفاسیر میں ہے کہ فرشتے ساتویں آسمان پہ مومن کی روح کو لے جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچاتے ہیں تو وہ نیک روح اللہ کو سجدہ کرتی ہے پھر اس روح کا علین میں نام لکھنے کے بعد حکم ہوتا ہے۔اب اسے منکرنکیر کے سوال و جواب کے لئے اس کے بدن میں لوٹا دو چنانچہ بدن میں روح داخل کردی جاتی ہے اور نکیرین کے سوال و جواب میں اس کو ثابت قدمی عطا کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کے سوالات کا صحیح صحیح جواب دیتی ہے۔یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ۔(ابراہیم ۲۷)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو فرشتے مومن کی روح قبض کرنے کو آتے ہیں، حسین و جمیل ہوتے ہیں۔سورج کی طرح ان کے چہرے روشن ہوتے ہیں۔ان کے پاس بہشت کے کفن اور بہشت کی خوشبو ہوتی ہے۔ وہ آ کر میت کے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں اور اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک مرنے والے کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر حضرت عزرائیل (ملک الموت) علیہ السلام اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے جان پاک اللہ کی رضا اور مغفرت کے لئے نکل۔ یہ سن کر روح اس طرح جسم سے نکلتی ہے جس طرح پانی کا قطرہ مشک کے منہ سے بسہولت نکل آتا ہے۔ جب اسے ملک الموت قبض کر لیتے ہیں تو فوراً ان کے ہاتھ سے ان کے ہمراہی دوسرے فرشتے لے لیتے ہیں۔ پھر اس روح کو اس کفن میں لپیٹ لیتے ہیں جو کہ جنت سے اپنے ہمراہ لے کر آئے ہیں اور جنت کی خوشبو اسے لگاتے ہیں جو کہ دنیا کی تمام خوشبوؤں سے زیادہ عمدہ اور بہتر ہوتی ہے۔ پھر اسے آسمان اول کی طرف لے کر مائل پرواز ہوتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے گزرتے ہیں۔فرشتے پوچھتے ہیں: یہ نیک روح کس کی ہے؟ وہ بڑی تعظیم سے اس کا نام مع اس کے والد کا نام بتاتے ہیں۔(احسن التفاسیر)

ایک حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جب مومن کی روح بدن سے نکلتی ہے تو اس کی

خوشبو آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے جسے سونگھ کر فرشتے آپس میں کہتے ہیں آج کسی نیک روح نے بدن کو چھوڑا ہے۔ یہ خوشبو اس کی ہے اور آسمان کے ہر دروازے کے فرشتے آرزو کرتے ہیں کہ یہ روح ہمارے پاس سے گزرے۔

(احسن التفاسیر جلد سوم صفحہ ۳۲۴)

کس قدر محبوب ہے انجام موت
جلوۂ محبوب ہے انعام موت

جب ملک الموت اور خود موت کو بھی موت آ جائے گی

☆ حضرت محمد بن قرظی سے روایت ہے کہ سب سے آخر میں ملک الموت کو موت آئے گی ان سے کہا جائے گا: مر جایئے تو وہ اسی وقت ایسی چیخ ماریں گے کہ جسے اگر زمین و آسمان والے سن لیتے تو گھبراہٹ سے ان کا دم نکل جاتا۔ (پھر ان پر بھی موت طاری ہو جائے گی) ابن ابی الدنیا۔

☆ بخاری و مسلم میں ہے کہ قیامت کے دن موت کو سفید و سیاہ (چتکبرے) مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر لوگوں سے پوچھا جائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں پہچانتے ہیں کیونکہ ہر ایک (موت کے وقت) اسے دیکھ چکا ہوگا پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ (شرح الصدور، ص ۳۹)

موت بھی آخر فنا ہو جائے گی ۔۔۔ جان اس کی بھی ہوا ہو جائے گی
اللہ اللہ شان یکتائی تری ۔۔۔ موت کو تلخی چکھائی موت کی
موت سے غافل ہوا انسان کیوں ۔۔۔ بن کے دانا یہ ہوا نادان کیوں
وصل مولیٰ کی یہی تدبیر ہے ۔۔۔ یادگاری اس کی بس اکسیر ہے
آدمی سرکش نہیں ہوگا کبھی ۔۔۔ یاد اس کو جو ہو اپنی مردنی

موت کو دنبے کی شکل میں پل صراط پہ ذبح کردیا جائے گا

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتی بالموت یوم القیمة فی هیئة کبش املح فیقال یااهل الجنةفیطلعون خائفین وجلین مخافة ان یخرجوا مما هم فیها فیقال تعرفون هذا فیقولون نعم هذا الموت ثم یقال یااهل النار فیطلعون مستبشرین فرحین ان یخرجون مما هم فیه فیقال اتعرفون هذا فیقولون نعم هذا الموت فیو مربه فیذبح علی الصراط فیقال للفریقین خلود فیما تجدون لا موت فیها ابدا (المستدرک للحاکم ص ۸۳ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو سیاہ وسفید دنبے کی شکل میں لایا جائے گا اور پکارا جائے گا: اے اہل جنت! وہ اس آواز سے گھبرا اٹھیں گے۔ ڈر جائیں گے اور خیال کریں گے کہ شاید انہیں جنت سے نکالنے کا حکم ہو رہا ہے۔ پس کہا جائے گا: کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیا ہے؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ پھر کہا جائے گا: اے اہل جہنم! (وہ یہ آواز سن کر) ہوشیار ہو جائیں گے اور بے حد خوش ہوں گے اور خیال کریں گے کہ اب وہ جہنم کی جس تکلیف میں مبتلا ہیں اس سے انہیں نجات دی جائے گی پھر ان سے دریافت کیا جائے گا! کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیا ہے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں، ہمیں علم ہے کہ یہ موت ہے۔ پس حکم کیا جائے گا اور اسے (یعنی دنبے کو) جہنم کے پل پر ذبح کردیا جائے گا۔ اس کے بعد دونوں فریقین (اہل جنت و اہل جہنم) سے کہا جائے گا۔ تم جس حال میں ہو (جنت یا جہنم میں) ہمیشہ اسی حال میں رہو گے اب موت تمہیں نہیں آئے گی۔

وہ وقت بھی آئے گا ہر نفس فنا ہوگا
جس دم نہ کوئی ہوگا اس دم بھی خدا ہوگا

شہید فی سبیل اللہ کے درجات

قرآن مجید سورۂ بقرہ میں اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ کہنے سے منع فرمایا گیا جبکہ سورۃ ال عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیآء عندربهم یرزقون فرحین بمآ اتهم الله من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الاخوف علیهم ولا هم یحزنون. یستبشرون بنعمة من الله وفضل وان الله لایضیع اجر المؤمنین (آل عمران ۱۶۹)

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں۔ رزق پاتے ہیں ان نعمتوں سے مسرور ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور جو اپنے بعد والوں سے ابھی نہیں ملے۔ ان سے بھی بشارت حاصل کر رہے ہیں کہ ان پر نہ (قیامت میں) کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی (دنیا کا) کوئی غم ہوگا۔ وہ بشارت حاصل کر رہے ہیں اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کی اور اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔

امام قرطبی فرماتے ہیں شہداء کے اخروی حالات و درجات مختلف ہوتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ فقد اخبر الله تعالٰی فیها عن الشهداء انهم فی الجنة یرزقون ولامحالة انهم ماتوا وان اجسادهم فی التراب وارواحهم حیة کارواح سائر المؤمنین وفضلوا بالرزق فی الجنة من وقت القتل حتی کان حیات

Scanned with CamScanner

الدنیا دائمة لهم۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں شہداء کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور جنت میں رزق پاتے ہیں حالانکہ (لوگوں کی نگاہوں میں) وہ مر چکے ہیں اور ان کے جسم مٹی میں ہوتے ہیں ان کی روحیں دوسرے مومنوں کی طرح زندہ ہیں۔ انہیں رزق کے ساتھ فضیلت عطا کی گئی ہے جو وہ قتل ہوتے وقت جنت سے پاتے ہیں۔ گویا ان کے لئے زندگی دنیا کی طرح دائمی زندگی حاصل ہے۔

ہے جام شہادت ترے پینے کی فقط دیر
وہ سامنے آنکھوں کے در باغ جناں دیکھ

شہید کو موت کی کتنی تکلیف ہوتی ہے؟

طبرانی نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید موت کی تکلیف صرف اس قدر پاتا ہے جس قدر کوئی کسی چیونٹی کے کاٹنے سے پاتا ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: موت کی سختی کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو فضائل و کمالات کی تکمیل و بلندی درجات کہ یہ عذاب و عیب نہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوئی۔ پھر ان کے بعد صالحین کی۔ پھر ان کے بعد نیکوکاروں کی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موت کی تکلیف کا اندازہ لگایا جا سکے اگرچہ یہ باطنی چیز ہے۔ بعض مرتبہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص موت کے شدائد میں مبتلا ہوتا ہے لیکن دیکھنے والا یہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ وہ بے حس و حرکت ہے وہ سمجھتا ہے کہ شاید روح آسانی سے جدا ہو رہی ہے حالانکہ ممکن ہے اس کا پوشیدہ حال نہایت خطرناک اور مہیب ہو کہ دیکھنے والا جس کا تصور بھی نہیں کر سکتا......
لیکن جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدا کے مخلص و مقرب اولیاء رحمۃ اللہ علیہم و انبیاء علیہم السلام دنیا سے رخصت ہوئے تو ان پر سخت ترین تکالیف آئیں تو امت کے گنہگاروں کے لئے یہ چیز باعث تسلی و تشفی ہوگئی مگر یاد رہے شہداء موت کی تکلیف سے مامون

ہیں۔

☆ حضرت حسن سے روایت ہے کہ مرتے وقت انسان کو زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب روح حلق تک پہنچتی ہے اس وقت وہ بے چین ہوتا ہے' اس کی ناک اٹھ جاتی ہے لیکن شہید اس تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

کلفت موت سے محفوظ خدا رکھتا ہے
یہ شہیدوں کی سعادت ہے یہ ان کی عظمت

حضرت جابر کے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا معاملہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوگئے۔ میں نے ان کے چہرے سے چادر اٹھائی تو بے اختیار رو پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تبکیه اولاتبکیه لم تزل الملائکة تظله حتی رفعتموه۔ تو ان پہ آنسو بہایا نہ بہا جنازہ اٹھانے تک فرشتے ان پر سایہ کناں رہیں گے پھر حضور علیہ السلام نے پوچھا: اس قدر پریشان کیوں ہو؟
میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ قتل ابی و ترک دینا وعیالا فقال الا اخبرک ماکلم اللہ احدا الا من وراء حجاب وانه کلم اباک کفاحا وقال له یاعبدی سلنی اعطك فقال اسئلك ان تردنی الی الدنیا فاقتل ثانیة فقال انه قدسبق منی القول انهم لا لایرجعون۔ قال یا رب فابلغ من ورائی فانزل اللہ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیآء عندربهم یرزقون (آل عمران' ۱۶۹)

(البدایہ والنہایہ ج ۴' ص ۴۴ وابن کثیر ج ۱' ص ۴۲۷ طبع مصر)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد شہید ہوگئے ہیں اور ان پر بار

قرض بہت ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! میں تجھے بتاؤں، جس کسی سے خدا نے کلام کیا۔ پردے کے پیچھے سے کلام کیا لیکن تمہارے باپ سے بالمشافہ آمنے سامنے بات چیت کی۔ فرمایا: میرے بندے مجھ سے مانگ، جو مانگے گا دوں گا۔ تمہارے باپ نے کہا: خدایا میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں دوبارہ بھیجے اور میں تیری راہ میں دوسری مرتبہ شہید ہو جاؤں اللہ عزوجل نے فرمایا: یہ فیصلہ تو میں پہلے کر چکا ہوں کہ کوئی بھی دنیا میں دوبارہ لوٹ کر نہیں جائے گا۔ میرے والد کہنے لگے: پھر خدایا میرے بعد والوں (یعنی میرے احباب و اقارب) کو ہمارے ان مراتب و اعزاز و اکرام کی خبر پہنچا دی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت ولا تحسبن الذین الخ نازل فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ خیال نہ کرو وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

کیا پوچھتے ہیں آپ شہادت کا مرتبہ
موت شہید اصل میں اس کی حیات ہے

شہداء کی ارواح جنت کی سیر کرتی ہیں

عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا صحابہ انہ لما اصیب اخوانکم یوم احد جعل اللہ ارواحھم فی جوف طیر خضر ترد انھار الجنۃ تاکل من ثمارھا وتاوی الی قنادیل من ذھب معلقۃ فی ظل العرش فلما وجدوا طیب ماکلھم ومشربھم ومقیلھم قالوا من یبلغ اخواننا عنا اننا احیآء فی الجنۃ لئلا یزھدوا فی الجنۃ ولا یُنکلوا عند الحرب فقال اللّٰہ تعالٰی انا ابلغکم عنکم فانزل اللّٰہ تعالی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتابل احیاء الی

اخر الایۃ (ابو داؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جب تمہارے بھائیوں کو غزوۂ احد میں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دیں جو جنت کی نہروں میں جاتے، اس کے پھل کھاتے اور سونے کی قندیلوں کی طرف لوٹ آتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹکی ہوئی ہیں۔ جب انہیں عمدہ کھانا، پینا اور رہنے کے ٹھکانے مل گئے تو کہنے لگے ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر کون پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبت نہ ہوں اور لڑائی کے وقت سستی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری خبر میں پہنچاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی "اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردے گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں (۳:۱۶۹) آخر آیت تک۔

جذبۂ شہادت

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف فقام رجل رث الھیئۃ فقال یا ابا موسیٰ انت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھذا اقال نعم فرجع الی اصحابہ فقال اقرا علیکم السلام ثم کسر جفن سیفہ فالقاہ ثم مشی بسیفہ الی العدو فضرب بہ حتی قتل۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا۔ اے ابوموسیٰ! کیا یہ آپ نے

Scanned with CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا؟ فرمایا: ہاں! پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا۔ انہیں سلام عرض کیا۔ پھر اپنی تلوار کا غلاف توڑ کر پھینک دیا اور ننگی تلوار لے کر دشمن کی طرف پیش قدمی کی اس کے ساتھ وار کیے یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔

☆ عن عبدالرحمن بن ابی عمیرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من نفس مسلمة یقبضھا ربھا تحب ان ترجع الیکم وان لہ الدنیا ومافیھا غیرا لشھید قال ابن ابی عمیرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان اقتل فی سبیل اللہ احب الی ان یکون لی اھل الوبر و المدر. (نسائی)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کی جان نہیں جس کو اللہ تعالیٰ قبض فرمائے تو وہ تمہاری طرف واپس آنا چاہے خواہ اسے دنیا و مافیہا دی جائے سوائے شہید کے۔ حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی لیے مجھے اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ خیموں اور محلات میں رہنے والے میرے زیر نگیں ہوں۔

☆ عن حسناً بنت معاویة قالت حدثنا عمی قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم من فی الجنة؟ قال النبی فی الجنة والشھید فی الجنة والمولود فی الجنة والوئید فی الجنة.

(مشکوۃ شریف)

حضرت حسنا بنت معاویہ بن سلیم کہتی ہیں کہ مجھ سے میرے چچا حضرت اسلم بن سلیم نے بیان کیا کہ (ایک دن) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جنت میں کون کون لوگ ہوں گے؟ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں نبی علیہ السلام ہوں گے، شہید ہوں گے۔ جنت میں بچے ہوں گے اور جنت میں وہ ہوں گے جن کو جیتے جی گاڑ دیا گیا۔ (زندہ زمین میں دفن کر دیا گیا)

شہید کے لئے چھ نعمتیں

عن المقدام بن معدی کرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للشھید عنداللہ ست خصال یغفرلہ فی اول دفعة ویری مقعدہ من الجنة فیجار من عذاب القبرویامن من الفزع الاکبر ویوضع علی راسہ تاج الوقار الیاقوتة منھا خیر من الدنیا و ما فیھا ویزوج ثنتین وسبعین زوجة من الحور العین و یشفع فی سبعین من اقربآئہ.

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لئے چھ چیزیں ہیں۔ (۱) پہلی دفعہ ہی اسے بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے (۳) عذاب قبر سے اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ (۴) بڑی گھبراہٹ سے امن میں رکھا جاتا ہے۔ (۵) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (۶) حورعین میں سے بہتر (۷۲) بیویوں کے ساتھ اس کا نکاح کیا جائے گا اور اس کے ستر رشتہ داروں کے متعلق اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اتنی سی دیر بھی جنت کی جدائی برداشت نہیں

عن انس قال انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابه حتى سبقوا المشركين الى بدروجآء المشركون فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوموا الى جنة عرضها السموات والارض قال عمير ابن الحمام بخ بخ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مايحملك على قولك بخ بخ قال لاوالله يارسول الله الا رجآء ان اكون من اهلها قال فانك من اهلها. قال فاخرج تمرات من قرنه فجعل ياكل منهم ثم قال لئن انا حييت حتى اكل تمراتى انها لحيوة طويلة قال فرمى بما كان معه من التمر ثم قاتلهم حتى قتل.

(مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مدینہ سے روانہ ہوئے اور مشرکوں سے پہلے بدر میں پہنچ گئے پھر مشرکین کا لشکر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے راستے پر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ جنت جس کا عرض زمین و آسمان کے عرض کے برابر ہے۔ حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: خوب خوب! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے ”خوب خوب“ کیوں کہا؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! میں نے ان الفاظ کے ذریعہ اپنی اس آرزو کا اظہار کیا ہے کہ میں بھی جنتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تم جنتی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے (یہ بشارت سن کر) اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکالیں اور ان کو کھانا شروع کیا۔ پھر کہنے لگے کہ اگر میں ان ساری کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہا تو زندگی طویل ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے ان کھجوروں کو جوان کے پاس

تھیں پھینک دیا اور کفار سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

راہِ خدا میں قتل ہونیوالے تین طرح کے لوگ ہیں

عن عتبة بن عبدالسلمى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القتلى ثلثة مومن جاهد بنفسه وماله فى سبيل الله فاذالقى العدو قاتل حتى يقتل قال النبى صلى الله عليه وسلم فيه فذلك الشهيد الممتحن فى خيمة الله تحت عرشه لا يفضله النبيون الا بدرجة النبوة ومومن خلط عملا صالحا واخرسيئا جاهد بنفسه وماله فى سبيل الله اذا لقى العدو قاتل حتى يقتل قال النبى صلى الله عليه وسلم فيه ممصمصة محت ذنوبه و خطاياه ان السيف محاء للخطايا وادخل من اى ابواب الجنة شاء ومنافق جاهد بنفسه و ماله فاذا لقى العدد قاتل حتى يقتل فذاك فى النار ان السيف لايمحوا النفاق. (دارمی)

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ جہاد کرے جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شہید ہے جس کی آزمائش کی گئی ہو جو عرش کے نیچے اللہ کے خیمے میں ہوگا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو اس پر فضیلت نہیں ہوگی مگر مقام نبوت ہی کے باعث دوسرا وہ مومن ہے جس نے اچھے اور برے اعمال ملائے رکھے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جب دشمن سے مقابلہ ہو تو لڑے۔ یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اس میں کمی ہے لیکن اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جائیں گی کیونکہ تلوار پوری طرح گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور اسے جنت کے جس دروازے سے وہ چاہے داخل کیا جائے گا۔ تیسرا منافق جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے۔ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ یہ جہنم میں جائے گا کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ (داری)

شہید کے انعامات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب انسان راہ خدا میں شہید ہوتا ہے اور اس کے خون کا سب سے پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے تو اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ پھر آسمان سے ایک چادر آتی ہے جس میں اس کے نفس کو لیا جاتا ہے اور ایک جسم میں اس کی روح کو رکھا جاتا ہے۔ پھر فرشتوں کی ہمراہی میں اسے جنت کی جانب لے جایا جاتا ہے گویا کہ ہمیشہ سے یہ ان ہی فرشتوں کے ہمراہ رہتا ہے۔ بارگاہ ایزدی میں حاضر کیا جاتا ہے تو یہ ملائک سے پہلے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور بعد میں فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اس کو پاک کر دیا جاتا ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اسے شہداء کے پاس لے جاؤ۔ شہداء کو سبزہ زاروں اور ریشم کے قبوں میں پائیں گے۔ جہاں وہ بچھڑوں کا پکا پکایا گوشت اور مچھلیاں کھاتے ہوں گے ان کے پاس مچھلیاں یوں آئیں گی کہ وہ جنت کی نہروں میں خود بخود تیر رہی ہوں گی۔ شام کو بچھڑے موقع پا کر ان کا شکار کر کے انہیں اہل جنت کے پاس لے آئیں گے تو وہ انہیں کھا لیں گے۔ پھر ایسا ہو گا کہ بچھڑے جنت کی چراگاہوں میں چر رہے ہوں گے تو مچھلیاں ان پر اپنی دم ماریں گی تو وہ خود بخود ذبح ہو جائیں گے پھر انہیں اہل جنت کھا لیں گے اور ان میں جنت کے ہر میوے کی خوشبو پائیں گے اور وہ اپنے مقامات کا مشاہدہ کر کے قیامت کے جلدی قائم کیے جانے کی

دعا کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ مومن کو وفات دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے جنت کے کپڑے لیے آتے ہیں اور ان کے پاس جنت کے پھولوں میں سے پھول ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے کہتے ہیں: ''اے پاک روح! رب کی رحمت اور مہربانی کی طرف آ اور اس رب کی طرف جو تجھ سے راضی اور خوش ہے۔ تیرے کیے ہوئے اعمال اچھے ہیں۔'' تو وہ بہترین مہکتی ہوئی خوشبو کے مانند نکلتی ہے۔ ادھر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں: ''سبحان اللہ! آج زمین سے پاک روح آئی ہے۔'' وہ جس دروازے پر گزرتی ہے کھول دیا جاتا ہے جس فرشتے کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ اس کے لیے دعائے مغفرت اور شفاعت کرتا ہے اب بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتی ہے اور اس کے سجدہ ریز ہونے سے پہلے فرشتے سربسجود ہو کر عرض کرتے ہیں کہ بارالٰہا یہ تیرا بندہ تھا ہم نے اس کو وفات دی اور تو ہم سے بہتر جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کو سجدہ کا حکم دو۔ پس وہ سجدہ ریز ہوتا ہے۔ پھر میکائیل کو بلا کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اس کی جان کو بھی مومنین کی جانوں کے ہمراہ شامل کر دو تاکہ اس کے بارے میں قیامت کے روز میں تم سے سوال کروں۔ پھر اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے۔ ستر گز لمبائی اور ستر گز چوڑائی، اس میں پھول بکھیر دیے جاتے ہیں اور ریشم بچھا دیے جاتے ہیں اور اگر اس نے کچھ قرآن پڑھا ہوتا ہے تو وہی اس کے لیے قبر میں نور بن جاتا ہے ورنہ اس کو سورج کی مانند ایک نور دیا جاتا ہے۔ پھر ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جنت والی قیام گاہ صبح و شام دیکھتا رہے، اور جب اللہ کسی کافر کو موت دینا چاہتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور اس کی طرف ایک بدترین بدبودار چادر کا ٹکڑا بھیجا جاتا ہے جو بہت سخت کھردرا ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے خبیث نفس! جہنم اور عذابِ الیم کی طرف آ۔ اور اس رب کے حضور چل جو تجھ پر ناراض ہے کیونکہ تیرے عمل بہت ہی برے ہیں تو وہ بہت ہی بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے۔ ہر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں سبحان اللہ! کس

قدر خبیث روح آسمانوں کی طرف زمین سے آ رہی ہے تو اس کے لیے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے، پھر اس کے جسم کو قبر میں ڈال کر قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے اور بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ قبر میں بھر دیے جاتے ہیں جو اس گوشت کو ہڈیوں سے چھڑا کر کھاتے رہتے ہیں۔ پھر گرز اٹھائے ہوئے ایسے فرشتے آتے ہیں جو دیکھتے نہیں کہ اس کی بدحالی کو دیکھ کر رحم کریں اور سنتے نہیں کہ اس کی دردناک آوازیں سن کر رحم کھائیں اور وہ ان گرزوں سے اس کو مارتے ہیں۔ پھر جہنم کا ایک دروازہ قبر تک کھل جاتا ہے تاکہ وہ اپنے جہنم کی قیام گاہ کو صبح و شام دیکھ سکے۔ جہنم کے عذاب کی سختی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے وہ سوال کرے گا کہ مجھے اسی قبر کے عذاب میں رہنے دینا تاکہ عذاب شدید کو میں نہ چکھوں۔ (طبرانی)

شہید قیامت کے دن کس حال میں آئے گا؟

عن عبد الله بن ثعلبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقتلى احد زملوهم بدمائهم فانه ليس كلم يكلم فى الله الا ياتى يوم القيمة يدمى لونه لون الدم وريحه ريح المسك.

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو ان کے خونوں میں لپیٹ دو (یعنی انہی کپڑوں میں زخم لگے ہوئے دفن کردو) اس لیے کہ کوئی زخم ایسا نہیں ہے جو اللہ کی راہ میں لگا ہے مگر وہ قیامت کے روز آئے گا بہتا ہوا رنگ اس کے خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

(نسائی شریف)

☆ عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتلى احد ان ينزع عنهم الحديث

والجلود وان يدفنوا بدمائهم وثيابهم

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے متعلق حکم فرمایا: ان کے ہتھیار اور پوستین وغیرہ ان سے علیحدہ کر دی جائیں اور انہیں اسی طرح خون میں بھرے ہوئے کپڑوں کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ (ابوداؤد)

شہید کا جسم قبر میں سلامت رہتا ہے

عن جابر رضى الله عنه قال لما حضر احد دعانى ابى من الليل فقال ما اراني الا مقتولا فى اول من يقتل من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وانى لا اترك بعدى اعز على منك غير نفس رسول الله صلى الله عليه وسلم فان على دينا فاقض واستوص باخوتك خيرا فاصبحنا فكان اول قتيل ودفن معه اخر فى قبر ثم لم تطب نفسى ان اتركه مع الاخر فا ستخرجته بعد ستة اشهر فاذا هو كيوم وضعته هنية غير اذنه.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ احد کا وقت قریب آیا تو رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا میں تیرے والد (یعنی خود) کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا گمان کرتا ہوں اور میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ مجھ پر قرض ہے اسے ادا کر دینا۔ اپنی بہنوں سے حسن سلوک کرنا، صبح کو ہم نے دیکھا (واقعی) وہ سب سے پہلے شہید کیے گئے اور ان کے ساتھ ان کی قبر میں دوسرا آدمی دفن کیا گیا

Scanned with CamScanner

اور مجھے گوارا نہ ہوا کہ میں انہیں دوسروں کے ساتھ رکھوں۔ چھ ماہ بعد میں نے انہیں نکالا تو وہ اسی طرح تھے جس طرح میں نے دفن کیا تھا بس ذرا کان متاثر تھا۔ (بخاری شریف)

مصعب بن عمیر اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی شہادت

عن سعد بن ابراهيم عن ابيه ابراهيم ان عبدالرحمٰن بن عوف رضي الله عنه اتى بطعام وكان صآئما فقال قتل مصعب بن عمير وهو خير مني كفن في بردة ان غطي راسه بدت رجلاه وان غطي رجلاه بدا راسه واراه قال وقتل حمزة وهو خير مني ثم بسط لنا من الدنيا ما بسط او قال اعطينا من الدنيا ما اعطينا وقد خشينا ان تكون حسناتنا عجلت لنا ثم جعل يبكي حتى ترك الطعام

حضرت سعد بن ابراہیم اپنے والد حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزے سے تھے کہا کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ایک چادر میں انہیں اس طرح کفن دیا گیا کہ سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ میرا خیال ہے شاید یہ بھی کہا کہ حمزہ شہید کیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے پھر ہم پر دنیا کی خوب کشائش ہوئی یا یہ کہا کہ ہمیں دنیا مل گئی اور ہمیں خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں نہ مل گیا ہو۔ پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔ (بخاری شریف)

☆ حدثنا خباب رضي الله عنه قال هاجرنا مع النبي صلى الله عليه وسلم نلتمس وجه الله فوقع اجرنا على الله فمنا

من مات لم يا كل من اجره شيئا منهم مصعب ابن عمير ومنا من اينعت له ثمرته فهو يهد بها قتل يوم احد فلم نجدها نكفنه الا بردة اذا غطينا بها راسه خرجت رجلاه واذا غطينا رجليه خرج راسه فامرنا النبي صلى الله عليه وسلم ان نغطي راسه و ان نجعل على رجليه من الاذخر.

حضرت خباب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اور ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہو گیا۔ ہم میں سے کچھ لوگ اپنے اجر میں سے کچھ بھی حصہ لیے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے انہی میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ہم میں سے بعض وہ لوگ ہیں جن کے لئے پھل پک گیا اور کھا رہے ہیں۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو ہمیں ان کے کفن کے لئے ایک ایسی چادر ملی جس سے سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ان کے سر کو ڈھانپ دیں اور دونوں پاؤں پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) ڈال دیں۔ (بخاری)

حضور علیہ السلام قیامت کے دن شہداء کی گواہی دیں گے

عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يجمع بين الرجلين من قتلى احد في ثوب واحد ثم يقول ايهم اكثر اخذ للقران فاذا اشير له الى احدهما قدمه في اللحد وقال انا شهيد على هولآء يوم القيامة وامر بدفنهم بدمائهم ولم يصل عليهم ولم يغسلوا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

جنگ احد میں دو شہید ہونے والوں کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے تھے۔ آپ اس وقت دریافت فرماتے ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے اور جب قرآن کریم کا زیادہ علم رکھنے والے کی جانب اشارہ کیا جاتا تو آپ کو اس لحد میں آگے کر کے فرماتے کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں کا گواہ ہوں گا اور ان شہیدوں کو بغیر غسل وکفن اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کرایا۔ (بخاری)

غزوۂ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم اخذ الراية زيد فاصيب ثم اخذها جعفر فاصيب ثم اخذها عبدالله بن رواحة فاصيب وان عيني رسول الله صلى الله عليه وسلم لتذرفان ثم اخذها خالد بن الوليد من غير امرة ففتح له.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں (غزوہ موتہ کے موقعہ پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا وہ شہید ہو گئے تو جعفر رضی اللہ عنہ نے لے لیا۔ وہ شہید ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر سردار بنائے جھنڈا لے لیا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

(بخاری)

شہداء کی نمازِ جنازہ

عن ابن عباس قال اتى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم

يوم احد فجعل يصلي على عشرة عشرة وحمزة هو كما هو ويرفعون وهو كما هو موضوع.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی اور دس دس آدمیوں کی نماز پڑھائی اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ سامنے رکھ دیا گیا اور باقی جنازے اٹھائے جاتے رہے۔ (ابن ماجہ)

عن عقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوما فصلى على اهل احد صلوته على الميت ثم انصرف الى المنبر فقال انى فرط لكم وانا شهيد عليكم

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے باہر تشریف لے گئے اور آپ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی جس طرح مردے کی پڑھی جاتی ہے۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میں قیامت میں سب سے پہلے اٹھ کر جنت میں داخل ہوں گا اور تم پر گواہ ہوں گا۔ (نسائی شریف)

عن الزهرى عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم مر بحمزة وقد مثل به ولم يصل على احد من الشهداء غيره

زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جن کا مثلہ کر دیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا اور کسی شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ (ابوداؤد)

اس بارے میں علماء کا اختلاف

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ شہید کی نماز

Scanned with CamScanner

جنازہ پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ علماء مدینہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں جبکہ بعض علماء کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ ان علماء نے حدیث شریف سے استدلال کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ (حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) کا یہی قول ہے۔ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(ترمذی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے لئے غسل نہیں ہے اور اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے گی۔ غسل نہ دینا تو متفق علیہ مسئلہ ہے مگر نماز جنازہ نہ پڑھنے میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ نہیں ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دو قول ہیں ان کا مشہور و مختار مذہب نماز نہ پڑھنا ہے اور ایک قول میں دونوں باتوں کا اختیار ہے کیونکہ اس بارے میں دلائل متعارض ہیں۔ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں: شافعیہ کا آپس میں اختلاف ہے کہ شہید پر نماز پڑھنے کی ممانعت بمعنی حرمت ہے یا یہ کہ واجب و ضروری نہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس باب میں ان ائمہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ کتاب میں مذکور ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل بہت سی احادیث ہیں جو شہید پر نماز پڑھنے کے بارے میں آئی ہیں۔ خصوصاً قصۂ احد میں علماء فرماتے ہیں: یہ احادیث ایک مسئلے کو ثابت کرتی ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی نفی کرتی ہے اور ثابت کرنے والی دلیل نفی کرنے والی دلیل سے مقدم ہے۔

علماء یہ بھی فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس دن مصروف تھے کیونکہ ان کے والد اور ماموں دونوں قتل ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے آپ مدینہ آ چکے تھے تا کہ ان کی تدبیر کریں اور ان کو اٹھا کر آپ مدینہ طیبہ لے آئے تھے اور وہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جو احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہی رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل مبارک کا مشاہدہ کیا وہ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی۔ علامہ شمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سرہانے تشریف لائے اور ان کا حال جو دین کے دشمنوں نے کر رکھا تھا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ و فریاد کی اور رو پڑے اور انصار میں سے ایک شخص نے جو اس وقت حاضر خدمت تھا۔ اپنا کپڑا ان کے چہرہ مبارک پر ڈالا اور نماز پڑھی۔ شیخ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ اس کے بعد آپ نے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر انہیں اٹھالیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ ہی رہنے دیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے تمام شہداء احد پر نماز پڑھی۔ حاکم نے کہا: اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ مختصر یہ کہ شہداء پر نماز پڑھنے کی احادیث سند کے لحاظ سے قوی ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۲)

جن لوگوں کو شہادت کا ثواب ملے گا

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله علیه وسلم قال الشهداء خمس المطعون والمبطون والغريق وصاحب الهدم والشهيد في سبيل الله.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید پانچ قسم کے ہیں۔ طاعون سے مرنے والا، پیٹ کے

Scanned with CamScanner

درد سے مرنے والا‘ ڈوب جانے والا (دیوار وغیرہ کے نیچے) دب کر مرنے والا اور جو اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے۔ (ترمذی)

عن جابر رضی الله عنه قال رمی رجل بسهم فی صدره او فی خلقه فمات فادرج فی ثيابه كما هو قال ونحن مع رسول الله صلی الله عليه وسلم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص کے سینے یا حلق میں تیر لگا جس سے وہ جاں بحق ہو گیا تو اسے اس کے لباس میں ہی لپیٹ دیا گیا جیسے وہ تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شہداء کی شرکت

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ماتعدون الشهدآء فيكم قالوا يارسول الله من قتل فی سبيل الله فهم شهيد قال ان شهدآء امتی اذاقليل قالوا فمن يارسول الله قال من قتل فی سبيل الله فهو شهيد ومن مات فی سبيل الله فهو شهيد ومن مات فی طاعون فهو شهيد ومن مات فی البطن فهو شهيد والغريق شهيد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کن لوگوں کو شہید سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لحاظ سے میری امت بہت کم لوگ شہید ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: پھر کون شہید ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے‘ جو

اللہ کی راہ میں مر جائے‘ وہ شہید ہے۔ طاعون سے مرنے والا بھی شہید ہے۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہے اور پانی میں ڈوب کر مرنے والا بھی شہید ہے۔ (مسلم شریف)

یہ بھی شہید ہے وہ بھی شہید ہے

عن ابی الاعور سعيد ابن زيد بن عمرو بن نفيل احد العشرة الشهودلهم بالجنة رضی الله عنهم قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون اهله فهو شهيد۔

حضرت ابو اعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ جو ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ اپنے دین کی حفاظت میں قتل ہونے والا شہید ہے اور اپنے بچوں کی حفاظت میں قتل ہونے والا (بھی) شہید ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہونے والا شہید ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال جآء رجل الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال يارسول الله ارايت ان جآء رجل يريد اخذ مالی ؟ قال فلا تعطه مالك قال ارايت ان قاتلنی ؟ قال قاتله۔ قال ارايت ان قتلنی ؟ قال فانت شهيد قال ارايت

Scanned with CamScanner

ان قتلته قال هو فی النار۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! بتایئے اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے آئے (تو کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا: اسے اپنا مال نہ دو۔ اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟ فرمایا: تم بھی اس سے لڑو۔ پوچھا اگر مجھے قتل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو شہید ہوگا۔ اس نے عرض کیا: اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم شریف)

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من قتل دون ماله فهو شهید

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کی وجہ سے قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔ (بخاری)

ان احادیث میں چند حکمی شہیدوں کا ذکر کیا گیا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی شہید تو وہی ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ حکمی شہید حقیقی شہید تو نہیں ہوتے البتہ ان کی شدید تکلیف دہ موت پر ان کو شہادت جیسا ہی ثواب ملتا ہے۔

شہید کی موت اور عام انسان کی موت میں فرق

عن مسروق قال انا سالنا عبداللہ بن مسعود عن هذه الایة، (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیآء عند ربهم یرزقون) فقال اما انا قدسالنا عن ذلك رسول اللہ

فقال ارواحهم فی جوف طیر خضر تسرح فی ایها شآء ت ثم تاوی الی قنادیل معلقة بالعرش (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۴۵)

مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امو اتا بل احیآء عند ربهم یرزقون (آل عمران ۱۶۹) (جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے تم انہیں مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: (شہداء) کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہوتی ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں، گھومتی پھرتی ہیں (گھوم پھر کر) پھر عرش کے نیچے معلق قنادیل میں آرام کرتی ہیں۔

معلوم ہوا جو معاملہ شہید کی روح کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ ہر کسی کی روح کے ساتھ نہیں کیا جاتا یہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والے کی عزت افزائی ہے۔

سفر آخرت کے پانچ مراحل میں درود پاک کی برکات

سفر آخرت کو بزرگان دین نے پانچ مراحل میں تقسیم فرمایا ہے (۱) جانکنی (۲) عالم برزخ یعنی از دفن تا قیام قیامت (۳) حشر و نشر (۴) حساب و کتاب (۵) پل صراط۔ درود پاک ایک ایسا وظیفہ ہے جو ان پانچوں مراحل میں آسانیاں پیدا کرتا ہے اور جو لوگ عقیدت و احترام کے ساتھ اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں کثرت سے درود و سلام کا نذرانہ محبت پیش کرتے رہتے ہیں ان پہ اللہ تعالیٰ یہ مراحل کس طرح آسان فرما دیتا ہے؟ پڑھئے اور اپنے آقا علیہ السلام کے قدموں پہ قربان ہو جایئے۔

Scanned with CamScanner

روشن ہے نام انہی کا گلستان دہر میں
جو گلستان دہر میں کچھ کام کر گئے

پہلے درود وسلام کی فضیلت میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر دن بھر میں ایک ہزار مرتبہ درود پاک بڑھا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔ (الترغیب و الترہیب حدیث ۲۴۸۳ص ۴۹۹ دارابن کثیر بیروت)

جانکنی کا مرحلہ

حق الیقیں کی زندگی یہ معتبر نہیں
عین الیقیں کی موت سے ہرگز مفر نہیں
جب موت ناگزیر ہے تو فکر موت کر
ہے فکر موت تجھ کو تو کوئی فکر نہیں

جانکنی کا مرحلہ اتنا سخت ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ ادنی جبذات الموت بمنزلۃ مائۃ ضرب، سیف۔ (جامع صغیر) موت کے جھٹکوں میں سے ادنیٰ جھٹکا اس قدر تکلیف دہ ہے کہ جیسے سو تلوار یکدم مار دی جائے لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں گزرا۔ من صلی علی فی یوم الف مرۃ لم یمت حتی یری مقعدہ من الجنۃ (کشف الغمہ) جس نے روزانہ اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف کا نذرانہ پیش کیا اس کے لئے یہ مرحلہ آسان ہوگیا۔

امام نبہانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب سعادۃ الدارین میں سید احمد بن ثابت مغربی علیہ الرحمۃ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ملک الموت سے درخواست کی کہ جب میری جان نکالیں تو سختی نہ کریں۔ ملک الموت نے جواب دیا ٹھیک ہے اس شرط کے ساتھ کہ آپ کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا کریں گے (میں نے واقعہ کا خلاصہ لکھا ہے تفصیلی واقعہ دیکھئے۔ سعادۃ الدارین ص ۱۰۹)

اجل ہے، قبر ہے محشر ہے رنج ہے غم ہے
یہ وہ ہیں مرحلے جن سے کہیں فرار نہیں

سید محمد کردی رحمۃ اللہ علیہ نے ''باقیات صالحات'' میں لکھا ہے کہ میری والدہ ماجدہ نے مجھے بتایا کہ تیرے نانا جان جن کا اسم شریف محمد تھا۔ انہوں نے مجھے وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں اور مجھے غسل دے دیا جائے تو چھت سے میرے کفن پر ایک سبز رنگ کا کاغذ گرے گا اس میں لکھا ہوگا کہ یہ محمد کے لئے آگ سے برات نامہ ہے اس کاغذ کو میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ جب تیرے نانا جان فوت ہو گئے اور ان کو غسل دے دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو کفن پر ایک کاغذ سبز رنگ کا گرا اس پر لکھا ہوا تھا ھذہ براۃ محمد العامل بعلمہ النار اور اس کاغذ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی یہ نشانی تھی کہ جس طرف سے پڑھو سیدھا ہی لکھا ہوا نظر آتا تھا۔ پھر میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ میرے نانا جان کا عمل کیا تھا تو امی جان نے بتایا ان کا عمل دائمی ذکر اور درود شریف کی کثرت تھا۔ اللھم صل وسلم وبارك علی حبیبك رحمۃ للعالمین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

عالم برزخ کا مرحلہ اور درود پاک

جب درود شریف کثرت سے پڑھنے والا قبر میں جاتا ہے تو اللہ اس سے راضی اور خوش ہو کر ملتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے من سرہ ان یلقی اللہ راضیا فلیکثر الصلاۃ علی (القول البدیع، کشف الغمہ، سعادۃ الدارین)

یعنی جس بندے کو یہ بات پسند ہے کہ جب وہ قبر میں جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو راضی ہو کر ملے وہ میری ذات پر کثرت سے درود شریف پڑھے اور ظاہر ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی پائے گا تو پھر عذاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ایسے خوش نصیب کی قبر تو جنت کا باغ ہی بنے گا۔

چنانچہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کثرت سے درود پاک

Scanned with CamScanner

پڑھا کرتے تھے جب ان کو دفن سے ستر ۷۰ سال بعد سوس سے مراکش منتقل کرنے کے لئے نکالا گیا تو جسم پاک بالکل صحیح و سالم تھا جیسے کہ آج ہی خط بنوا کر لیٹے ہیں اور جسم پاک میں زندوں کی طرح خون بھی رواں دواں تھا حتیٰ کہ کسی نے آزمائش کے طور پر آپ کے رخسار مبارک پر انگلی رکھ کر دبایا تو زندوں کی طرح پہلے وہ جگہ سفید ہوگئی بعد میں سرخ ہوگئی اور یہ ساری برکت درود شریف کی کثرت کی وجہ سے تھی۔ (مطالع المسرات) اللهم صل وسلم وبارك على من انخذته حبيبا فى الدنيا والاخرة وعلى اله واصحابه اجمعين۔

ہر دم از ما صد درود و صد سلام
برسول و آل واصحابش تمام

(خواجہ عطار علیہ الرحمۃ)

حشر و نشر کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ان انجاكم يوم القيامة من اهوالها واهوا اظنها اكثر كم على صلوة الخ

(شفا شریف، سعادۃ الدارین، القول البدیع)

قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات پانے والا وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پہ زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھا ہوگا۔

اس سخت ترین اور پریشان کن دن میں جبکہ سب اولین و آخرین ہوں گے، سورج آگ پھینکتا ہوگا کوئی سایہ وغیرہ نہ ہوگا پانی کی ایک بوند بھی نہ ہوگی لوگ اس دن کی سختی سے بلبلاتے ہوں گے تو اللہ رب العالمین جل جلالہ فرشتوں سے فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو! دیکھو دیکھو کتنی سختی ہے اور کتنی پریشانی ہے جلدی کرو جلدی کرو میرے حبیب، جن جس کو میں نے سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ان کی ذات پر درود پڑھنے والوں کو جلدی میرے عرش کے ٹھنڈے سائے میں لے چلو اور

ان کو حوض کوثر سے ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پانی پلاؤ تاکہ ان کو سکون و راحت مل جائے۔

اس وعدے کے مطابق جو کہ میرے حبیب نے اپنی امت کے ساتھ کر رکھا ہے۔ ثلاثة تحت ظل العرش يوم لا ظل الاظله کہ تین بندے عرش الٰہی کے سائے میں ہوں گے جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک وہ بندہ جس نے میرے کسی امتی کی پریشانی دور کی ہوگی دوم میری سنت زندہ کرنے والا۔

اور تیسرا میری ذات پہ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حساب و کتاب اور درود و سلام

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

درود شریف کی کثرت کرنے والے کے حساب کے وقت امت کے والی رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خود جلوہ افروز ہوں گے اور اس کی شفاعت فرما کر بخشوائیں گے۔ فرمایا: رسول اکرم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اكثروا من الصلوة على فى يوم الجمعة وليلة الجمعة فمن فعل ذلك كنت له شهيدا و شفيعا يوم القيامة (جامع صغیر)

مجھ پر جمعرات اور جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو جو ایسا کرے گا میں اس (کے ایمان) کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

سعادۃ الدارین میں ہے: ان اقربكم منى يوم القيامة فى كل مواطن اكثر كم على صلوة۔ قیامت کے دن ہر مقام پہ میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھتا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلى على عشرا صلى الله عليه مائة ومن صلى على مائة صلى الله عليه الفاومن زاد صبابة وشوقا كنت له شفيعا

Scanned with CamScanner

وشهيدًا يوم القيامة (القول البديع)

جس نے مجھ پر دس بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جس نے مجھ پر سو بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار بار رحمت نازل فرماتا ہے اور جس نے مجھ پر شوق و ذوق سے زیادہ درود پڑھا میں قیامت کے دن اس کے ہاں خود موجود ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (اللهم صل وسلم و بارك على من اتخذته حبيبا فی الدنيا والاخرة وعلى اله اصحابه اجمعين)۔

درود پاک والا پلڑا بھاری ہوگیا

مواہب لدنیہ میں ہے قیامت کے دن اگر کسی امتی کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ جو انگلی کے برابر ہوگا نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا وہ امتی عرض کریگا میرے ماں باپ آپ پہ قربان، آپ کون ہیں اس مصیبت میں میرے کام آنے والے آپ کی صورت و سیرت کتنی اچھی ہے۔ آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور اس پرچی پہ وہ درود شریف ہے جو تو نے دنیا میں مجھ پہ پڑھا تھا میں نے تیری آج کی ضرورت کے لئے سنبھال رکھا تھا۔

اللهم صل وسلم وبارك على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين۔

درود پاک کی کثرت کرنے والے کا تو قبر میں جاتے ہی حساب ختم ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک معتبر واقعہ کتابوں میں مرقوم ہے کہ ابوالحفص کاغذی اپنے وصال کے بعد کسی کو خواب میں ملے اس نے پوچھا: کیا حال ہے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم و کرم کر دیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے جنت میں بھیج دیا ہے۔ ملاقات کرنے والے نے پوچھا: کس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رحم و کرم فرمایا تو ابوالحفص کاغذی نے کہا جب میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اس بندے

کے گناہ بھی شمار کرو اور اس نے اپنی زندگی میں جتنا درود میرے حبیب پر پڑھا ہے وہ بھی شمار کرو اور جب فرشتوں نے شمار کیا تو میرا پڑھا ہوا درود شریف گناہوں سے زیادہ نکلا تو اللہ کریم جل جلالہ نے فرمایا: حسبكم يا ملائكتي ولا تحاسبوه واذهبوا به الى جنتي۔ (القول البدیع، سعادۃ الدارین)

پلصراط کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت

بال سے باریک، تلوار سے تیز پل صراط جو کہ دوزخ پر قائم کیا جائے گا۔

(والصراط حق وهو جسر ممدود على متن جهنم ادق من الشعر واحد من السيف۔ شرح عقائد نفسی) جہاں اس قدر سخت اندھیرا ہوگا وہاں پہ درود شریف کی برکتوں کا بھی ظہور ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: للمصلي علیّ نور على الصراط ومن كان على الصراط من اهل النور لم يكن من اهل النار (دلائل الخیرات) جو مجھ پہ درود شریف پڑھتے ہیں ان کے لئے پلصراط پہ نور ہوگا اور نور والے نار والے نہیں ہو سکتے۔

فرمایا: زينوا مجالسكم بالصلاة علیّ فان صلاتكم علیّ نور لكم يوم القيامة (جامع صغیر)

یعنی اے میری امت تم اپنی مجلسوں کو درود سے مزین کرو (خوب بآواز بلند پڑھو) کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا۔

جھومتا ہوگا مسرت سے کوئی روز جزا
شرم کے مارے کسی کا سر جھکا رہ جائے گا

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: میں نے رات کو ایک عجیب منظر دیکھا ہے اور وہ یہ کہ لوگ پلصراط سے گزر رہے ہیں ان میں میرا ایک امتی بھی تھا جو کبھی گرتا ہے کبھی اٹھتا ہے تو

Scanned with CamScanner

میں نے دیکھا: فجاء ته صلاته علی فاخذت بیده فاقامته علی الصراط حتی جاوزه۔ میرے اوپر پڑھا ہوا درود شریف (متشکل ہوکر) آیا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور پل صراط سے گزار دیا۔ (القول البدیع' سعادۃ الدارین)

ایک شبہ کا ازالہ

جن لوگوں کے دلوں میں زیغ ہے' بغض ہے' وہ کہتے ہیں کہ درود پاک کے متعلق جتنی حدیثیں ہیں ان میں سے بہت ساری ضعیف ہیں تو کیا اعتبار کیا جائے۔

ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت شیخ عبداللہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بسا اوقات بعض کمزور ایمان والے درود پاک کے فضائل میں وارد شدہ احادیث مبارکہ دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیثیں صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔ ایسا کہنے والا بدعقیدہ ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں عیب لگا رہا ہے۔ حدیث پاک کے صحیح ہونے کا معیار علماء و محدثین کا کسی حدیث پاک کو قبول کر لینا ہی ہے۔ (سعادۃ الدارین)

قاعدہ یہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہے کیونکہ ضعیف کا معنی جھوٹی نہیں بلکہ ضعیف حدیث بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ صرف روایت کرنے والے میں ضعف کی وجہ سے ضعیف کہلاتی ہے۔ کاش کہ محدثین ضعیف کی بجائے کوئی اور نام رکھتے تا کہ اہل زیغ ڈنگ نہ مار سکتے موجودہ زمانہ کے عام مسلمان علم دین تو پڑھے ہوئے نہیں ہوتے۔ عموماً سکولوں کالجوں کے ہی تعلیم یافتہ ہوتے ہیں تو جن علماء کے دلوں میں بغض ہے' وہ ضعیف کہہ کر ایمان لوٹتے ہیں حالانکہ سیدنا امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: الضعیف غیر الموضوع یعمل به فی فضائل الاعمال (منیر العین)

یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جا سکتا ہے ہاں موضوع (من گھڑت) پر عمل جائز نہیں ہے۔

نیز حضرت ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الضعیف یعمل به فی فضائل الاعمال اتفاقا (ایضا) یعنی سب کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف روایت پر عمل کرنا جائز ہے اور شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحدیث محکوم علیه بالضعف و معمول به فی فضائل الاعمال (مقدمہ حضرت شیخ) یعنی حدیث پر ضعیف ہونے کا حکم ہو جائے تو فضائل اعمال میں اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پہ عمل کرنا بالاتفاق جائز ہے (منیر العین) تفصیل کے لئے کتاب ''حکم الضعائف'' کا مطالعہ کریں۔

کوئی ذلّت اُٹھائے گا کوئی انعام پائے گا

کوئی ذلت اٹھائے گا کوئی انعام پائے گا
کوئی دوزخ میں جائے گا کوئی جنت میں جائے گا

قال المفسرون ان نفس المومن تنشط فی الخروج للقآء ربه ونفس الکافر تکره ذلك فیشق علیه الخروج لا نها تصیر الی اشد العذاب کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اراد لقآء الله اراد الله لقآء ه ومن کره لقآء الله کره الله لقآءه

مفسرین کہتے ہیں مومن کی روح اپنے رب سے ملنے کے لئے بدن سے نکلنے میں خوش ہوتی ہے اور کافر کی روح ناخوش اس لیے کہ اس کا نکلنا سخت عذاب کی طرف جانا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات چاہتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو شخص اللہ پاک سے ملنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ (تفسیر کبیر)

اللہ کے باغی کو دم نزع فرشتے
دیتے ہیں خبر تیرا ٹھکانہ ہے جہنم

نافرمانوں کا عبرتناک انجام

ہمارے سامنے محفل میں خالی ہاتھ آئے ہو
بتاؤ محفل دنیا سے کیا ہمراہ لائے ہو

اللہ کے نافرمانوں کا خوفناک انجام ان کی موت کے وقت ہی انہیں بتا دیا جاتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولوتری اذ الظٰلمون فی غمرات الموت والملئکۃ باسطوآ اید یھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن ایتہ تستکبرون

(الانعام۔۹۳)

کاش اس وقت آپ دیکھیں جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ ان کی طرف بڑھا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں جلد نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ اور اللہ کے ذمے ناحق باتیں جوڑا کرتے تھے اور تم اللہ کی نشانیوں کے مقابلہ میں تکبر کیا کرتے تھے۔

ولقد جئتمونا فرادٰی کما خلقنا کم اول مرۃ وترکتم ما خولنا کم ورآء ظھورکم ومانری معکم شفعآء کم الذین زعمتم انھم فیکم شرکؤ لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون (الانعام۹۴)

اوراب تو تم ہمارے پاس تنہا آئے جیسا کہ ہم نے تمہیں اول بار پیدا کیا تھا اور اپنے پیچھے چھوڑ آئے جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا اور ہم تمہارے

ساتھ ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعوئی کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں۔اب تمہارا آپس کا تعلق ٹوٹ کر رہا اور تم سے گئے گزرے وہ دعوے جو تم کرتے تھے وہ بھی سب ٹوٹ گئے۔

ولوتری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم وذوقوا عذاب الحریق۔(الانفال: ۸۰)

اور کاش آپ دیکھیں جب فرشتے ان کافروں کی جان نکالتے ہیں' مارتے جاتے ہیں ان کے مونہوں پر اور ان کی پشتوں پر اور کہتے جاتے ہیں کہ اب آگ کی سزا کا مزہ چکھو۔

کافر کی روح کس طرح نکالی جاتی ہے؟

ان الکافر اذا احتضر بشرتہ الملئکۃ بالعذاب والنکال والاغلال والسلال و الجحیم وغضب الرحمن الرحیم فتفرق روحہ فی جسدہ و تعصی وتابی الخروج فتضربھم الملئکۃ حتی تخرج ارواحھم من اجسادھم (ابن کثیر)

جب کافروں کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے آ کر عذاب اور بیڑیوں اور زنجیروں اور جہنم اور رحمٰن کے غضب کی خبر دیتے ہیں تو اس کی روح اس کے جسم میں بھاگتی پھرتی ہے اور نکلنے سے انکار کرتی ہے تو فرشتے انہیں مارتے ہیں یہاں تک کہ ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکل آتی ہیں۔

خروج روح کفار لعین کے وقت مل جل کر
فرشتے مارتے ہیں ان کے چہروں اور پیٹھوں پر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ویل لاهل المعاصی مزاهل القبور تدخل علیهم فی قبورهم حیات سود ادهم' حیة عند راسه وحیة عند رجلیه یقرصانه حتی یلتقیا فی وسطه فذلك العذاب فی البرزخ

(ابن کثیر' جلد ۳' ص ۲۵۶)

گنہگاروں پر ان کی قبریں بڑی مصیبت کی جگہ ہیں۔ ان کی قبروں میں انہیں کالے ناگ ڈستے رہتے ہیں' جن میں سے ایک بہت بڑا اس کے سرہانے ہوتا ہے اور ایک بہت بڑا پاؤں کی طرف وہ سر کی طرف سے ڈستا اور اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ درمیان میں پہنچ کر دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پس یہ ہے برزخ کا عذاب!

خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے:

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہووے گا ایک دن مردار یہ کرموں نے کھانا ہے
اجل کے روز کو کر یاد کر سامان چلنے کا
زمیں کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ اور مائی
کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل
کریں دعویٰ کہ یہ دنیا مرا دائم ٹکانا ہے
غلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اِک پَل بھی
مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانا ہے

کہاں وہ ماہِ کنعانی کہاں تخت سلیمانی
گئے سب چھوڑ یہ فانی اگر نادان و دانا ہے
عزیزا یاد کر وہ دن جو ملک الموت آئے گا
نہ جائے ساتھ تیرے کو اکیلے تو نے جانا ہے
نظر کر دیکھ خویشوں میں جو ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر
محلاں اُچیاں والے تیرا گوریں ٹھکانا ہے
نظر کر ماڑیاں خالی کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑا پیارا ہے دغابازی کا بانا ہے
غلام اِکدم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

زیارت قبور کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنیا وتذکر الاخرة (ابن ماجہ مشکوۃ باب زیارۃ القبور) میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے دنیا میں زہد (تقویٰ) حاصل ہوگا اور آخرت کی یاد حاصل ہوگی۔

☆ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مامن رجل یزور قبرا خیه ویجلس عنده الا استأنس به ورد علیه حتّٰی یقوم۔ جب بھی کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی قبر کی زیارت کرتا

Scanned with CamScanner

ہے تو صاحب قبر کو راحت وسکون حاصل ہوتا ہے اور قبر والا اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور یہ کیفیت اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ اس کے پاس بیٹھا رہے

(شرح الصدور، ص۸۴)

ہے جیسے ظالم و ظلّام اور ظلوم بشر
غفور و غافر و غفّار ہے خدا کی ذات

کیا قبروں والے دیکھتے بھی ہیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پہ حجرہ شریف میں حاضر ہوتی تو پردے کا زیادہ اہتمام نہ کرتی کہ ایک (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) میرے خاوند ہیں، دوسرے میرے باپ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں فلما دفن عمر معهم فواللہ ما دخلته الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر۔ پس جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو حضرت عمر سے حیاء کرتے ہوئے میں پورے اہتمام سے پردہ کر کے جایا کرتی۔ (مسند احمد۔ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لمعات حاشیہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ کا فرمان حیاء من عمر میت کی حیات پہ بڑی واضح دلیل ہے۔ باقی رہا یہ کہ اگر میت کئی من مٹی کے باہر دیکھ سکتی ہے تو کیا کپڑے اس کے لئے حجاب بن سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جتنی طاقت بندے میں ہے اس کے مطابق پردے کا اہتمام ضروری قرار دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی نگاہ میں کچھ بھی چھپا ہوا نہیں جب بندہ خلوت میں ہو تو اس سے حیاء کرتے ہوئے پردے کا حکم دیا گیا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو حضور علیہ السلام نے کھلی جگہ بغیر پردہ کے غسل کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے منبر پہ جلوہ افروز ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والتستر فاذا غسل احدکم فلیستتر (رواہ ابوداؤد والنسائی)

اللہ تعالیٰ شرم وحیاء والا ہے اور پردے کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے کے اندر کرے۔ مرقاۃ المفاتیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم گرچہ مستور وغیر مستور دونوں کو محیط ہے لیکن وہ شرم وحیاء والے مستور کو ایسی حالت میں دیکھتا ہے جس کا ادب تقاضا کرتا ہے بخلاف غیر مستور کے۔ اور دونوں کے دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ (بانه تعالیٰ وان احاطه علمه بهما الا انه یری المستور علیٰ حالة تقتضی الادب وشتان ما بینهما) اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث میں فرمایا گیا لعن زوارات القبور (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور) کہ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پہ لعنت کی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی نے خود ہی اس حدیث کی وضاحت ان الفاظ سے کر دی ہے۔ قد رای بعض اهل العلم ان هذا کان قبل ان یرخص النبی صلی اللہ علیه وسلم فی زیارة القبور فلما رخص دخل فی رخصة الرجال والنساء وقال بعضهم کره زیارة القبور للنساء لقلة صبرهن و لشدة جزعهن۔ بعض اہل علم کا اس حدیث کے بارے میں موقف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کی جو رخصت عطا فرمائی ہے یہ حدیث اس سے پہلے کی ہے (کیونکہ پہلے مردوں عورتوں دونوں کو منع کیا گیا تھا) اور جب اجازت فرمائی تو سب کے لئے اجازت ہوگئی البتہ بعض نے عورتوں کے لئے زیارت قبور کو اس لیے مکروہ کہا ہے کہ ان میں صبر کی کمی ہوتی ہے اور جزع وفزع کرنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

ہزارہا ملائکہ کو ان کے سامنے صفت بستہ دیکھا:

عالم برزخ کتاب میں قاری طیب صاحب، اشرف علی تھانوی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”حضرت تھانوی وفات سے تقریباً دوسال قبل دانت درست کرانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں

کی زیارت کے لئے بھی نکلے سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور مساکین کی قبریں بھی دیکھیں۔ فاتحہ پڑھی' ایصالِ ثواب کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔

وصل صاحب مرحوم بلگرامی ساتھ تھے اور انہوں نے ہی یہ واقعہ مجھ سے تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ہزار ہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سلاطین کے مزاروں پر پہنچا تو انہیں مساکین کی صورت میں دیکھا کہ جیسے کوئی پرسانِ حال نہ ہو اور مساکین کو سلاطین کی صورت میں پایا' وغیرہ۔'' ص۲۴

مزید لکھتے ہیں کہ '' اسلاف کرام کے زمانہ کے ہزاروں واقعات اس قسم کے کتابوں میں موجود ہیں حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ نے اپنے ملفوظات موسوم بہ الابریز میں کتنے ہی ایسے مکاشفات ظاہر فرمائے ہیں جن سے برزخ کے حالات اور مقامات عیاں ہو جاتے ہیں بہر حال کشف انکشاف ایک مستقل ذریعہ کشف قبور ہے جو سلف سے خلف تک پایا جا رہا ہے''۔

قبروں والے سنتے بھی ہیں

مسلمان تو مسلمان کافروں کا مرنے کے بعد سننا بھی کئی احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مارے جانے والے کافروں کو قلیب بدر میں جھانک کر فرمایا: هل وجدتم ما وعد ربكم حقا۔ کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا؟ عرض کیا گیا: حضور! آپ مردوں کو پکار رہے ہیں (کیا یہ سنتے ہیں۔ فرمایا: ما انتم باسمع منهم ولكن لايجيبون۔ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے (جو تمہیں سنائی دے سکے) صحیح بخاری کی ایک اور

حدیث ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب لوگ مردے کو دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں۔ انه ليسمع قرع نعالهم تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے آپ نے فرمایا: اذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه ردعليه السلام وعرفه واذا بقبر لايعرفه فسلم عليه ردّ عليه السلام اى ولم يعرفه (مرقات باب زیارۃ القبور) جب بھی کوئی شخص کسی جان پہچان والے کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا بھی ہے اور اگر قبر والے کو نہ پہچانتا ہو پھر بھی اس کو سلام کہے تو وہ قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے یعنی پہچانے بغیر ہی۔

جب یہ حال عام شخص کا ہے تو پاکانِ امت کا حال آپ خود معلوم کر سکتے ہیں۔

ایصال ثواب کا مسئلہ

اس بارے میں اہل سنت کے تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ زندوں کی دعا وایصال ثواب سے فوت شدگان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک میت پہ نماز جنازہ میں یہ دعا کی جس کو میں نے یاد کرلیا۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو عافیت دے اور اس کی مہمانی باعزت فرما اور اس کی قبر کو وسیع فرما دے اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کردے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کر رکھا ہے اور اس کو اس کے گھر کے بدلے میں اس سے بہتر گھر عطا فرما اور اس کے اہل سے بہتر اہل اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذاب قبر و عذاب جہنم سے اس کو اپنی پناہ میں رکھ۔

اس دعاء نبوی کو سن کر حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ تمنا ہوگئی کہ کاش

اس میت کی جگہ میری میت ہوتی۔ (مشکوۃ جلد ۱ ص ۱۴۵)

اس مسئلہ میں پاکانِ امت کی آراء

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس آ کر اس طرح کھڑے ہوتے کہ میں سمجھتا تھا کہ نماز شروع کر دی ہے پھر وہ سلام عرض کرتے اور واپس لوٹ جاتے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۷)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: جو مسلمان کسی مسلمان کی قبر پر گزرے اور سلام کرے تو دنیا میں اس سے جان پہچان رہی ہو یا نہ رہی ہو ہر حال میں قبر والا اس کے سلام کو سنتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔
(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۷)

☆ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی بزرگ ہیں اور علم حدیث وفن قرات کے ایک عظیم استاد ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے سینکڑوں مرتبہ سے زیادہ دیکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روضہ اقدس پر حاضر ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام کر کے گھر واپس جایا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۷)

☆ حضرت بشر بن منصور علیہ الرحمۃ بہت ہی عظیم المرتبت محدث اور عبادت و ریاضت اور زہد وتقویٰ میں بھی بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ روزانہ پانچ سو رکعت نوافل اور ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم کرنا ان کا معمول تھا۔ ۱۸۰ھ میں ان کا وصال ہوا۔ ان کا بیان ہے کہ طاعون (پلیگ) کے زمانے میں ایک آدمی روزانہ قبرستان جایا کرتا تھا اور جنازوں پر نماز پڑھ کر گھر آتا تھا۔ پھر شام کو قبرستان جا کر یہ دعا مانگتا تھا: اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وحشت کا مونس بنائے اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے۔ اس آدمی کا بیان ہے کہ میں ایک شام کو قبرستان نہیں گیا تو رات

کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک کثیر جماعت میرے پاس آئی اور جب میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کس ضرورت سے آپ لوگ میرے پاس آئے ہیں تو ان لوگوں نے بتایا کہ روزانہ تمہاری دعائیں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں لیکن ایک دن تمہاری دعاؤں کا ہدیہ ہم لوگوں کے پاس نہیں آیا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس خواب کے بعد کبھی میں نے قبرستان جا کر دعائیں مانگنا نہیں چھوڑا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۷)

دفن کے بعد قبر پہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا

علی بن موسیٰ حداد فرماتے ہیں: میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے ساتھ ایک جنازہ میں گیا اور محمد بن قدامہ جوہری بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ جب میت دفن ہوگئی تو ایک نابینا قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے لگا تو امام احمد بن حنبل نے اس سے کہا: اے فلاں: قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے پھر جب ہم لوگ قبرستان سے باہر آئے تو محمد بن قدامہ جوہری نے امام احمد بن حنبل سے کہا: آپ مبشر بن اسمٰعیل حلبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل نے کہا: وہ قابل بھروسہ اور ثقہ محدث ہیں۔ محمد بن قدامہ نے پوچھا: وہ حدیث میں آپ کے استاد بھی ہیں؟ امام احمد بن حنبل نے کہا: جی ہاں تو محمد بن قدامہ نے کہا: مجھے مبشر بن اسمٰعیل حلبی نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن علاء بن لجاج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ دفن کے بعد میرے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھی جائیں اور انہوں نے کہا: میں نے ابن عمر کو (ایسی) وصیت کرتے سنا ہے۔ یہ سن کر امام احمد بن حنبل نے علی بن موسیٰ حداد کو بھیجا کہ جا کر اس نابینا سے کہہ دو کہ وہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھا کرے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۸)

☆ حضرت محمد بن احمد مروزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم لوگ قبرستان جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اس کا ثواب تمام

قبرستان والوں کو پہنچا دو تو اس کا ثواب تمام قبر والوں کو پہنچ جائے گا۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۸)

حضرت ابوقلابہ علیہ الرحمۃ بہت ہی جلیل الشان محدث کبیر ہیں اور بڑے مشہور عابد بھی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں: میں شام سے بصرہ جاتے ہوئے ''خندق'' میں اتر پڑا اور وضو کر کے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ پھر میں جاگا تو صاحب قبر مجھ سے شکایت کرنے لگا کہ تم نے آج کی رات مجھے تکلیف پہنچائی پھر وہ کہنے لگا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو اور ہم عمل نہیں کرتے۔ سن لو تمہاری دو رکعتیں تمام دنیا کی چیزوں سے بہتر ہیں۔ پھر یہ کہا کہ تم جا کر دنیا والوں سے ہمارا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ تمہاری دعائیں پہاڑوں کے مثل عظیم بن کر ہم لوگوں کے پاس آیا کرتی ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۸)

ہم تو نہیں بدلے تم کیوں بدل گئے

ابوبکر رشیدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد طوسی معلم کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا: ابوسعید صفار سے کہہ دینا کہ ہمارا تمہارا تو معاہدہ تھا کہ ہم ایک دوسرے کو نہیں بھولیں گے تو ہم تو نہیں بدلے مگر تم بدل گئے۔ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے ابوسعید صفار سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: کیا بتاؤں میں ہر جمعہ کو ان کی قبر کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا اور کچھ ایصال ثواب کیا کرتا تھا لیکن اس جمعہ کو میں نہیں جا سکا اسی کی ان کو مجھ سے شکایت ہوگئی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۲۳)

☆ حضرت بشار بن غالب نجرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصریہ عدویہ کے لئے بکثرت دعائیں مانگا کرتا تھا تو ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہہ رہی ہیں: اے بشار بن غالب! تمہاری دعائیں ہدیہ کی شکل میں نور کی تھالیوں میں ریشمی رومال سے چھپا کر ہمارے پاس آیا کرتی ہیں میں نے کہا: وہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا: یادرکھو زندوں کی دعائیں اموات کے لیے مقبول ہو کر نور کے طباق

میں رکھ کر ریشمی کپڑے کے سرپوش سے چھپا کر مردوں کے پاس لائی جاتی ہیں اور لانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا ہدیہ ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے!

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر میں میت کی مثال یہ ہے کہ جیسے ڈوبنے والا فریاد کرنے والا آدمی' ہر وقت قبر میں مردوں کو انتظار رہتا ہے کہ اس کے باپ یا بیٹوں یا بھائیوں یا دوستوں کی طرف سے دعاؤں اور ایصال ثواب (فاتحہ) کا کوئی ہدیہ اس کے پاس آئے گا اور جب ہدیہ آجاتا ہے تو اس کو دنیا بھر کی نعمت پا جانے سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۷)

ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا ثواب:

دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں:

''حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہوگیا، آپ نے سبب پوچھا تو برائے مکاشفہ اس نے کہا: اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں، حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا تھا، یوں سمجھ کر کہ بعض روائتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا، اس نے عرض کیا کہ اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں''۔

(تحذیر الناس ص ۳۸)

الغرض! فقہ حنفی کی مشہور کتاب کے حوالے پہ اکتفا کر رہا ہوں۔ اس مسئلہ کے بارے میں اگر قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل دیکھنی ہو تو ہماری کتاب ''مقام غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں'' کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

الاصل هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره

Scanned with CamScanner

صلوة اوصوما اوصدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة

(ہدایہ ج ا ص ۲۷۶ باب الحج عن الغیر)

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو پہنچا دے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ کوئی بھی عمل ہو۔ یہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے دیتے ہیں

اب آخر میں موت کی یاد اور فکر آخرت کے موضوع پہ عربی زبان کے دو قصیدے اعراب و ترجمہ کے ساتھ لکھے جا رہے ہے جو کہ آخرت کے فکرمندوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ دنیا کی حقیقت کو اعلیٰ حضرت نے کیا خوب بیان فرمایا:

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے
وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

موت کی یاد میں قصیدہ (۱)

ضَيَّعْتَ عُمْرَكَ يَا مَغْرُوْرُ فِيْ غَفَلٍ
قُمْ لِلتَّلَافِيْ فَأَنْتَ الْيَوْمَ فِيْ مَهَلٍ

اے فریب خوردہ! تو نے غفلت میں عمر برباد کر دی، اٹھ کچھ تلافی کر کیوں کہ آج بھی تجھے مہلت نصیب ہے۔

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِمَّا فَاتَ مِنْ زَمَنٍ
وَانْدَمْ بِتَوْبٍ عَلٰى أَيَّامِكَ الْأُوَلِ

جو وقت ہاتھ سے نکل گیا اس پر آنسو بہا اور اپنی گزشتہ زندگی پر شرما کر توبہ کر

بَادِرْ إِلٰى صَالِحِ الْأَعْمَالِ مُجْتَهِدًا
فَالنُّجْحُ فِي الْجُهْدِ وَالْحِرْمَانُ فِي الْكَسَلِ

کمر ہمت باندھ کر اعمال صالحہ کی جانب سبقت کر کیونکہ محنت میں کامیابی ہے اور کسلمندی کا انجام محرومی ہے۔

كُنْ لَا مَحَالَةَ فِي الدُّنْيَا كَمُغْتَرِبٍ
عَلٰى رَحِيْلٍ دَنَا أَوْ عَابِرِ السُّبُلِ

دنیا میں ایسا رہ گویا تو سفر کے لئے پابرکاب ہے بلکہ راستہ سے گزر رہا ہے۔

دَارُ الْخُلُوْدِ مَقَامًا دَارُ آخِرَةٍ
إِنَّ الْإِقَامَةَ فِي الدُّنْيَا إِلٰى أَجَلٍ

ہمیشہ کی اقامت گاہ تو صرف آخرت ہے، دنیا میں قیام تو صرف میعاد مقررہ تک ہے

وَكُلُّ مَنْ حَلَّ فِي الدُّنْيَا فَمُرْتَحِلٌ
يَوْمًا لِمَنْزِلِهِ فِيْ إِثْرِ مُرْتَحِلٍ

دنیا میں جتنے لوگ آئے انہیں یکے بعد دیگرے اپنی منزل کی طرف کوچ کرنا ہے۔

هَلَّا اِعْتَبَرْتَ فَكَمْ حَلُّوْا وَكَمْ رَحَلُوْا
وَاِنَّمَا النَّاسُ فِىْ حِلٍّ وَّمُرْتَحِلٖ

یہاں کتنے آئے اور کتنے چلے گئے مگر تجھ کو کچھ بھی عبرت نہ ہوئی؟ اور یہاں تو جو بھی آیا کوچ کرنے کو آیا

اِذَا تَجَهَّمَ اَمْرٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ
لَمْ يُغْنِ عَنْكَ اقْتِنَاءُ الْمَالِ وَالْخَوَلِ

جب تجھے وہ حادثہ (موت) پیش آئے گا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا تو مال و دولت اور حشم و خدم تجھے کچھ بھی کام نہ آئینگے۔

يَقُوْمَ عَنْكَ الْاَطِبَّا وَالصَّدِيْقُ اِذَا
وَقَدْ طَوَوْا صُحُفَ التَّدْبِيْرِ وَالْحِيَلِ

اس وقت حکیم ڈاکٹر اور دوست احباب (تجھے بچانے کی) ساری تدبیریں ختم کر کے تیرے پاس سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

فَيُدْرِجُوْنَكَ فِى الْاَكْفَانِ مُنْتَزِعًا
عَنْكَ الثِّيَابَ مِنَ الْاَبْرَادِ وَالْحُلَلِ

تیرے جسم سے لباس فاخرہ اتار کر تجھے کفن کی چادروں میں لپیٹ دیں گے۔

وَيُوْدِعُوْنَكَ تَحْتَ الْاَرْضِ مُنْفَرِدًا
وَيَتْرُكُوْنَكَ مَحْجُوْبًا مِّنَ الْمُقَلِ

تجھے زمین کی تہہ میں تنہا چھوڑ دیں گے اور نظروں سے اوجھل کر دیں گے۔

وَقَائِلٍ مِّنْهُمْ قَدْ كَانَ خَيْرَ اَبٍ
وَقَائِلٍ مِّنْهُمْ قَدْ كَانَ خَيْرَ وَلِىٍّ

کوئی کہے گا' بڑا اچھا باپ تھا' کوئی کہے گا بڑا اچھا دوست تھا۔

وَقَائِلٍ قَدْ حَبَاهُ اللّٰهُ مَغْفِرَةً
وَقَائِلٍ طَابَ فِى الدُّنْيَا مِنَ الرَّجُلِ

کوئی کہے گا' اللہ مغفرت فرمائے' کوئی کہے گا دنیا میں بڑی اچھی گزار گیا۔

فَبَعْدَ ذٰلِكَ لَايَدْرُوْنَ مَافَقَدُوْا
وَهَمُّهُمْ فِىْ اقْتِسَامِ الْاِرْثِ بِالْجَدَلِ

اور اس (زبانی جمع خرچ) کے بعد انہیں یہ بھی خبر نہ ہوگی کہ کون چلا گیا ان کی ساری توجہ میراث کی تقسیم میں لڑنے مرنے پر لگی ہوگی۔

وَبَعْضُهُمْ مَعَ بَعْضٍ فِىْ مُخَاصَمَةٍ
وَاَنَّهُمْ لَبَيْنَ مَنْصُوْرٍ وَّمُنْخَذِلٖ

وہ ایک دوسرے سے خصومت اور مقدمہ بازی کریں گے اور پھر کوئی جیت گیا' کوئی ہار گیا ہوگا۔

وَيَاْخُذُوْنَ قَرِيْبًا فِىْ مَعَايِشِهِمْ
لَا يَذْكُرُوْنَكَ فِىْ خِلْوٍ وَمُحْتَفَلٖ

اور پھر بہت جلد پیٹ کے دھندے میں لگ جائیں گے وہ تجھے خلوت و جلوت میں کبھی یاد نہیں کریں گے۔

يَآاَيُّهَا الْغِرُّ لَا تَغْرُرْكَ صُحْبَتُهُمْ
خَيْرُ الْمَصَاحِبِ عِنْدِىْ صَالِحُ الْعَمَلِ

ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے ان کی مصاحبت سے دھوکہ نہ کھا' سب سے اچھا مصاحب نیک عمل ہے۔

فِيْمَ التَّغَافُلُ وَالْاَيَّامُ دَائِرَةٌ
فِيْمَ التَّكَاسُلُ وَالْاَحْوَالُ فِىْ حَوَلٖ

دن گزر رہے ہیں آخر یہ غفلت کیوں ہے؟ حالات بدل رہے ہیں تو پھر سستی وکسلمندی کیسی؟

فِيْمَ الْعَوِيْلُ لَدٰى دَارٍ خَلَتْ وَ عَفَتْ
فِيْمَ الْبُكَاءُ عَلَى الْاٰثَارِ وَالطَّلَلِ

ایسے گھر پر کیا رونا اور فریاد کرنا جو خالی ہو گیا اور جس کے نشان مٹ گئے اور یادگاروں اور کھنڈروں پر نوحہ وبکا کیسا؟

فِيْمَ التَّصَابِىْ وَاَيَّامُ الصِّبَا غَبَرَتْ
فِيْمَ النَّسِيْبُ وَلَا اِبَّانَ لِلْغَزَلِ

بچپن کا دور گزر چکا پھر یہ بچپنا کیسا؟ غزل گوئی کا وقت بیت گیا پھر یہ شعرو شاعری کیسی؟

وَكَيْفَ تَلْعَبُ وَالْخَمْسُوْنَ قَدْ كَمُلَتْ
وَكَيْفَ تَلْهُوْ وَنَارُ الشَّيْبِ فِىْ شُعُلٍ

پچاس سال کی عمر ہو چکی پھر کھیل کود کا کیا مطلب؟ سر سفید ہو چکا تو پھر اس کھیل تماشے کے کیا معنی؟

فَدَعْ ذِكْرَ لَيْلٰى وَ لُبْنٰى وَازْدِيَارِهِمَا
ثُمَّ ارْتِحَالِهِمَا مِنْ هٰذِهِ الْحِلَلِ

لیلےٰ ولبنیٰ ان کے وصال اور ہجر وفراق کے تذکروں کو اب جانے دے۔

تِلْكَ الْغَوَانِىْ وَاِنْ اَخْلَصْنَ خُلَّتَهَا
وَاللّٰهِ لَسْنَ بِرِيْئَاتٍ مِّنَ الدَّخَلِ

یہ بتان بے وفا خواہ کتنا ہی خلوص ومحبت جتائیں مگر واللہ یہ کھوٹ سے خالی نہیں۔

حُبُّ الْحَبَائِبِ حِرْمَانٌ وَّمَنْدَمَةٌ
فَالْغَوْلُ عَاقِبَةٌ لِّلشَّارِبِ الثَّمِلِ

ان نازنینوں کی محبت سراپا بدنصیبی وندامت ہے نشہ شراب کا انجام بدمستی و مدہوشی کے سوا اور کیا ہے؟

اِبْرَأْ اِلٰى كُلِّ حِبٍّ مِّنْ مَّحَبَّتِهٖ
وَثِقْ بِحُبِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاتَّكِلِ

ہر محبوب کی محبت سے دستبردار ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتۂ الفت استوار کر اور اسی پر بھروسہ کر

هُوَ الَّذِىْ حُبُّهٗ فَوْزٌ وَّ مَكْرُمَةٌ
وَحُبُّهٗ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ فَاكْتَمِلِ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کامیابی عزت وکرامت اور علامت ایمان ہے اس کی تکمیل کر۔

وَحُبُّهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا
وَلَا انْفِصَامَ لَحَبْلٍ مِنْهُ مُتَّصِلِ

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت وہ مضبوط حلقہ ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا اور جو رشتہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وابستہ ہو وہ پکا ہے۔

يَا حَبَّذَا حُبُّهٗ اُنْسٌ لِّمُنْفَرِدٍ
ذُخْرٌ لِّمُدَّخِرٍ زَادٌ لِّمُنْتَقِلِ

سبحان اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت انسان کے لئے سامان انسیت ہے ذخیرہ اندوز کے لئے بہترین ذخیرہ اور رعام سفر کے لئے توشہ ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ الشُّكْرُ لِقَائِلِهٖ
وَذٰلِكَ وَعْدٌ بِلَا خُلْفٍ وَّلَا خَطَلِ

اس ذات عالی کا احسان سمجھو جس نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس

سے محبت کی' یہ قطعی وعدہ ہے جس میں کوئی دغدغہ نہیں۔

أُحِبُّهُ وَلِذَا أَرْجُوْ شَفَاعَتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ مِنَ الْمَحْبُوْبِ فِيْ أَمَلٍ

مجھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے اسی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار ہوں' محب کو محبوب سے امید ہوتی ہے۔

سِيْنُ السَّلَامِ لَهَا الْأَسْنَانُ بَاسِمَةٌ
فَأَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّ السِّيْنِ لِلْقُبَلِ

سین' سلام کے دانت کھل رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سین کے دانتوں کو ہمیشہ مسکراتا رکھے۔

شُغْلُ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَالسَّلَامُ كَفٰى
فَبَارَكَ اللّٰهُ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ الشُّغُلِ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود وسلام بھیجنے کا شغل کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے اس شغل میں برکت دے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى نَبِيِّكَ طٰهٰ سَيِّدِ الرُّسُلِ

اے اللہ! ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما اپنے نبی طٰہٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر

موت کی یاد میں قصیدہ (۲)

لَيْسَ الْغَرِيْبُ غَرِيْبَ الشَّامِ وَالْيَمَنِ
إِنَّ الْغَرِيْبَ غَرِيْبُ اللَّحْدِ وَالْكَفَنِ

شام ویمن کا مسافر درحقیقت مسافر نہیں' البتہ گور وکفن کا مسافر واقعۃً مسافر ہے۔

لَا تَنْهَرَنَّ غَرِيْبًا حَالَ غُرْبَتِهِ
اَلدَّهْرُ يَنْهَرُهُ بِالذُّلِّ وَالْمِحَنِ

کسی اجنبی مسافر کو بحالت غربت ہرگز نہ جھڑکو' زمانہ نے اسے ذلت و مشقت کے ساتھ خود ہی جھڑک رکھا ہے۔

إِنَّ الْغَرِيْبَ لَهُ حَقٌّ لِغُرْبَتِهِ
عَلَى الْمُقِيْمِيْنَ فِي الْأَوْطَانِ وَالسَّكَنِ

اجنبی مسافر کا حق ہے ان لوگوں پر جو اپنے گھر اور وطن میں اقامت پذیر ہیں۔

سَفَرِيْ غَرِيْبٌ وَزَادِيْ لَنْ يُّبَلِّغَنِيْ
وَقُوَّتِيْ ضَعُفَتْ وَالْمَوْتُ يَطْلُبُنِيْ

میرا سفر ان دیکھے راستوں کا ہے میرا زاد سفر منزل تک پہنچنے کے لئے ناکافی ہے میری قوت کمزور ہو چکی اور موت میری تلاش میں ہے۔

وَلِيْ بَقَايَا ذُنُوْبٍ لَّسْتُ أَعْلَمُهَا
اَللّٰهُ يَعْلَمُهَا فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ

اور میرے پاس گناہوں کا انبار ہے جو خود میرے علم میں بھی نہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ وظاہر کو خوب جانتا ہے۔

Scanned with CamScanner

مَا اَحْلَمَ اللّٰهُ عَنِّیْ حَيْثُ اَمْهَلَنِیْ
وَقَدْ تَمَادَيْتُ فِیْ ذَنْبِیْ وَيَسْتُرُنِیْ

اللہ تعالیٰ کس قدر حلیم ہے کہ ان گناہوں کے باوجود مجھے مہلت دے رہا ہے اور میں مسلسل گناہ کئے جارہا ہوں اور وہ میری پردہ پوشی فرمارہا ہے۔

تَمُرُّ سَاعَاتُ اَيَّامِیْ بِلَانَدَمٍ
وَلَا بُكَاءٍ وَّلَا خَوْفٍ وَّلَاحَزَنِ

میری زندگی کے لمحات ندامت وگریہ اور خوف وحزن کے بغیر گزر رہے ہیں۔

اَنَا الَّذِیْ يُغْلِقُ الْاَبْوَابَ مُجْتَهِدًا
عَلَى الْمَعَاصِیْ وَعَيْنُ اللّٰهِ تَنْظُرُنِیْ

میں وہی ہوں کہ گناہ کرتے ہوئے مکان کے دروازے اچھی طرح بند کر لیتا ہوں حالانکہ اللہ کی آنکھ مجھے تب بھی دیکھ رہی ہوتی ہے۔

يَا زَلَّةً كُتِبَتْ فِیْ غَفْلَةٍ ذَهَبَتْ
يَا حَسْرَةً بَقِيَتْ فِی الْقَلْبِ تُحْرِقُنِیْ

آہ! کتنی لغزشیں غفلت میں سرزد ہو کر داستان ماضی بن گئیں اور کتنی حسرتیں دل میں اٹک کر میرے لئے آتش سوزاں بن گئیں۔

دَعْنِیْ اَنُوْحُ عَلٰى نَفْسِیْ وَاَنْدُبُهَا
وَاَقْطَعُ الدَّهْرَ بِالتَّفْكِيْرِ وَالْحَزَنِ

مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے نفس پر نوحہ کروں اور زندگی فکروغم میں بسر کروں۔

كَاَنَّنِیْ بَيْنَ تِلْكَ الْاَهْلِ مُنْطَرِحٌ
عَلَى الْفِرَاشِ وَاَيْدِيْهِمْ تُقَلِّبُنِیْ

وہ منظر گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ میں بستر مرگ پر اہل وعیال کے درمیان بیجان پڑا اور ان کے ہاتھ مجھے کروٹیں دلاتے ہیں۔

كَاَنَّنِیْ وَحَوْلِیْ مَنْ يَّنُوْحُ وَمَنْ
يَّبْكِیْ عَلَیَّ وَيَنْعَانِیْ وَيَنْدُبُنِیْ

ہاں وہ منظر بھی گویا سامنے ہے کہ میرے گرد نوحہ گروں کی بھیڑ ہے میری موت کا اعلان ہو رہا ہے اور مجھے مردہ حالت میں پکارا جارہا ہے۔

وَقَدْ اَتَوْا بِالطَّبِيْبِ كَیْ يُعَالِجَنِیْ
وَلَمْ اَرَ الطَّبِيْبَ الْيَوْمَ يَنْفَعُنِیْ

میرے علاج معالجہ کے لئے طبیب کو بلایا گیا لیکن آج طبیب کی چارہ گری میرے کس کام آئیگی؟

سَتَخْرُجُ الرُّوْحُ مِنِّیْ فِیْ تَغَرْغُرِهَا
وَصَارَ رِيْقِیْ مُرًّا حِيْنَ غَرْغَرَنِیْ

نزع کے وقت میری روح نکل جائے گی اور غرغرہ کے وقت لعاب دہن تلخ ہو جائے گا۔

وَاشْتَدَّ نَزْعِیْ وَصَارَ الْمَوْتُ يَجْذِبُهَا
مِنْ كُلِّ عِرْقٍ بَلَا رِفْقٍ وَّلَا هَوَنِ

بوقت نزع مجھ پر شدت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور موت بغیر کسی رورعایت کے رگ وریشہ سے روح کو کھینچنے لگی۔

وَسُلَّ رُوْحِیْ وَظَلَّ الْجِسْمُ مُنْطَرِحًا
بَيْنَ الْاَهَالِیْ وَاَيْدِيْهِمْ تُقَلِّبُنِیْ

لیجئے روح نکال لی گئی اور میرا جسم اہل وعیال کے درمیان بے حس وحرکت پڑا ہے اور ان کے ہاتھ مجھے الٹ پلٹ رہے ہیں۔

وَغَمَّضُوْنِیْ وَشَدُّوْا الْحَلْقَ وَانْصَرَفُوْا
بَعْدَ الْاِيَاسِ وَجَدُّوْا فِیْ شِرَی الْكَفَنِ

گھر کے لوگوں نے میری آنکھیں بند کر دیں' جبڑوں پر کپڑا باندھ دیا اور مایوسی کے بعد جا کر فوراً کفن خریدنے لگے۔

وَصَارَ مَنْ كَانَ اَحَبَّ النَّاسِ فِيْ عَجَلٍ
نَحْوَ الْمُغَسِّلِ يَاْتِيْنِيْ لِيَغْسِلَنِيْ

جو شخص مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا وہ بڑی جلدی سے غسل دینے والے کی طرف لپکا تاکہ وہ مجھے آ کر غسل دے۔

وَاَضْجَعُوْنِيْ عَلَى الْاَلْوَاحِ مُنْطَرِحًا
وَقَامَ فِي الْحَالِ مِنْهُمْ مَنْ يُّغَسِّلُنِيْ

مجھے تختۂ میت پر لٹا کر کچھ لوگ مجھے فوراً غسل دینے لگے۔

وَاَسْكَبَ الْمَاءَ مِنْ فَوْقِيْ وَغَسَّلَنِيْ
غُسْلاً ثَلاَثًا وَنَادَى الْقَوْمَ بِالْكَفَنِ

میرے اوپر پانی ڈالا تین بار غسل دیا اور لوگوں کو آواز دی' کفن لاؤ۔

وَاَلْبَسُوْنِيْ ثِيَابًا لَّا كِمَامَ لَهَا
وَصَارَ زَادِيْ حُنُوْطِيْ حِيْنَ حَنَّطَنِيْ

اور مجھے بغیر آستینوں کے چند کپڑے پہنا دیئے اور کافور لگا دیا' لیجئے یہی کافور میرا توشہ سفر ٹھہرا۔

وَاَخْرَجُوْنِيْ مِنَ الدُّنْيَا فَوَا اَسَفَا
عَلٰى رَحِيْلٍ بِلاَ زَادٍ يُّبَلِّغُنِيْ

اور اب انہوں نے مجھے دنیا سے نکال دیا' ہائے افسوس! سفر پر جا رہا ہوں مگر نہ توشہ ہے نہ زادراہ۔

وَحَمَّلُوْنِيْ عَلَى الْاَكْتَافِ اَرْبَعَةٌ
مِنَ الرِّجَالِ وَخَلْفِيْ مَنْ يُّشَيِّعُنِيْ

اور چار آدمیوں نے مجھے کندھوں پر اٹھا لیا' باقی لوگ مجھے رخصت کرنے کے لئے پیچھے ہوئے۔

وَقَدَّمُوْنِيْ اِلَى الْمِحْرَابِ وَانْصَرَفُوْا
خَلْفَ الْاِمَامِ وَصَلّٰى ثُمَّ وَدَّعَنِيْ

مجھے جنازہ گاہ میں لائے لوگ امام کے پیچھے صف آراء ہوئے اور اس نے جنازہ پڑھ کر مجھے رخصت کر دیا۔

صَلَّوْا عَلَيَّ صَلَاةً لَّا رُكُوْعَ لَهَا
وَلاَ سُجُوْدَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْحَمُنِيْ

مجھ پر ایسی نماز پڑھی جس میں نہ رکوع ہے نہ سجود' شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحمت فرمائے۔

وَاَنْزَلُوْنِيْ اِلٰى قَبْرِيْ عَلٰى مَهَلٍ
وَقَدَّمُوْا وَاحِدًا مِّنْهُمْ لِيُلْحِدَنِيْ

اور آہستہ سے مجھے قبر میں اتار دیا اور ایک شخص کو آگے بڑھایا کہ مجھے لحد میں رکھ دے۔

وَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَّجْهِيْ لِيَنْظُرَنِيْ
وَاَسْبَلَ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ وَّقَبَّلَنِيْ

اس نے آخری دیدار کے لئے میرا منہ کھولا' آنکھوں سے آنسو بہائے اور مجھے چوما۔

وَفِيْ ظِلاَمَاتِ قَبْرِيْ لاَ اُمِّيْ وَلاَ اَحَدٌ
وَلاَ اَبِيْ وَلاَ اَخٌ مَّنْ يُّؤَنِّسُنِيْ

اور میری تاریک قبر میں نہ میری ماں ہے نہ باپ' نہ بھائی' نہ کوئی اور جو میرا دل بہلائے۔

وَهَالَنِی اِذْرَاَتْ عَیْنَایَ اِذْ نَظَرَتْ
مِنْ هَوْلِ مُطَّلَعٍ اِذْکَانَ اَغْفَلَنِی

یہ تنہائی، یہ تاریکی اور یہ وحشت ہی کیا کم آفت تھی کہ اچانک میری آنکھوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا۔

مِنْ مُنْکَرٍ وَّنَکِیْرٍ مَا اَقُوْلُ لَهُمْ؟
قَدْهَالَنِی اَمْرُهُمْ جِدًّا فَاَفْزَعَنِی

منکر نکیر نمودار ہوئے ہائے اللہ! میں ان کو کیا کہوں ان کی ہولناکی نے تو میرے ہوش وحواس گم کر دیئے۔

وَاَقْعَدُوْنِی وَجَدُّوْا فِی سُؤَالِهِمْ
مَالِیْ سِوَاكَ اِلٰهِی مَنْ یُّخَلِّصُنِی

انہوں نے مجھے بٹھالیا اور سختی سے جواب طلبی کرنے لگے بارالہا! تیرے سوا میرا کوئی نہیں جو مجھے اس مخمصہ سے نجات دلائے۔

فَامْنُنْ عَلَیَّ بِعَفْوٍ مِّنْكَ یَا اَمَلِی
اُمْنُنْ عَلٰی تَارِكِ الْاَوْلَادِ وَالْوَطَنِ

اے میری امید! عفو ودرگزر کے ساتھ مجھ پر احسان کر یعنی اس غریب مسافر پر احسان کر جو اہل وعیال اور وطن سب کچھ پیچھے چھوڑ آیا۔

تَقَاسَمُوْا اَهْلِیَ الْمِیْرَاثَ وَانْصَرَفُوْا
وَصَارَ وِزْرِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ یُثَقِّلُنِی

گھر کے لوگ واپس جا کر میری میراث بانٹنے لگے اور گناہوں کے بوجھ کی گرانباری میری پشت پر آپڑی۔

وَاسْتَبْدَلَتْ زَوْجَتِیْ بَعْلًا لَّهَا بَدَلِیْ
وَحَكَّمَتْهُ فِی الْاَمْوَالِ وَالسَّكَنِ

میری بیوی نے نیا شوہر کر لیا اور گھر بار کا حکمراں اسے بنا دیا۔

وَصَیَّرَتْ اِبْنَهَا عَبْدًا لِّیَخْدِمَهٗ
وَصَارَ مَالِیْ لَهُمْ حِلًّا بِلَا ثَمَنٍ

اس نے اپنے بیٹے کو نئے شوہر کا غلام اور خادم بنا دیا اور میرے مال پر مال مفت دل بے رحم کے انداز میں تصرف کیا۔

فَلَا تَغُرَّنَّكَ الدُّنْیَا وَزُخْرُفُهَا
اُنْظُرْ لِاَفْعَالِهَا بِالْاَهْلِ وَالْوَطَنِ

دنیا والو! دنیا کی زیب وزینت سے دھوکا نہ کھاؤ اس نے بیوی بچوں اور وطن کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس پر نظر رکھو۔

وَانْظُرْ اِلٰی مَنْ حَوَی الدُّنْیَا بِاَجْمَعِهَا
هَلْ رَاحَ مِنْهَا بِغَیْرِ الْحَنْطِ وَالْكَفَنِ

دیکھو! جن لوگوں نے دنیا بھر کی دولت سمیٹ رکھی تھی وہ یہاں سے کافور اور کفن کے علاوہ بھی کچھ لے کر گئے؟

خُذِ الْقَنَاعَةَ مِنْ دُنْیَاكَ وَارْضَ لَهَا
لَوْ لَمْ یَكُنْ لَّكَ فِیْهَا اِلَّا رَاحَةُ الْبَدَنِ

اپنی دنیا سے زہد وقناعت لو اسی پر راضی رہو خواہ راحت بدن کے سوا تمہیں کچھ بھی میسر نہ آئے۔

یَا نَفْسُ كُفِّیْ عَنِ الْعِصْیَانِ وَاكْتَسِبِیْ
فَضْلًا جَمِیْلًا لَّعَلَّ اللّٰهَ یَرْحَمُنِیْ

اے میرے نفس نافرمانی سے باز آ اور (اللہ کا) فضل جمیل حاصل کر، امید ہے کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے گا۔

Scanned with CamScanner

يَا نَفْسُ وَيْحَكِ تُوْبِىْ وَاعْمَلِىْ حَسَنًا
عَسٰى تُجَازِيْنَ بَعْدَ الْمَوْتِ بِالْحَسَنِ

اے میرے نفس تجھے خدا سنوارے تو (اپنے گناہوں سے) توبہ کر اور کوئی نیک کام کر امید ہے تجھے نیک کام کی جزا ضرور دی جائے گی۔

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ سَيِّدِنَا
مَا ضَاضَأَ الْبَرْقُ فِىْ شَامٍ وَّفِىْ يَمَنِ

پھر ہمارے آقا سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج جب تک بجلیاں شام و یمن میں چمکتی رہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مُمْسِيْنَا وَمُصْبِحِنَا
بِالْخَيْرِ وَالْعَفْوِ وَالْاِحْسَانِ وَالْمِنَنِ

اور تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ہماری صبح و شام گزارتا ہے خیر اور درگزر اور احسان کے ساتھ اور نعمتوں کے ساتھ۔

گناہوں سے مجھ کو بچا یاالٰہی

گناہوں سے مجھ کو بچا یا الٰہی
بُری عادتیں بھی چھڑا یا الٰہی

خطاؤں کو میری مٹا یا الٰہی
مجھے نیک خصلت بنا یا الٰہی

تجھے واسطہ سارے نبیوں کا مولیٰ
مری بخش دے ہر خطا یا الٰہی

میں عشق نبی ﷺ میں رہوں گم ہمیشہ
تو دیوانہ ایسا بنا یاالٰہی

دکھا ہر برس تو حرم کی فضائیں
تو مکہ مدینہ دکھا یا الٰہی

جو روتے ہیں ہجر مدینہ میں ان کو
مدینے کی گلیاں دکھا یاالٰہی

بنا دے مجھے ایک در کا بنا دے
میں ہر دم رہوں باوفا یاالٰہی

مجھے مال و دولت کی آفت نے گھیرا
بچا یا الٰہی بچا یا الٰہی

نہ دے جاہ و حشمت، نہ دولت کی کثرت
گدائے مدینہ بنا یاالٰہی

یہ دل گور تیرہ سے گھبرا رہا ہے
پئے مصطفیٰ ﷺ جگمگایا الٰہی

عطار کو چشم نم دے کے ہر دم
مدینے کے غم میں رلا یاالٰہی

☆